وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ

قصص الانبیاء

مولفہ علامہ دہر و فہامہ عصر جناب

مولانا مولوی غلام نبی ابن عنایت اللہ

تصحیح

محمد شکیل مصطفیٰ اعوان ساہری پتی

ناشر اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ

قصص الانبیاء

مولفہ علامہ دہر و فہامہ عصر جناب
مولانا مولوی غلام نبی ابن عنایت اللہ

تصحیح
محمد شکیل مصطفےٰ اعوان صابری چشتی

ناشر
اکبر بک سیلرز
Ph: 7352022

Marfat.com

111418

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ..... قصص الانبیاء علیہم السّلام

مصنف ..... غلام نبی ابن عنایت اللہ

تصحیح ..... محمد شکیل مصطفیٰ اعوان صابری چشتی

صفحات 480

کمپوزنگ ..... ایم نعمان اطہر

ناشر ..... اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور

قیمت ..... 250/- روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰
اردو بازار
لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
○ تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و کائنات	7
○ بیان پیدائش حضرت آدم علیہ السلام	14
○ بیان قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام	16
○ بیان ملائکہ علیہم السلام کا	23
○ بیان حضرت شیث علیہ السلام کا	38
○ بیان حضرت ادریس علیہ السلام کا	38
○ بیان حضرت نوح علیہ السلام کا	41
○ بیان حضرت [illegible] علیہ السلام	56
○ بیان شداد بن عاد کا	55
○ بیان حضرت صالح علیہ السلام کا	58
○ بیان حضرت [illegible] علیہ السلام کا	61
○ بیان حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible]	71
○ بیان حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible]	80
○ بیان [illegible]	84
○ بیان [illegible]	85
○ بیان [illegible]	90
○ بیان [illegible]	91
○ بیان [illegible]	95
○ بیان [illegible]	96
○ بیان [illegible]	101
○ بیان [illegible]	111
○ بیان [illegible]	180
○ بیان حضرت شعیب علیہ السلام	187
○ بیان حضرت ایوب علیہ السلام	190

Marfat.com

- بیان حضرت ایوب علیہ السلام 198
- بیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا احوال سکندر ذوالقرنین کا 207
- بیان فرعون علیہ اللعنۃ 218
- بیان عوج بن عنق 224
- بیان پیدائش حضرت موسیٰ علیہ السلام 227
- بیان ہجرت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملاقات حضرت شعیب علیہ السلام 233
- بیان مراجعت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام 239
- بیان غرق ہونا دریا میں فرعون اور اس کی قوم کا 261
- بیان حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانے کا اور ان کی قوم کے گئوسالہ پوجنے کا 265
- بیان گئوسالہ پرستی قوم بنی اسرائیل اور سامری کی 270
- بیان قارون کے ہلاک ہونے کا 274
- بیان ہے عامیل مقتول بن سلیمان کا 279
- بیان ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام 289
- بیان وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام 287
- بیان عابد بلعم ابن باعور اور حضرت یوشع بن نون اور بنی اسرائیل کا 290
- بیان نبوت طالوت علیہ السلام 295
- بیان خرقیل ابن ثوری علیہ السلام 295
- بیان الیاس ابن یاسین بن محاص ابن امام عزارہ ابن ہارون کا اور وہ نبی مرسل تھے 296
- بیان حضرت حنظلہ علیہ السلام 298
- بیان حضرت شموئیل علیہ السلام کا 302
- بیان عداوت طالوت کی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ 303
- بیان نبوت حضرت داؤد علیہ السلام کا 305
- بیان مبتلا ہونا بلا میں حضرت داؤد علیہ السلام کا 306
- بیان مسخ ہونا بعضے بنی اسرائیل کا حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں 318
- بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا 320

Marfat.com

- بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤد کے ہاتھ سے 322
- بیان حضرت عزیر علیہ السلام کا 326
- بیان حضرت زکریا علیہ السلام کا 327
- بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام 330
- بیان حضرت شمعون علیہ السلام کا 331
- بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا 334
- نسبت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کی [illegible] 336
- [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام کی [illegible] چیونٹیوں سے بادشاہ کے ساتھ 338
- بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا [illegible] ہدہد کا [illegible] سے شہر سبا سے 341
- بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا شہر سبا میں [illegible] بادشاہ مخلوق کا [illegible] 350
- بیان حضرت سلیمان کا [illegible] 352
- بیان [illegible] 358
- بیان [illegible] 361
- بیان [illegible] 367
- بیان [illegible]
- [illegible]
- بیان [illegible]
- بیان [illegible]
- بیان [illegible] 387
- بیان [illegible]
- [illegible] 389

Marfat.com

○ بیان حضرت حلیمہ دائی جنہوں نے دودھ پلایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو 391

○ بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ رضی اللہ عنہ کا راستہ میں فوت ہونا اور فوت ہونا عبدالمطلب کا اور بمراہ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راستے میں 400

○ بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک آنحضرت کا اور نکاح کرنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے اور اقوال و افعال آنحضرت کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے 402

○ بیان اسماء و خصائل حمیدہ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 411

○ بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم 415

○ بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم 417

○ بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس 417

○ بیان معراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 431

○ بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی حقیقت کو اور یہودی کا مسلمان ہونا 445

○ بیان معجزات اور بزرگی اور خصائل حمیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم 448

○ بیان ہجرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم 460

○ بیان جنگ بدر الکبریٰ 463

○ بیان احوال جنگ احد 465

○ بیان احوال جنگ بدر الصغریٰ 467

○ بیان احوال جنگ خیبر 468

○ بیان وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 468

○ بیان فضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 474

○ بیان فضیلت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ 475

○ بیان فضیلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ 477

○ بیان فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ 479

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و کائنات

Marfat.com

لا الہ الا اللہ تک لکھا تو عرش لیا یا رب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کس کا ہے۔ پس جناب باری سے آواز کی آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ محمد رسول اللہ جب یہ حکم ہوا، ہیبت خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا۔ تب قلم نے محمد رسول اللہ لکھا تبھی سے قلم کا شگاف مسنون جاری ہوا قیامت تک اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کیے اور ہر برج میں اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کیے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے بنائے ایک کنگرے اور دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قندیل ہیں۔ اور ہر ایک اتنا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ کہ بیچ اس کے ہے اس میں اس طرح سما وے کہ جیسے ایک انگشتری بیچ میدان کے ڈال رکھی ہے اس کے بعد چار فرشتے پیدا کیے ایک بصورت آدمی، دوسرا بصورت شیر، تیسرا بصورت گدھا اور چوتھا بصورت گائے کے ہے، پاؤں ان کے تحت الثریٰ میں پہنچے ہوئے اور مونڈھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں۔ اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھاویں ہر ایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہوا ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے زور کیا پر عرش نہ اٹھا سکے۔ بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت آسمان و زمین اور جو کچھ بیچ اس کے ہے سب کا زور دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا سکے۔ عاجز ہو رہے پھر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ وَالْجَلَالِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَايَنَامُ وَلَايَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ ۔ ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشاہ اور عالم ملکوت کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور ذیشان ہے اور قدرت و کمال اور جلال اور بزرگی اور بڑائی کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس بادشاہ زندے کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا اور طاہر اور بہت پاک ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روحوں کا پروردگار ہے جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھا لیا۔ اور ایک روایت میں ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جب ان چار فرشتوں نے یہ تسبیح پڑھی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ترجمہ: میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ اور نہیں ہے توانائی اور قدرت کسی کو سوائے اللہ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تا کہ چاروں طرف عرش خدا کے تسبیح پڑھیں۔ اور طواف کریں اور مومن بندوں کے

Marfat.com

لئے آمرزش اور معافی چاہیں۔ قولہ تعالیٰ: اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (۴۰-۷) ترجمہ ''جو کہ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے، اے رب ہمارے! ہر چیز سمائی ہے تیری مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر بچا ان کو آگ کے صدموں سے'' اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک دانہ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ تیار کیا بلندی اس کی سات سو برس کی راہ چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یاقوت سرخ جڑا ہوا ہے اور قلم ہوا قلم کو حکم کہ لکھ علمی فی خلقی وما ھو کائن الی یوم القیامۃ [illegible] تک ہیں اور جتنی چیزیں کہ اور روح مخلوقات سے ہونے والی ہیں۔ قیامت تک [illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم [illegible] لا الٰہ الا انا [illegible] فعلی [illegible] فلیشکر علی نعمائی [illegible] فلیطلب رضائی [illegible] [illegible] [illegible]

بعضوں نے کہا کہ وہ مروارید کا تھا۔ بلندی اس کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی، جب اس کی طرف دیکھا ایزد عزوجل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا اور بعد اس کے۔ صبا و نور جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کے موج مار کر کف نکالو اور ویسا ہی کیا بعدہٗ قدرت الٰہی سے آگ دھواں دھار پیدا ہو کر اس پانی پر گئی اور اس سے دھواں نکل کر درمیان کرسی اور پانی کے ہوا پر معلق ہو رہا اور اسی دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی ایک پارہ سے تانبہ، ایک پارہ سے لوہا، ایک پارہ سے چاندی، ایک پارہ سے مروارید اور ایک پارہ سے یاقوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے آسمان اول اور ایک پارہ سے تانبے کا دوسرا آسمان اور ایک پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور ایک پارہ سے چاندی کا چوتھا آسمان اور ایک پارہ سے سونے کا پانچواں آسمان اور ایک پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور ایک پارہ یاقوت سرخ سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اس کف آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا۔ اسی جگہ پر کہ جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو، انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اس پشتہ خاک سے پیدا ہوئی، قولہ تعالیٰ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ (۴۱-۹) ترجمہ: بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں، اور روایت ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کف آب سے۔ پھر پوچھا کہ وہ کف آب کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر پوچھا موج کس سے نکلی فرمایا پانی سے پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے۔ کہا صدقت یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم پھر سوال کیا یا رسول اللہ زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمرد سبز سے اور آسمان کی سبزی اس کے پرتو سے کہا یا رسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے فرمایا پانچ سو برس کی راہ اور گرداگرد اس کے کس قدر ہے فرمایا دو ہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاند کی اور بعد میں اس کے کیا ہے فرمایا ستر ہزار عالم ہیں اور نیچے ہر عالم کے ستر ہزار فرشتے ہیں کہ آدم ان کی تسبیح سے پیدا ہوئے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا صدقت یا رسول اللہ اور اس طرف کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اژدہا دراز اس کی دو ہزار برس کی راہ ہے اور یہ سارے عالم اس کے حلقہ میں ہیں۔ کہا صدقت یا رسول اللہ ساتویں زمین پر کون ہے فرمایا فرشتے

Marfat.com

Marfat.com

دنیا سے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو''۔یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کرسکتا ہے۔پس جان لو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ہزار مخلوقات کو ایک طرفۃ العین میں پیدا کرسکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کامہ سے اپنے بندوں کو سمجھایا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تعجیل نہ کریں اور صبر کریں بمصداق اس کے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ یعنی صبر کنجی ہے کشادگی کی،اور بعداس کے تحت الثریٰ پیدا کیا اور تحت الثریٰ نام ہے زمین گل ترکا اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ثریٰ ایک سبز پتھر کا نام ہے اور نیچے ثریٰ کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار کہ اس کو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اس کے تابع ہے اور انیس فرشتے پیدا کرکے ان کو مالک کے زیر حکم کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ترجمہ ''دوزخ کے اندر انیس فرشتے ہیں''۔داہنے طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک اژدہا قائم ہے اور ہر ایک اژدہے کے سر پر ایک ایک سانپ درازی اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو اگر دوزخیوں کو ایک نیش مارے تو ستر ہزار برس تک درد سے اس کے لوٹیں اور فریاد وزاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے۔اگر ایک ستون اس کا حشر کے میدان میں ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن وانس اسے ہلانا چاہیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں،اور ان فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کیا خدایا ہم بخوف آتش دوزخ میں نہیں جاسکتے تب رب العالمین کا حکم ہوا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک خاتم بہشت سے اکر پیشانی پر ان کی مہر ثابت کردی اور اس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تاکہ آتش دوزخ ان پر اثر نہ کرے،تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے،اور جو مومن داغ محمدی پیشانی اور دل میں رکھے گا بمصداق اس کے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (۵۸-۲۲) ترجمہ: ''وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان کے ایمان''۔تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (۱۵-۴۴) ترجمہ: دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے،طبقہ اول جحیم،اور دوسرا جہنم اور تیسرا سقر،چوتھا سعیر،پانچواں لظیٰ،چھٹا ہاویہ، ساتواں حطمہ اور مروی ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے۔قولہ تعالیٰ فَخَلَفَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (۱۹-۵۹) ترجمہ: پھر ان کی جگہ آئے ناخلف کہ انہوں نے قضاء کی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے

Marfat.com

Marfat.com

جنات کو بنایا ہم نے آگ کی لو سے اور جنات سے جہاں بھر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر بھیجا نام ان کا یوسف تھا کہ ان کو شریعت بتلادے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مارڈالا اور زمین پر ظلم وفساد کرنے لگے، تب حق تعالیٰ نے عزرائیل کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

بیان پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیت کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۲-۳۰) اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیل کو حکم ہوا ایک مٹھی خاک ہر قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لائیں حضرت عزرائیل بحکم خداوندی ایک مٹھی خاک رنگارنگ کی تمام روئے زمین سے جمع کرکے لائے اور بموجب حکم الٰہی درمیان مکہ اور طائف کے رکھی اور اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اس مٹی پر برسائی اور اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم کا پتلا اس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک وہ قالب بیجان وہاں پڑا رہا جب عنایت الٰہی نے چاہا کہ ستارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم علیہ السلام میں داخل ہو لیکن روح لطیف نے خاک کثیف میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ خطاب رب الارباب کا روح کو پہنچا اُدْخُلْ اَیُّهَا الرُّوْحُ فِیْ هٰذَا الْجَسَدِ یعنی اے جان داخل اس بدن میں ہو، جب روح قالب میں آدم کے سر مبارک کی طرف سے داخل ہوئی، جس جگہ روح پہنچتی تھی بدن خاکی جو مانند ٹھیکرے کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک تک پہنچی حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ اٹھنے کا کیا وہیں زمین پر گر پڑے اس واسطے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا یعنی ہے انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام نے چھینکا اور الہام الٰہی سے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس کریم اور رحیم نے اپنی رحمت سے فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰہُ سب سے اول جلوہ رحمت الٰہی کا شامل حال حضرت آدم علیہ السلام کے ہوا اور بھید سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الٰہی کے ایک جوڑا مرصع فورا بہشت سے لایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ تشریف خلعتِ الٰہی سے مشرف کیا اور تخت عزت اور عظمت پر بٹھایا۔ نقل ہے کہ فرشتے ابتدائے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے کہ جس کو خدائے تعالیٰ خاک سے پیدا کرکے مسند خلافت پر بٹھائے گا تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ

Marfat.com

Marfat.com

سکوں طاؤس نے اس بات سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ بات تو سانپ سے کہو تب شیطان سانپ کے پاس گیا اور اپنے فریب کے منتر سے فریفتہ کیا، سانپ اس کو منہ میں لے کر بہشت میں لے گیا۔ پھر ابلیس حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کے پاس گیا اور رونا شروع کیا، حضرت آدم علیہ السلام اور حوا نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے۔ انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا، تب شیطان نے کہا کہ تم کو نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے اور تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور یہ بہشت کی نعمتیں تم سے چھین لی جائیں گی اور لذت حیات سے ذائقہ موت کا چکھو گے۔ ان دونوں کو اس بات کے سننے سے بہت غم ہوا۔ ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تم کو ایک درخت بتاؤں اگر تھوڑا میوہ تم اس کا کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا وہ کون سا درخت ہے۔ شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جس کے کھانے سے حق سبحانہ تعالیٰ نے منع کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور کہا ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہ ہوگی۔ جب شیطان نے قسم کھائی کہ تمہارا خیر خواہ ہوں وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّی لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِيْنَ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام اٹھ کر چلے گئے اور شیطانؑ نے حضرت حوا کی خدمت میں جا کر اسی طرح ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور سانپ نے شیطانؑ کے کہنے پر گواہی دی حضرت حوا نے آدم علیہ السلام سے عرض کیا کہ سانپ تو خادم بہشت کا ہے اور وہ بھی موافق اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں اگر کچھ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو اور نہیں تو تم دونوں تمام عمر بہشت کی نعمتیں چین سے کھایا کرنا۔

بیان قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام

توبہ آدم علیہ السلام شفاعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول ہوئی الہام ہوا اے آدم تم اور تمہاری بیوی سراندیپ میں جا رہو تا کہ فرزند تمہارے پیدا ہوں، آدم علیہ السلام برضائے الٰہی خطہ ہندوستان میں آئے اور بود و باش اختیار کی ایک روز جبرائیل علیہ السلام ٹکڑے لوہے کے لے کر ان کے پاس آئے تا کہ ان کو آہن گری سکھلا دیں حاجت آگ کی ہوئی آواز آئی اے جبرائیل آگ مالک دوزخ سے مانگ لے۔ جب انہوں نے آگ لا کر آدم علیہ السلام کو دی گرمی و تپش سے ان کا ہاتھ جلا آدم نے زمین پر ڈال دی وہ آگ سات طبق زمین کے چھید کر پھر دوزخ میں چلی گئی اور خبر ہے اسی طرح سات دفعہ دوزخ سے لائے پھر دوزخ میں جا داخل ہوئی آواز آئی اے جبرائیل سات دریائے رحمت سے دھو کر اسے لاؤ تب ٹھہرے گی اور کعب الاحبار نے لکھا ہے کہ جب جبرائیل آگ

Marfat.com

Marfat.com

سیاہ رنگ ہو گئے اور وہ ڈر گئے اور معلوم کیا کہ شاید مجھ پر دوسری پریشانی آ گئی۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا تم دو روز روزہ رکھو تو اللہ تعالیٰ غم کو شفائے کامل بخشے اور ان روزوں کا نام ایام بیض ہے کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہر مہینہ کی حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے فرض کئے تھے اور اس زمانے سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک اس پر عمل تھا۔ پس جب حضرت آدم نے خطہ ہندوستان میں آ کر مسکن کیا تو حوا حامل ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنی بیٹے کا نام قابیل اور بیٹی کا نام اقلیمہ رکھا وہ نہایت خوبصورت تھی پھر حوا حامل ہوئیں۔ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنی بیٹے کا نام ہابیل اور بیٹی کا نام غازورا رکھا مگر یہ خوبصورت نہ تھی۔ مروی ہے کہ حوا ایک سو بیس بار جنی تھیں۔ ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنتیں اور دوسری روایت ہے کہ ایک سو اسی بار جنی تھیں اور روایت کی گئی ہے کہ قابیل ماں کے پیٹ میں بہشت میں تھے پیدائش ان کی دنیا میں ہوئی اس واسطے کہ بہشت جائے پاک ہے نہ جائے آلودگی خون کی۔ جب ہابیل اور قابیل دونوں بڑے ہوئے تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا اور کہا ہے کہ دونوں بیٹوں کو دونوں بہنوں کے ساتھ یعنی قابیل کی بہن کی ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کی قابیل کے ساتھ شادی کر دو۔ تب انہوں نے حسب حال شادی کا اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر کہہ دیا۔ اس بات کو سن کر قابیل نے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن اقلیمہ صاحب جمال ہے میں اس کو نہیں دوں گا، آدم علیہ السلام نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو مان لے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر تم ہابیل کو دوست رکھتے ہو اور یہ بسبب دوستی کے تم کہتے ہو پہلے جس نے عدول حکم اپنے ماں باپ کا کیا وہ قابیل ہی تھا آخرش آدم علیہ السلام نے بموجب حکم خدا کے قابیل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ اور ہابیل کی بہن کی شادی قابیل کے ساتھ کر دی۔ بعد اس کے قابیل نے حسد سے ہابیل کو کہا کہ میری بہن اقلیمہ کو طلاق دے تو میں اپنی خدمت میں رکھوں گا۔ ہابیل نے کہا یہ میری بیوی ہے میرے باپ نے اس کے ساتھ شادی کر دی ہے میں ہرگز اپنے والد کا حکم رد نہ کروں گا۔ اور خدا کا حکم بجا رکھوں گا۔ آدم علیہ السلام نے جب یہ ماجرا سنا واسطے تشفی خاطر دونوں بیٹوں کے یہ انصاف کر کے فرمایا کہ دونوں بھائی کوہ منیٰ پر دو قربانیاں کرنے رکھ دو۔ جس کی قربانی خدا کی درگاہ میں مقبول ہو گی اس کی بیوی اقلیمہ ہو گی۔ پس دونوں بیٹوں نے حسب حکم باپ کے کئی بکریاں لا کر ذبح کر کے کوہ منیٰ پر رکھ دیں بمصداق اس آیت کریمہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (۵-۲۷) ترجمہ اور سنا ان کو تحقیق احوال آدم کے بیٹوں کا جب نذر مانی دونوں نے کچھ نذر پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے، غرض دونوں بھائیوں نے قربانی کوہ منیٰ پر رکھ کر دعا مانگی

Marfat.com

Marfat.com

ہوئی تمہارے باپ کی نہیں۔ ہابیل سے کہا اے بھائی اس میں میری کیا تقصیر ہے۔ خدا عادل ہے۔ اچھا اگر تو مجھے مارے گا میں تجھ کو نہیں ماروں گا حق برادری کا بجالاؤں گا۔ مگر تو روز حشر عنداللہ ماخوذ ہوگا اور مستوجب دوزخ ہوگا۔ اور میں خلاصی پاؤں گا وہ اس بات کے سنتے ہی اور بھی اس کا دشمن جانی ہوا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام حج کو گئے قضاء الٰہی سے ایک روز قابیل نے ہابیل کے بکری خانے کے پاس جا کر دیکھا اور وہ منگل کا دن تھا کہ ہابیل اس میں سوتا ہے۔ اس میں متردد ہوا کہ اس کو کس طرح سے مار ڈالوں قضاء الٰہی سے گریز نہ تھا۔ اس میں شیطان بصورت ایک شخص کے ایک سانپ ہاتھ میں لے کر سامنے قابیل کے آ کر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر سانپ پر مارا سانپ مر گیا۔ اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ تب قابیل نے ابلیس لعین سے تعلیم پا کر ایک پتھر زمین سے اٹھا کر ہابیل کے سر پر مارا ہابیل مر گیا اور وہ مردود خدا کی درگاہ میں عاصی و کافر ہوا۔ بعدہٗ گدھ اس پر آ گرے۔ قابیل متردد ہوا کہ اس کا کیا کرنا چاہئے۔ آخر اس لاش کو کاندھے پر لے کر گرد عالم کے پھرنے لگا جس زمین پر ہوا اس کا گرا وہ زمین شور ہو گئی پس خدائے تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ اپنے دوست کی نشیت کرے تب وے کو بھیجا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ترجمہ: پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اس کو دکھاوے کہ کس طرح چھپانا ہے میت اپنے بھائی کا خلاصہ یہ ہے کہ دو کوے اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ دونوں آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا بعد اس کے اپنے چنگل اور منقار (پنجہ اور چونچ) سے زمین کو کھود کر قبر کی مثال بنا کر اس میں اس کوے کو گاڑ کر چلا گیا۔ پس قابیل نے کہا يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ترجمہ: اے خرابی مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہو جاؤں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچھتانے۔ سورہ مائدہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے کوئی انسان نہیں مرا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا کہ مردے کے بدن کو کیا کرنا چاہئے۔ قابیل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن پڑا رہے گا۔ تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے تب اس کو مانند پشتارے کے باندھ کر کئی روز لئے پھرا آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا اس نے اس کو دکھا کر زمین کرید کر دوسرے مردہ کوے کو دفن کیا تو اس نے دفن کرنے کا طور دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے کے حق میں دیکھی تب وہ پشیمان ہوا۔ اس نے کوے کا حال دیکھ کر قبر کھودی اور ہابیل کو دفن کیا بعدہٗ جانے کا قصد کیا اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے زمین قابیل کو داب لے۔ تب حکم الٰہی سے زمین نے اس کو زانوں تک داب لیا جب قابیل نے زور بسوئے آسمان کیا اور کہا خدایا! ابلیس بھی تیری درگاہ میں مردود ہے اس کو بھی زمین داب لیتی۔ آواز

Marfat.com

Marfat.com

ان کے فرزند ایک سو بیس تھے اور اس وقت تک سوائے ہابیل کے کوئی بھی نہ مرا تھا۔ سب بیٹوں نے تب اپنے باپ کے پاس آ کر عرض کی کہ ہم کچھ روپے پیسے چاہتے ہیں کہ اس سے کماویں اور سوداگری کر کے کھاویں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک مٹھی سونا اور ایک مٹھی چاندی لا دی حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس قدر چاندی سونے سے ہمارے فرزندوں کا کیا ہوگا کہ وہ اس سے تجارت کر کے کھاویں پس غیب سے آواز آئی کہ سونے چاندی کو پہاڑوں میں ڈال دے تا کہ وہ وہاں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر بقدر حال اپنے تجارت کر کے کھاویں تو وہ قیامت تک کم نہ ہوگا پس بعد ہزار سال نے حضرت آدم بیمار ہوئے اور کھانے کے لئے مختلف اقسام کے میووں کی بیٹوں سے فرمائش کی۔ سب بیٹے میوے کے لئے گئے مگر حضرت شیث علیہ السلام تیمارداری میں باپ کی حاضر خدمت رہے جب ان لوگوں کے آنے میں تاخیر ہوئی تو حضرت شیث کو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس پہاڑ میں جا کر دعا مانگ تو حق تعالیٰ تیری دعا کی برکت سے میرے لیے میوے بھیجے گا حضرت شیث نے کہا آپ میرے والد بزرگ ہیں تو آپ کے دعا مانگنے سے حق تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے بیشک ضرور میوے بھیجے گا اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ میں شرمندہ ہوں باعث گندم خوری کے اور تم پاک صاف ہو تب انہوں نے حسب الحکم باپ کے وہاں جا کر دعا مانگی دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مع ایک طبق زرین اور اس میں طرح طرح کے میوے جیسا کہ امرود سیب و نارنجی۔ ترنج و لیموں۔ انگور، انجیر، خربزہ، وغیرہ اس میں رکھ کر اور دوسرا طبق زرسرخ کا اس پر ڈھانک کر ایک حور کے سر پر رکھ کر لائے۔ حور اپنے چہرہ سے نقاب کھول کر سامنے حاضر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل سے پوچھا: یہ حور کس لئے ہے؟ جبرائیل نے کہا حق تعالیٰ نے اس حور کو بہشت سے حضرت شیث کی زوجیت میں بھیجا ہے کیونکہ سب فرزند سوائے اس کے جفت پیدا ہوئے ہیں۔ بعض نے روایت کی ہے کہ وہ حور پھر بہشت میں چلی گئی اور ان کے لئے قیامت تک بہشت میں منتظر رہے گی اور مصنف اس کتاب کا لکھتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس حور کی شادی حضرت شیث سے کر دی اور اس حور کی عرب زبان تھی جو فرزند اس سے پیدا ہوتا وہ عربی بولتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسل سے ہیں۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے اس میوے سے کچھ آپ کھایا اور کچھ بیٹوں کو دیا۔ جس نے اس میوے کو کھایا فاضل تر اور دانا بینا ہوا۔ تب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اب قریب ہے کہ میں دنیا سے کوچ کروں گا۔ حضرت شیث قائم مقام میرا رہے گا تم سب اس کی فرمانبرداری کیجیئو۔ اور اس پر ایمان لائیو جب انہوں نے حضور میں اقرار کیا اس کے بعد حضرت نے اس دنیا سے رحلت

111618

Marfat.com

فرمائی بیٹے سب باپ کی مفارقت میں بہت روئے۔ نماز جنازے کی پڑھ کر دفن کیا۔ دو سال تک باپ کی قبر پر حاضر رہے بعدہٗ جدا ہو کر اپنے اپنے گھر گئے۔

بیان عزازیل علیہ اللعنۃ کا

[illegible]

Marfat.com

کار ہے۔اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔پس بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کر ہزار برس تک درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کرتا رہا۔ جبرائیل میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل اور جمیع ملائک اس منبر کے نیچے بیٹھ کر وعظ سنا کرتے تھے۔ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہووے تو عزازیل کو شفیع کریں گے تا کہ خداوند کریم ہمارا گناہ معاف کرے۔ اتفاقیہ ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ میں لکھا تھا جا پڑی اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پیٹنے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو روتے بھی ہو اور اپنے اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو۔انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و مردود ہو گا۔اس بات کو سن کر عزازیل کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے سب اس بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور اس دن عزازیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الٰہی جنوں نے پردۂ زمین پر آپس میں کشت وخون وفساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج تا کہ میں وہاں جا کر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا اے عزازیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر جا کسی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر بعد و درگاہ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے عزازیل اور اے جماعتِ ملائک میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۝ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۲-۳۰)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں شخص کو جو فساد اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو کہا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔تب جبرائیل علیہ السلام پر رب العالمین کا حکم ہوا کہ ایک مشت خاک زمین پر سے لاؤ بحکم الٰہی جبرائیل علیہ السلام بلندی سے آسمان کی فوراً اس زمین پر آئے کہ اب جہاں خانہ کعبہ ہے چاہا کہ ایک مشت خاک لیں اس وقت زمین نے ان کو قسم دی کہ جبرائیل برائے خدا مجھ سے خاک مت لے کہ اس سے خلیفہ پیدا ہو گا اور اس کی اولاد بہت عاصی و گنہگار ہو گی جب عذاب ہو گی۔ میں مسکین خاک پا ہوں طاقت و تحمل عذاب خدا کا نہیں رکھتی ہوں، اس بات کو سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام خاک سے باز آئے غرض اسی طرح سے جبرائیل پھر گئے اور میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام سے بھی یہ کام انجام کو نہ پہنچا تب عزرائیل کو بھیجا ان کو بھی زمین نے

Marfat.com

Marfat.com

میں رکھ کر اور طبق پوش نور سے ڈھانک کر آدم علیہ السلام کے سر پر لا رکھا پھر وہ طبق پوش اس کی جان سے اٹھایا اور تمام ملائک ساتوں آسمان کے دیکھنے کو آئے کہ جان آدم کی قلب میں کیونکر جاتی ہے اس کو دیکھیں اور یہ آواز آئی اَیُّھَا الرُّوْحُ اُدْخُلْ فِی ھٰذِا الْجَسَدِ ترجمہ: اے جان آدم اس قالب سے اندر جا سو تب سات مرتبہ ان کی جان پاک نے اطراف میں ان کے قالب کے گشت کیا اور اندر نہ جا سکی اور عرض کی یا خالق میں جسم نورانی رکھتی ہوں اور یہ قالب اندھیرا کثیف ہے میں کیونکر جاؤں پھر یہ آواز آئی اُدْخُلْ کَرْھًا وَّاخْرُجْ کَرْھًا ترجمہ: اے جان آدم داخل ہو تن میں نفرت سے اور نکل آ تن سے نفرت سے اسی وقت جان پاک آدم کی ناک کی راہ سے داخل ہو کر چاروں طرف دماغ کے پھرنے لگی۔ جب آدم نے آنکھیں اپنی کھولیں فوراً جان ان کے دماغ سے حلق میں آ رہی اور حلق سے سینے میں اور سینے سے ناف تک پہنچی جب وہ گل (مٹی) گوشت پوست ہڈی رگ اور آنت ہو گئی بعد ازاں آدم نے اللہ کی قدرت سے ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے کا قصد کیا اس میں فرشتے بول اٹھے کہ یہ بندہ شتاب کار ہو گا اب تک آدھا تن اس کا گل ہے اور چاہتا ہے کہ اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ترجمہ: انسان بڑا جلد باز یعنی شتاب کار اور آدم علیہ السلام نے اپنے سارے بدن پر نظر کر کے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز سے بنایا اور جان آدم کی جوڑوں اور بندوں میں مانند ہوا کے اور گوشت پوست میں سارے بدن کے پھر رہی تھی۔ تب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ دماغ آدم علیہ السلام کو سہلا دیں اور پیشانی ان کی ملیں اور ایسا ہی ہوا۔ تب جان ان کی گوشت پوست اور رگوں میں قرار پذیر اور مستحکم ہوئی فی الفور چھینک آئی آدم بالہام خدائے تعالیٰ کے کلمہ الحمد للہ زبان پر لائے اور اس کا جواب رب العالمین کی طرف سے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ارشاد ہوا۔ اسی لئے اس کا جواب ہوا جو کوئی چھینکے اور الحمد للہ پڑھے تو سننے والے پر واجب ہے کہ اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔ بعد اس کے جناب باری سے حضرت جبرائیل کو ارشاد ہوا کہ وہ چھینک لے کر اس سے ایک بندہ عیسیٰ ابن مریم پیدا کروں گا اور جب آدم خاک سے اٹھے حق تعالیٰ کے حکم سے ایک تخت مکلل (مرصع، جگمگاتا) پر بہشت میں چالیس میل کا زر و زیور جواہر سے اور حلہ (بہشتی لباس) اور تاج زریں پہن کر جا بیٹھے اور نور ان کی پیشانی کا عرش تک چمکتا رہا اور وہ نور درحقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جناب رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائک آدم کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا نہ کہ عبادت کہ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (۲-۳۴)

Marfat.com

جب کہ ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے نہ سجدہ کیا اور تکبر کیا اور تھا وہ منکروں میں سے فرشتوں نے جب سجدے سے سر اٹھایا تو وہاں ابلیس کو کھڑا ہوا دیکھا اور معلوم کیا کہ وہ ابلیس ہے جس نے سجدہ نہ کیا پھر دوسری دفعہ فرشتے سب سجدے میں گئے پھر سجدہ کا حکم ہوا اور سجدہ ثانی شکر کا تھا تب رب العزت نے ابلیس کو فرمایا

يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ○

(۳۸ ـ ۷۵)

ترجمہ ـــ ابلیس تجھ کو کیا مانع ہوا کہ سجدہ کرے تو اس چیز کو جو میں نے بنائی ہے دونوں ہاتھوں (دست قدرت) سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا رہے میں ابلیس نے

ـــ ہے۔

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ○ ـــ ۱۲

ـــ میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا تو نے

بات یہ ہے میں نے سجدہ چھ دن سے یہ سجدہ تب نہ کرنے والوں سے

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ○

یہاں سے نکل جا تو مردود ہے تجھ پر میری پھٹکار قیامت

ـــ بات میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے

بعض نے کہا ہے

عبارت فاستظر الی یوم (۳۸ ـ ۱۵) ـــ

قال من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم (۱۵ ـ ۳۸)

ترجمہ مجھ کو مہلت دے اس وقت تک جو ـــ

Marfat.com

کا دمیں آدمی کے جا بیٹھا اور تاک میں رہا پھر کہا شیطان نے۔

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○ (۳۸-۸۲،۸۳)

ترجمہ: قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں

چنے ہوئے پس حق تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

(۳۸-۸۴،۸۵) ترجمہ: ٹھیک بات یہ ہے کہ ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور ان سے

جو تیری راہ پر جائیں گے بعد جناب باری کے حکم کے تخت آدم کا فرشتہ نے جنت الفردوس میں جا رکھا

اور سب نعمتیں جو حق تعالیٰ نے ان کو عنایت کی تھیں ان کے ساتھ ان کو قرار و تسلی نہ تھی کیونکہ آرام و تسلی

جو کچھ ہوتی ہے اپنے ہم جنس سے ہوتی ہے اور عالم تنہائی میں کوئی ہم جنس ان کا نہ تھا اور خالق کی مرضی یہی تھی

کہ ان کا جفت و ہمسر پیدا کرے کیونکہ بے جفت و بے مثل بے مانند و بے حاجت سوا خدا کے کوئی نہیں

جب وہ بے قرار ہوئے تب حق تعالیٰ نے ان کو خواب میں ڈالا اور وہ ایسے سوئے کہ نیند نہ آئی نہ بیدار

ہوئے اس صورت میں خالق نے جبرائیل علیہ السلام سے ایک ہڈی بائیں پہلو سے ان کے نکلوائی اور

اس سے ان کو درد و الم نہ پہنچا تھا اگر پہنچتا تو ہرگز محبت عورتوں کی دل میں مردوں کے نہ ہوتی۔ اس ہڈی

سے حضرت حوا کو بنایا خوبصورتی و نیک روئی و ملاحت و حسن و جمال اور جو کچھ خوبیاں جہان کی عورتوں

میں تھیں تمام تر حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو بخشیں اور زیر کی شرم اور مہر و شفقت کمال ان کو دی اور حلّہ

زریں بہشت سے لا کر ان کو پہنائے اور تاج زریں ان کے سر پر رکھ کر تخت زریں پر بٹھایا۔ بعد اس

کے آدم کو نیند سے بیدار کر کے حوا کے ساتھ جلوہ دیا۔ آدم علیہ السلام نے حوا کو اس طرح دیکھ کر بے

اختیار چاہا کہ ان پر دست انداز ہوں تب ندا و الٰہی سے آواز آئی کہ اے آدم خبردار اسے مت چھوؤ

بے نکاح اس کی صحبت حرام ہے تب آدم نے ان سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی بعدہٗ حق تعالیٰ نے

آدم کا نکاح حوا کے ساتھ کر دیا اور فرمایا سر اور پردے اور حجلے جتنے ہیں لگائے جائیں اور طبق زمرد و

مروارید اور جواہرات نثار کئے اور ساتوں آسمان کے فرشتے سب درخت طوبیٰ کے نیچے حاضر ہوئے

بعد حق تعالیٰ نے وہ پردے سب اٹھا لئے اور ثنا اپنی آپ کو سنا دی۔

اَلْحَمْدُ ثَنَائِیْ وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِذَارِیْ وَالْخَلْقُ عَبِيْدِیْ وَاِمَآئِیْ

وَاَنْبِيَاءُ رُسُلِیْ وَاَوْلِيَآئِیْ وَمُحَمَّدٌ حَبِيْبِیْ وَرَسُوْلِیْ خَلَقْتُ الْاَشْيَآءَ لِيُسْتَدْرَكَ

بِهَا عَلَیَّ وَحَدَانِيَّتِیْ اِشْهَدُوْ امَلٰئِكَتِیْ وَسُكَّانَ سَمٰوَاتِیْ وَحَمَلَةُ عَرْشِیْ قَدْ

زَوَّجْتُ اَمَتِیْ حَوَّآءَ وَاٰدَمَ بِبَدِيْعِ نَظْرَتِیْ وَمَنِيْعِ قُدْرَتِیْ وَصِدَاقُ اٰدَمَ لِحَوَّآءِ

Marfat.com

تسبیحی وتنزیہی وتحلیلی وتقدیسی وھی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لاشریک لہ یاآدم یاحوآء ادخلا جنتی وکلامنہا نصرتی ولا تقربا ھذہ
الشجرۃ فتکونا من الظلمین وسلام علیکما ورحمتی وبرکتی

حق تعالیٰ سبحانہ تعالیٰ نے نکاح میں آدم وحوا علیہما السلام کے یہ ثنا پڑھی اور کہا حمد میری ثنا ہے اور
بزرگی میرا شعار اور عظمت میری ازار ہے اور کل مخلوقات میرے غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیاء میرے
رسول اور اولیاء میرے دوست اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے حبیب اور رسول ہیں اور پیدا کیا میں نے
کل شی وتا کہ گواہی دیوے میری وحدانیت پر اور گواہ رہیں میرے فرشتے سب اور سب آسمان کے
رہنے والے اور عرش کے اٹھانے والے بیشک میں نے نکاح باندھ دیا آدم وحوا کا ساتھ اپنی بدیع
قدرت اور صنع قدرت سے اور آدم علیہ السلام کا مہر حوا کے نکاح کا میری تسبیح اور تنزیہ اور تحلیل اور
تقدیس ہے کہ نہیں ولی معبود سوائے خدا کے ایسا کہ وہ واحد ہے نہیں ولی اس کا شریک اے آدم تو
اور تیری عورت جنت میں رہو تم دونوں اس سے سب میوے کھاؤ جو چاہو تم دونوں جہاں سے چاہو
اور نزدیک نہ جانا تم دونوں اس درخت کے ورنہ ہو جاؤ گے تم دونوں ظالموں سے اور سلام ہو تم دونوں پر
اور رحمت میری اور برکت میری۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم

Marfat.com

سب نعمتیں بخشیں اور حوا کو تم پر حلال کیا۔ بعدہٗ حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلْنَا يَادَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (۲-۳۵)

ترجمہ: اے آدم تو جنت میں جا اور بیوی تیری بھی اور کھاؤ اس میں بافراغت ہوکر جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے نزدیک مت جانا ورنہ پھر تم بے انصاف ہو گے۔ مروی ہے کہ اس درخت کی جڑ چاندی کی اور ڈالیاں سونے کی اور پتیاں زبرجد سبز کی تھیں، آدم علیہ السلام نے اس درخت کی طرف نظر کی نہایت خوش وضع اور خوبصورت دیکھا کہا سبحان اللہ کیا خوبصورت درخت ہے حق تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا مگر اس سے میوہ مت کھانا تب وہ بولے جب تو نے وہ خوبصورت درخت مجھے بخش دیا تو پھر مجھے اس کے میوے کھانے سے کیوں منع فرمایا تب حکم ہوا کہ اے آدم تم مہمان ہو میرے گھر کے اور وہ درخت ہے تمہارا۔ اور یہ چیز بعید ہے کہ مہمان میرا ہو کر اپنی چیز کھائے بعدہٗ ایک طرف سے آواز آئی اے آدم صبر کر اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ اے صبر تو آدم کے پاس مت جا اور تیسری طرف سے آواز آئی اے ابلیس تو حوا کو للچا اور اس کی خواہش دلا۔ پس قضا نے کہا کہ الٰہی اس کا کیا سبب ہے حکم ہوا کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ اس باغ سے باغِ دنیا میں بھیجوں گا تا کہ قدرت میری ظاہر ہو اور مرتبہ زیادہ ہو اور کہا گیا اے نمرود تو حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈال اور آگ کو کہا گیا کہ اے آتش تو مت جلا اے ابلیس تو تلقین کر پھر قضا نے عرض کی حکم ہوا کہ مجھے اس میں کچھ تامل ہے مگر آتش کو ریحان سے بدل دوں تا کہ خلق میں میرا دوست پیدا ہو اور کہا گیا اے مومنو! تم معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو ان کو جلوہ دے اور کہا کہ اے دنیا تو دل میں بندوں کے شیریں بن جا اور بندوں کو کہا گیا اے بندو! تم دنیا سے دور رہو تا کہ جفا کو وفا سے تبدیل کر دوں اور میری رحمت و مغفرت میں زیادتی ہو انصاف کے دن اور کہتے ہیں کہ بہشت میں چار چیزیں نہیں بھوک، پیاس، سردی، دھوپ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى (۲۰-۱۱۹،۱۱۸)

ترجمہ: تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں نہ ننگا ہو اور یہ کہ نہ پیاسا ہو اس میں اور نہ دھوپ کا صدمہ پاوے اور آدم ہوشیار ہو شیطان کے مکر و فریب سے کہ وہ تیرا دشمن صاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَقُلْنَا يَادَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ (۲۰-۱۱۷)

ترجمہ: پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو

Marfat.com

Marfat.com

بہشت سے نکالے گا کیونکہ تم کو اس درخت کے میوے کھانے سے منع کیا ہے۔ مگر جو اس درخت کے میوے کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا۔

قولہ تعالیٰ: قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (۲۰-۱۲۰)

ترجمہ: کہا شیطان نے اے آدم تمہیں بتاؤں وہ درخت کہ جس سے زندگی جاوید ملے اور بادشاہی پرانی نہ ہو اور بولا قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور تمہاری برائی نہیں چاہتا بلکہ میں تو آپ کو نصیحت کرتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ (۷-۲۱'۲۲)

ترجمہ: اور شیطان نے ان کے پاس قسم کھائی پس حوا نے اس کے قسم کھانے سے یقین کرلیا کہ یہ جو کہتا ہے سچ کہتا ہے تب اس سے فریب کھا کر اس درخت پر ہاتھ بڑھایا تین دانے گندم کے لئے ایک تو آپ کھایا اور دو دانے حضرت آدم کے لئے لائیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حوا نے گندم خوشے سے توڑ لئے تو خوشے کی جگہ سرخ ہوگئی اور ایک قطرہ خون اس سے ٹپکا تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم بیان فرما کر فرمایا کہ تمہاری بیٹیوں کو قیامت تک ہر مہینے میں ایک مرتبہ خون آلودہ کروں گا اور اپنے درخت کی داد تجھ سے اور تیری بیٹیوں سے لوں گا۔ پس حضرت آدم بہشت میں جب تخت پر جا بیٹھے گندم خود بخود ان کے نزدیک آموجود ہوا۔ اور جب بوئے شیریں اس کی حضرت کو معلوم ہوئی تب حضرت نے تخت سے کہا کہ یہ تو یہاں سے مجھے دور لے جا کر رکھ۔ جب وہ تخت سے نیچے اترے تو وہاں بھی گندم جا موجود ہوا غرض جہاں کہیں حضرت جا کر بیٹھے وہیں گندم بھی آجاتا خبر بیان کی جاتی ہے۔ کہ اسی طرح تخت نے ان کو ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر بھی جا پہنچایا مگر وہاں بھی گندم جا موجود ہوا۔ بعدہٗ گندم کہنے لگا اے حضرت آدم علیہ السلام جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے سو وہ ضرور پہنچے گا۔ اگر تم لاکھوں برس کی راہ کے فاصلہ پر بھی جا کر رہو گے گندم وہاں بھی پہنچے گا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دو دانے گندم کے لے گئیں۔ وہ بولے یہ کیا چیز ہے۔ حوا نے کہا یہ پھل اس درخت کا ہے جس درخت کے پھل کھانے سے ہمیں خدا نے منع فرمایا تھا۔ اس میں سے میں نے ایک دانہ کھایا اور دو آپ کے واسطے لائی ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اس میں کیا لذت ہے؟ وہ بولیں کہ حلاوت و شیریں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں کھاؤں گا میرا اللہ تعالیٰ سے عہد ہے کہ اس درخت سے میوے نہ کھانا اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْلَهٗ عَزْمًا ○ (۲۰-۱۱۵)

Marfat.com

ترجمہ اور ہم نے عہد کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں پختہ
ہمت ۔ اور جب حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے
سے کہا پھر دیا تو بیہوش ہو کر اس سے دانہ گندم کے سے کھا گئے اور عہد شکنی کی ۔ ہنوز دانے تھی
حق کے پیچھے نہیں ترے تھے کہ تاج ان کے سر سے اڑ گیا اور تخت سے بھی نیچے رہ گئے ۔ اور دونوں
رہنے لگے جیسا کہ حق نے فرمایا

فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا

[illegible]

ترجمہ پھر پیچھے رہا ان سے میرے ارادہ ہوئیں شامل ان کی بات سے
پیچھے قرار نہ پائے ہم نے اس کا پختہ ارادہ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو
پھر سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

الخسرین O(۷-۲۳)

ترجمہ: آدم وحوا نے کہا اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جائیں گے نامراد اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ O

(۳۶-۲)

ترجمہ: ''اور ہم نے کہا تم اترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تم کو زمین پر ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک اور کہا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے نکالے جاؤ گے۔'' (یہ مضمون کلام اللہ کا ہے) تب فرمان رب العالمین کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ہوا کہ آدم وحوا اور سانپ اور شیطان اور طاؤس ان سب کو بہشت سے نکال کر دنیا میں بھیج دو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے یہ حال بیان کیا وہ اس بات کو سنتے ہی گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی میں زار و قطار رونے لگے۔ آخر ایک ٹکڑا لکڑی کا مسواک کے واسطے وہاں سے لیا اور وہ لکڑی پشت بہ پشت ان کے خاندان میں چلی آئی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا عصا بنی۔ آدم وحوا اور مور و سانپ اور شیطان مردود ان پانچوں کو بہشت سے نکال کر اول آدم کو سراندیپ میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا اور حوا کو خراسان میں اور طاؤس کو سیستان میں اور سانپ کو اصفہان میں اور شیطان علیہ اللعنۃ کو کوہ دماوند میں ڈالا اس وقت سانپ کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر کے تھے بباعث واقعہ ہونے اس ماجرے کے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے لئے تاکہ وہ پیٹ سے چلے اور خاک چھانے اور کھاوے۔ آدم علیہ السلام کو جب سراندیپ میں ڈالا وہ اپنی خطا سے چالیس برس تک روتے رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تین سو برس تک روتے رہے ایسا کہ آب چشم سے ان کی نہریں جاری ہوئیں اور کنارے پر نہروں کے درخت خرما اور لونگ اور جائفل پیدا ہوئے اور حوا کے آنسو سے مہندی اور وسمہ اور سرمہ پیدا ہوا اور جو قطرات ان کے آنسو کے دریا میں گرے اس سے مروارید پیدا ہوئے تاکہ ان کی لڑکیوں کے زیورات بنیں اور ایک روز جبرائیل علیہ السلام آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے آدم علیہ السلام قبل اپنی موت کے حج کر لو وہ موت کی خبر سنتے ہی ڈرے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور حج کا قصد کیا جس جگہ پر ان کا قدم جاتا وہاں گاؤں اور بستی ہو جاتی اور جس جگہ پر وہ ٹھہرتے اور اپنی مسافت کی منزل کرتے تو اس جگہ پر خداوند کریم چند روز میں شہر بنا دیتا اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ تک حضرت آدم علیہ السلام کے تیس قدم ہوئے تھے اور جب وہ مکہ کے نزدیک پہنچے سب فرشتے وہاں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یا

Marfat.com

[illegible]

فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ الخ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

تمہارے فرزند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیونکر ہوگی۔ تب آواز آئی اے آدم ان کی تدبیر میں نے آج سے کر رکھی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یارب العالمین کیا تدبیر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا بعضوں کو ان کے آباء کے اصلاب میں اور بعضوں کو امہات کے ارحام میں کسی کو رہنے زمین پر اور کسی کو زیر زمین رکھوں گا۔ پھر حضرت آدم نے کہا۔ خداوند میرے فرزند کے لئے کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا کوئی مومن ہے تو کوئی کافر ہے اور کوئی تونگر ہے اور کوئی فقیر ہے کوئی خوش حال ہے کوئی غمناک پھر کہا یہ سب مساوی ہوتے تو کیا خوب ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے اس لئے خوش حال کو غمناک اور تونگر کو درویش اور مطیع کو عاصی نہ کیا تاکہ شکر کریں پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ذریات آدم کی کھڑی ہوویں صف باندھ کر مشرق سے مغرب تک اسی وقت کھڑی ہوگئیں سب کی سب جو لوگ داہنی طرف آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب مومن تھے اور صف اول میں انبیاء اور انبیاء میں سب سے آگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اور جو لوگ بائیں طرف ان کے کھڑے تھے وہ سب کافر تھے اور صف اول میں ان کے جبار اور متکبر تھے بعد ازاں ارشاد ہوا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ قَالُوْا بَلٰی بولے سب سچ ہے تو بیشک ہمارا رب ہے بعد اس کے حق تعالیٰ نے کہا سجدہ کرو تم اپنے رب کو پس جو لوگ کہ داہنی طرف حضرت آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ کہ بائیں طرف تھے ان لوگوں میں سے کسی نے بھی سجدہ نہیں کیا پھر دوسری دفعہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اُسْجُدُوا یعنی سجدہ کرو تم اپنے رب کو جو لوگ بطرف راست تھے ان میں سے سجدہ کسی نے کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ بطرف چپ تھے ان میں سے بھی بعض نے سجدہ کیا اور بعض نے نہ کیا! یہ حقیقت دیکھ کر حضرت آدم نے جناب باری میں عرض کیا اے رب اس میں عجیب و غریب جو میں نے دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ داہنی طرف میرے کھڑے تھے پہلے حکم میں سب نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف ہے اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس میں کیا راز الٰہی تھا ندا آئی اے آدم جس قوم نے کہ اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن مریں گے اور جنہوں نے اول و آخر میں سجدہ نہ کیا وہ کافر پیدا ہوں گے اور کافر مریں گے اور جنہوں نے اول حکم میں سجدہ کیا ثانی میں نہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور کافر مریں گے نعوذ باللہ من ذلك اور جس نے ثانی حکم میں سجدہ کیا اور اول میں نہ کیا وہ کافر پیدا ہوگا اور مومن مرے گا۔

قَالَ هٰؤُلَآءِ فِی الْجَنَّةِ وَلَآ اُبَالِیْ وَهٰؤُلَآءِ فِی النَّارِ وَلَآ اُبَالِیْ

Marfat.com

Marfat.com

بیان حضرت شیث علیہ السلام کا

جب حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی مصیبت میں بے قرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو ان کے خاطر غمگین (دل غمزدہ) کی تسلی کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تجھے ایک فرزند رشید عنایت کرے گا کہ اس کی نسل سے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار بنی آدم کا پیدا ہوگا۔ چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ سال بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور حسن صورت میں اور خوبی سیرت میں مشابہ حضرت آدم علیہ السلام کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدم علیہ السلام کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے قبل وفات کے ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب طوفان حضرت نوح کے زمانے میں واقع ہو۔ اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو میری ہڈیوں کو کشتی میں رکھوائیو جو غرق ہونے سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ اس طرح سے عمل میں لاویں اور حضرت شیث اکثر اوقات حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے احوالِ بہشت لذت کے ساتھ سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے اسی واسطے حضرت آدم علیہ السلام نے تجرد خلق سے اور انس حق سے خلیفہ کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات عبادت اور طاعات میں مشغول رہتے تھے۔ اور نفس کی ریاضت اور تہذیب و اخلاق ہمیشہ ان کے مدنظر رہتا تھا اور حضرت شیث علیہ السلام کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے بعض اتباع حضرت شیث علیہ السلام کی کرتے تھے اور بعض قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول رہتے تھے اور حضرت شیث علیہ السلام کی نصیحت سے بعض تو راہ راست پر آئے اور بعض بدستور نافرمانی پر قائم رہے جب نو سو بارہ برس ان کی عمر کے گزرے تو روح جسم مبارک سے پرواز کر کے عرش معلیٰ کو پہنچی اور حضرت شیث علیہ السلام کی بعض نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں اول تو خدا کو پہچاننا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا اور ان کی خدمت کرنا پانچویں صلہ رحمی یعنی اپنائیت (قریبی رشتہ) کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا چھٹے غصہ کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا، ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا اور رحم کرنا آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا نویں شکر الٰہی کا ذکر کرنا۔

بیان حضرت ادریس علیہ السلام کا

وجہ نام ادریس یہ ہے کہ پڑھانے کی کثرت کے سبب سے لقب آپ کا ادریس ہوا اور علم نجوم

Marfat.com

آپ کے معجزات میں سے ہے وہ زمین پر عبادت کرتے ان کو فرشتے سب آسمان پر لے جاتے ہیں
تو ان نے فرمایا۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (۱۹-۵۶)

ترجمہ اور یاد کر کتاب میں ادریس کو وہ تھا سچا نبی۔ ہر روز پیچھن سیتے تھے ہم سیئے میں تیج
رکھتے تھے اور وہ اجرت سلائی کی کسی سے نہ لیتے۔ ایک روز کا ذکر ہے وہ اپنے کام سے فراغت پا کر
بیٹھے تھے اسی وقت ملک الموت بہ آرزو سے تمام اعضا کی سے آدمی کی صورت ان کے سامنے
آئے وہ حضرت ادریس علیہ السلام سے دروازے پر آ پہنچے۔ آنحضرت سلام کہتے ہیں جب وہ
افطار کرتے وقت کھانا آپ کا بہشت سے آتا جس قدر چاہتے کھاتے باقی کھانا بہشت میں پھر
جاتا اور اس دن کا کھانا جب بہشت سے آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے وہ کھانا
نہ کھایا مسافر نے بہتیرا کھانے پر قدم رکھا حضرت ادریس علیہ السلام کا
پھر متعجب ہوئے کہ یہ کون شخص ہے جب دروازہ پر حضرت ادریس علیہ السلام سے
یہ حال کہا اس نے جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں خدا کی قدرت کے ہاتھوں
کی حکمت سے چند خوشے انگور کے ہیں جو قدرت الٰہی سے حضرت ادریس علیہ السلام
نے شب کو کھانا کھایا تھا اس کے عوض یہ خوشے انگور کے ہیں حضرت ادریس علیہ السلام
نے خوش ہو کر ان کو کھایا پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے
کہا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں ملک الموت نے کہا کہ
کَاَنَّمَا يَدِيْكَ خَيْرٌ

آپ فرشتے نے ہاتھ کی آستین ہلائی تو حضرت ادریس علیہ السلام نے

Marfat.com

ہاتھ سے نیچے روٹی رکھی ہوئی ہے یعنی جس کی اجل آتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں ہاتھ بڑھا کر اس کی جان قبض کر لیتا ہوں، اور بولا اے حضرت ادریس میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رشتہ برادری کا کروں۔ حضرت ادریس نے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ رشتہ برادری کا تب کروں گا کہ تلخی جان کی ایک بار تو مجھ کو چکھا دے تا کہ خوف اور عبرت مجھے زیادہ ہو۔ اور پھر عبادت اپنے خالق کی زیادہ کروں۔ ملک الموت نے کہا بے رضاء الٰہی کسی کی جان قبض نہیں کر سکتا ہوں، تب حضرت ادریس علیہ السلام نے خداوند قدوس کی درگاہ میں عرض کی حکم ہوا کہ جان حضرت ادریس علیہ السلام کی قبض کر انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کی جان قبض کر لی۔ پھر ملک الموت نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور حضرت ادریس علیہ السلام نے اٹھ کر ملک الموت کو اپنی گود میں لے لیا۔ دونوں نے آپس میں رشتہ برادری کا لگایا۔ پھر ملک الموت نے ان سے پوچھا اے بھائی تلخی جان کی کی تھی تو وہ بولے کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں تک کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت نے کہا اے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے ایسا کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا اے بھائی مجھے دوزخ دیکھنے کا شوق ہے تو مجھ کو اس کے دروازے تک لے چل تا کہ اس کے دیکھنے سے خوف الٰہی زیادہ ہو اور میں پھر عبادت اور بندگی زیادہ کروں۔ تب ملک الموت نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کو سات طبق دوزخ کے دکھائے پھر حضرت ادریس علیہ السلام بولے اے بھائی مجھ کو بہشت دیکھنے کی آرزو ہے کہ اسے دیکھ کر خوشی حاصل کروں گا اور عبادت زیادہ کروں گا۔ پھر ان کو بہشت کے دروازے پر لے گئے اور انہوں نے بہشت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے پھر کہنے لگے اے بھائی میں تلخی جان کنی کی چکھ چکا ہوں اور دوزخ بھی دیکھی۔ اگر جنت میں بھی ہمارے پیاس سے جل گیا۔ اجازت ہو تو بہشت میں جا کر ایک پیالہ پیوں تب اس نے کہا تم وہاں سے واپس آنے کا عہد کرو۔ بوجہ شدید پیاس کے حضرت ادریس علیہ السلام نے واپس آنے کا عہد کیا کہ میں واپس آ جاؤں گا۔ اور بحکم الٰہی اپنی نعلین درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر بہشت میں داخل ہوئے۔ یہ سب عہد باہر آنے کا کیا تھا اور نعلین کو بھی درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر آئے تھے۔ بہشت سے باہر نکل کر اپنی نعلین کو لے کر بہشت میں جا کر درخت پر جا بیٹھے۔ کچھ دیر کے بعد ملک الموت نے ان کو آواز دی کہ اے بھائی تاخیر مت کرو اس کے جواب میں حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مشفق غفار عالم فرماتا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (۳-۱۸۵) ترجمہ ہر جی کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اب تو میں مزا جان کنی کا چکھ چکا ہوں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور نہیں کوئی تم سے جو نہ پہنچے گا اس میں سو میں دوزخ میں ہی پہنچ چکا ہوں۔ یہی جلیل بیان فرماتا ہے

Marfat.com

Marfat.com

کرتے۔ لا الـه الا الله وانا رسول الله ۔اوران کی آواز خدا کے حکم سے مشرق ومغرب تک پہنچ جاتی اس وقت کے مردود لوگ اس کلمہ کی آواز سن کر انگلیاں کانوں میں ڈال لیتے اور بعض ملعون کپڑوں سے اپنے منہ کو چھپا لیتے اور بعض کافر یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور چپکے ہو رہتے۔ جب کہ وہ ان مردوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تو وہ کافر سب کے سب بے ادبی سے حضرت نوح پر ہاتھ چلاتے اور مارتے مارتے بیہوش کر دیتے اور جب وہ ہوش میں آتے تو پھر پکار کر بولتے اے لوگو! تم جو خدا وحدہ لاشریک ہے اور نوح اس کے برحق رسول ہیں اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے گلے میں کافروں نے رسی ڈال کر کھینچا تو اس کے صدمے اور تکلیف سے حضرت نوح علیہ السلام تین روز تین راتیں شدید بیقرار رہے پھر بھی دعوت الی اللہ میں برابر لگے رہے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی اور اللہ کے واسطے تکلیفیں اٹھا کر خلق اللہ کو دعوت دیا کرتے یہاں تک کہ طوفان کی نوبت آ پہنچی اور حضرت نوح نے کہا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآئِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝

(۷۱-۵،۶)

ترجمہ حضرت نوح نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے بلاتا رہا میں اپنی قوم کو رات و دن مگر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور ہر روز مجھ پر سوائے ظلم وستم کے کچھ نہیں کرتے اور مجھے ناسزا کہتے ہیں۔ اور ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت نوح نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی تو کافروں نے آ کر حضرت نوح کو ایسا مارا کہ تمام کپڑے لہولہان ہو گئے۔ تب ان کی بیوی جو کہ کافرہ تھی کہنے لگی کہ اے قوم! نوح دیوانہ ہوا ہے تم اتنا مت مارو جو وہ کہتا ہے اپنے دیوانے پن سے کہتا ہے اور وہ کچھ نہیں جانتا ہے حضرت نوح نے اپنی بیوی سے جب یہ باتیں بے ادبی کی سنیں تب حضرت نوح نے آسمان کی طرف منہ کیا اور رو کر کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قولہ تعالیٰ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ (۵۴-۱۰)

ترجمہ پھر اس نے پکارا اپنے رب کو کہ گھر گیا ہوں کافروں میں اور تو میرا بدلہ ان سے لے، فی الفور جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا اے نوح! تو دعا کر تیری دعا خدا کی درگاہ میں مستجاب ہے یہ قوم کفار تم پر ہرگز نہ ایمان لاوے گی اور تم اس درخت کو لگاؤ۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جبرائیل نے ایک شاخ درخت بہشت سے لا کر دی۔ حضرت نوح نے اس شاخ کو زمین پر لگایا جب چالیس برس گزر گئے وہ درخت اس قدر بڑا ہوا کہ چھ سو گز لمبا اور چار سو گز موٹا چوڑا ہو گیا اور اس چالیس برس کے اندر تمام بیویاں ان کافروں کی بانجھ تھیں اور نسلیں ان کی منقطع اور باقی عذاب الٰہی سے معذوب

Marfat.com

[illegible]

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ (۷۱-۲۶)

ترجمہ: اور نوح نے کہا اے رب میرے اب نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک [illegible]

[illegible]

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ

(۱۱-۳۷)

[illegible]

Marfat.com

رتے اس پر نوح نے ان سے کہا اگر تم ہنسی کرتے ہو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر جیسے تم ہنستے ہو اور اب
آ ے جان لو گے کہ کس پر عذاب آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا۔ یہ فائدہ تفسیر میں
ھا ہے کہ وہ کافر ہنستے تھے کہ خشک زمین میں غرق ہونے کا بچو کرتا ہے اور حضرت نوح اس چیز پر
ہنستے تھے کہ دیکھو ان کے سر پر موت ناچ رہی ہے اور یہ لوگ ہنستے ہیں۔ غرض کشتی تیار ہوگئی اور اس میں چار
تختے مرتب ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت جبرائیل سے کہا تو جبرائیل نے کہا کہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں چار تختے ان کے چار دوستوں کے نام سے ان کے نام یہ ہیں اول
حضرت ابوبکر صدیق۔ دوسرے حضرت عمر ابن الخطاب۔ تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے حضرت
علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام سے لگانا چاہئے تو پھر کشتی تمہاری اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
محفوظ رہے گی اور نجات پائے گی۔ اور جس مومن کے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور
ان سے چاروں یاروں کی محبت ہوگی وہ آتش دوزخ سے نجات پائے گا اور فرمایا اے نوح! دریائے نیل میں
ایک درخت ہے اس کو وہاں سے منگوا کر اس سے چار تختے بنام چار یاروں کے نکال کر اس میں لگا
دو۔ تب نوح نے اپنے بیٹوں کو کہا انہوں نے نہ مانا اور بولے کہ عوج بن عنق کو بھیج دو کہ وہ ہم سے
قوت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی راہ بھی خوب جانتا ہے۔ اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے عوج بن
عنق کو بلایا کہا تو فلاں درخت کو دریائے نیل سے لائے گا تو تجھ کو کھلا کر آسودہ کروں گا عوج بن
عنق نے کہا یہ کام میرے ساتھ عہد کرو۔ حضرت نوح نے اس سے عہد کرلیا۔ پس عوج بن عنق نے جا کر
اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر لایا۔ تب حضرت نوح نے اس کے تین روئیاں جڑ نکال کر اسے
[illegible] عوج بن عنق [illegible] حضرت نوح علیہ السلام [illegible] میں بارہ ہزار
روئیاں ایک وقت میں [illegible] اب کھانے کو حساب دو یہ مین فرس جو سے مجھے کیا
ہوگا۔ اور اب خبر میں بتایا گیا ہے کہ عوج بن عنق عوج اکل و شرب سے کبھی بھی سیر نہ ہو سکا۔ حضرت
نوح علیہ السلام نے کہا اگر تو شکم سیری چاہتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا۔ تب اس نے بسم اللہ پڑھی اور
کھانا شروع کیا۔ چنانچہ اس نے دوسری روٹی کھانی شروع کی تھی اور لقمے بنا ہی رہا تھا کہ اس کو اب
[illegible] نہیں ہی اس میں اس کو شکم سیری ہوگئی۔ بعدہٗ حضرت نوح علیہ السلام نے اس
درخت سے [illegible] لے اول بنام حضرت ابوبکر صدیق کے اور دوسرا تختہ حضرت عمر بن الخطاب کا
[illegible] تختہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور چوتھا تختہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام سے لگائے۔
[illegible] یاروں کے تختوں کے لگانے سے کشتی تیار ہوگئی بعدہٗ جبرائیل نے فرمایا اے نوح! تو بیت المعمور کی
زیارت کے لئے جا تعالیٰ اس کو اٹھائے گا جب وہ زیارت کرنے آئے تب اس کو فرشتوں نے آسمان

Marfat.com

Marfat.com

ے۔ اور فرمایا اے بیٹے آج کوئی باقی نہ رہے گا عذاب الٰہی سے سب غرق ہو جائیں گے مگر وہ شخص کہ خدا ان پر رحم کرے اور وہ مومن ہو اور وہ ماہ رجب کی دو تاریخ تھی کہ پانی ابلنا شروع ہوا تھا فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (۵۴-۱۱-۱۲) ترجمہ: پھر ہم نے کھول دیئے دہانے پانی کے ریلے سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہرا تھا۔ آسمان سے گرم پانی برسا اور زمین سے سرد ابلا یہاں تک کہ پہاڑوں سے اوپر چالیس گز پانی بلند ہوا تھا اور جس پہاڑ پر حضرت نوح کا بیٹا تھا اس پر بھی پانی جا پہنچا یہ دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کی شفقت پدری دل میں عود کر آئی کہ وہ کچھ دیر میں مارا جائے گا۔ تب آپ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ اے میرے رب تو نے وعدہ کیا تھا میرے ساتھ کہ تمہارے اہل بیت کو ہلاک اور غرق نہ کروں گا۔ اب یہ میرا بیٹا کنعان مارا جاتا ہے وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (۱۱-۴۵) ترجمہ: اور پکارا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو۔ بولا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں سے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔

فائدہ: یعنی ایک عورت تو ہلاک ہو چکی اب تو چاہے تو بیٹے کو ہلاک کرے یا اس کو نجات دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (۱۱-۴۶) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اور اس کے کام بالکل ناکارہ ہیں اور ایمان بھی اس کا تمہارے ایمان کے موافق نہیں ہے، پس کچھ دیر میں ایک موج پانی کی آئی اور اس نے کنعان کو پانی میں غرق کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے نوح! تم کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنی زبان سے اس کو پڑھو وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِىَ تَجْرِىْ بِهِمْ فِىْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ (۱۱-۴۲) ترجمہ: اور بولا سوار ہو اس پر اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ بہتی رہی پانی کی لہروں میں مثل پہاڑ کے۔ یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں ہو گئی اور بول و براز سے آدمیوں کے کشتی بہت غلیظ ہو گئی حضرت نوح علیہ السلام نے الہام الٰہی سے ہاتھی کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ قدرت الٰہی سے دو خوک (خنزیر نر و مادہ) اس کی ناک سے پیدا ہوئے اور انہوں نے سب غلاظت کشتی کی صاف کی اور ابلیس علیہ اللعنۃ نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس کی ناک سے دو چوہے پیدا ہوئے حضرت نوح نے کہا کہ اے شیطان لعین تجھے اس کشتی پر کون لایا۔ شیطان ملعون بولا اس وقت کہ تو نے خنزیر کو ملعون کہا اور میں جانتا تھا کہ تم مجھی کو ملعون کہو گے لہٰذا میں خنزیر کے ذریعے سے کشتی میں آیا ہوں۔ چنانچہ چوہے جب

Marfat.com

Marfat.com

ابلیس لعین نے چرا لیا ہے۔ تب حضرت نوح نے اس سے کہا کہ تو نے انگور کی جڑ چرا لی ہے اس کو ادا کر دو شیطان نے انکار کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تو نے ہی اس کو چرایا ہے۔ تب شیطان نے کہا کہ میں ادا کروں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے قبول کر لیا۔ پھر جب تین دن میں اس نے ادا حضرت نوح کے سامنے پیش کر دی اور اس نے ایک شرط بھی کی کہ جب تم بو دو گے تو اس کی جڑ میں ایک بار تم پانی دو گے اور تین بار ہم پانی دیں گے۔ یہ بھی حضرت نوح علیہ السلام نے قبول کر لیا پھر انگور زمین میں بو دیا اور بموجب قول کے اپنے عمل میں لائے۔ چنانچہ حضرت نوح نے اس کی جڑ میں ایک دفعہ پانی دیا اور شیطان لعین نے تین دفعہ یعنی لومڑی اور شیر اور سور ان تینوں جانوروں کا خون ان تینوں کی جڑ میں دیا اور جو شیرینی کہ انگور میں ہے وہ تو حضرت نوح علیہ السلام سے پانی دینے کی وجہ سے ہے اور اس سے جو شراب بنتی ہے وہ ابلیس لعین کے پانی دینے کی وجہ سے ہے۔ اس واسطے شرابیوں کا مزاج پہلے لومڑی کے مزاج جیسا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد شیر کا جیسا ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد سور جیسا ہو جاتا ہے کیونکہ نشے کی حالت میں وہ شرابی کسی کو دیکھتا سمجھتا اور پہچانتا سنتا تک بھی نہیں اور یہ قاعدہ و قضیہ کلیہ ہے کہ ہر شے میں تاثیر اصل کی ضرور ہوتی ہے۔ مصداق کل شیء یرجع الی اصلہ اور یہ سب شیطان کے فعل سے ہے اور ابلیس نے کہا اے شیخ الانبیاء تیرا احسان مجھ پر بہت ہے مجھ سے تو کچھ مانگ لے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملعون تو نے ہمارے کس گناہ سے خوش ہوا ہے بولا تو نے گناہ نہیں کیا تو نے تو ہزاروں کافروں کو خدا کی درگاہ میں دعا کر کے ہلاک کرا دیا تو وہ سب دوزخ میں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام اس بات کو سن کر بڑی دیر تک سو برس تک روتے رہے۔ ایک روز حضرت نوح نے پوچھا کہ اے ملعون کون سا فعل ہے کہ جس کے کرنے سے اولاد آدم دوزخ میں جائے گی وہ بولا کہ چار چیزیں ہیں اول حسد دوم حرص سوم تکبر چہارم بخل۔ حضرت نوح نے اس کی شرح اس سے پوچھی۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے تو ہزار سال خدائے عزوجل کو سجدہ کیا اور اس کی عبادت بجا لایا۔ جب آدم کو حق تعالیٰ نے بنایا اور ان کو سجدہ کرنے کے لئے سب فرشتوں کو حکم دیا۔ سب فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا تو میں نے حسد کیا اس سے میں نے اول حسد کا ہوا اور دوسری یہ ہے کہ پھر حق تعالیٰ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا اس وقت پھر میں نے تکبر کیا اور کہا کہ اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے آدم علیہ السلام کو بنایا خاک سے اور مجھ کو بنایا نار سے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے مردود کیا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جس روز آدم علیہ السلام کو گیہوں کھانے کی کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا تاکہ وہ ہمیشہ بہشت میں رہیں اور میں نے ان کو گیہوں کھلایا۔ اس لئے وہ بہشت سے نکالے گئے اور یہاں

Marfat.com

Marfat.com

کوئی بھی مرا نہ تھا اور وہ سب موت کو بھول گئے تھے اور زمین ان سے آباد و معمور تھی اور سب کے سب جاہل تھے کوئی بھی اہل علم نہ تھا اور تہذیب و تمدن سے بالکل نا آشنا تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو۔ ان لوگوں نے شیطان سے کہا کہ ہم لوگوں کو کچھ بھی علم نہیں ہے کہ کس معبود کی پرستش کریں یہ بات ان لوگوں کی سن کر شیطان نے کہا کہ میں تم کو بتاؤں گا کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے تب شیطان علیہ اللعنۃ ان لوگوں میں سے چند کو لے کر خطہ ہندوستان آیا اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کو پرستش کرتے ان لوگوں کو دکھائی اور ان کو پھر اچھے طور پر بت پرستی کی تلقین کی اور پورے طریقہ سے بت پرستی کا عادی بنایا اور وہ لوگ جو شیطان کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے وہاں سے ان پانچ بتوں کو اٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے جیسا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے۔ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (۷۱-۲۳) ترجمہ: اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو یعنی ود کو اور نہ سواع اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو اور یہ سب کے سب لوگ ان کو پوجنے لگے اور تمام عالم بت پرست ہو گیا۔

بیان حضرت ہود علیہ السلام کا

حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم دراز قد اور چوڑے جسم کی اور نہایت خوفناک تھی سب سے لمبا ان میں سو گز کا اور ٹھنگنا ساٹھ گز کا اور وہ سب کے سب بت پرستی کرتے تھے اور خدا پرستی سے از حد بیزار تھے اور وہ سنگ کو تراش کر پہاڑوں میں اپنے مکان بناتے تھے اور اپنی تنگ نظری اور سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے مگر ان میں سے ایک فرقہ ایمان لایا تھا اور وہ ان کافروں کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب حضرت ہود کے پند و نصائح حد سے زیادہ ہوئے تو سب کافر حضرت ہود علیہ السلام کو ایذا دینے کے لئے آمادہ ہو گئے جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع دی تو حضرت ہود علیہ السلام نے جناب باری میں ان کافروں کے واسطے بددعا کی اس بددعا کے نتیجہ میں برسات موقوف ہو گئی اور زراعت سوکھ گئی اور تقریباً سات برس تک وہ کافر قحط کی بلا میں گرفتار ہوئے اور بھوک و پیاس کے مارے اپنی زندگی سے بیزار ہوئے حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں سے بہت ہی شفقت و محبت سے فرمایا کہ تم لوگ سب ایمان لے آؤ اور اپنے آپ کو دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ اور یہ سب آفتیں تم کو جو پہنچ رہی ہیں وہ تمہارے کفر کی وجہ سے نازل ہیں اور بت پرستی خدا کے نزدیک سب سے

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

تا کہ تم پر چھوڑ دے آسمان سے دھاریں اور زیادہ سے زیادہ تم کو دے اور نہ پھر جاؤ تم گنہگار ہو کر۔ کافروں نے کہا کہ ہم تو توبہ نہیں کریں گے اور نہ ہم تم کو اس کا رسول تسلیم کریں گے۔ پس ایک قوم کو بھیجا کہ مکے میں جا کر پانی طلب کریں پس اس قوم میں سے چھ آدمی مکے کو گئے ان میں سے صرف دو شخص مسلمان تھے لیکن دین اپنا چھپائے رکھتے تھے اور ان دونوں کا نام مزید اور لقیم تھا اور ان کے سردار کا نام قیل تھا یہ ستر ہزار آدمی لے کر مکے کو گئے۔ مزید نے ان سے کہا کہ جب تک تم حضرت ہود پر ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تک تم پر باران کا برسنا موقوف رہے گا یہ بات مزید کی سن کر سب نے ان کو جھٹلایا اس کے بعد مزید اور لقیم نے کہا یا الٰہی یہ لوگ تیری رحمت کے قائل نہیں ہیں تو ہماری حاجتیں پوری کر بارگاہ الٰہی سے آواز آئی کہ یا مانگتا ہے مانگ۔ مزید نے کہا یا الٰہی میں تا قیامت دنیا میں بھوکا نہ رہوں۔ حکم ہوا کہ میں نے تیری یہ حاجت قبول کر لی۔ بعدہٗ لقیم نے کہا۔ یا الٰہی سات دفعہ کی عمر مجھے عطا کر جس کی عمر چاہوں بطنا بعد بطن تین ہزار برس تک زندگانی کروں۔ حکم ہوا میں نے تجھے بخشی اور قیل نے کہا خداوندا کوئی ہماری قوم میں بیمار نہیں ہوا کہ تجھ سے شفا چاہوں اور نہ کسی مشکل میں پڑا ہوں کہ تجھ سے یاری مانگوں مگر پانی مانگتا ہوں واسطے قوم عاد کے۔ اتنے میں تین ساعت کے اندر ابر سیاہ و سفید و سرخ پیدا ہوا اور آواز آئی اے قیل ان تینوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر۔ تب قیل نے سوچا کہ ابر سفید و سرخ میں پانی نہیں ہوتا مگر ابر سیاہ پانی سے خالی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابر سیاہ ساتھ ساتھ اس کے منزل مقصود کو جا پہنچا۔ وہب ابن منبہ نے روایت کی ہے کہ ساتویں زمین پر ایک ہوا ہے اور اس کا نام ریح العقیم ہے اور ستر ہزار زنجیروں سے اس کو باندھ رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر محافظ اور متوکل ہیں جب قیامت کا دن ہوگا وہ ہوا چھوڑ دی جائے گی اور وہ اتنی تیز ہوگی کہ پہاڑوں کو مانند ریزہ ابریشم کے اڑا دے گی اور آسمان گر پڑے گا اور اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے اور وہ روئی کے گالے کی مانند اڑتا پھرے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○ (۶۹-۱۳تا۱۶)

ترجمہ پھر جب پھونکیں گے نرسنگھے میں ایک پھونک اور اٹھائی جاوے گی زمین اور پہاڑ چورا کر دیئے جاویں گے ایک چوٹ اس دن ہو پڑے گی پڑنے والی اور پھٹ جاوے گا آسمان پھر اس دن وہ سست ہوگا۔ حکم ہوا کہ اے فرشتو! وہ ہوا قوم عاد پر کچھ دیر کے واسطے چھوڑ دو۔ تب انہوں نے عرض کی کہ اے جبار عالم کس قدر چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ گائے کی ناک کے نتھنے کے اندازے سے چھوڑ دو۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ یا رب العالمین اس مقدار سے تو سارا عالم ہی برباد ہو جائے گا۔

Marfat.com

تب حکم ہوا کہ سونڈ کے نالے کے سوراخ کے برابر چھوڑ دو جب انہوں نے حکم خدا کو بجا لاتے ہوئے اس ہوا کو سونڈ کے سوراخ کے برابر سے چھوڑا تو وہ ہوا مانند برسیدہ کے پہاڑ کی طرف نکل گئی اس ہوا کو دیکھ کر قوم عاد بہت خوش ہونے لگے اور کہنے لگے۔

هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (۲۴-۴۶) ترجمہ ہوئے یہ بدلے ہم پر مینہ برسانے والا

اسلام نے کہا

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (۲۴-۲۶)

ترجمہ نہیں وہ بلکہ جس کی تم جلدی مچاتے تھے وہ ہوا ہے جس میں

ہے اور جب ہوا نے کافروں کے گھروں کو تباہ کر دیا تو ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ

ہے اور اس کے بعد ہود علیہ السلام اور مومنین کو لے کر

Marfat.com

دیا۔ اس نے کہا ہاں، تب حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ کہہ لا الہ الا اللہ ھود رسول اللہ وہ ملعون بولا کہ جب تک کہ تو اس قوم کو زندہ نہ کرے گا اس وقت تک میں تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا اور وہ مردود یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اسی وقت اس کے قدم کے نیچے ہوا نے زور کا تھپیڑا دیا اور سخت عذاب نے آکر اس کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ پس اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام تقریباً چار سو برس تک زندہ رہے اور اس کے بعد دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور ان کے دنیا سے چلے جانے پر تمام مومنین کافی عرصہ تک رہتے رہے اور مومنین حضرات نے نہایت احترام کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام کو دفن کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کے انتقال کے بعد ان کے ماننے والے مومنین ایک سو سال تک زندہ رہے بعد ان لوگوں نے بھی انتقال کیا۔ اور ان کی اولاد بھی اپنے آبائی دین پر ایک عرصہ دراز تک قائم رہی۔ اور ایک کثیر آبادی سے وہ لوگ آباد ہوئے اور دین و دنیا کی راہ مخلوق خدا کو بتاتے رہے۔ اتفاقاً ایک روز شیطان مردود ان کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب کس کو پوجتے ہو۔ انہوں نے کہا زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں۔ ابلیس لعین نے کہا کہ کیا تم خدا کو دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ شیطان نے یہ سن کر ان سے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تا کہ وہ روز قیامت تمہارے لئے شفیع ہو۔ ان لوگوں نے ابلیس کے باتوں پر یقین کر کے ایک بت پتھر کا بنا کر میدان میں رکھ دیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (۸۹-۹) ترجمہ اور کیسا کیا تیرے رب نے قوم ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر واسطے بت بنانے کے اور ان کو وادی میں رکھ دیا۔

فائدہ: وادی میدان ان کے مکان کا نام ہے اور ان لوگوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے رہنے کے واسطے گھر بنائے تھے اور اسی پتھر سے اپنے پوجنے کے واسطے بت بھی تراشے تھے اور اس بت کے چاروں طرف پیدا کرتے اس میں نقرہ پاد دیا تھا اور ایک تخت عظیم الشان بچھا کر اس پر ایک سونے کی کرسی رکھ کر اس بت کو رکھ دیا تھا۔ بعدہ ابلیس نے کہا تم سب اس کو سجدہ کرو۔ اور ابلیس کے کہنے سے سب لوگوں نے سجدہ کیا اور وہ سب کافر ہو گئے اور اسی جگہ ایک گنبد عظیم الشان بنا کر اسے معبد خانہ قرار دیا۔ نعوذ باللہ منہا۔ بعدہ خدائے تعالیٰ نے ایک پتھر کو بھیجا۔ اس نے اس گنبد کو چھید کر بت کے اندر جا کر ظلوم (ڈنک سوند) اپنا اس نے سر میں چبھو کر کرسی سمیت اس کو اٹھا کر دریائے محیط میں ڈال دیا۔ تمام کافر یہ حال دیکھ کر بہت متحیر و پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم کس کو پوجیں گے بعدہ خدائے تعالیٰ نے اسی قوم کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا بعد قصہ حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ شداد لعین کا تحریر کرتا ہوں کیونکہ شداد لعین بھی حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں تھا اسی وجہ سے حضرت

Marfat.com

ہود علیہ السلام کے بعد ہی تحریر کیا گیا۔

بیان شدّاد لعین کا

[illegible]

بھلی باتوں پر کچھ بھی احساس و خیال نہ کیا اور مزید کہنے لگا کہ اے ہود تو مجھے بہشت کی طمع دلاتا ہے اور میں نے بہشت کی صفت سنی ہے۔ میں بھی اسی دنیا میں مثل اس کے بہشت بناؤں گا۔ اور دن رات عیش و عشرت کروں گا تجھے تیرے خدا کی بہشت کی کچھ حاجت نہیں۔ اس مکالمہ کے بعد اس ملعون نے اسی وقت بہ ایک ملک کے بادشاہوں وزیروں اور اکابروں کو خطوط لکھے جو اس کے زیر و تابع تھے اور اس میں لکھا کہ تمہارے ملک میں جس جگہ زمین ہموار اور میدان مسطح نشیب و فراز اس میں نہ ہو اس کی جلد ہم کو اطلاع دو۔ ہم اس جگہ پر بہشت بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے بعد فوراً ہی اپنے قاصد بہ جگہ نہیں بھیجے تاکہ وہاں سے سونا چاندی اور جواہرات لے کر جلد آئیں۔ نیز ان قاصدوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ جتنے بھی مشک و عنبر اور مروارید ہاتھ آئیں وہ سب کے سب بہم ساتھ آویں۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت شداد کے زیر حکم ہزار ملک اور ایک ہزار بڑے شہر تھے اور ہر ملک اور ہر شہر میں تقریباً ایک لاکھ آدمی موجود تھے بہت ہی شدید جستجو کے بعد خطہ عرب میں ایک قطعہ زمین جس کی مسافت چالیس فرسنگ کی تھی ملی۔ اس کے بعد فوراً امیر و امراء کو حکم ہوا کہ تین ہزار استاد پیمائش کریں اور ہر ایک استاد کے ساتھ سو سو بہترین کاریگر ہوں یہ حکم مقرر کر دیا گیا اور سارے ملک کا خزانہ وہاں لا کر جمع کریں۔ سب سے پہلے چالیس گز زمین نیچے کھود کر سنگ مرمر سے بنیاد بہشت کی رکھو چنانچہ اس کے حکم سے بنیاد درست کی گئی اور اس کی دیواریں چاندی اور سونے کی اینٹوں سے اٹھائی گئیں۔ چھت اور ستون زبرجد اور زمرد سبز سے بنائے گئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شداد لعین کی بہشت کے حال سے اور ستونوں سے خبر دی کہ دنیا میں کسی نے ایسی بہشت نہیں بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ (۸۹-۶ تا ۸)

ترجمہ کیا تو نے نہیں دیکھا کیسا کیا رب تیرے نے عاد ارم سے جو بڑے ستون بنانے تھے جو کسی شہر میں ویسا بنا نہیں۔

فائدہ: یعنی عاد ایک قوم تھی اور ارم اس میں ایک قبیلہ تھا اور ان میں سلطنت تھی۔ ان میں عمارتیں وہ اونچی اونچی بناتے اور صفتیں اس بہشت کی یہ ہیں کہ درخت اس میں نصف چاندی اور نصف سونے کے بنائے تھے اور پتیاں ان درختوں کی زمرد سبز سے جڑی تھیں اور ڈالیاں اس کی یاقوت سرخ سے تھیں اور میوے انواع و اقسام کے ان پر لگائے تھے اور بجائے خاک کے اس میں مشک و عنبر و زعفران سے پر کئے تھے اور بجائے پتھر کے اس کے صحن میں موتی اور مونگا ڈالتے تھے اور

Marfat.com

Marfat.com

غارت ہو گئے اور وہ سب دوزخی ہو گئے اور اس کی بہشت کو زمین کے نیچے دبا دیا کہ قیامت تک کچھ اثر اس کا باقی نہ رہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

بیان حضرت صالح علیہ السلام کا

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط

(۷-۳-)

ترجمہ اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو انہوں نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہیں تمہارے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ ثمود در حقیقت ایک جماعت صاحب مال کی تھی اور وہ بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھے جب قوم عاد کو حق تعالیٰ نے اس دنیا سے غارت کیا تو اس کے بعد قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو از سر نو تعمیر کر لیا اور یہ قوم بھی بہت مال و دولت والی ہو گئی اور اپنی دولت کے غرور پر نازاں رہتے تھے اور بتوں کی عبادت میں مصروف رہتے اور ظلم و فساد کثرت سے کرتے تھے حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو دعوت الی اللہ دی اور اس قوم سے کہا کہ اے قوم اقرار کرو کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ منکروں نے کہا کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ہود کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے بسبب بے ایمانی اور بت پرستی کے ہلاک کیا اور مجھے ان کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر تم پر بھیجا ہے۔ قوم ثمود سے سردار بولے کہ اے صالح اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہو تو تم ہم کو معجزہ دکھلاؤ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم بتاؤ کیا معجزہ دکھلاؤں؟ یہ بات سن کر وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے پھر کچھ دیر بعد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے تم یہ معجزہ دکھاؤ کہ ایک اونٹنی اس پتھر سے نکلے اور اسی وقت وہ بچہ جنے اور دودھ بھی دیوے۔ تب ہم جانیں گے تم رسول خدا برحق ہو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے صالح تم ان سے اقرار کر لو اور ان سے کہو بغیر حکم خدا کے وہ اونٹنی کو نہ ماریں۔ اور سوائے دودھ کے اس سے کچھ نہ کھاویں کیونکہ ان پر کوئی چیز اس کی حلال نہیں ہے پھر حضرت صالح علیہ السلام نے ان سب سے اقرار لیا اور اس اقرار کے بعد حق تعالیٰ کا حکم ہوا اے صالح تم دعا کرو اور میری قدرت کے نظائر دیکھو کہ میں نے تجھ سے چار ہزار برس پہلے ایک اونٹنی اس پتھر کے اندر پیدا کر رکھی ہے تا کہ تیرا معجزہ ظاہر ہو۔ اور تیری پیغمبری کی دلیل مضبوط ہو۔ پس حضرت صالح علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا کی اور تمام مومنوں

Marfat.com

Marfat.com

ہلاک و تباہ ہوگئی۔ اتفاقاً ان حاضر شدہ لوگوں کی بیویاں سب کی سب حاملہ تھی۔ مرضی الٰہی سے اسی مہینے میں نو عورتوں نے اپنے بچوں کو مار ڈالا۔ اور ایک عورت نے بسبب اس کے کہ کوئی فرزند اس کا نہ تھا اس لئے اپنے بچے کو نہیں مارا اور زندہ رکھا۔ اور اس کا نام قدار رکھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا شہ زور نکلا۔ اور وہ نو عورتیں جنہوں نے اپنے فرزندوں کو مار ڈالا تھا پشیمان ہوئیں اور کہنے لگیں کہ صالح کی بات جھوٹی تھی۔ اس سبب سے ایمان ان لوگوں کا حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی اونٹنی سے ہٹ گیا اور ایک روز وہ قدار اور ایک شخص کہ نام اس کا مصدع تھا اس کے ساتھ مل کر اور ہر قبیلے سے ایک ایک شخص نے باہم متفق ہو کر اور خوب شراب پی کر اونٹنی کو مار ڈالنے کی صلاح کی اور یہ کہا کہ یہ پانی پینے کے لئے جب نوبتیں کے کنارے پر جائے گی تو ہم اس کو اسی وقت مار ڈالیں گے۔ بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

(۴۸-۲۷)

ترجمہ ''اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں سنوارتے نہیں'' دوسرے روز اونٹنی نے پانی پینے کے لئے سر جھکایا اور قدار بن سالف مردود نے آ کر اس کی گردن پر تیر مار کر زخمی کر دیا اونٹنی نے اس پر حملہ کیا تو سب بھاگے اور مصدع بن دہر ملعون مردود نے پیچھے سے آ کر اس کے پاؤں میں تلوار ماری اور اونٹنی گر پڑی اور اس کے بعد تمام ملعونوں نے مل کر اس کو جان سے مار ڈالا اور وہ اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کا یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ سب مردودوں نے اس کا پیچھا کیا لیکن وہ اس کو پکڑ نہ سکے اور بچہ اس پہاڑ میں چلا گیا جس پتھر سے اس کی ماں نکلی تھی۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قوم صالح علیہ السلام کی شراب نہ پیتی تو ہرگز اونٹنی کو نہ مارتی اور یہ گناہ کبیرہ محض شراب پینے کی وجہ سے ہوا اور ایک حدیث میں آیا ہے اَلْخَمْرُ اُمُّ الْخَبَائِثِ یعنی شراب تمام برائیوں کی ماں ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک عورت بدکار کے گھر میں گائے اونٹ بکری وغیرہ بہت تھے اور چارے اور پانی وغیرہ کی تکلیف تھی اپنے یار کو سکھایا کہ جاؤ اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ اس نے ویسا ہی کیا اور اس وقت سے تین دن بعد ان پر دردناک عذاب آیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو خبر دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اس قوم سے لہذا دو قولہ تعالیٰ۔

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ

(۶۵-۱۱)

ترجمہ پھر اس نے پاؤں کاٹ ڈالے تب کہا فائدہ اٹھاؤ اپنے گھر میں تین دن اور یہ وعدہ جھوٹا

Marfat.com

Marfat.com

زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا نام نمرود تھا اور اس کی بڑی قوت اور حشمت و شوکت تھی بسبب قوت لشکر کے ملک شام میں سلطنت قائم کی بعد اس کے ترکستان فتح کر کے اولاد یافث بن نوح علیہ السلام کو اپنا فرمانبردار بنایا۔ بعدہٗ ہندوستان میں آ کر اولاد حام بن نوح کو مطیع کیا۔ اور ملک روم کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اپنے قبضہ و دخل میں لے لیا اور بعد اس کے کوفہ میں جا کر مقام کیا۔ اب جس کو بابل کہتے ہیں۔ وہیں تخت پر بیٹھا۔ ترکستان اور ہندوستان اور روم اور مغرب اور مشرق سے خراج اس کے لئے آتا تھا ایک ہزار سات سو برس اس نے بادشاہی کی بڑا متکبر تھا کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا اور اپنی حاجت کو کبھی اللہ سے نہ مانگتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اور آسمان کا خدا کیا چیز ہے (لعنت اللہ علیہ) ہاں ایک مرتبہ اس ملعون نے اس وقت آسمان کی طرف نظر کی تھی جب یہ گدھے پر سوار ہو کر خدا کو تیر مارنے جا رہا تھا۔ اور تیر کمان میں لگا کر کہتا تھا کہ اگر آسمان میں دوسرا خدا ہے تو اسے تیر سے مار ڈالوں گا اور جب وہ ملعون باہر نکلتا تو اس تخت کے چاروں پائے چار ہاتھی کی پیٹھ پر رکھ کر بیٹھتا اور تخت کے نیچے ایک قبہ دیبائے رومی سے کھنچواتا موتی اور جواہرات سے اسے آراستہ کرتا اور طنابیں اس میں زربفت کی لگائی جاتیں دن کو اسی تخت پر بیٹھتا اور چار سو کرسیاں اس کے تخت کے نیچے بچھی رہتیں۔ اور ہر کرسی پر جادوگر منجم سب بیٹھتے اور امیر و حاجب اس کے روبرو رہتے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہفت اقلیم کی بادشاہی صرف چار شخصوں کو ملی اور ان چاروں کے برابر شہنشاہ کوئی نہیں ہوا دو مسلمان ان میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر ذوالقرنین تھے اور دو کافر ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر ان چاروں کو ہفت اقلیم کی بادشاہی حاصل ہوئی تھی ایک روز نمرود تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تمام لشکر اس کے گرد حاضر تھا تقدیر الٰہی سے جادوگر اور منجم سب سر اپنا جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ نمرود نے کہا کہ آج تم کو کیا ہوا کہ دلگیر اور غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خدا تمہاری خیر کرے ایک ستارہ عجیب فلک پر نظر آتا ہے کہ کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا آج مشرق کی طرف سے نکلا ہے۔ نمرود نے کہا وہ ستارہ کیسا ہے انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں موجود ہوگا وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا نمرود نے کہا کہ کس وقت وہ لڑکا باپ کی پشت سے ماں کے شکم میں آوے گا منجموں نے کہا کہ وہ تین رات و دن میں پس نمرود نے حکم کیا کہ یہ جتنی عورتیں بالغہ ہیں وہ آج سے اپنے شوہروں کے ساتھ ہم بستر نہ ہونے پائیں۔ اتفاقاً نمرود کا ایک چوبدار اس کا نام تارخ تھا اور اس کے بھائی کا نام آذر تھا اور بعد وفات پدر کے یہی زندہ رہا جس کا ذکر مختلف تقاسیر میں موجود ہے، اور وہ ہمیشہ ایک ہاتھ میں شمع اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر تمام رات نمرود کے سرہانے کھڑا رہتا جس دن یہ حکم نمرود نے جاری کیا اسی شب کو مشیت ایزدی سے آذر (صحیح

Marfat.com

Marfat.com

پیتے رہے۔ اور کسی چیز کے محتاج نہ ہوئے اور ہر ہفتے ان کی ماں ان کے پاس جاتیں اور ان کی زندگی اور پرورش میں متعجب ہوتیں اور جب وہاں سے یعنی غار سے باہر نکل آتیں تو اسی وقت غیب سے ایک پتھر آکر غار کے منہ کو بند کر دیتا اور جب ان کی ماں ان کے پاس آتیں تو اس پتھر کو الگ کر کے انہیں دلیہ بھال کر کے چلی جاتیں۔ اسی طرح سے سات برس گزر گئے ایک دن حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا: اُمِّیْ مَنْ رَّبُّكِ ۔ ترجمہ: اے میری ماں تمہارا خدا کون ہے۔ وہ بولیں تیرا باپ ہے جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ پھر بولے اس کا خدا کون ہے وہ بولیں کواکب یعنی ستارے۔ پھر پوچھا کہ واکب کا خدا کون ہے۔ اس بات کو سن کر ان کی ماں لاجواب ہوئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں اور یہ حقیقتیں اپنے شوہر کو سنائیں اس نے یہ باتیں سن کر فوراً ہی کہا کہ یہ لڑکا بادشاہ نمرود کا دشمن ہے اس میں کوئی شک نہیں اسی فکر میں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ ایک رات ابراہیم علیہ السلام نے غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر کی ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ میرے ماں باپ ان کو خدا کہتے ہیں بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝

(۶-۷۶)

ترجمہ: پھر جب اندھیری آئی اس پر رات کو دیکھا ایک ستارہ بولے یہ ہے میرا رب پھر جب وہ غائب ہوا بولے مجھ کو تمہاری خواہش نہیں ہے چھپ جانے والے کی پھر جب چاند نکلا بولے قولہ تعالیٰ:

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝(۶-۷۷)

ترجمہ: پھر دیکھا چاند کو روشن بولے یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے کہ اگر نہ راہ سیدھی دے مجھ کو میرا رب تو بے شک میں بھٹکے ہوئے لوگوں میں رہوں یعنی گمراہوں میں پھر جب دیکھا آفتاب کو بولے یہ ہے رب میرا کہ یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا بولے۔

قولہ تعالیٰ: فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۶-۷۸،۷۹)

ترجمہ: پھر جب غائب ہو گیا تو بولے اے قوم میری میں ان چیزوں سے بالکل بیزار ہوں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو اور میں اپنے منہ کو صرف اپنے معبود برحق کی طرف کرتا ہوں کیونکہ اسی نے آسمان و زمین کو یک طرفہ ہو کر یعنی صرف تنہا ہو کر بنایا اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو

Marfat.com

شریک کرنے والا نہیں ہوں ۔

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو قوم کو دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے خالق کو نہیں مانتے اور اپنی تمام حاجتوں اور مرادوں کو اپنی بنائی ہوئی مورتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بعض لوگ قوم میں ایسے بھی ہیں کہ کوئی ستاروں کو اور کوئی چاند کو پوجتا ہے، یہ کیفیت دیکھ کر ان کو شرمندہ کرنے کی غرض سے آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب سمجھوں مورتوں میں سے یا ستاروں کو یا چاند کو یا سورج کو پوجوں لیکن وہ پہلے بھی نابود ہو چکے تھے اور ساری قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو جواب کرتے تھے کہ میں پہلے ایک ستارہ کو اپنا رب سمجھتا ہوں وہ چھپ جاتا ہے پھر غروب ہو جاتا ہے پھر میں چاند کو اپنا رب سمجھتا ہوں وہ بھی غروب ہو جاتا ہے پھر میں سورج کو اپنا رب سمجھتا ہوں وہ بھی غروب ہو جاتا ہے پھر میں ان سب سے مستغنی ہو جاتا ہوں اور ان سب سے الگ ہو جاتا ہوں پھر میں ان سب کو چھوڑ کر ایک خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو ان سب کا خالق ہے۔

وقال ان ذاهب الى ربي سيهدين ۔ الصافات ۹۹ تا ۱۰۰

تفسیر (۲-۶ ۔ ۱)

Marfat.com

اے میرے ابا جان تم کو اور ساری قوم کو بہت بڑی گمراہی میں دیکھتا ہوں باپ نے بیٹے کی یہ بات سن کر کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ○ (۲۱-۵۵)

ترجمہ: وہ بولے اے ابراہیم کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا ہم سے مذاق اور کھیل کرتا ہے یا کسی اور سے یہ باتیں سن لی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی یہ باتیں سن کر جواب میں کہا قولہ تعالیٰ

بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

(۲۱-۵۶)

ترجمہ: نہیں اے میرے ابا جان، بلکہ رب تمہارا وہی ہے جو رب ہے آسمان و زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باوجود سمجھانے اور بتانے کے آذر نے کسی طرح بھی نہیں مانا اور اپنی گمراہی کی ضد پر اصرار کرتا رہا آخر مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قسم کھا کر کہا اے میرے ابا جان میں تمہارے بتوں کا کچھ علاج کروں گا بمصداق اس آیت کے قولہ تعالیٰ

وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَاَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ (۲۱-۵۷)

ترجمہ: قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں فکر کروں گا تمہارے بتوں کی جب تم لوگ کہیں جاؤ گے۔

فائدہ: یہ بات انہوں نے چپکے سے کہی، پھر جب وہ شہر سے باہر ایک میلے میں گئے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ○ (۲۱-۵۸)

ترجمہ: پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان میں سے ایک جو سب سے بڑا تھا اس کو ثابت رکھا اس واسطے کہ شائد اس کے پاس وہ میلے سے واپسی میں پھر آویں اور اپنے تمام بتوں کو ذلیل و خوار دیکھیں اور ان کے پوجنے سے باز آ جائیں اور نصیحت و عبرت ان کو ہو کہ یہ کیونکر ہمارے معبود ہو سکتے ہیں جو خود آپس میں لڑتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ ان میں ہر سال دو مرتبہ عید کا جشن منایا جاتا تھا۔ یعنی ایک روز عرفے کے دن اور دوسرے عید کے دن۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے کہا اے بیٹے ابراہیم تم میرے ساتھ میلے میں چلو اور وہ عظیم الشان میلہ ایک بہت بڑے میدان میں لگتا ہے اور ہزاروں آدمی وہاں جشن میلہ میں شریک ہوتے ہیں اور بہت اچھی تمہاری تفریح بھی ہو جائے گی اور اس میلے کے جشن سے بھی واقفیت ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی فرمائش پر

Marfat.com

میلے پر جانے سے عذر کیا اور جب بمصداق اس آیت کریمہ کے قولہ۔

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ○ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ○ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ○

(۳۷-۸۸:۹۰)

ترجمہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں پر ایک بار نظر ڈالی اور کہا میں بیمار ہوں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وہ پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔

جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے واپس ہو کر اپنے گھر کے [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے [illegible] بار کہی تاکہ ان کے فہم و سمجھ میں آجائے اور وہ [illegible] سے باز آجائیں [illegible] ہے [illegible] اور وہ اپنی باتوں [illegible] [illegible] [illegible] رہے اور ان کا سمجھانا ان کی سمجھ میں نہیں آیا [illegible] [illegible] ان کی طرف نکل گئے ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

ترجمہ: وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان جوان کا تذکرہ کرتا ہے اور نام اس کا ابراہیم ہے، ہو سکتا ہے شائد وہی ہو۔ کیونکہ وہ نوجوان ہمارے پتھر کے جو معبود ہیں ان کا سخت دشمن ہے اس لئے زیادہ گمان اسی نوجوان پر ہے ممکن ہے یہ گمان ہمارا صحیح ہو۔ اس طویل گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور سب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا قولہ تعالیٰ

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ (۲۱-۶۱)

ترجمہ: وہ سب کے سب ترش رو ہو کر کہنے لگے کہ اس نوجوان کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ ہم سب لوگ اس نوجوان کو دیکھیں اس نے یہ جرأت کیسے کی، اگر فی الحقیقت یہ کام اس نوجوان نے ہی کیا ہے تو وہ سخت ظالم ہے اور ہم سب کے سب اس کے ظلم پر گواہی دیں گے تاکہ اس کو اس جرم کی پاداش میں سخت سزا دی جا سکے تاکہ وہ آئندہ کبھی اس ظلم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ یہ خبر بادشاہ نمرود تک بھی پہنچ گئی اور وہ بھی یہ کیفیت سن کر نہایت حیران و پریشان ہوا اس نے اپنی رعایا میں سے جو سنجیدہ لوگ تھے ان سب کو طلب کیا تاکہ کوئی مشورہ کیا جائے اور اس مجرم کو جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ نازیبا حرکت کی ہے سزا دی جائے چنانچہ بادشاہ نمرود نے بڑے بڑے اپنی قوم کے سرداروں اور چودھریوں کو بلایا اور خوب مشورے کئے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عام دربار منعقد کیا جائے اور جب تمام لوگ اس دربار میں حاضر ہو جائیں پھر اس نوجوان کو بھی طلب کیا جائے اور اس سے باقاعدہ مکالمہ کیا جائے تاکہ وہ لاجواب ہو کر ہمارے معبودوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے چنانچہ بادشاہ نمرود نے دربار منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کر دی اور عام منادی کرا دی گئی اور اس دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو طلب کر لیا گیا۔ جب دربار شاہی کی تاریخ آئی اور اس قوم نے اپنے بادشاہ وقت کے حکم کی تعمیل کی اور وہ سب کے سب دربار شاہی میں حاضر ہوئے پھر جب مجمع کثیر ہو گیا تو نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بلوایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارے مجمع نے اور خود بادشاہ نمرود نے بہت دھمکایا اور ڈرایا اور کہنے لگے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے ہی کیا ہے۔ اے ابراہیم افسوس ہے تم نے سب کو ہی توڑ دیا کسی کو بھی ثابت نہیں رکھا۔ آخر یہ کیا بات تھی۔ یہ باتیں درباریوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنیں اور پھر بولے میں نے تو ان کو نہیں توڑا۔ یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب سنا تو قریب سے آواز آئی کہ میں گواہی دیتا ہوں اے ابراہیم (علیہ السلام)! ایک دن تم نے کہا تھا کہ تمہارے بتوں کی فکر کروں گا۔ شائد تم ہی نے ہمارے معبودوں کو توڑا ہے۔ پھر کافروں نے بااصرار حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۲۱-۶۲) ترجمہ: کافروں نے حضرت ابراہیم سے سخت لہجے

Marfat.com

میں کہا گیا تم نے ... ان کے ساتھ ایسا کیا ہے اور ہم لوگ زیادہ تر گمان بھی تم پر ہی کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برابر لوگ الزام دے رہے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنے جرم کا اقرار کریں۔ یہ بذات خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نہیں تھا بلکہ یہ کام تو اس ذات باری تعالیٰ کی طرف سے تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنے باطل عقائد پر نادم و پشیمان اور شرمندہ ہوں چنانچہ دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ ان لوگوں سے ... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ... ارشاد ربانی ... فَسْئَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ (۲۱-۶۳) ترجمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ...

تم لکھ لو علی زید وسیم خالد عمر بکر یستفتی

Marfat.com

جو تمہارا کچھ بھی بھلا برا نہ کر سکے میں تو اس معبود سے بالکل بیزار ہوں اور تم سے بھی کہ تم لوگ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے کیونکہ جن پتھروں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو تمہارے خود تراشیدہ ہیں اس لحاظ سے تم خود ان کے خالق ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے قوم اگر تم کو عقل ہے تو اسی ہستی کی عبادت کرو کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ پتھروں کی بت پرستی چھوڑ دو، یہ کام بالکل فضول اور عبث ہے اور تم کو ساری عمر عبادت کرنے کے باوجود کوئی نفع نہیں پہنچے گا جب ان کافروں سے کوئی دلیل نہ بن سکی اور ہر بات میں وہ ناکام اور لاجواب رہے تو مجبوراً ان کے سرداروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مار ڈالنے کی تجویز دربار نمرود میں پیش کر دی تاکہ وہ اتفاق رائے سے منظور ہو جائے۔ اور چونکہ بادشاہ نمرود بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیباکی اور صحیح جواب سے عاجز آ چکا تھا لہٰذا اس نے ان سرداروں کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے دوسری مجلس طلب کر لی جس میں یہ طے پایا کہ حضرت ابراہیم کو کسی طریقے سے مارا جائے تاکہ ہمیں آئے دن کی شرمندگی اور ندامت سے نجات حاصل ہو چھ ہی دن گزرے تھے کہ بادشاہ نمرود کی طرف سے قوم کے سرداروں کی طلبی ہوئی اور اس میں بہت مجلت کے ساتھ اس تجویز پر جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مار ڈالنے کے متعلق طے کی گئی تھی اس کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے ہر سردار نے اپنی اپنی آراء دربار بادشاہی میں پیش کیں اور تمام قوم کے سرداروں نے ہر تجویز پر نہایت غور و خوض کیا۔ لیکن ابھی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکے تھے کہ ایک بہت ہی معمر اور ضعیف العمر سردار نے ایک تجویز پیش کی کہ ایسے مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دی جائے تاکہ قوم کا کوئی دوسرا فرد اس قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکے۔ اس نے کہا میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ ساری قوم لکڑیاں اکٹھا کرے اور بہت بڑے میدان میں جمع کی جائیں اور ہر شخص اس کام کو اپنا قومی فرض سمجھے اور تھوڑی تھوڑی محنت و مشقت اٹھا کر لکڑیاں جنگل سے لا کر اس میدان میں رکھے جہاں اکٹھی کی جائیں اور جب کافی تعداد میں لکڑیاں آ جائیں تو لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے جب آگ اپنے شباب پر ہو اور شدید شعلہ مارتی ہو تو اسی وقت اس نوجوان کو کسی بلند جگہ سے بذریعہ منجنیق اس میں پھینک دیا جائے تاکہ پھر یہ نہ نکل سکے اور تمام قوم کو عبرت حاصل ہو ساری قوم اس ضعیف العمر شخص کی بات پر متفق ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے انہوں نے یہی علاج سوچا۔ قولہ تعالیٰ

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ (۲۱-۶۸)

ترجمہ: اور ساری قوم نے بیک آواز کہا کہ اس نوجوان کو شعلہ مارتی ہوئی آگ میں جلا دو اور اپنے اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنے معبودوں کو بچائیں تو پھر صرف یہی ایک

Marfat.com

Marfat.com

درست کر کے چار سو رسیاں اس میں لگائیں وزیر نے نمرود کو کہا کہ پیراہن اپنا اس کو پہناؤ کیونکہ اگر وہ نہ جلے گا تو لوگ کہیں گے کہ ابراہیم پیراہن کی برکت سے نہ جلا۔ یہ صلاح ٹھہرا کر پیراہن نمرود مردود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گوپھن میں رکھ کر چار سو آدمیوں نے مل کا ایک بار گی زور کیا مگر منجنیق اپنی جگہ سے نہ ہلی اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے بھی آ کر کہا کہ مجھے بھی ایک رسی دو کہ اس کو میں بھی کھینچوں اگرچہ وہ میرا فرزند ہے لیکن ہمارے دین کا مخالف ہے اور ایک رسی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ کو منجنیق کھینچتے دیکھا تو کہا یا الٰہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہے۔ اے میرے خدا میں آج سب سے بیگانہ ہوں۔ سوائے تیرے مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ پس چار ہزار آدمی مل کر اس گوپھن کو کھینچتے تھے اس میں ابلیس لعین ایک مرد پیر کی صورت بن کر ان کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تمام آدمی مشرق اور مغرب کے منجنیق کو کھینچیں گے تو بھی ہرگز منجنیق کو نہ اٹھا سکیں گے۔ تب ان لوگوں نے کہا آخر پھر کیا ہوگا شیطان لعین نے کہا کہ تم کو ایک راہ بتائے دیتا ہوں تم اگر اس کو عمل میں لاؤ گے تو البتہ اس کو گوپھن سے اٹھا کر آگ میں ڈال سکو گے۔ چاہئے کہ اول کچھ لوگ زنا کریں اس کے بعد پھر منجنیق کو اٹھائیں تو آسان ہوگا۔ پس اس قوم سے چالیس مرد و عورت نے آپس میں مل کر زنا کیا۔ اسی وقت فرشتے اس حرکت قبیح سے نفرت کر کے چلے گئے۔ اور شیطان نے بھی انہی کے ساتھ زنا کر کے منجنیق کو پکڑ کر کھینچا تب کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھا کر معلق آتش میں ڈال دیا اسی وقت فرشتے آسمانوں سے یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بولے یارب تیرے خلیل کو کافروں نے آگ میں ڈالا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابراہیم! اگر تو چاہتا ہے تو میں ایک پر آگ پر ماروں اور دریائے محیط میں ڈال دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا اے جبرائیل یہ بات خدا تعالیٰ نے فرمائی ہے یا نہیں جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ اور اے جبرائیل جو خالق برحق نے فرمایا ہے وہ تم کرو چونکہ میں اسی میں خوش ہوں جس میں میرا رب خوش ہے یہ بات سن کر جبرائیل نے کہا اے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تمہارے کیا مطلب ہے؟ فرمایا مجھ مطلب ہے ضرور لیکن تم سے نہیں کوئی حاجت میری ہے تو اس رب العالمین سے جس کا سارا عالم محتاج ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں جا گرے اور جامہ ناپاک نمرود مردود کا جو حضرت کو پہنایا تھا اسی گھڑی جل گیا۔ اور اس آگ میں جو زبردست شعلہ زن تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکی کیونکہ آپ کے ساتھ رب العزت کا فضل و کرم تھا جس کی وجہ سے آپ آگ جیسی چیز سے بھی محفوظ رہے اور اسی

Marfat.com

وقت شعلہ مارتی ہوئی آگ مثل گلزار کے ہوگئی اس باغ میں بلبل بھی ہزاروں کی تعداد میں اڑتی ہوئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نظر آئیں اور ان بلبلوں نے بھی اس باغ آتشیں میں نشیمن بنائے اور اسی وقت غیب سے آواز آئی قولہ تعالیٰ

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ (۲۱-۶۹ تا ۷۰)

ترجمہ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اللہ سلامتی والی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان لوگوں نے ان کا برا چاہا تو ہم نے انہیں بڑے نقصان میں [illegible] چاہی ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام [illegible] علیہ السلام نے [illegible] سے بھی [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] علیہ السلام [illegible]

Marfat.com

پر سایہ بھی کر دیا اور اس ابر سے اتنا پانی برسا کہ اس پانی سے آتش نمرود بالکل بجھ گئی اور اس کا وزیر ہامان اس بلند مینار پر چڑھ کر بآواز بلند چلانے لگا اے ابراہیم اِنَّ رَبَّكَ یعنی راست، نیک ہے پروردگار تمہارا کہ ایسی آگ سے تمہیں نجات بخشی اور تمام عالم میں بزرگ بنایا۔ نمرود نے کہا۔ اے ابراہیم۔ تیرا خدا بڑا بزرگ ہے کہ اس نے شدید شعلہ مارتی ہوئی آگ سے تمہیں محفوظ رکھا اور یہ کہتا ہوا نمرود اپنے گھر چلا گیا۔ اور چند روز اسی فکر میں رہا اور کسی سے نہ بولا اور نمرود بہت زیادہ متفکر رہنے لگا اور اپنے دل میں ہر وقت سوچتا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آؤں کیونکہ ابراہیم علیہ السلام فی الحقیقت سچے نبی ہیں اور سچے رسول معلوم ہوتے ہیں پھر اس بات سے بھی خوف کرتا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو میری کل بادشاہی برباد ہو جائے گی اور پوری قوم میری دشمن ہو جائے گی۔ پھر جی اپنے دل میں احساس کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا میں تمہارے خدا کے واسطے کچھ قربانی دینا چاہتا ہوں آپ کی کیا رائے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تمہاری قربانی منظور نہیں ہو گی اس وقت تک جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ نمرود کہنے لگا کہ میں قربانی کروں گا چاہے قبول ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے فوراً اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ چار ہزار گائیں لاؤ چنانچہ وہ چار ہزار گائیں لائی گئیں۔ پھر اس نے ان سب کو قربان کیا۔ پھر ہوا کہ دس ہزار خزانے سے زر (سونا) سرخ اور دس ہزار گنج سیم (چاندی) کے تم کو دیتا ہوں کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے جو تمہارا حال دیکھا وہ نہایت ہی تعجب والی بات ہے اور تم کو اس نے اتنی بڑی کرامت بخشی جو آج تک کسی کو بھی عنایت نہیں کی گئی۔ نمرود کا خیال سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے ملعون میرا خدا جو دیتا ہے وہ بے عوض دیتا ہے اور جو مال تیرے پاس ہے اسی کا دیا ہوا ہے یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس سے چلے گئے پھر وزیر ہامان نے نمرود بادشاہ سے کہا کہ ابراہیم نے وہ بزرگیاں بہ سبب آتش پرستی کے پائیں اور اسی طرح کی چند باتیں اس نے کہیں کہ آگ ایک فرشتہ ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں کرتا۔ ہامان کے کہنے کے مطابق اگر خیال کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ آتش پرست ہوئے وزیر ہامان ملعون یہ باتیں نمرود سے کہہ ہی رہا تھا کہ ذرا سی آگ کہیں سے اڑ کر اس کی آنکھ میں جا گری اس مردود کی آنکھ جل گئی اور وہ اس آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے سخت پریشان ہو گیا۔ اور وہ آنکھ بالکل روشنی سے محروم ہو گئی۔

نمرود کی بیٹی بالا خانہ پر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہی تھی کہ ابراہیم علیہ السلام ایسی حشمت و رونق کے ساتھ آگ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کنارے پر اس کے چشمے جاری ہیں اور

Marfat.com

Marfat.com

علیہ السلام اس آتش کدہ سے باہر آئے تو ملک شام کی طرف چل دیئے۔ وہاں جا کر ایک شہر جو خزائن الوجہ کہلاتا ہے آپ نے وہاں قیام کیا اس شہر میں پہنچنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی نفیس لباس پہن کر ایک عظیم الشان میدان کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ سب نفیس نفیس لباس پہن کر کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہاں ایک بادشاہ کی شہزادی ہے اور وہ صاحب جمال ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اس جیسا آج سارے عالم میں کوئی نہیں ہے۔ اور ہر ملک کے بادشاہ اور شہزادے سب اس کی خواستگاری کرتے ہیں وہ شہزادی کسی کو قبول نہیں کرتی اور یہ کہتی ہے کہ میں اپنی پسند کی شادی کروں گی۔ آج تقریباً سات دن ہو رہے ہیں وہ برابر وہاں جاتے ہیں اور اس کا طریق عمل یہ ہے جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو وہ شہزادی خود نکل کر دیکھتی ہے لیکن پسند کوئی نہیں کرتی یہ بات جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنی تو لڑکے کے ساتھ ہو لئے اور اسی میدان کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے جب دوپہر ہو گئی اور تمام لوگ حاضر ہو گئے تو وہ شہزادی اپنے ساتھ ستر خواصیں لے کر اور تاج زریں سر پر رکھکر اور نقاب چہرے پر ڈال کر اور ایک تہ بخ زریں جواہرات سے جڑا ہوا ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کر ایک سرے سے سب کو دیکھنے لگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی دیکھا کہ ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہے وہ نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہ شہزادی اس نور کو دیکھ کر ان کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور تہ بخ زریں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا اور خود تخت پر جا بیٹھی۔ اس کے بعد بادشاہ وقت کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ درحقیقت وہ نور جس پر شہزادی عاشق ہوئی وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی پر نمودار ہوا تھا بادشاہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیٹی کی طرف نگاہ کی اور کہا۔ اے بیٹی نیک شوہر تو نے پایا۔ مگر مرد غریب ہے کچھ فائدہ نہیں (آخر الامر) سب امراء نے مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی شادی کر دی اور تمام رسومات بادشاہ نے ادا کیں اور سارے شہر میں خوشی و خرمی ہوئی۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند سائرہ خاتون اور حوا علیہما السلام کے نہ کوئی حسن و جمال میں ہوا ہے اور نہ ہوگا الا ماشاء اللہ اور شادی کے چند ماہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک مصر کی طرف جانے کا قصد کیا۔ سائرہ خاتون نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی اور بغیر تمہارے میری زندگی محال ہے لہٰذا مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا باپ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ سائرہ خاتون بولیں کہ میرے باپ کی قدر تمہارے وجود کے سامنے میرے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے اگر چھوڑے گا۔ تو فبہا ورنہ بے حکم اس کے تمہارے ساتھ چلوں گی کیونکہ تمہارے بغیر زندگی محال

Marfat.com

Marfat.com

سے اٹھا دیں تا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ تمام گفتگو جو ملعون حضرت سائرہ خاتون کے ساتھ کرے سن سکیں اور ان کے تمام حالات آنکھوں سے دیکھیں جب جمال مبارک حضرت سائرہ خاتون کا اس ملعون نے دیکھا تو فوراً اس نے دست درازی کا قصد کیا۔ اسی وقت اس کا ہاتھ شل اور خشک ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ بے ادبی کرے تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے زانو تک زمین میں دھنس گیا۔ جب اس کا کوئی بس نہ چل سکا تو فوراً کہنے لگا یہ عورت تو جادوگر ہے۔ حضرت سائرہ خاتون نے اس ملعون سے کہا اے بد بخت میں جادوگر نہیں ہوں۔ لیکن خاوند میرا خداوند قدوس کا دوست ہے جو سب کی نگہبانی کرنے والا ہے اور میرا خاوند خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تا کہ تو مجھے بے عزت نہ کرنے۔ یہ سن کر اس نے توبہ کی۔ فی الفور ہاتھ اس کا درست ہو گیا اور زمین نے بھی اس کو چھوڑ دیا پھر جب دوسری مرتبہ سائرہ خاتون کی طرف نگاہ بد سے دیکھا تو وہ اسی وقت اندھا ہو گیا تب اس ملعون نے کہا اے بی بی معصوم میرے حال پر دعا کرو اور میں اس کام سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے حکم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں پھر جب حالات ٹھیک ہو گئے تو غلبہ شیطانی سے عہد شکنی کرنی چاہی کہ حضرت سائرہ خاتون پر دست دراز ہوں تو اسی وقت تمام بدن اس کا خشک اور شل ہو گیا اور پھر آنکھیں جاتی رہیں پھر کہنے لگا اے بی بی پاک دامن میرے واسطے اپنے خدا سے دعا کیجئے۔ حضرت سائرہ خاتون بولیں کہ بے بد بخت یہ دعا میری نہیں ہے بلکہ میرے شوہر جو میرے ساتھ ہیں ان کی دعا ہے اور خداوند کریم کے دوست ہیں۔ اگر وہ چاہیں تجھے معاف کریں یا نہ کریں۔ تب اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو یہاں لاؤ۔ پھر اس کے بلانے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے وہ بادشاہ بولا اے ابراہیم (علیہ السلام)! مجھے معاف کیجئے میں نے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے اور میں اب توبۃ النصوح کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے کہا کہ یہ میرے حکم سے نہیں ہے۔ یہ سب خداوند قدوس کے حکم سے ہوتا ہے جو تمام جہان کا رب و مالک ہے۔ دیکھو خدا کی مرضی کیا ہے اسی کے مطابق کرنا ہوگا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر فرمایا کہ اے ابراہیم خلیل اللہ خدائے تعالیٰ نے تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے کہ جب تک یہ تمام ملک اور خزانہ اپنا تم کو نہ دے دیں تم ہرگز اس سے راضی نہ ہونا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے یہ بات کہی کہ میرا رب ایسا فرماتا ہے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب یہ باتیں سنیں سنتے ہی تمام سلطنت اور اپنا خزانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دے دیا۔ یہ کیفیت ہونے پر پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کے حال پر دعا کی اور اس نے دعا کی برکت سے صحت و تندرستی پائی مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس

Marfat.com

Marfat.com

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنے کا

الغرض! حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مذکورہ سے نکل کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے جس کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے اے حضرت ابراہیم زمین کی طرف جتنا دیکھو گے اتنا ہی فائدہ ہوگا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کی طرف دیکھا تو اس جگہ سے آب رواں جاری ہوگیا۔ پھر اس کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ نرم زمین میں میوہ دار درخت لگے ہوئے ہیں اور بغیر پانی کے فصل پیدا ہوتی ہے اور سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بی بی ہاجرہ کو دیا تھا۔ ہاجرہ نام بھی اسی واسطے ہوا کہ جب بادشاہ سائرہ خاتون کے ساتھ برا قصد کرتا تھا تو اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا تھا اس کے بعد اس نے توبہ کی اور حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت میں لے جائیے کہ جس وقت میں اس سے برا قصد کرتا تھا اس وقت بھی ہاتھ میرا ایسا ہی خشک ہو جاتا تھا اور نسلی اعتبار سے بی بی ہاجرہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی ہوتی ہیں اور ان ہی کے بطن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل منسوب ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مذکور میں قیام کیا اور عمارتیں بنوائیں۔ اور روایت ہے کہ ایک شخص سام بن نوح کی اولاد میں سے حضرت خلیل اللہ کے زمانے تک بقید حیات موجود تھا چنانچہ انہوں نے بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ مل کر ملک آباد کیا اور بہت کثیر تعداد میں لوگوں کو شرعی احکامات بتائے۔ جب کچھ لوگ آپ کے ہم عقیدہ ہو گئے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت ابراہیم (علیہ السلام)! ہم کو ایک قبلہ چاہئے تاکہ ہم سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر خدا کی عبادت کریں۔ یہ گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور رضائے الٰہی سے ایک پتھر بہشت سے لا کر اب جہاں بیت المقدس ہے وہاں رکھ دیا اور کہا اے ابراہیم (علیہ السلام):

هٰذِهٖ قِبْلَتُكَ وَقِبْلَةُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ بَعْدِكَ ○

ترجمہ: کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اے خلیل اللہ یہ تمہارا قبلہ ہے اور تمہارے بعد انبیاء کا قبلہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ چالیس ہزار پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں، ان

Marfat.com

Marfat.com

ں پشت پر اگر نمرود کی طرف ڈال دوتا کہ کوئی دشمن بھی میری درگاہ سے محروم نہ رہ جاوے۔ تب جبرائیل علیہ السلام اس تیر کو لے کر مچھلی کے پاس آئے مچھلی نے کہا اے جبرائیل اس کو کیا کرو گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اس تیر کو تیری پیٹھ کے خون سے آلودہ کر نمرود کی طرف ڈال دوں تاکہ وہ خدا کی درگاہ سے ناامید نہ ہو جاوے یہ سن کر مچھلی نے درگاہ الٰہی میں بہت عاجزانہ التماس کی کہ یا الٰہی تو اس بے گناہ کو دشمن کے تیر سے مارتا ہے۔ تب ندا آئی کہ اے مچھلی اس وقت جو زخم تجھ کو ہوتا ہے دوسری بار تجھ کو ہرگز نہ ہوگا اور نہ تجھ کو کوئی تکلیف ہوگی۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل نے نمرود کے تیر میں مچھلی کا خون لگا کر اس ملعون کی طرف پھینک دیا۔ جب نمرود نے اپنے تیر کو خون آلودہ دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میرا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا۔ اب آسمان کے خدا کو میں نے مار ڈالا پس جو گوشت کہ اوپر کی طرف باندھا تھا اب وہی گوشت تابوت کے نیچے کی طرف باندھ دیا۔ جب مدتوں نے گوشت نیچے کی طرف دیکھا تو انہوں نے نیچے کی طرف قصد کیا۔ فوراً زمین پر آ پہنچے اور جب تمام لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ بوجہ خوشی کے بیہوش ہو گئے اور بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے تو سب کے سب علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا خیال بیان کرنے لگے اور ان میں کوئی بھی ایک دوسرے کی باتیں سنتا ہی نہیں تھا جب کہ بوجہ خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور اصل حقیقت کو بھی پوچھتے نہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جودی پہاڑ پر جب کشتی پر سے اترے تو جو لوگ کہ حضرت کے ساتھ کشتی پر تھے انہوں نے ایک گاؤں جداگانہ آباد کیا تھا اور علاقہ کا نام قمانیہ تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں بیان ہو چکی ہے ان لوگوں کو حضرت نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آبادی میں جا کر بسے اس بات کو کسی نے نہ مانا پس حضرت نے دعا کی تب ہر قوم کی علیحدہ علیحدہ زبان پیدا ہوئی کوئی کسی کی بات نہ سمجھتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اسی وجہ سے متفرق ہو کر اطراف جہان میں شہر و عمارت بنا کر بسے اور دوسرا قول یہ ہے کہ کشتی نوح کے ساتھ کسی نے دشمنی پیدا کی تھی وہ بولے جب حضرت نوح کشتی سے اترے گا تو ہم اس کا مار ڈالیں گے وہ لوگ کشتی سے باہر نکلے تب خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی زبان مختلف کر دی تاکہ کسی کی بات کوئی نہ سمجھے اور حضرت نوح علیہ السلام سے دشمنی نہ کر سکے اس وقت ہر شخص اپنے اپنے حال پر رہ گیا۔ القصہ جب نمرود لعین آسمان پر سے زمین پر آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا دیکھ تیرے خدا کو میں نے مار ڈالا یہ سے تیر میں جو خون لگا ہوا ہے یہ اسی کا نشان ہے اب تیرے خدا سے میں نے ملک آسمان چھین لیا یہ باتیں سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے مردود میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا اور نہ وہ کبھی مرنے والا ہے اور وہ سب پر قہار ہے اور سب مقہور اور وہ رزاق ہے سب مرزوق، اور وہ

Marfat.com

Marfat.com

اپنے سپاہیوں کو کہا ہاں ہوشیار ہو کر علم لے کر اور لڑائی کا نقارہ بجاؤ۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور کہتے ہیں کہ شور و غل سے نمرود کے لشکر کے زمین میں زلزلہ پڑ گیا۔ پس کیا تھا۔ آناً فاناً فوج الٰہی آ پہنچی شور و غل آدمیوں کا جو نمرود کے لشکروں میں ہو رہا تھا مچھروں کی آواز سے گم ہو گیا اور جہاں پر فزع پڑ گیا اور مچھروں کا غل جہان پر ہو گیا اور جوش و خروش اس مردود کا جاتا رہا۔ اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک مچھر بیٹھ گیا اور مچھر اپنے ڈنگ ان کے سروں میں چبھو چبھو کر مغز اور گوشت اور پوست اور رگ و آنت اور خون سواری سمیت سب کا سب کھا گئے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے مچھر ذرا بھی ماندے نہ ہوئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہڈی تک ان کی کھا گئے۔ اس ملعون کے لشکر کی لشکر گاہ میں ایک آدمی بھی نہ رہا۔ اور ایک مچھر کا نا لنگڑا لولا غرض کہ ہر عضو میں اس کے نقص تھا وہ سردار مچھروں کا تھا اس نے خدا کی درگاہ میں عرض کی کہ الٰہی نمرود ملعون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کرتو اس کے عوض مجھے ثواب دے۔ پس خدا نے اس کی معروضات قبول فرمالیں۔ جب نمرود مردود اکیلا گھر کی طرف بھاگا اپنی لشکر کا دے تو بالا خانہ میں حرم بابل کے بیٹھ کر یہ تشویش کر رہا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر سارے کا سارا مارا گیا۔ اور ہم میں سے کوئی بھی ایک مچھر کو بھی نہ مار سکا وہ سردار مچھر جو لنگڑا اور ایک آنکھ کا کانا تھا اس مردود کے زانوں پر جا بیٹھا۔ اسے دیکھ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسی طرح کے جانور آ کر ہمارے سارے لشکر کھا گئے۔ اگرچہ یہ جانور نہایت ضعیف اور چھوٹے نظر آتے تھے مگر ہمارے لشکر کچھ نہ کر سکے اور یہ کہہ کر چپ ہو گیا کہ اس کو پکڑے اتنے میں وہ مچھر اس پلید کی ناک میں جا گھسا اور دماغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا وہ مردود اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ جس کا چارہ کچھ نہ ہو سکا چالیس دن رات اسی پریشانی میں گزرے۔ جب اس کے دوست آشنا نوکر چاکر اس کے سر پر لکڑی یا کفش باری کرتے (جوتے مارتے) تو اس کے صدمے سے وہ مچھر جو اس کے دماغ میں گھس چکا تھا تھوڑی دیر کے لئے دم لیتا پھر اس کو کچھ معمولی سا چین آ جاتا۔ بعد چالیس دن رات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تم نمرود ملعون کے پاس جاؤ اور میری طرف اس کو بلاؤ اور اس کو سیدھی راہ بتاؤ تا کہ اس کا کچھ بھلا ہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے نمرود کے پاس جا کر کہا کہ اے نمرود تو کہہ لا الہ الا اللہ ابراھیم رسول اللہ۔ نمرود ملعون نے یہ سن کر کہا کہ وہ اور تو کون ہے کہ میں گواہی دوں اس کی وحدانیت کی اور تیری رسالت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر تیرے گھر کی سب چیزیں گواہی دیں کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں تب تو ایمان لے آئے گا۔ پس اتنے میں تمام فرش فروش اور چھت پردے اور آلات اور اثاث البیت غرض سب شے نے بآواز بلند کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین و ابراھیم رسول رب

Marfat.com

[illegible]

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ وَاِبْرَاهِيْمُ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

[illegible]

Marfat.com

بیان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت کا

جب نمرود اصل جہنم ہوا یا تو اس کی قوم میں جو لوگ موجود تھے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے آج تک یہ ملک نمرود پلید کا تھا۔ اب تمہارا ملک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھ کو ملک گیری سے کچھ کام نہیں اور یہ ملک ہمیشہ ملک بے زوال کا ہے اور میں بعد بے زوال کا ہوں ملک مصر و عجم بادشاہوں کی جگہ ہے اور ملک شام نبیوں کی جگہ ہے۔ میں تو شام جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ شام میں جائیں گے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف راہی ہوئے۔ رحبہ نامی ایک جگہ ہے وہاں آ پہنچے اس ملک اور اس شہر کو رونق بخشی اور وہاں سے دریائے فرات کے کنارے آ پہنچے وہاں بھی ایک شہر آباد کیا اور اس شہر کا نام رقیہ ہے پھر وہاں سے حلب میں تشریف لائے اور وجہ تسمیہ حلب کی یہ ہے کہ شب کو وہاں دودھ دوہا کرتے تھے اور وہاں سے حلب آ میں آئے اور پھر وہاں سے حران میں آئے کہ جہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو دیا تھا اور وہ بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور دین اسلام سے مشرف ہوا۔ اور پھر جو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کو آتے وہ دین اسلام سے مشرف ہوتے وہاں چند روز قیام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام مع اپنی زوجہ محترمہ کے دمشق میں آ گئے اور وہاں اسی دین اسلام کا طریقہ واطوار لوگوں کو بتایا اور بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس کے بعد شہر طیب میں وارد ہوئے وہاں سے شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے پہلے پہاڑوں میں بھاگ کر چلے گئے اور جو مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے ان لوگوں نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے چھوڑے ہوئے مال دولت سے فائدہ اٹھایا اور وہ تمام مال غنیمت لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کنعان میں آ پہنچے اور ان لوگوں نے وہاں ایک نہر جاری دیکھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا پانی سات جگہوں میں جا کر گرتا ہے۔ ملاد، دقامور و خایم، وزعوم اور اس کے مانند دیگر جگہ لیکن یہاں کے آدمی مرتکب فعل بد رذیل ہیں۔ بعض مرد کے ساتھ مرد اور عورت کے ساتھ عورت فعل بد کرتے ہیں اور رہزنی کرکے لوگوں کے مال چھین لیتے ہیں اور یہ لوگ ساری عمر اسی فعل بد پر رہے اور پھر مر گئے اور یہ شہر ستان قوم لوط تھا۔ پھر وہاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے۔ تب سارہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے ازراہ خوشی دو سو دینار فقراء کو تصدق کیے اور تمام شہر کے لوگ خوش و مسرور ہو گئے۔ تقدیر الٰہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ نور پیشانی سے حضرت کی ہاجرہ کی پیشانی پر ظاہر ہوا۔ بعدہ وہاں سے اٹھ کر حضرت، سارہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ تب

Marfat.com

Marfat.com

اور کہنے لگیں کہ الحمد اللہ یہ مبارک فرزند اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے پس وہی پانی حضرت ہاجرہ نے خوب پیا کر پیا اور مٹی و پتھر لا کر چاروں طرف سے اس پانی کو بند کر دیا تا کہ زیادہ نہ پھیلنے پائے۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ وہ پانی بند نہ کرتیں تو وہ مکہ معظمہ کی تمام حدود میں قیامت تک جاری رہتا۔ پس جو ہمارے پینے کا تھا کھا لیا۔ اتفاقاً ایک روز سوداگروں کا قافلہ پانی کی تلاش میں مع اپنے تمام مویشی کے بوجہ پیاس کے کوہ صفا پر آیا تو اس قافلہ نے وہاں ایک عورت کو پانی کے کنارے بیٹھے دیکھا اور اس قافلہ کا بیان ہے کہ اس جگہ سے جب ہم لوگ گزرتے تھے تو کبھی بھی ان لوگوں نے اس جگہ پانی نہ دیکھا تھا یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور وہ اسی تعجب میں حضرت ہاجرہ کے پاس گئے اور جا کے کہا تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ حضرت ہاجرہ نے اس قافلے والوں سے جو حال اپنے اوپر اور حضرت اسماعیل پر اور پانی کا جو ماجرا گزرا تھا وہ سب سرگزشت انہیں سنائی۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے اگر اجازت ہو تو ہم لوگ تمہارے پاس اپنی بود و باش اختیار کریں اور پانی کے عوض تم کو بہت سا مال دیویں تا کہ ہم کو یہ پانی حلال ہو۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا اچھا۔ تب وہ لوگ وہاں آ کے اور اپنے اپنے خیمے نصب کیے اور اونٹوں اور بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ بہت دنوں تک وہ لوگ وہیں رہے اس عرصہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بالغ ہوئے اور حضرت حاجرہ ابریشم بُن کر اپنی گزر اوقات بسر کرتی تھیں۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ ایک روز حضرت خلیل اللہ کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کے دیکھنے کی آرزو ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ خدا جانے وہ دونوں کس حال میں ہوں گے۔ تب حضرت سارہ خاتون سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اجازت مانگی۔ حضرت سارہ خاتون نے فوراً اجازت دیدی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عہد لیا کہ تم وہاں سواری پر سے نہ اترنا۔ اور جلدی دیکھ کر وہاں سے چلے آنا یہ عہد کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدس سے نکل کر بیابان کی راہ لی۔ جب مکہ میں پہنچے تو وہاں قوم عرب کو دیکھا کہ اونٹ بکری چراتے ہیں اور کسی کو وہاں بیٹھے اور کوئی چلتا پھرتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی نے نہ پہچانا۔ مگر حضرت ہاجرہ دور سے دیکھ کر بغرض استقبال آگے بڑھیں اور ان کو نہایت تزک و احتشام سے اپنی جائے رہائش پر لائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عہد کا خیال کر کے اونٹ پر سے زمین پر پاؤں نہ رکھا۔ ہاجرہ نے اسماعیل علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہ تمہارے والد آئے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ کو دیکھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور اس وقت حضرت اسماعیل چھ برس کے ہو گئے تھے۔ حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بالاصرار کہا کہ آپ سواری سے اتریئے تا کہ آپ کے ہاتھ پاؤں دھلوا دوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا چلتے وقت

Marfat.com

[illegible]

بیان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

[illegible]

Marfat.com

السلام نے حضرت ہاجرہ سے فرمایا کہ اسماعیل کے سر میں کنگھی کر کے اور اس کے بال مشک وعنبر سے خوشبودار کرے اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر میرے ساتھ دعوت میں بھیج دو میں اسے اپنے ساتھ دعوت الی اللہ میں لے جاؤں گا۔ اس حکم کو سن کر حضرت ہاجرہ نے ان کو خوب اچھی طرح نہلا دھلا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر کہا کہ تم آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چھری تیز دھار والی اپنی آستین میں چھپائی اور ہاجرہ کے سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اپنے باپ کے پیچھے چلنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر شیطان لعین حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے پاس آیا لیکن اس نے ان سے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً ہی وہ شیطان حضرت ہاجرہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ آج اسماعیل تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ حضرت ہاجرہ نے اس سے کہا کہ آج وہ اپنے باپ کے ہمراہ ایک ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ افسوس اس بیچارے کو تو اس کا باپ ذبح کرنے کو لے گیا۔ حضرت ہاجرہ نے کہا معاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کو بھی بے گناہ مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے ایسا ہی حکم کیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا کہ واقعی خدا کا فرمان ہے تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔ بس ابلیس حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور اس لعین نے یہ گمان کیا کہ ابھی تو یہ لڑکا ہے میں اس کو نہایت آسانی سے خدا کے حکم سے بھٹکا سکوں گا۔ ابلیس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا تو کہاں جاتا ہے۔ حضرت اسماعیل نے جواب میں کہا کہ میں آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں۔ شیطان بولا۔ نہیں تمہارا باپ تو تم کو آج ذبح کرنے کو لئے جاتا ہے آپ یعنی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے اس شیطان لعین سے کہا کہ بھی باپ بھی اپنے بیٹے کو بے گناہ مارتا ہے کیا کبھی تم نے ایسا سنا ہے۔ ابلیس نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ اس کو تو یہ حکم خدا نے دیا ہے کہ وہ آج اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دے۔ یہ سن کر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے جواب دیا کیا یہ حکم خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تو پھر تو ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں فدا ہو اور میں بخوشی اس کی راہ میں قربان ہونا چاہتا ہوں۔ جب وہ دونوں بزرگ دور تک نکل گئے تب اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے ابا جان مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی کی گئی تھی وہ اپنے لخت جگر فرزند ارجمند کے سامنے انہیں الفاظ کے ساتھ بیان کر دی فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى (۳۷-۱۰۲) ترجمہ: پھر جب وہ اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو باپ نے اپنے لخت جگر سے فرمایا۔ اے بیٹے میرے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح اللہ کے راستے میں کر رہا ہوں۔ پس اے بیٹے میرے مجھے بتاؤ تمہاری اس میں کیا رائے

Marfat.com

Marfat.com

نے اپنے باپ کو سمجھائی تاکہ میری قربانی کی فرمائش کی تکمیل ہو سکے اور میں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہو جاؤں۔ کہتے ہیں کہ اس امر کے بجالانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی کسی قسم کی دیتا ہی نہیں کی مثال پر جو چھری تیز کی ہوگی وہ تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بوقت ذبح مودبانہ التماس کی اے ابا جان میری اس وقت صرف تین گزارشیں ہیں اور میری وصیتیں سن لیجئے۔ سب سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لیجئے کہ جان نازک ہے۔ چھری کے زخم سے مارے جنبش میں نہ آ جاؤں خدانخواستہ قطرہ خون کا بھی آپ کے کپڑوں میں لگ جائے تو میں قیامت کے دن گرفتار ہو جاؤں اور عذاب خدا برداشت نہ کر سکوں۔ اور دوسری وصیت یہ ہے کہ منہ میرا زمین کی طرف کر دیجئے تاکہ منہ میرا تم کو نظر نہ آوے اور میں بھی آپ کی طرف نظر نہ کر سکوں تاکہ آپ میں محبت جوش نہ کرے اور یہ ہمارے اور آپ کے درمیان قصور کا سبب بن جائے۔ اور تیسری وصیت یہ ہے کہ جب آپ میری طرف تشریف لے جائیں تو وہاں جا کر میری محترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام کہنا اور میرا اپنا خون بہا ان کو دینا تاکہ یہ نشانی ان کو تسلی کا کام دے اور یہ صرف اس واسطے ہے کہ ان کا کوئی دوسرا فرزند نہیں ہے۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنیں اور اس کے بعد اپنے کرتے کی آستین سے چھری اور رسی نکال کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں خوب اچھی طرح سے مضبوط باندھے اور ان کا منہ بھی زمین کی طرف کر دیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے ابا جان میرے ہاتھ پاؤں کھول دیجئے کیونکہ جو بندہ بھاگنے والا ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر خدا کی درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابراہیم نے نہ مانی اور گلے پر چھری زور سے چلائی مگر بحکم خدا کچھ بھی نہ کٹا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ میرے ابا جان کیا چھری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کاٹتی نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر چھری پر زور لگایا لیکن پھر بھی ذبح نہ ہوا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے ابا جان سے کہا اب کی مرتبہ چھری کی نوک گلے میں ڈال کر زور سے ذبح کرو شاید یہ کامیاب ہو اور خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے ایسا ہی کیا لیکن پھر بھی کچھ کٹ نہ سکا۔ چھری دستے کے اندر اور دستہ حلق پر رہ گیا۔ غرض کہ وہ ذبح کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آ کر چھری کو زمین پر ڈال دیا اس وقت چھری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ اے حضرت ابراہیم (علیہ السلام)! خدا تمہیں کہتا ہے کہ کاٹو اور مجھے کہتا ہے کہ مت کاٹو اور آپ کو ایک دفعہ فرماتا اور مجھے دس دفعہ فرماتا ہے کہ مت کاٹو اور یہ جان لو کہ حکم الٰہی سب سے بہتر اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم

Marfat.com

Marfat.com

فدیہ بھیجا تھا کہ وہ نجات پاویں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دنبے کو بعوض اسماعیل کے ذبح کیا اور اس کے چمڑے سے اس کے دستر خوان بنوا کر خلق اللہ کو اس پر کھانا کھلایا کرتے اور اس کی پشم سے حضرت سارہ و خاتون نے ایک چادر بنوائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس چادر کو مدینہ سے تابوت میں رکھ دیا۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام اس تابوت کو لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ حضور نے وہ چادر حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب کو عنایت فرمائی تاکہ اس کا خرقہ بنا کر پہنیں اور وہ خرقہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زندگانی تبرکاً رہا اور وہ اس کو ہمیشہ پہنتے تھے۔ تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تعمیل ہو سکے چونکہ وہ جانتے تھے کہ آخرت میں نجات کا دارومدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ و شوق عنایت فرمائے۔ (آمین)

بیان تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قربانی سے فراغت پائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بی بی ہاجرہ کے حوالے کر کے خداوند قدوس کا شکر بجا لائے اور پھر اس کے بعد حضرت سارہ خاتون کے یہاں تشریف لے گئے۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت ابراہیم سے کہنے لگے اے ابراہیم! تم پر خدا تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین میں ایک گھر اللہ تعالیٰ کے واسطے بناؤ تاکہ مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ یہ بات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سن کر عرض کرنے لگے کہ یہ خانہ خدا کہاں بناؤں فوراً ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم! اونٹ پر سوار ہو جاؤ تو میرے حکم سے ایک ابر آویگا تم اس کے ساتھ چلتے رہنا اور وہ جہاں پر ٹھہر جائے اور سایہ اس کا جہاں تک کرے وہاں تک نشان دیکر وہیں بیت اللہ کی بنیاد ڈال دینا۔ چنانچہ بحکم خداوندی ایسا ہی ہوا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک سانپ نے آکر چاروں طرف حلقہ کیا۔ اسی انداز سے جو حلقہ کا نشان تھا بیت اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر جہاں تک بتا دیا وہاں تک بنا دیئے۔ قولہ تعالیٰ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۲۲-۲۶) ترجمہ: اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کا ٹھکانا اس کو کہ کا شریک نہ کر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے

Marfat.com

Marfat.com

پس ابراہیم علیہ السلام خدا کا شکر بجا لائے کہ ہم لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ بنایا بعدہٗ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا اے ابراہیم! خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے بڑی محنت سے یہ گھر خدا کا بنایا۔ ہمارے نزدیک اس محنت کی بہت ہی زیادہ قدر و منزلت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند قدوس سے عرض کیا کہ یا الٰہی تو نے فرمایا ہے کہ بھوکے پیاسے کو کھانا کھانا پلانا اور ننگے کو کپڑا پہنانا نزدیک میرے ایسا بڑا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ ہے اور ایک ہزار رکعت نماز ہر رکن پر اس کے ادا کی۔ پھر ارشاد ہوا اے ابراہیم تم لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دو قولہ تعالیٰ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (۲۲-۲۷) ترجمہ اور اعلان کر دو لوگوں میں حج کے واسطے کہ لوگ اس بیت اللہ کے واسطے پیادے اور اگر سواری میسر ہو تو سواری پر اگرچہ ان کے اونٹ دبلے ہی ہوں نہ ہوں۔ کیونکہ یہ حکم دور کی مسافت کے واسطے ہے بہر حال ہر ممکن طریقہ پر اس گھر کی طرف چلے آئیں۔ یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا الٰہی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور اس آواز کو کون سنے گا۔ حکم ہوا کہ تم بلند آواز سے پکار دو میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں یہاں تک جو روحیں باپ کے صلب میں اور ماؤں کے رحم میں ہیں ان کو سنوا دوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر بآوازِ بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلانے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے لہٰذا ہر شخص کو اس میں آنے کے واسطے آنا ضروری ہے۔ چنانچہ جن کی قسمت میں حج تھا۔ ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے باپ کی پشت اور ماں کے رحم میں لبیک کہا۔ حضرت نے کسی کو نہ دیکھا اور چاروں طرف سے آواز آئی لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ یَاسَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ۔ ترجمہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے میدان میں چاروں طرف نظر کی دیکھا کہ نہ پانی ہے نہ گھاس ہے اور نہ زراعت غرض کہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی قولہ تعالیٰ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ (۱۴-۳۷) ترجمہ یارب میں نے بسائی ہے اپنی اولاد میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر کے پاس اے رب ہمارے ہم کو قائم رکھو واسطے اپنی نمازوں کے کیونکہ جو تیرا ہو جاتا ہے اس کا دل تیری طرف ہی جھکتا ہے اور جو لوگ اس جگہ آباد ہو جائیں تو تو ان لوگوں کو میووں سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر زیادہ کریں۔

Marfat.com

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر شام میں تھا۔ بعد تولد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ان کی ماں کے ساتھ اس بیابان میں لا کر جہاں پر اب مکہ مکرمہ ہے بٹھا کر چلے گئے پھر رفتہ رفتہ مکہ شہر آباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمزم کا چشمہ نکالا۔ اس وجہ سے اور زیادہ جلد اس جگہ پر لوگ آباد ہو گئے، کیونکہ یہ زمین کھیتی اور میوے کے درختوں کے واسطے موزوں نہ تھی اس کے نزدیک ایک زمین طائف تھی اس زمین کو زرخیز و سرسبز شاداب کر دیا تاکہ کھیتی میوے وہاں سے ہوویں اور شہر مکہ مکرمہ میں وہاں سے پہنچیں بعد اس کے خدا کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چھتیس کوس تک زمین کھودی جو کہ سمندر سے بہت نیچی تھی اسے کھود کر ملک شام میں سے بہت کر دیا۔ اور اس کے گڑھے میں دریائے نیل کی زمین کے نیچے کر دیا اور فرشتے سب اس زمین کے گرد کعبے کے سات دفعہ طواف کرتے رہے اور اس جگہ سے جہاں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ملک شام میں پہنچائی تھی سے جہاں کا نام مسجد اقصیٰ والے سات دفعہ بیت مقدس کے طواف یا تواب کرتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں جا کر اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خراب نہ ہوا آباد پایا۔ اس واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام جہاں سے ہیں جانا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ رہتے ہیں وہاں آتے رہتے اور مسافروں کی مہمانی کرتے رہتے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صورت بن کر آپ سے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھ لے تو بہت ہی اچھا ہو۔ پس خدا کی درگاہ میں عرض کی وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى (۲-۲۶۰) ترجمہ: اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اے رب میرے مجھ کو دکھا دیجئے کہ تو مردے کو کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ (۲-۲۶۰) ترجمہ: کہا کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ تو فوراً ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گزارش کی۔ قولہ تعالیٰ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ (۲-۲۶۰) ترجمہ: کہا حق ہے فرمانا تیرا مگر اس واسطے کہ تسکین ہووے میرے دل کو۔ باری تعالیٰ نے فرمایا فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲-۲۶۰) ترجمہ: فرمایا کہ تم پکڑ لیجئے چار پرندے اڑنے والے پھر ان کو اپنے سے مانوس کرکے بلا لو پھر ان کے ٹکڑے کرڈالو اور پھر ان ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر ڈال دو پھر تم ان کو بلاؤ تمہاری آواز پر اپنے جسم کی طرف ہر ٹکڑا آوے گا۔ اور وہ پرندے تمہارے پاس اپنی پہلی حالت پر آجائیں گے اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے، اور یہ اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے بحکم الٰہی حضرت خلیل اللہ پرندے لائے۔ ایک ان میں طاؤس تھا اور دوسرا مرغ اور تیسرا کوا اور چوتھا ان میں ایک کبوتر تھا ان کو انہوں نے پالا اور اچھی طرح سے اپنے سے مانوس کیا جب ان کو اطمینان ہو گیا کہ یہ ہم سے اچھی طرح مانوس ہو چکے ہیں اور ان کو پہچان بھی لیا تاکہ بھول نہ ہونے پائے۔ پھر ایک دن ان سب کو ذبح کرڈالا اور اس کی تقسیم اس طرح سے کی کہ ایک پہاڑ پر ان چاروں جانوروں کے سر رکھے اور ایک پر پاؤں اور ایک پر دھڑ اور ایک پر ان کے تمام بالوں کو رکھا اور اپنے دل میں اطمینان بھی کرلیا کہ خداوند قدوس کی قدرت کے من ظر دیکھیں گے۔ پھر انہوں نے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر ایک جانور کو پکارا تو اس کا سر اٹھ کر ہوا میں اڑا ہوا پھر پہلی جگہ میں دھڑ اس سے آکر مل گیا پھر پاؤں ملے پھر آخر میں بال آکر مل گئے اور جب وہ اپنی پہلی اصلی حالت میں ہو گیا تو وہ دوڑتا ہوا چلا آیا۔ اسی طرح چاروں جانور باری باری سے درست ہوتے گئے اور اپنے اپنے اعضا سے مل کر صحیح سالم اپنی اصلی حالت پر دوڑتے ہوئے حاضر ہو گئے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم! چار جانور پکڑ مرغ۔ طاؤس۔ کوا اور گدھ بعض نے کبوتر کہا ہے۔ پس ان دونوں میں مورخین کا اختلاف ہے۔

سوال اس کا کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاروں جانوروں کو مرغ فرمایا اور دوسرے جانور کا ذکر نہیں کیا۔

جواب مرغ ان جانوروں پر فضیلت رکھتا ہے اور دوسرے جانور اتنی فضیلت نہیں رکھتے ہیں۔ مرغ ذبح کرنے والے کی وجہ سے کہا کہ شہوت میں اس سے زیادہ کوئی جانور نہیں۔ ایسا ہی تو بھی اپنی شہوت کو

Marfat.com

Marfat.com

السلام نے وعلیکم السلام سے دیا اور یہ خیال کیا کہ سب آدمی ہیں حالانکہ وہ سب فرشتے تھے ان کے ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر لے گئے قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ (۱۱-۶۹) ترجمہ: اور آ چکے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے سلام ہو تم پر اور وہ بولے سلام ہو تم پر پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سارہ سات دن بعد آج مہمان عزیز و مکرم آئے ہیں جو چیز تم عزیز رکھتی ہو ان کے واسطے بھی وہی چیز لے آؤ۔ حضرت سارہ بولیں کہ اے حضرت میں اس بچھڑے سے زیادہ عزیز کسی چیز کو نہیں رکھتی ہوں اور اسے منزلہ فرزند کے میں نے پالا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کو قربانی کر کے اور تل کر آپ کے مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دوں۔ چنانچہ حضرت نے اسے اسی وقت ذبح کیا اور اس کو بھون کر مہمانوں کے سامنے لا کر رکھا۔ اور آپ خود بھی ان مہمانوں کے ساتھ سر نیچا کیے باادب کھانے لگے۔ حضرت سارہ خاتون نے پردے سے دیکھا اور کہنے لگیں اے حضرت آپ تو کھاتے ہیں لیکن آپ کے مہمان نہیں کھاتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھا کر مہمانوں کی طرف دیکھا کہ مہمان کھاتے نہیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے ان مہمانوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوچھنے پر جواب دیا کہ ہمیں اس کی قیمت دیئے بغیر کھانا درست نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مہمانوں سے کہا کہ اچھا آپ لوگ اس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ مہمانوں نے عرض کی کہ آپ اس کی قیمت کیا چاہتے ہیں۔ تب آپ نے ان مہمانوں سے فرمایا کہ اس کی قیمت تو یہ ہے آپ لوگ سب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر کھانا شروع کر دیں اس کی قیمت ادا ہو جائے گی اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو پھر الحمد للہ کہنا یہی اس کی قیمت ہے۔ حضرت جبرائیل نے بآواز بلند کہا اے ابراہیم اس بات سے خدا تعالیٰ تم سے بہت خوش ہوا اور تمہیں اپنا دوست بنا لیا اتنا کہنے کے بعد بولے کہ آپ قطعاً ترس نہ کیجئے۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور ہم میں جبرائیل اور اسرافیل، دردائیل اور عقوائیل اور کئی دیگر فرشتے شامل ہیں اور ہم کو اللہ رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ پہلے آپ کے پاس جاویں کیونکہ آپ نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ کھانا مہمان کے ساتھ کھائیں گے ورنہ نہیں کھائیں گے اور آج تقریباً سات دن ہوئے کچھ نہیں کھایا اور بطور روزہ دار کے ہیں اور ہم لوگ محض اسی مقصد کی وجہ سے بصورت انسان بھیجے گئے کہ آپ مہمان نوازی کریں اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو آپ کا روزہ کھل جائے گا اور جو بوجہ بھوک اور فاقہ کرنے سے پریشانی لاحق ہوئی ہے جاتی رہے گی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت کا ہم کو حکم ہے کہ شہرستان میں

Marfat.com

Marfat.com

بیان حضرت لوط علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امور سے فارغ ہوئے تو ان فرشتوں نے شہرستان لوط کا قصد و ارادہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں وہ فرشتے بولے اے ابراہیم خلیل اللہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے کے لئے جاتے ہیں آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں کیونکہ عذاب الٰہی کے دیکھنے کی طاقت تمہیں نہ ہوگی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا حافظ ہے میں تو تمہارے ساتھ عذاب الٰہی کو دیکھنے چلوں گا جو قوم لوط پر بھیجا گیا ہے یہ کہتے ہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ان فرشتوں کے ہمراہ چل دیئے۔ جب تقریباً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر جا پہنچے تو فرشتوں نے باادب عرض کی کہ ابراہیم خلیل اللہ آپ یہیں ٹھہریں آپ کے واسطے آگے جانے کا حکم قطعی نہیں ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اپنے اونٹ سے نیچے اتر پڑے اور خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور وہ فرشتے اس شہرستان میں قوم لوط کی اس جگہ پر جا پہنچے جس جگہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہاں کے لوگ بدکردار اور بدفعل ہیں کہ مردوں کے ساتھ مرد اور عورتوں کے ساتھ عورتیں فعل بد کی مرتکب ہوتی ہیں اور راہزنی سے لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں اور اس وقت یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو لوگ اس فعل بد میں گرفتار ہیں ان پر غضب الٰہی آئے گا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ چیز خداوند قدوس اپنے فیصلے میں طے کر چکا ہے کہ جو قوم سرکشی ظلم و تعدی کرے گی اور خدا تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرے گی اس پر ضرور غضب الٰہی نازل ہوگا اور وہ دنیا میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں اور خداوند کریم اپنے پیغمبروں کی بات بھی رائیگاں اور رسوا نہیں کرتا چنانچہ آپ نے جس چیز کی خبر اس قوم کو دی تھی وہ بہت جلد ان پر مسلط کر دی گئی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لئے اس صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ چونکہ وہ فرشتے خدا کا حکم لے کر اس قوم لوط کی طرف بھیجے گئے تھے تو انہوں نے اللہ کے حکم سے ان شہروں کو سوائے ایک شہر جس کو سدوم کہتے ہیں اس کو محفوظ رکھا اور باقی تمام شہرستان کو الٹ دیا۔ چونکہ سدوم کے رہنے والے اس فعل میں گرفتار نہیں تھے اور جب انہوں نے ان چھ شہروں کے لوگوں کو دیکھا کہ یہ لوگ اپنی بدکرداریوں اور بدفعلیوں میں مبتلا ہیں تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ اپنی شادی بیاہ وغیرہ بھی موقوف کر دیا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اہل سدوم کو ان پر فضیلت دی اور نجات بخشی اور اس شہرستان کے باشندوں میں

Marfat.com

Marfat.com

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ یٰقَوْمِ هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ (۱۱-۷۸) ترجمہ: حضرت لوط علیہ السلام نے کہا اے قوم یہ میری (قوم کی) بیٹیاں حاضر ہیں اور یہ پاک ہیں میں تمہارا نکاح ان سے کردوں گا پس تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مجھ کو رسوا مت کرو یہ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ کیا اے قوم میری تم میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ سیدھے راستے پر گامزن ہو۔ اور نیک بات کے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

فائدہ: خلاصہ یہ کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں فرشتے مہمان بن کر اترے تھے اور قوم ان نوجوان اور صاحب جمال مہمانوں کو دیکھ کر دوڑی ہوئی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آئی اور حضرت لوط علیہ السلام نے ان مہمانوں کی عزت و آبرو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کافر قوم نے نے حضرت لوط علیہ السلام کی بات تسلیم نہ کی اور حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کے دروازے توڑ ڈالے اور پھر کہا قولہ تعالیٰ

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَّاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ (۱۱-۷۹) ترجمہ: وہ قوم کے لوگ بولے کہ تو جان چکا ہے کہ ہم کو تیری (قوم کی) بچیوں سے غرض نہیں اور تجھ کو تو اچھی طرح معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں تم اپنے مہمانوں کو ہمارے پاس بھیج دو۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ○ (۱۱-۸۰) ترجمہ: حضرت لوط علیہ السلام نے کہا اگر مجھ کو تمہارے سامنے زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی محکم آسرے میں۔ یعنی اے قوم مجھے قوت ہوتی تو تمہارے ساتھ لڑتا لیکن میں نے صبر کیا اور پناہ چاہی خدا کی تمہارے شر سے میرے مہمانوں و خدا محفوظ رکھے اور فرشتوں کو خدا کی طرف سے یہی حکم تھا کہ جب تک لوط علیہ السلام تمہارے پاس اس قوم بدکار کی شکایتیں تین دفعہ نہ لاویں۔ اس وقت تک ہرگز اس قوم سے برائی نہ کرنا اور نام بھی اپنا مت بتانا جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے گھر آئے ہوئے مہمانوں سے کہا کہ میں اپنے اندر اتنی قوت نہیں رکھتا کہ ان کا باقاعدہ مقابلہ کروں اور ان ملعونوں کے شر سے بچوں اور تم کو بھی بچاؤں اور اس ظالم قوم کو اپنے سے دفعہ کروں۔ حضرت لوط علیہ السلام نہایت آبدیدہ ہو کر اپنے مہمانوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ اس قوم کے لوگوں نے آ کر لوط علیہ السلام پر بے ادبی سے ہاتھ چلایا اور ناچار ہو کر حضرت لوط علیہ السلام ان مہمانوں کے پاس ناطاقتی کی صورت میں آئے۔ جب تین مرتبہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے اپنی قوم کی شکایتیں کیں اور پھر شدید آبدیدہ ہو گئے یہ دیکھ کر مہمانوں نے کہا قولہ تعالیٰ:

Marfat.com

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ

(۱۱-۸۱) ترجمہ: مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے اور یہ لوگ ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو نکل اپنے گھر سے پچھلی رات رہے اور پھر تم میں سے کوئی شخص منہ موڑ کر بھی نہ دیکھے مگر تیری عورت تو ان ہی میں سے ہے اور جو عذاب ان سب کی قوم پر آنے کا ہے وہی تیری بیوی پر بھی آنے کا ہے بیشک عذاب ان کے آنے کا وقت اور وعدہ کی صبح ہے۔

پھر مہمانوں نے حضرت لوط علیہ السلام پر پچھلی تمام حالت ظاہر کر دی کہ ہم اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب کی سزا دینے آئے ہیں اور ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ آج شب اس قوم سے قبل از وقت جو یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر آباد ہے چلے جائیں اور اس قوم پر عذاب کے آنے کا وقت صبح کا ہے۔ [illegible]

Marfat.com

برے فعلوں سے توبہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر ان کے چہروں پر مل دیا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں صاف اور منہ بالکل درست ہو گئے پھر جب وہ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے پھر اس کی شقاوت [illegible] تو اسی وقت ان کا تمام بدن خشک اور شل ہو گیا۔ پھر توبہ [illegible] حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر ان کی آنکھوں پر اور بدن پر مل دیا وہ سب اچھے ہو گئے۔ بعد وہ سب کے سب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر سے نکل گئے اور تمام شہر کے دروازے بند کر [illegible] یہ کہہ چلے گئے کہ کل لوط کے مہمانوں سے ہم اس کا بدلہ لیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو مع اہل و عیال کے نہر سے نکال کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر تک پہنچا دیا چونکہ حضرت لوط کی بیوی کافر تھی اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اپنی بیٹیوں کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ [illegible] داخل ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے [illegible] و عیال کو بڑی [illegible] بعد اس کے جب آفتاب طلوع ہوا تو خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر زمین سے چھوا بلکہ شہر سدوم لوط کو اس طرح ملا دیا کہ ایک پتہ درخت کا [illegible] ایک حلقہ دروازے کا نہ بلا اور ہوا سے بھی بچوں نے لغزش میں نہ آئے پس اسی طرح ہوا پر اڑا دیا۔ اور آواز ان فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام تک پہنچی اور پھر اس قوم کفار کی کچھ خبر نہ ملی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی ہیبت سے بیہوش ہو گئے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سنبھالا دی اور اپنی گود میں لے لیا قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ (۱۱-۸۲) ترجمہ: جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی وہ بستی نیچے اوپر اور برسائیں ہم نے ان پر کنکریاں پتھر کی تہ بہ تہ۔ حضرت لوط یہ حال دیکھ کر تاسف و زاری کرنے لگے اور شہر کی طرف نگاہ اٹھائی تو بہت خراب ہو چکا ہے اور ہر شخص کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا ہوا ہے اور اس طوق پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے قولہ تعالیٰ

مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ (۱۱-۸۳) ترجمہ: نشان کئے ہوئے [illegible] پروردگار تیرے کے اور نہیں ہے وہ ظالموں سے دور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس قوم کا کوئی جگہ ٹھکانا ہے۔ وہ بولے ان لوگوں کا سات طبق نیچے دوزخ ہاویہ میں ٹھکانا ہوگا۔ حشر کے دن حساب سے فارغ کر کے ان لوگوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ پھر اپنے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے تھے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ کے بطن سے اور

Marfat.com

Marfat.com

نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے بعد انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب بیٹے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت اسحٰق علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کچھ باپ کے ورثے سے حصہ دو تا کہ باپ کا نشان و تبرک ہمارے پاس بھی رہے۔ اس کے جواب میں حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے برابر نہیں ہو اس لئے میراث سے محروم ہو اور تمہیں باپ کی وراثت سے حصہ نہیں ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام بہت رنجیدہ ہوئے۔

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کہا کہ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پر فوقیت نہ کر کیونکہ ان کی پشت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے جو سید الانبیاء ہیں اور پھر تمام مومن ان کی پشت سے ہوں گے اور تمہاری پشت سے تمام یہود اور گمراہ پیدا ہوں گے اور تمہاری اولاد کو ان کی اولاد ہمیشہ خوار رکھیں گے اور بے نکاح لونڈیاں ان پر حلال ہوں گی اور ان کی امت بہت کثیر تعداد میں ہوگی۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاق اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں میں چھالے پڑ گئے اور وہ اس رونے کی وجہ سے نابینا ہو گئے اس بات کے دو برس گزرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا اے اسحٰق میں تم کو خدا کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تیری پشت سے چار پیغمبر پیدا ہوں گے اور ایک پیغمبر ان میں حضرت موسیٰ ہوگا جو خداوند کریم سے باتیں کرے گا اور ان کا لقب بھی کلیم اللہ ہوگا اور خدا چاہے تو تمہیں بینا کرے یا ویسا ہی رہنے دے اگر تم کو خداوند کریم نے نابینا رکھا تو قیامت میں آنکھیں کھلیں گے اور خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہ سن لینے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ بس میں اپنی آنکھیں نہیں مانگتا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ اس کے عوض خداوند قدوس مجھ کو اپنا دیدار دکھائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ان کا نام عیص اور یعقوب تھا۔ جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق نے انتقال فرمایا اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

بیان حضرت اسماعیل علیہ السلام

تواریخ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہر سال مکہ شریف سے اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو ملک شام جاتے تھے اور وہاں حضرت اسحاق اور دوسرے بھائیوں کو دیکھ کر پھر مکہ شریف لے آتے تھے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی مکہ کے شریفوں میں سے تھیں اور ان سے بارہ بیٹے تولد ہوئے ایک روز اچانک حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے

Marfat.com

اسماعیل تم مغرب کی زمین میں جاؤ اور وہاں کے بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ اور دعوت الی الحق دو۔ چنانچہ یہ حکم خداوندی پاتے ہی فوراً وہاں گئے اور تقریباً پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی یہاں تک کہ تمام بت پرست مومن ہو گئے ارشاد ربانی ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ (۱۹-۵۴-۵۵) ترجمہ اور یاد کر کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کو وہ اپنے وعدے میں سچا تھا اور اپنے رب سے پسندیدہ تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو یہاں نہ آئے گا میں اس جگہ پر تیرا انتظار کروں گا اور وہ شخص تقریباً ایک سال تک نہ آیا حضرت اسماعیل علیہ السلام برابر اس جگہ پر اس کے منتظر رہے اس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو صادق الوعد فرمایا ہے آخر مکہ سے ملک شام میں تشریف لے گئے وہاں جا کر حضرت اسحاق

[illegible]

بیان حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام

[illegible]

Marfat.com

اور وہ اکثر اوقات شکار کیا کرتے تھے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نہیں کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص سے کہا کہ آج ایک بکری جنگلی یا بن شکار کر کے لاؤ اور اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤ تو میں اللہ رب العزت سے دعا کروں گا کہ خدا تجھ کو پیغمبری عنایت فرمائے۔ یہ سن کر عیص اپنا تیر و کمان لے کر باپ کے واسطے شکار کے لئے باہر نکلے اور ان کی ماں حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ پیار کرتی تھیں انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اپنی بکری جو موٹی تازی اور فربہ ہے اس کو ذبح کر کے کباب بنا کر جلدی سے اپنے باپ کو کھلا تو وہ تم کو دعا دیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی والدہ کا فرمان سن کر فوراً ایک بکری ذبح کر کے جلدی جلدی کباب بنا لائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام تو آنکھوں سے معذور تھے بوئے کباب پا کر کہنے لگے یہ کباب وان لایا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ عیص لایا ہے فرمانے لگے کہ ان کبابوں کو سامنے لاؤ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سامنے لا کر رکھ دیئے جب حضرت اسحاق علیہ السلام ان کبابوں کو کھا کر خوش ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ یا حضرت آپ گوشت کھلانے والے کے واسطے دعا کیجئے ان کے کہنے سے حضرت اسحاق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا کہ یا رب مجھے جس بیٹے نے یہ گوشت کھلایا ہے اس کو اور اس کی اولاد کو پیغمبر کیجئے۔ اس کے بعد حضرت عیص شکار سے واپس آئے کباب بنا کر حضرت اسحاق علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے پھر اس وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے حیلہ بنا کر یعقوب کے ہاتھ سے کباب کھلائے تھے اور اس کے حق میں دعا کروائی تھی کیونکہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہت چاہتی تھیں۔ پھر حضرت اسحاق علیہ السلام نے اپنے بیٹے عیص سے کہا کہ اے عیص تیری دعا تیرے بھائی یعقوب نے لے لی عیص نے اس بات کو سن کر طیش میں آ کر کہا کہ میں یعقوب کو مار ڈالوں گا تب حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کو مت مار اور میں تیرے لئے بھی دعا کروں گا۔ کہ تیری نسل سے بہت مخلوق پیدا ہو۔ جب حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت عیص کو دعا دی تو اس دعا کی برکت سے حضرت عیص کی اولاد بہت بڑھی۔ مغرب اور اسکندریہ اور دریائے کنارے تک ان کی اولاد پھیل گئی۔ ایک بیٹے کا نام روم بھی تھا اب جس شہر کا نام روم ہے اور اسی کو استنبول بھی کہتے ہیں چونکہ یہ شہر انہوں نے ہی بسایا تھا اس لئے اس شہر کی نسبت بھی انہیں کی طرف ہے اور ان کی اولاد بہت ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے تقریباً ایک سو ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور اپنی والدہ حضرت سارہ خاتون کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام ڈر گئے کہ مبادا عیص مجھ کو مار ڈالے اس

Marfat.com

Marfat.com

نہیں چاہتا آپ سے تو میں نے راحیل کی درخواست کی تھی۔ان کے ماموں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ہماری قوم کا دستور ہے کہ پہلے بڑی بیٹی کی شادی کرتے ہیں پھر اس کے بعد چھوٹی بیٹی کی شادی کرتے ہیں اگر ایسا ہم نہ کریں گے تو لوگ ہم پر طعنے کسیں گے کہ دیکھوں فلاں رئیس قوم نے اپنی بڑی بیٹی کو تو اپنے گھر میں بٹھا رکھا ہے اور چھوٹی بیٹی کو بیاہ دیا ہے یہ بڑی عیب کی بات سمجھی جاتی ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ راحیل سے شادی ہو جائے تو پھر تم کو سات برس تک بکریاں چرانا ہوں گی اور سات برس تک تم اپنے ساتھ لیا کو اپنے نکاح میں رکھو، پھر تم کو اختیار ہو گا کہ چاہے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھو یا نہ رکھو اور یہ حکم اس زمانہ میں جائز تھا کہ ایک شخص دو بہنوں کو بھی ایک وقت نکاح میں رکھ سکتا تھا اور اب شریعت محمدیہ میں بیک وقت دو بہنوں کو ایک نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ چونکہ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور اس کے قوانین قیامت تک کے واسطے کارآمد ہوں گے اور اس میں کسی وقت بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتی اور دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر نزول توریت تک تھا قرآن مجید میں دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ○ (۴-۲۳)

ترجمہ: اور نہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے۔

پس یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان کی سات برس اور بکریاں چرائیں، پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی راحیل سے ہوئی اور ان کے ماموں نے کثیر تعداد میں مال و اسباب دے کر دونوں بیٹیوں کو اور داماد کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ بی بی لیا کے بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ روبن۔ شمعون۔ لاوی۔ یہودا۔ اسخارا۔ زبلون اور یہ نام توریت میں مذکور ہیں۔ اور ایک مدت تک بی بی راحیل سے کوئی اولاد نہ ہوئی ان کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زلفہ تھا اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں دیا اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے دان اور نفتالی پھر بی بی لیا نے بھی اس پر رشک کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک لونڈی دی اور اس سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور نام ان کا رکھا کاوا اور بشریٰ پھر کچھ روز بعد بیوی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی اور حسن جمال ایسا تھا کہ جس کا وصف اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام کے سمیت کل گیارہ بیٹے تولد ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں میں یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے تھے اور انہی سے بہت زیادہ محبت و انسیت تھی۔ یہاں تک کہ ایک

Marfat.com

Marfat.com

پیغمبری کی دلیل پہنچی تو ان کو یقین ہو گیا۔ پھر ان کو ایک جگہ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور عیص نے کہا کہ بھائی مجھے یہاں ایک مدت گزر گئی اور غریب ہی رہا ہوں۔ اور تم بھی کچھ روز میرے ساتھ اسی جگہ رہے ہو، اور اب تم یہاں بود و باش اختیار کرو اور تم اس سرزمین کے پیغمبر بھی ہو اور میں کسی دوسری جگہ جا کر رہوں گا۔ روایت ہے کہ حضرت عیص یہاں سے رخصت ہو کر اس جگہ جا پہنچے جس جگہ کو اب روم کہتے ہیں اور روم ان کے بیٹے کا نام بھی تھا اور بستی بھی اسی کے نام سے آباد ہوئی تھی اسی واسطے اس جگہ کو روم کہتے ہیں اور وہیں جا کر انہوں نے انتقال فرمایا اور جتنی اولادیں ان کی تھیں وہ سب کی سب وہیں رہیں اور ان کی اولاد کی بہت کثرت ہو گئی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیص کی اولادوں میں سے سوائے حضرت ایوب علیہ السلام کے کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا اور باقی تمام پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہوئے ہیں۔

بیان حضرت یوسف علیہ السلام

درحقیقت حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ نہایت اہم اور نصیحت آموز واقعہ ہے۔ جس کے سننے سے نیک کاموں کی محبت اور گناہوں سے بچنے کی ہدایت و رغبت اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جس کو خدا تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلاء متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن مجید میں احسن القصص کہہ کر بیان فرمایا ہے اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم الشان واقعہ سے خوب واقف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ کا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنَ ○ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ ○ (۱۲-۳)

ترجمہ: ہم آپ سے بہتر قصوں میں سے ایک قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف قرآن اور تو تھا پہلے اس سے بے خبروں میں سے بعض علماء کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے اس قصے کو سب قصوں میں قرآن مجید کا بہتر قصہ کیوں فرمایا، اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ قصہ سب پیغمبروں کے قصے سے احسن ہے، اور بعضوں نے کہا کہ صبر جمیل یعقوب علیہ السلام کا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور صبر سب سے بہتر چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو احسن کہا اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ پہلی باتیں خواب کی تھیں اور تمام حقیقتیں اس قصہ میں بیان ہوئی ہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہو بہر حال یہ قصہ عجیب و غریب اور نہایت موثر ہے اس کے پڑھنے سے ہر انسان نیک بن

Marfat.com

Marfat.com

میرے پاس۔ انہوں نے کہا اچھا پہلا بختہ میرے پاس ہی رہے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ بھی منظور کر لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ایک کمر بند تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بڑی بہن کو وہ کمر بند اپنے دادا کی میراث سے ان کے حصے میں پہنچا تھا اور اسی کمر بند سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بروقت قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پھوپھی کے گھر میں سات دن رہے۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو طلب کیا۔ تب ان کی بہن نے حیلہ سازی کی تاکہ یوسف کو ان سے باپ نہ لے جائیں۔ وہی کمر بند حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر میں چھپا کر کپڑے کے تلے باندھ دیا کہ یوسف کو کی بہانے سے چور بنا کر پھر اپنے گھر میں لے آؤں۔ اور اس وقت کی شریعت الٰہیہ میں یہ قانون تھا کہ جو کوئی کسی کی چیز چراتا اور وہ پکڑا جاتا تو وہ شخص صاحب مال کا غلام ہو جاتا ہے۔ پس بعد سات دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منگوایا، پھر ان کی بہن نے حیلہ کر کے یعقوب علیہ السلام سے آ کر کہا کہ میرے باپ کا کمر بند گم ہو گیا ہے اور یہ یقین ہے کہ یوسف کے ہمراہ جو لوگ تھے انہوں نے چرایا ہے لہٰذا آپ سب کو حاضر کیجئے۔ ہر ایک سے جھوٹ موٹ پوچھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر ان کی کمر سے کمر بند جھٹ کھول ڈالا اور کہا کہ یوسف میرے پاس مجرم ہوا اور اب وہ دس برس میرے پاس قید رہے گا اور ہماری خدمت کرے گا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خجالت کی وجہ سے اپنی بہن کو یوسف کو لے جانے کی اجازت دے دی بعد دو برس کے ان کی خواہر نے وفات کی پھر بعد وفات اپنی بہن کے یوسف کو اپنے گھر واپس لے آئے اور سب فرزندوں سے زیادہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز رکھتے تھے۔ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد سے یہ بیان کیا کہ میں نے شب گزشتہ کو خواب میں دیکھا کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝ (۱۲-۴)

ترجمہ: جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے میرے ابا جان میں نے خواب دیکھا ہے شب کو کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا۔ یعقوب نے جب معلوم کیا کہ بھائی سب ان کو ذلیل کریں گے تب کہا ان سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤی اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ

Marfat.com

الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (۱۲-۵)

ترجمہ: اور کہا یعقوب علیہ السلام نے اے بیٹے میرے مت بیان کر خواب اپنا بھائیوں سے کیونکہ اس خواب کو سن کر وہ تیرے واسطے البتہ کچھ فریب بنائیں گے اور شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ یعنی اس خواب کی تعبیر سنتے ہی وہ سمجھ لیں گے کہ سب تیری طرف محتاج ہوتے ہیں۔ اور شیطان تعین ان کے دل میں حسد ڈال دے گا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو بتائی جیسا کہ فرمایا اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (۱۲-۶)

ترجمہ: اور اسی طرح تجھ کو تیرا رب برگزیدہ کرے گا اور سکھائے گا تجھ کو کچھ خبر خوابوں کی اور پورا کرے گا اپنا احسان تجھ پر اور اولاد یعقوب پر جیسا کہ پورا کیا تھا احسان اپنا اوپر تیرے باپ دادوں کے پہلے تجھ سے ابراہیم و اسحاق پر البتہ تیرا رب بہت جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے۔ یہ خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کئی سال بعد دیکھی جب آپ مصر کے بادشاہ بن گئے۔

وَقَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ (۱۲-۱۱)

ترجمہ: اور جب بیٹوں نے باپ سے کہا کہ کیا ہوا تجھ کو کہ نہیں بھروسہ کرتا تو ہم پر یوسف پر اور ہم البتہ اس کے خیر خواہ ہیں۔

Marfat.com

ترجمہ: بھائیوں نے آپس میں صلاح کی کہ بس اب یوسف کو کسی طرح سے مار ڈالو یا کسی ایسی جگہ پھینک آؤ جہاں سے وہ نہ آ سکے اور وہ کسی دوسرے ملک میں اکیلا رہے تا کہ والد محترم کی پوری توجہ تم لوگوں پر رہے۔ اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مناسب خیال کرو تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کہیں جنگل میں جا کر کسی کنوئیں میں پھینک دیں تا کہ وہ اپنے باپ کو دکھائی نہ دے، اور پھر توبہ کر لو اور اپنے باپ سے ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار رہو تا کہ یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ بھی ہم کو اس حرکت ناشائستہ سے درگزر فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے ایک بھائی کا نام یہودا تھا اور تمام بھائی اس کے فرمانبردار تھے اس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ مت مارو یہ ہمارا بھائی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا۔

قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَاتَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ ○ (۱۲-۱۰)

ترجمہ: ایک بولا بولنے والا کہ مت مارو یوسف کو اور پھینک دو اس کو ایک گمنام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جاوے اس کو کوئی مسافر اور یہ باتیں ان کے بڑے بھائی نے کیں کہ اگر تم کو اپنے بھائی یوسف سے ساتھ کرنا ہے تو بس یہی کرو، اتنا ہی کافی ہے کیونکہ جان سے مار ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے اور میری رائے تو صرف یہ ہے کہ راستے کے کنارے پر کسی کنوئیں میں جو میدان میں واقع ہو اس میں ڈالنا ایک حد تک درست ہو سکتا ہے تا کہ کوئی راہ چلتا سوداگر پانی کے واسطے کنوئیں پر آئے گا اور اسے اٹھا کر اپنے ہمراہ کسی دوسرے ملک میں لے جائے گا اور اس طرح یوسف اپنے باپ کی نظروں سے دور ہو جائے گا اور ہم کو اس طرح بدنامی بھی نہ ہوگی اور خون ناحق سے بھی ہمارا چھٹکارا ہو جائے گا یہ رائے تقریباً سب بھائیوں کو پسند آئی اور سب نے ایک جگہ جمع ہو کر صلاح و مشورہ کیا کہ یوسف کو ان کے باپ سے کس طرح اور کیونکر لیا جائے اور کب اور کس وقت دور میدان میں لے جایا جائے جو ہمارے دلوں کی غرض و غایت اور مقصد ہے۔ سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے اپنے والد بزرگوار کو ہر وقت سمجھاتے اور اطمینان دلاتے یہاں تک کہ یوسف کے بھائیوں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے عزیز یوسف کو ہمارے ہمراہ کر دیجئے تا کہ کسی بڑے میدان میں جا کر ہم کچھ کھیل دکھائیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کسی طرح سے قبول نہ کرتے تھے۔ پھر سب بھائیوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ یوسف کو ہی فریب دینا چاہئے تو یہ خود اپنے باپ سے چلنے کے واسطے اصرار کریں گے یہ مشورہ کرنے کے بعد ان سب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے ہمارے بھائی تم ہمارے ساتھ سیر کو اور تماشہ میدان کا دیکھنے چلو ہم لوگ تم کو خوب تماشہ اور کھیل میدان میں دکھاویں گے اور وہاں بکری کا

Marfat.com

Marfat.com

اس خواب سے ڈرا کرتے تھے۔ کیونکہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں جھوٹے نہیں ہوتے۔ بہر حال یہ گفتگو حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بولے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۝ (۱۲-۱۴)

ترجمہ:۔ وہ سب بولے کہ اگر کھا گیا اسکو بھیڑیا اور ہم تو سب جماعت ہیں ایسا نہ ہوگا اور ہم سب صاحب قوت ہیں اگر پھر بھی کھا گیا تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا۔ یعنی اگر بھیڑیا اس کو کھائے گا تو کیا ہم لوگوں سے اتنا بھی نہ ہوگا کہ ہم دس بھائی ہیں اس کو اپنے بھائی کے کھانے سے روک سکیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم سب سخت گنہگار ہوں گے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو ایک روز کی اجازت دیدی اور رخصت کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اے میری جان میرے دیدے سے اپنا دیدہ ملا کر جاؤ اور ذرا میرے پاس آؤ تو میں تمہیں گود میں لے لوں کیا پتہ پھر تمہیں دیکھوں یا نہ دیکھوں۔ بعد اس کے اپنے دیگر بیٹوں سے کہا کہ یوسف کو تمہیں سونپا اب جاؤ پھر اس پاؤں سے سلامت آؤ میرے پاس یہ کہہ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو رخصت کیا اور وہ سب کے سب ان سے اجازت لے کر چل دیئے قولہ تعالیٰ۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ۝ (۱۲-۱۵)

ترجمہ:۔ پھر جب لے چلے اور آپس میں متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو گمنام کنوئیں میں پس جاتے جاتے کنعان سے چھ کوس کے فاصلہ پر اپنی بکریوں کی چراگاہ میں جا پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام شیل کود کے ساتھ خوشیاں کرتے ہوئے چلے۔ بھائیوں نے ان پر ظلم اور دست درازی اور طمانچے لگانا شروع کر دیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فریاد وزاری کی اور کہنے لگے کہ میں نے ایسا کونسا گناہ کیا ہے جو تم مجھ پر اتنا ظلم کر رہے ہو کیا میرے باپ نے مجھے تم کو نہیں سونپا ہے، یا تم میرے بھائی نہیں ہو۔ تم لوگ اپنے باپ کی وصیتیں اور نعمتیں مت بھولو اور میری بے مادری اور پسری پر رحم کرو۔ ہر چند کہ یوسف نے کہا۔ لیکن انہوں نے کچھ نہ سنا اور برابر مارتے ہی رہے۔ پھر وہ سب کہنے لگے کہ تو نے یہ بات جھوٹ بنا کر اپنے باپ سے کہی ہے کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آ کر مجھے سجدہ کیا ہے شائد تیری یہی آرزو ہے کہ ہم سب تیرے زیر حکم رہیں۔ اور اب تو تیری موت آ چکی ہے اور اس جگہ پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ تیری پشت پناہی کر سکے اور تجھ کو ہم لوگوں سے چھڑا سکے۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اپنے بڑے بھائی یہودا کے پاس چلے گئے ان سے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے یہ سن کر

Marfat.com

Marfat.com

دیا کہ جاؤ میرے پیارے بندے کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم ملتے ہی فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے یوسف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم کچھ اندیشہ مت کرو۔ بلکہ تم کو اپنے بھائیوں کے ظلم سے نجات مل گئی اور خداوند قدوس نے تم کو نہایت ہی برگزیدہ کیا ہے اور ان کے بھائیوں کو ایسا وقت عنقریب آئے گا کہ وہ تیرے سب سے سب مطیع اور فرمانبردار ہوں گے ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی آپس میں کہنے لگے کہ اب یہ بتاؤ کہ اپنے باپ کے پاس جا کر کیا جواب دیں گے جو کچھ ہم نے کرنا تھا وہ تو کر لیا اب کیا کرنا ہے۔ اگر ہمارے باپ نے حضرت یوسف کو طلب کیا تو اس کی کیا تدبیر ہوگی۔ آپس میں مشورے ہوتے رہے لیکن اس کا پختہ جواب سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر ایک بھائی نے مجبوراً کہا کہ بھائی صاحبان ہم سب کو یہی کہنا ہوگا کہ یوسف کو بھیڑیے نے کھا لیا اور ایک بچہ بکری کا ذبح کر کے اس کے خون سے پیراہن یوسف کا جو کہ انہوں نے کنوئیں میں ڈالتے ہوئے اتار لیا تھا آلودہ کر لیا اور بنی یوسف کا رتا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے والد بزرگوار کے سامنے لے جا کر رکھا تاکہ ایک حد تک ان کو ایقان و اطمینان ہو جائے اور ان سب بھائیوں نے پختہ قسمیں کھائیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝

(۱۲-۱۶،۱۷)

ترجمہ۔ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا ہونے پر اور بہت ہی روتے ہوئے سب کے سب اور نہایت عاجزی سے کہنے لگے اے میرے باپ ہم سب دوڑنے لگے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگ گئے اور چھوٹے بھائی یوسف کو اپنے سامان اسباب کے پاس چھوڑ دیا اور ہم لوگ ان کی طرف سے کچھ دیر غفلت میں پڑ گئے اتنے میں کوئی بھیڑیا ان کی طرف آ نکلا اور یوسف کو کھا گیا اور بچہ بھی کر اس پر حملہ کر دیا اور پھر اس کو کھا لیا اور ہم لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ہمارے کہنے کو باور نہیں کریں گے اگرچہ ہم سب کچھ سچ کہہ رہے ہیں۔ اسی رات کو وہ کرتہ بھی جو بکری کے خون سے آلودہ کیا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو پیش کر دیا اور پھر بعض ان میں سے کہنے لگے کہ اے باپ ہم بکریوں کے گلے میں گئے تھے اور یوسف کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا ناگہان بھیڑیا ان کی طرف آ گیا اور یوسف کو کھا گیا اور ہمارے باپ ہم کو معلوم ہے کہ آپ ہماری بات نہیں مانیں گے بلکہ تکذیب کریں گے اگرچہ ہم ہزاروں طریقوں سے سچ کہیں۔ لیکن پھر بھی آپ ہماری بات کا یقین

Marfat.com

Marfat.com

مَاتَصِفُوْنَ (۱۲-۱۸)

ترجمہ:۔اور کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ کوئی بھی ٹھیک بات تم نے ہم کو نہیں بتائی۔ جس پر تمہارے دل خود گواہ ہیں لہٰذا میں صبر جمیل اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتا ہوں، اس بات پر جو تم مجھ سے آ کر بتاتے ہو۔یعنی کرتہ پر لہو کا لگانا ان کا بالکل جھوٹ ہے۔اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیت الاحزان بنایا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے جا بیٹھے اور شب و روز فراق یوسف میں روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں یعنی وہ اس قدر یوسف کے واسطے روئے کہ نابینا ہو گئے اسی جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت کیا یا اخی ہمارا یوسف کہاں ملے گا، میں کدھر جاؤں، میرے یوسف کو اللہ رکھے تو بہتر ہے اتنے میں جناب باری تعالیٰ سے الہام ہوا اے یعقوب تیرا بیٹا محفوظ ہے اور اس کی حفاظت وہی کر رہا ہے جس کو تو نے سونپا اور تم ان سے معلوم کرو۔ کہا الٰہی میں قصوروار ہوں میں نے خطا کی ہے مجھ پر رحم فرما۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ملک الموت کو جانتے ہو وہ ہر شخص کی جان کو قبض کرتے ہیں۔تب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے جا کر پوچھا کہ یوسف سلامت ہیں یا نہیں۔ ملک الموت نے کہا یوسف سلامت ہیں اور ان کی روح قبض کرنے کا ابھی تک کوئی حکم نہیں ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی اور بھروسہ ہوا لیکن بوجہ فراق کے آہ و زاری کرتے رہے۔روایت یوں کی جاتی ہے کہ یوسف کے گم ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی کی ضیافت کی تھی اسی وقت ایک فقیر بھوکا محتاج ان کے در پر حاضر ہوا اور اس محتاج نے کھانے کا سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ شاہ جی بیٹھو کھانا حاضر ہے اتنا بول کر حضرت یعقوب علیہ السلام کسی کام میں مشغول ہو گئے اور اس آنے والے محتاج کو کھانا نہ کھلا سکے۔ وہ فقیر محروم بھوکا یہ دعا کر کے چلا گیا۔الٰہی تو اس کی آرزوؤں کو اس سے دور رکھیو یہ دعا خدا کے دربار میں قبول ہو گئی۔پس اگر فقیر کو کھانا کھلاتے تو اس کی قوت چالیس دن تک رہتی اب اس کے عوض تو چالیس برس تک یوسف کے غم میں رہے گا یہ بذریعہ الہام مطلع کیا گیا۔ یہ الہام سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں التجا کی تو رحیم و کریم عالم الغیب ہے جو خطا مجھ سے ہوئی وہ قصداً نہیں ہوئی غفلت سے ہوئی ہے۔ یہ التجا دربار الٰہی میں حضرت یعقوب علیہ السلام کر رہے تھے کہ فوراً جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا: اے یعقوب! تم پر جو رنج گزرتا ہے اس سے بات کو سوچنا چاہئے تاکہ بندوں کو علم ہو کہ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں۔مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے بدن سے کپڑے اتار کو ننگا کر کے انہیں کنوئیں

Marfat.com

میں ڈالا۔ اسی وقت امر الٰہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیراہن حریر کا بہشت سے لا کر انہیں پہنا دیا اور وہ پیراہن خلیل اللہ کا تھا جس کی برکت سے آتش نمرود ان پر گلزار ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نجات پائی تھی مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا سن مبارک اس وقت بارہ برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ تیرہویں برس کا تھا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ سترہ برس کا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس اندھیرے کنوئیں میں یوسف تین دن رات رہے۔ اتفاق مرضی الٰہی سے ایک قافلہ سوداگروں کا مدین سے اسباب تجارت کا لدھے ہوئے جا رہا تھا۔ ساربان نے سبب سے راہ بھول کر اس کنوئیں کے پاس آ پہنچے۔ اس جگہ کی آب و ہوا خوشگوار پا کر منزل کی تھی اور کنواں سرسبز جھاڑیوں سے پر اور شہر کی آبادی سے دور تھا اور پانی بھی اس کا میٹھا اور شیریں تھا حضرت کے گرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا تھا اور سوداگروں کے سردار کا نام مالک بن ذعر تھا اور پیشہ اس کا یہ تھا وہ جو قافلہ پانی اس کنوئیں پر آیا اور پانی لے [illegible] جبرئیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے آ کر یوسف کو اس [illegible] نے اس کو تسلی دی اور کہا کہ تم بہت نہ گھبراؤ خوبصورت اس میں [illegible] آ کر تمہیں نکالے گا اور اتنی خوبصورت لڑکا کسی نہیں دیکھا اور اس وقت اس کا دل [illegible] شریف میں آیا ہے حق تعالیٰ نے بعد حسن و جمال کے [illegible] وبخشی اور [illegible] جہاں وہ یا [illegible] پہنچے [illegible]

[illegible] اس وقت سب سے [illegible] یوسف کو [illegible] یوسف والوں نے دیکھا تب وہ [illegible] اس کنوئیں میں [illegible] یوسف علیہ السلام نے [illegible] ان سے بھائی شمعون نے عبرانی زبان میں [illegible] یوسف علیہ السلام نے خوف سے [illegible] قافلے میں [illegible] اور اس نے اپنے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible] سوداگروں نے [illegible] یوسف علیہ السلام سے پوچھا [illegible] اور [illegible] سوداگروں نے جواب دیا [illegible] سوداگروں سے [illegible] اور [illegible] وقت [illegible] پاس [illegible]

Marfat.com

اگر چاہو تو لے لو۔ پس اس قافلے کے سردار نے وہ درہم ان کے حوالے کئے اور ایک لطف یہ ہے کہ مصر کے دو درہم کنعان کے ایک درہم کے برابر ہیں اور اس حساب سے کنعان کے صرف نو درہم ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اسی قیمت پر بیچا اور ان کے بھائیوں کی یہ غرض تھی کہ کسی طرح سے باپ کی نظروں سے دور کر ڈالیں ورنہ وہ محتاج نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝ (۱۲-۲۰)

ترجمہ اور بیچ آئے اس کو ناقص مول میں یعنی گنتی کی چونیوں میں اور وہ یوسف سے بیزار ہو رہے تھے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی اسی کنوئیں پر گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں میں پایا تو یہ سب بھائی کہنے لگے یہ ہمارا غلام ہے اور ہم اس کو بیچنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہم سے بھاگتا رہتا ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید سکتے ہو۔ قافلے والوں نے کہا کہ ہم تو اس کو اٹھارہ درہم میں خرید سکتے ہیں اگر تم کو منظور ہو تو ہمارے ہاتھ بیچ دو اور یہ اٹھارہ درہم لے لو۔ چنانچہ سب بھائیوں نے مشورہ کر کے یوسف کو قافلے والوں کو اٹھارہ درہم میں دیدیا۔ پھر وہ درہم انہوں نے آپس میں بانٹ لئے اور ایک بھائی نے اپنا حصہ نہ لیا۔ پھر یوسف کو آگے جا کر مصر میں قافلے والوں نے بیچا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایک مرتبہ بیچنا صریحاً بیان فرمایا اور پھر پردہ پوشی کے لئے دوسری مرتبہ نہیں فرمایا لیکن اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ سستے مول تو پہلی مرتبہ بیچا گیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ مملوک ہونے کا یوسف کے یہ سبب تھا کہ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے آئینے میں اپنے جمال کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بوجہ لطافت و نزاکت جو چیز بھی دودھ کے گلے سے اترتی ہوئی نظر آتی جب یہ حسن و جمال اپنا دیکھا تو فخر سے کہا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی میری قیمت نہ دے سکتا۔ جب اپنے دل میں یہ تصور کیا تو باری تعالیٰ کو ناپسند ہوا اسی کی پاداش میں ان پر عتاب آیا۔ اور ان کو بتایا گیا کہ اے یوسف تم نے بڑی شیخی کی بات کی ایسی بات کہنا نبی کی شان سے بعید ہے، نبی میں غرور و فخر نہیں ہوتا وہ تو اپنے فرض منصبی کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تاکہ مخلوق خدا کو ہدایت ہو۔ اور اے یوسف تم نے تو فخر کیا کہ اپنی صورت آئینے میں دیکھ کر خود ہی اپنی قیمت ٹھہرائی اور تم نے اپنے حقیقی مصور کی طرف کچھ بھی خیال نہ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے جو تو نے فخر کیا کہ دیکھ اب تجھ کو کیسا غلام بناتا ہوں اور کتنی معمولی قیمت پر فروخت کراتا ہوں تاکہ لوگ دیکھیں کہ ایسی صورت اور اتنی تھوڑی قیمت پر فروخت ہو رہی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطنت مصر کی ان کی تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اور یہ دنیا کا دستوری اصول ہے کہ جب تک کسی کی خدمت نہ کرے اس وقت تک

Marfat.com

Marfat.com

میں مالک بن زغر ایسا ایک غلام عبرانی لا رہا ہے کہ اس کی خوبصورتی اور حسن و جمال لاثانی ہے اور پردہ زمین پہ نہ ایسا آج تک ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ یہ خبر سن کر تمام اہل مصر سوداگر کے استقبال کو آئے تو تمام اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور جو صفتیں کہ سنی تھیں اس سے بھی کہیں زیادہ ان میں پائیں۔ مالک ابن زغر نے اپنے گھر کو اچھی طرح سنوارا اور باقاعدہ اپنے گھر میں فرش وفروش دیبائے رومی کے بچھائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر تاج زرّیں سر پر رکھا۔ اس کے بعد مالک ابن زغر نے پورے شہر میں منادی کر دی کہ میں غلام نہایت خوبصورت، خوش خلق، عقلمند، دانا، چالاک، فرماں بردار، حیادار بیچتا ہوں جس کی خواہش اس کے خریدنے کی ہو وہ وقت مقررہ پر حاضر ہووے۔ یہ منادی سن کر اہل مصر ادنیٰ و اعلیٰ مالک ابن زغر کے گھر پر آ کر سب جمع ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان لوگوں کی طرف دیکھا کہ میری قیمت میں یہ لوگ بہت ہی پس و پیش کر رہے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں خیال کیا (کہ یہ مالک بیچنے میں میرے عجب خطا میں پڑا ہے) کہ اس دن میرے بھائیوں کے ہاتھ جو اصل قیمت میری ان سب کو معلوم تھی نو درم کو مول خریدا تھا اور آج مجھ کو کوئی نہیں پہچانتا ہے کیوں نہیں یہ مجھ کو پچاس درہم میں بیچتا اور یہ قیمت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی انکساری سے ٹھہرائی۔ تب اللہ تعالیٰ سے الہام ہوا کہ اے یوسف تو نے ایک روز آئینہ میں اپنی شکل وصورت دیکھ کر فخر سے اپنی قیمت کا آپ ہی مول زیادہ خیال کیا تھا اور آج نہایت بجز و انکساری سے اپنی قیمت کم کہی اور اسی وجہ سے اب تجھ پر فضل خدا ہوتا ہے اور اب تو دیکھ تیری قیمت کس قدر زیادہ ہوتی ہے اور تجھ پر کتنا فضل خدا ہوتا ہے، مالک ابن زغر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر کرسی پر بٹھا دیا اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔

مَنْ يَّشْتَرِىْ غُلَامًا حَسِيْنًا لَطِيْفًا ظَرِيْفًا لَيْسَ مِثْلُهٗ فِى الدُّنْيَا

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے مالک ابن زغر یوں مت کہو اور یوں کہو۔

مَنْ يَّشْتَرِىْ غُلَامًا ضَعِيْفًا غَرِيْبًا مَظْلُوْمًا لَيْسَ مِثْلُهٗ فِى الْيَسَ مِثْلُهٗ فِى الدُّنْيَا

یہ سن کر دلال بولے کہ ایسا دستور نہیں ہے کہنے کا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ کہنے کا دستور نہیں ہے تو پھر یوں کہو

مَنْ يَّشْتَرِىْ يُوْسُفُ صَدِّيْقُ اللّٰهِ ابْنُ يَعْقُوْبَ اِسْرَاءِ يْلَ ابْنِ اِسْحٰقَ صَفِيِّ اللّٰهِ اَخِىْ اِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ ابْنِ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ

یہ سن کر تمام دلالوں نے کہا چپ رہیے ایسا مت کہو اگر لوگ سنیں گے تو وہ خریدنے سے انکار کر دیں گے پھر اس کے بعد پکار لگائی گئی کہ ایک ہزار بدرے اشرفی اس غلام کی قیمت ہے کیا کوئی اس کو

Marfat.com

خریدنے کے واسطے تیار ہے؟ اور لغت میں بدرہ کہتے ہیں ایک تھیلی کو جس میں ایک ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور دس ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور سات ہزار دینار کو بھی کہتے ہیں اور اب آپ حضرات خود ہی گن لیجئے کہ کتنی قیمت ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ سات ہزار عقد مروارید اور ہزار ریشمی حلہ اور ہزار قصب یعنی مصری جامہ اور ایک ہزار اونٹ بغدادی اور ایک ہزار گھوڑے عربی مع زین و لگام مزین کے اور ایک ہزار وندیں رومی اور ایک ہزار خادم خصی اور ایک ہزار شمشیر پیش جب یہ قیمت سنی تو جتنے خریدار تھے سب کے سب چپ رہے۔ عزیز مصر نے جو بادشاہ مصر و روم تھا اس نے دونی قیمت ادا کرکے حضرت یوسف علیہ السلام کو لے لیا اور اپنے گھر میں لے جا کر بیوی کے حوالے کر دیا۔ اور اس نے زلیخا سے کہا کہ میں نے یوسف کو بہت بڑی قیمت دے کر خریدا ہے اس لئے تجھ کو چاہئے کہ اچھی طرح رکھنا اور بطور فرزند کے پیار و خدمت کیجیو۔ غرض کہ یوسف علیہ السلام نے

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۝ (۱۲-۲۱)

ترجمہ۔ اور کہا اس نے خریدا جس کو مصر سے اپنی عورت کو اچھا رکھ اس کو شاید کہ نفع دے ہم کو یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں۔ جب یوسف علیہ السلام زلیخا کے گھر میں آ گئے تو اس کی خدمت میں لگ گئے اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا تھا اس کو بجا لاتے تھے اور اس کی ہر بات کو مانتے تھے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے اور اس کے ہر اشارے پر چلتے تھے اور اس کی ہر خواہش کو پورا کرتے تھے اور اس کی ہر مراد کو بر لاتے تھے اور اس کی ہر آرزو کو پہنچاتے تھے اور اس کی ہر تمنا کو نکالتے تھے اور اس کی ہر حاجت کو روا کرتے تھے اور اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتے تھے اور اس کی ہر مشکل کو حل کرتے تھے اور اس کی ہر دقت کو رفع کرتے تھے اور اس کی ہر تکلیف کو دور کرتے تھے اور اس کی ہر بیماری کو اچھا کرتے تھے اور اس کی ہر بلا کو ٹالتے تھے اور اس کی ہر آفت کو دفع کرتے تھے اور اس کی ہر مصیبت کو ہٹاتے تھے اور اس کی ہر غم کو غلط کرتے تھے اور اس کی ہر رنج کو دور کرتے تھے اور اس کی ہر تکلیف کو رفع کرتے تھے اور اس کی ہر دکھ کو دور کرتے تھے اور اس کی ہر درد کو دور کرتے تھے اور اس کی ہر بیماری کو اچھا کرتے تھے اور اس کی ہر بلا کو ٹالتے تھے اور اس کی ہر آفت کو دفع کرتے تھے اور اس کی ہر مصیبت کو ہٹاتے تھے اور اس کی ہر غم کو غلط کرتے تھے اور اس کی ہر رنج کو دور کرتے تھے اور اس کی ہر تکلیف کو رفع کرتے تھے اور اس کی ہر دکھ کو دور کرتے تھے اور اس کی ہر درد کو دور کرتے تھے

Marfat.com

وخرم دیکھتی تھی لیکن اب چند روز سے تم کو بہت فکرمند دیکھتی ہوں آخر ایسی کون سے خطرناک بات سامنے آئی ہے جس کی فکر تم کو غمزدہ کیے ہوئے ہے اور تم کو بہت ہی بے قرار دیکھ رہی ہوں، اسی غم وفکر میں تیری صورت بھی تبدیل ہوگئی ہے۔ آخر اس میں کیا ماجرا ہے۔ نہایت دبی ہوئی آواز میں زلیخا اس بوڑھی عورت سے بولی کہ ایک غلام عبرانی کے عشق نے مجھ کو رنج وغم میں ڈالا ہے اور اس نے اپنے عشق میں ایسا پھنسا دیا ہے کہ میں ہر وقت اس کے چہرے کو دیکھتی رہتی ہوں لیکن فی الحقیقت وہ ایسا سنگدل ہے کہ میری طرف ایک نظر بھی نہیں دیکھتا اور نہ کچھ بولتا ہے میں تم سے پوچھتی ہوں اے میری خالہ اس کا کیا علاج کرنا چاہئے۔ زلیخا کے اصرار پر وہ بڑھیا بولی کہ اے زلیخا میں تجھ کو ایک صورت بتاتی ہوں۔ اگر اس کو عمل میں لاؤ گی تو تمہارا مقصد پورا ہوگا اور تمہاری جو دلی تمنا ہے وہ بھی پوری ہوگی۔ مگر اس میں خرچ ہوگا۔ اس بات کو سن کر زلیخا نے گنجی خزانے کے قفل کی اس کے حوالے کر دی پس اس خزانے سے رقم خطیر لے کر ایک ہفت خانہ منقش طلاکاری کا خوش نما اور دلچسپ بنایا گیا اور اس کے در و دیوار چھت پردے فرش فروش تک طلاکاری کے اور صورت یوسف وزلیخا کی ایک جگہ بہم تصویر کھینچی اور وہ ہفت خانہ ایسا بنایا گیا کہ اس میں کوئی جگہ ان دونوں کی تصویر سے خالی نہ تھی اور زربفت مشجر (درختوں کی تصاویر والا سونے چاندی کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا' کمخواب) کپڑے سے تمام گھر آراستہ کیا گیا اور اس میں تخت زریں بھاری مکمل جواہر کا اس مکان میں رکھ دیا گیا اور فرش بھی گونا گوں بچھوائے اور عنبر کی خوشبوؤں سے بسایا گیا الغرض اسباب بادشاہی ہفت خانہ میں سب موجود تھے بالآخر زلیخا مباشرت کے ارادے سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اندر لے گئی اور ان کی معصیت پر کمر باندھی تمام مکان کے دروازے مقفل کر دیئے گئے اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے کر بیٹھی، حضرت یوسف علیہ السلام نے نظر کر کے دیکھا کہ کہ ہفت خانے کے در و دیوار و چھت و پردے و فرش و فروش پر تمام تصویریں دونوں کی آویزاں ہیں اور تمام مکان بھی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے جس طرف نظر کرتے تو دیکھتے کہ صورت اپنی اور زلیخا کی آویزاں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے سوچا کہ شائد یہ کچھ راز ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے معلوم کیا کہ میرے لئے کچھ فریب کیا گیا ہے اور اپنے دل میں پختہ خیال کیا کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تب بھی میں اس کے قبضہ میں نہ آؤں گا اور میں اپنی پاک دامنی پر ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ

اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو معصیت سے باز رکھا اور زلیخا اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہو سکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

Marfat.com

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَاللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا ۔ (۱۲-۲۳'۲۴)

ترجمہ: اور پھسلا دیا اس عورت نے اور وہ اس کے گھر میں تھا اپنے نفس سے اور بند کر لیے دروازے اور بولی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے شتاب آ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہے میرا اور میں اس میں اچھا ٹھکانا نہیں پاتا اور ظالم لوگ بے انصاف ہیں وہ ایسا کرتے ہیں اور البتہ عورت نے خواہش کی اور چاہا اس نے بھی خواہش کی اس یوسف سے اگر نہ دیکھ لیتا برہان اپنے رب کی۔

اسلام سخت خفا ہوئے زلیخا کی طرف نظر نہ کی اور آسمان کی طرف دیکھا کہ بیت پر اپنی حضرت زلیخا کے ساتھ معلوم ہے پھر دائیں بائیں نظر کی پھر بھی وہی تصویریں دونوں کی ہم بستی اغرض تمام میں فقط تصویریں نظر آئیں۔ پھر ناچار ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی طرف نظر کی اور [illegible] اور پھر اپنے دل میں یقین کرنے لگے کہ افسوس ان نے یہ کیا ہے کہ [illegible] زلیخا بولی اے یوسف مجھ پر ایک نظر کرنے میں مستغنی ہوں اور تمہیں نے خدا کی پناہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ خدا [illegible] میں تجھ سے [illegible] اور یہ فعل بد کرنے سے خدا [illegible] قیامت میں خدا اور فرشتوں اور مسلمانوں سے [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر طرف سے [illegible]

پھر زلیخا بولی مجھے یوں معلوم ہوتا ہے آپ جان سے [illegible] مجھے خدا کا ڈر ہے اور یہ سب سے بڑا [illegible] اس نے مجھے [illegible] سے آرام میں رکھا ہے [illegible] اس بات [illegible] پھر [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے [illegible]

[illegible] آیت [illegible] ولا ان رآ برھان ربہ [illegible] اپنے [illegible] صاف معلوم ہوتا ہے [illegible] اس [illegible] اس [illegible] [illegible] ملتا ہے جیسا کہ [illegible]

Marfat.com

تو جو چاہے کہ گنج و خزانہ میرا ہے سب تیرے خدا کے نام پر صدقہ و کفارہ دوں گی تب تو تیرا خدا خوش ہو جائے گا اور سارے گناہ بھی معاف کر دیگا۔ یہ باتیں سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا میرا خدا رشوت نہیں لیتا جو تو ارادہ رکھتی ہے، اے زلیخا یہ تمام خرافات ہیں مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتا یہ سن کر زلیخا بالکل مایوس ہو گئی اور بہت ہی بے تابی کے ساتھ رونے لگی اور حضرت یوسف علیہ السلام برابر اس فعل بد سے انکار ہی کرتے رہے اور کسی لمحہ بھی آپ نے اس فعل بد کا ارادہ یا قصد نہ فرمایا اور یہی شان نبی کی ہوتی ہے پھر دل میں سخت اندیشہ کرنے لگے۔

شائد یوسف اس لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا تو میں اس سے نکاح کر لیتا اور مفسرین نے تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب زلیخا کو حد درجہ مضطرب دیکھا اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپ نے ارادہ کیا میں زلیخا سے رہائی پاؤں اور بعضوں نے کہا کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفت خانے کے دروازے بند کر دیئے اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا کوئی رہائی نہ دیکھی اور پھر اس کی طرف مخاطب ہوئے اور رضا دی اور ازار بند میں اپنے سات سات گرہ دے رکھی تھیں تا کہ اس کے کھولنے میں تاخیر ہووے اور حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کی طرف نظر کیے تھے کہ اتنے میں زلیخا نے خوش و محظوظ ہو کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ متقاضی مباشرت کی ہوئی۔ پس یوسف کے ازار بند کی ایک گرہ کھولنے میں لگتی اور دوسری گرہ ازار بند کی لگ جاتی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا دھیان بھی اس وقت خدا ہی پر تھا۔ پھر ایک آواز غیب سے آئی کہ اے یوسف مت اس کے مکر و فریب میں آ اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ کر، اگر تو نے اس طرف توجہ کی تو تو فعل بد کا مرتکب ہو جائے گا اور تیرا نام بھی خدا کے ہاں اس جرم کی پاداش میں انبیاء کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا اور نہ معلوم خدا تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

یَایُوْسُفُ لَوْ وَافَقْتَ الْخَطِیْئَۃَ یَمْحُوا اللّٰہُ اِسْمَکَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَنْبِیَاءِ

ترجمہ اے یوسف اگر موافقت کی تم نے گناہ کی تو مٹا دے گا اللہ تعالیٰ نام انبیاء کے دفتر سے تب سنتے ہی یہ الفاظ یوسف حضرت یوسف دروازے کی طرف دوڑے باہر نکل جانے کے واسطے اور پیچھے زلیخا دوڑی ان کے پکڑنے کو۔ خدا کے حکم سے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر یوسف کی پشت پر ایک خط کھینچا خدا کے حکم سے صاف اس فعل سے بچ گئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑکا دودھ پیتا عزیز مصر کا تھا اور وہ تقریباً چھ ماہ کا تھا وہ اپنے گہوارے پر ہی سے بولا

Marfat.com

یٰاَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا

ترجمہ: اے یوسف صدیق تم فتویٰ دیتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ زلیخا نے ایک سونے کا بت بنا رکھا تھا جس کو وہ پوجتی تھی اور وہ بھی اسی جگہ رکھا تھا اس کو زلیخا کے پڑے سے ڈھانکنے کی [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر اس پر جا پڑی۔ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جو تو نے پردے کے اندر رکھی ہے وہ فوراً بول کہ یہ میرا خدا ہے جس میں سجدہ کرتی ہوں۔ اور اس واسطے میں نے اس کو پردے کے اندر رکھا ہے کہ وہ مجھ کو دیکھنے نہ پاوے اور میں اس کے نزدیک شرمندہ نہ ہوں۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا

لَسْتُ تَسْتَحِی مِنَ الصَّنَمِ وَاَنَا لَا اَسْتَحِی مِنَ الصَّمَدِ

ترجمہ: اے زلیخا تو شرم کرتی ہے اپنے بت سے کہ جس میں [illegible] یا شرم نہ کروں اپنے اللہ تعالیٰ سے جو بے نیاز ہے [illegible]

Marfat.com

طرف بھاگا پیچھے سے میرے کرتے کا دامن پکڑ کر پھاڑ ڈالا۔ عزیز مصر نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنے جی میں سوچا کہ غلام جب سے میرے گھر میں ہے کبھی اس میں میں نے خیانت نہیں پائی اور نہ جھوٹ بات کبھی اس نے کہی ہے۔ پھر عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں تیرے قول کو جب سچ جانوں گا کہ تو بہت سچا ہے اور برسر حق ہے اور زلیخا برسر باطل ہے کہ اس بات پر تو گواہ لا تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک بچے کو گہوارے پر اشارہ کیا کہ تم اس لڑکے سے پوچھ لو۔ عزیز مصر نے جھنجھلا کر کہا کہ تو نے جو کیا اب مجھ کو معلوم ہوا گناہ تیری طرف سے ہے تو مجھ کو مغالطہ دیتا ہے کیونکر چھ مہینے کے لڑکے سے پوچھوں چھ مہینے کے لڑکے نے بھی کبھی سوال جواب دیا ہے، جو تجھ کو بتاتا ہے۔ اتنے میں خدا کے حکم سے وہ لڑکا اپنے پالنے میں سے بول اٹھا کہ اے عزیز مصر! یوسف صدیق اس بات پر سچے ہیں اور تم میری بات کو جھوٹ نہ جانو۔ جب عزیز مصر نے لڑکے کی زبانی یہ بات سنی تو بڑا متعجب ہوا اور اس نے اس کے پالنے کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا کہ اے لڑکے تو نے کیا دیکھا ہے۔ تب وہ بولا قولہ تعالیٰ

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّمِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّمِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

(۱۲-۲۶'۲۷)

ترجمہ: اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتا اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے اور اگر کرتا پھٹا ہے اس کا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے تب عزیز نے دیکھا کہ کرتا یوسف کا پیچھے سے پھٹا ہے قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّمِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (۱۲-۲۸)

ترجمہ: پھر جب دیکھا عزیز مصر نے کرتا پھٹا پیچھے سے کہا بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا اور البتہ عورتوں کا بڑا فریب ہوتا ہے۔ بعد اس کے عزیز مصر نے زلیخا کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اور یوسف کو قید کرنا چاہا۔ اس کے لڑکے نے کہا اے عزیز مصر تم نے جو کچھ خیال کیا وہ عقلمند لوگوں کے خیال سے بعید ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تمام خلائق کے نزدیک آپ ہی رسوا ہو جاؤ گے یہ بات سن کر عزیز مصر نے یوسف کو کہا کہ اس بات کو جانے دو۔ اور زلیخا سے کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (سکتہ) (۱۲-۲۹) زلیخا کو کہا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِيْنَ (۱۲-۲۹) اے یوسف! جانے دو اس بات کو اور اپنی عورت سے کہا یعنی زلیخا کو کہا کہ تو بخشوا اپنے گناہ یقیناً تو ہی گنہگار تھی۔ کہتے ہیں جس وقت یہ باتیں

Marfat.com

Marfat.com

وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ (۱۲-۳۱)

ترجمہ: جب سنا تو قریب بلوایا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری اور ایک لیموں اور ادھر حضرت یوسف علیہ السلام سے بولی کہ اب نکلو ان کے سامنے سے اور ہر ایک کے واسطے جدا جدا تخت رکھ دیا تھا۔ چنانچہ سب عورتیں اپنے اپنے تخت پر آ بیٹھیں اور ہر ایک کے آگے ایک طباق زریں میووں سے بھر کر اور کھانے نمکین اور میٹھے لا کر رکھے گئے اور ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج اور چھری کاٹنے کو دیدی گئی اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام وزر بفت کے پٹکے سے اور کمر بند مغلل زر دیا قوت سے سجا کر اس مجلس میں لا کر بٹھایا گیا جب عورتوں نے ایک بار گی ان کی طرف نظر کی سب کی سب بیہوش ہو کر گر پڑیں اور بجائے لیموں تراشنے کے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل وصورت پر سب کی سب عاشق ہو گئیں اور جب مجلس برخاست ہوئی تو بعد اس کے وہ عورتیں اپنے اپنے ہوش میں آئیں اور ہر عورت نے اپنے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کٹی ہوئی دیکھیں اور اپنے کپڑے بھی خون سے آلودہ دیکھے تو یہ کیفیت دیکھ کر بعض ان سے بولیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو بشر نہیں ہیں کوئی فرشتہ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ (۱۲-۳۱)

ترجمہ: پھر جب دیکھا حضرت یوسف علیہ السلام کو تو دہشت میں آ گئیں اور کاٹ ڈالے اپنی ہاتھ اور بولیں حاشا للہ یہ شخص تو آدمی نہیں معلوم ہوتا شاید یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے یہ دیکھ کر زلیخا بولی کہ یہ وہی شخص ہے جس کے لئے تم مجھے طعن اور ملامت کرتی ہو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اے زلیخا ہم پر ملامت ہے تجھ پر تو رحمت ہو کہ تو نے ایسا معشوق پایا۔ اور پھر وہی عورتیں کہنے لگیں کہ تو نے ہمیشہ اپنے گھر میں رکھا اور تو اس کو فریب نہ دے سکی۔ اس کے جواب میں زلیخا نے کہا میں نے بہت کوشش کی اور ابھی تک کر رہی ہوں۔ لیکن وہ شخص میرے ہاتھ نہیں آتا۔ اور اس معاملہ میں وہ میرا کہنا قطعاً نہیں کرتا۔ مصداق اس آیت مذکورہ کے قولہ تعالیٰ

وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۱۲-۳۲)

ترجمہ: اور میں نے اس سے چاہا کہ جی بھر لوں مگر وہ اپنی جگہ اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور اگر اب بھی نہ کرے گا جو میں کہتی ہوں تو البتہ قید خانے میں پڑیگا اور ہوگا وہ بڑا بے عزت۔ عورتوں نے

Marfat.com

زلیخا کو صلاح دی کہ دوسری مرتبہ پھر یوسف کو بلا کہ ہم اس کو ملامت اور نصیحت کریں ممکن ہے کہ تیرے کام میں آسانی ہو حالانکہ ان عورتوں کی غرض یہ تھی کہ اس حیلے پھر یوسف کو دیکھیں چنانچہ زلیخا نے پھر یوسف کو بلایا اور سب کے سامنے بٹھا کر ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے صاحب آپ کس واسطے اس بیچاری پر اب رحم نہیں اس کے ساتھ کیوں نہیں شوق فرماتے اور ہم کو یہ ڈراتے ہیں کہ آپ باوجود اس کے عتاب میں آ کر قید خانہ میں پڑیں۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میں قید خانہ میں پڑوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ (۱۲-۳۳)

ترجمہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے رب مجھ کو قید خانہ پسند ہے اس بات سے کہ میں طرف بلاتی ہیں اور اگر نہ پھیر دے تو ان سے ان کا فریب تو میں ان کی طرف جھک جاؤں اور میں ہو جاؤں

Marfat.com

ہائے ہائے کیا برا کام کیا صد افسوس ہے کہ بیوقوفی سے میں معشوق کیلئے بیچ دریائے رنج و بلا کے غوطے کھاتی ہوں۔ کہ ہنوز کشتی مراد کنارے پر مقصود کے نہ پہنچی اور غیروں کو یہ متاع دکھانا محض بیخبری ہے اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہ ہوگا۔ اور اب میری صلاح یہ ہے کہ یوسف کو ان سے چھپایا جائے اور بہتر یہی ہے کہ ان کو جیل خانے میں بھیج دیا جائے یہ سب حقیقتیں جب عزیز مصر کو معلوم ہوئیں کہ مصر کے لوگ اس وقوعہ ماجرے سے آگاہ ہوئے۔ تب نادم ہو کر باتفاق زلیخا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں بھیجا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّى حِينٍ (۱۲-۳۵) ترجمہ: پھر یہ سوجھا لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر قید رکھیں اس کو ایک مدت تک۔

فائدہ: اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ سب عورت کا ہے تو بھی ان کو ہی قید کیا تاکہ خلق میں بدنامی عورت کی نہ ہو اور یوسف بھی زلیخا کی نظر سے دور رہے پھر حضرت یوسفؑ علیہ السلام کو تاج مکلل سر پر رکھ کر اور لباس فاخرہ پہنا کر کمر بند زری کا کمر میں باندھ کر بہت اچھا سجا کر قید خانے میں بھیجا۔ قید خانے کے نگہبان و نگران لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بڑا تعجب کیا اور پھر زلیخا کے پاس آدمی بھیجا کہ قیدی کو اس قدر شان و شوکت سے قید خانے میں نہ بھیجا جائے حکم ہوا کہ سب پوشاک اس کے بدن سے اتروا ڈالیں اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ یوسف قیدی نہیں ہیں بلکہ حصاری ہیں۔ اور میں نے اس لئے وہاں بھیجا ہے کہ کوئی اس کو نہ دیکھے اور لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے۔ اس اشارے سے اور ایک فائدہ محققوں نے لکھا ہے کہ ہر مومن کو موت کے وقت عمامہ شہادت کا سر پر اور لباس معرفت کا بدن پر اور کمر بند خدمت کا کمر میں اور موزہ اسلام کا پاؤں میں پہنایا جائے کا پھر فرشتے کہیں گے کہ یا حق تعالیٰ اس کے اس لباس عمدہ اور خصائل حمیدہ کے ساتھ کیونکر جان قبض کی جائے گی۔ اگر حکم ہو تو سب اتار لیویں تب حکم ہوگا یہ حصاری ہیں زندانی نہیں ہیں اور لباس اس کا ویسا ہی رہنے دو اور تم جان لو کہ وہ میرے نیک بندے ہیں بد نہیں ہیں اور اس قصے میں آیا ہے کہ زلیخا نے حکم دیا تھا اس بندی خانے کو اچھی طرح سے پاک و صاف اور درست کر کے ایک عمارت عالیشان پر تکلف بنا کر اور اس میں ایک تخت جڑاؤ مرصع کار وہاں رکھوا دو اور دیبائے نفیس اس پر بچھوا دو اور عنبر و عود کونا کوں خوشبو کے لئے جلا دو پھر اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو اس تخت پر بٹھا دو اس زمانے میں بادشاہ مصر کا ملک ریان تھا اس کے دو غلام عقل مند صاحب ہوش تھے اور کسی خطا میں بادشاہ نے ان کو قید خانے میں بھیجا تھا۔ ایک ساقی اور دوسرا طباخ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ط (۱۲-۳۶) ترجمہ: اور داخل ہوئے اس کے ساتھ بندی خانے میں دو نوجوان تو وہ

Marfat.com

دونوں یوسف کا حال دیکھ کر ان کے جمال پر متحیر ہو گئے اور سیرت اور عبادت ان کی دیکھ کر ان کے پاس جا بیٹھے اور باتیں کرنے لگے اور ہر ایک ان سے اپنے اپنے قصے بیان کرنے لگے اور جب تین دن گزرے تو ساقی نے خواب میں دیکھا کہ خوشہ انگور کا نچوڑتے ہیں۔ اور طباخ نے دیکھا تھا کہ روٹی سر پر اس کے رکھی ہے اور پرند سب ہوا پر سے آ کے لے جاتے تھے دوسرے دن اس خواب پر آپس میں قیل وقال کرنے لگے۔ تعبیر اس خواب کی یوسف سے پوچھنا چاہئے دیکھیں وہ اس خواب کی کیا تعبیر بتاتے ہیں۔ یہ خیال کر کے وہ دونوں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے رات کو خواب دیکھے ہیں اور ہم کو آپ سے یہ امید ہے کہ آپ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتائیں گے یہ سنکر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب نے جو خواب بیان کیا اس کی تعبیر بتانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قال لا یاتیکما طعام ترزقانه الا نبأتکما بتاویله قبل ان یاتیکما ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملة قوم لا یؤمنون باللہ وھم بالاخرة ھم کفرون ۱۲ (۳۶-۴۱-۳)

Marfat.com

اور عقلمند ہیں تو انہوں نے یہ چاہا کہ اول ان کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اسی لئے ان کو خواب کی تعبیر میں تامل کیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ چیز جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ وہ خدا ہی نے مجھے سمجھائی ہے اس بات پر وہ دونوں بولے کہ مجھے بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے حضرت یوسف علیہ السلام بولے کہ خدا میرا وہی ہے جو سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے وہی ہر شخص کو روزی دیتا ہے اور وہی مارتا اور جلاتا (زندہ کرتا) ہے پھر دونوں بولے کہ آپ ہم کو بتائیں کہ آپ کا کون سا دین ہے جو تم تمام بتوں سے بیزار ہو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں موافق ہوں اپنے باپ دادا کے دین کے پھر وہ بولے تمہارے باپ دادا کون ہیں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا باپ حضرت یعقوب علیہ السلام بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝ (۱۲-۳۸)

ترجمہ اور پیروی کی میں نے اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق علیہم السلام کا اور نہ ہمارا کام ہے شریک کریں اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ شکر نہیں کرتے ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق پر افضل ہے اور ہم سے راہ سیکھیں۔ وہ بولے کہ ہم کس چیز کو پوجتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم ایسی چیز کو پوجتے ہو جو خدائی کے لائق نہیں۔ انہوں نے اس بات کو سن کر کہا کہ تم پیغمبر زادے کہلاتے ہو اور تم غلام کس طرح ہوئے۔ تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا کہ میرے بھائیوں نے مجھ سے حسد کر کے مجھے بیچ ڈالا ہے اور بالتفصیل ان کو اپنا پورا واقعہ بیان کر دیا یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو کیا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے دین پر ثابت رہیں یا اپنے دین سے پھر جاویں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ پہلے تم لوگ اپنے دل میں تصور کر کے دیکھو کہ کس کا دین بہتر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (۱۲-۳۹)

ترجمہ اے رفیقو بندی خانے کے بھلا سوچو تو کہ کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا ایک اللہ بہتر ہے۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دوستو! بندی خانے کے تمہارے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا بھلا دیکھو تو تمہارے کتنے خدا ہیں اور تم اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بنا کر پوجتے ہو اور انہیں کو خدا بھی جانتے ہو ان سے نہ کچھ نفع ہو سکتا ہے اور نہ ضرر، ان بتوں کو جو تم اپنے ہاتھوں سے بنا لیتے ہو پوجنا تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بالکل عبث ہے اور پوجنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو روا نہیں ہے اور وہ واحد

Marfat.com

[illegible] ہے بمصداق اس آیت کریمہ کے ارشاد ربانی ہے

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۱۲-۴۰)

ترجمہ: تم نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے نام ہی رکھے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں سوائے اللہ کے کہ اس نے فرمایا ہے کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے راہ سیدھی اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ اب [illegible] قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے دین پر ایمان لے آئے اور پختہ ہو گئے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اپنے دین پر ایمان لے آئے اور پختہ ہو گئے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اپنے دین پر ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے ہیں [illegible] آیت [illegible] یا صاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمرا واما الاخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان ۝ (۱۲-۴۱)

[illegible]

وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک فانسہ الشیطٰن ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین ۝ (۱۲-۴۲)

ترجمہ: [illegible]

Marfat.com

کرنا اپنے خداوند کے پاس سو بھلا دیا شیطان نے ذکر کرنا اپنے خداوند سے پھر رہ گیا یوسف قید میں کئی برس اکثر مورخ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس قید میں تقریباً سات برس رہے مروی ہے کہ جبرائیل نے کئی دفعہ قید خانے میں آ کر دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام عبادت کرتے اور دعا مانگتے تب ان سے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تم نے کیوں نہیں نجات مانگی تھی اللہ تعالیٰ سے اس سے پہلے اور تم نے مخلوق سے اپنی نجات چاہی کہ میرا ذکر اپنے بادشاہ سے اور یہ اوپر گزر چکا ہے اب اس کے بدلے سات برس تک قید خانے میں رہو گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا جس میں راضی ہے اسی پر میں بھی شاکر ہوں اور بولے اے حضرت آپ تو سب مخلوق سے برتر ہیں اور آپ کیوں کر اس قید خانے کثیف میں تشریف لائے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اے حضرت جبرائیل علیہ السلام کس گناہ سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قید خانے میں ڈالا اور اپنی شفقت اور رحمت سے اس ذلت و خرابی میں رکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے شوق سے ذلت کو اختیار کیا ہے اور اپنے کام کو خدا کے توکل پر نہ چھوڑا جانکہ وہی قاضی الحاجات ہے جو اس سے مانگو گے سو پاؤ گے اور درحقیقت تم نے قید ہی مانگی تھی وہی تم کو مل گئی۔ قولہ تعالیٰ

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (۱۲-۳۴)

ترجمہ: بولے یوسف اے رب ہمارے مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے کہ مجھ کو بلاتی ہیں طرف اس کے اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شائد میں مائل ہو جاؤں ان کی طرف اور ہو جاؤں میں بے عقل۔ یہ دعا اس کے رب نے قبول کر لی۔ پھر دفع کیا ان سے ان کا فریب وہی ہے سننے والا خبردار۔ پس ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے۔ لیکن ان کا وہ فریب جو وہ حضرت یوسف علیہ السلام پر چلانا چاہتی تھی چل نہ سکا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کو رب العزت نے قبول فرما لیا اور ان کا فریب حضرت یوسف علیہ السلام سے دفع کر دیا اور قید ہونا ان کی قسمت میں تھا وہی ہوا یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدمی کو گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگنی چاہئے بلکہ اس کو لازم ہے کہ ہر وقت بھلائی طلب کرتا رہے۔ پھر جبرائیل سے حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا اے جبرائیل! هَلْ عِنْدَكَ خَبَرُ وَالِدِیْ اے جبرائیل میرے والد بزرگوار کی خبر تم کو کچھ معلوم ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا دَخَلَ بَیْتُ الْاَحْزَانِ وَهُوَ عَظِیْمٌ وَّغَمٌّ کہا جبرائیل نے اوہ

Marfat.com

Marfat.com

پھر اس نے اس وقت اپنے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر ایک شخص بتا سکتا ہے اس نے بادشاہ سے کہا ایک دن ہم دونوں نے خواب دیکھا کہ میں تو جام شراب کا بھرتا ہوں خُم سے پیالے میں اور باورچی نے دیکھا تھا سر پر اپنے روٹی کا خوان اور اڑتے جانور آ کر اسے کھاتے ہیں۔ چنانچہ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے۔ بادشاہ سلامت یوسف نام کا ایک شخص ہے اس کے پاس ہم نے یہ بیان کیا۔ چنانچہ اس نے خواب کی تعبیر ہی تھی تو وہ ہاتھوں ہاتھ بالکل سچ پائی۔ اگر حکم عالی ہو تو اسے بلا دیں۔ وہ خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس خواب کی تعبیر معلوم کی جائے۔ ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر بہت عذر خواہی کی کہ میں آپ کی بات بادشاہ کو کہنا بھول گیا تھا یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس ساقی سے کہا کہ یہ بھول چوک ہونا تمہارا ہمارے لئے باعث گردش تھے اور مجھے ابھی قید خانے میں رہنا تھا اس نے کہا کہ بعد مدت کے تمہاری مجھ کو یاد آئی۔ حضرت جی بزرگیاں آپ کی میں نے اپنے بادشاہ سے بیان کیں تو بادشاہ نے خوش ہو کر مجھ کو تمہارے پاس بھیجا اور کہا ہے کہ اس خواب کی تعبیر معلوم کر لیجئے۔ قولہ تعالیٰ

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ

(۱۲-۴۳)

ترجمہ: اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب دیکھا سات گائیں موٹی کو سات کھاتی ہیں دبلی اور اسی طرح دیکھا کہ سات بالی ہری تازی کو سات بالیں سوکھی کھاتی ہیں۔ اے میرے درباریو اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر ہو تم تعبیر بتانے والے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو اڑتے ہوئے خواب ہیں ہم لوگوں کو ان خوابوں کی تعبیر نہیں معلوم ہے۔ پھر یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس آنے والے ساقی سے کہا کہ میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا وہ تم بادشاہ سے جا کر کہہ دینا اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس ملک میں سات برس تک ارزانی رہے گی۔ اور کھیتی خوب ہو گی پھر اس کے بعد بڑا زبردست قحط ہو گا اور زراعت بہت ہی کم ہو گی اور لوگ شدید تکالیف میں مبتلا ہوں گے اور دکھ اذیت اٹھائیں گے۔ سارے لوگ جو بادشاہ کے دربار میں حاضر تھے یہ سن کر حیرت میں آ گئے۔ پس ملک ریان نے کہا کہ پھر اس کی کیا تدبیر کرنی چاہئے اے ساقی تم بتاؤ بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ اس شخص کے پاس پھر جاؤ اور اس سے پھر اچھی طرح سے پوچھ آؤ۔ بادشاہ کے کہنے سے ساقی پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا اور جا کر پوچھا۔ قولہ تعالیٰ

Marfat.com

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ۝

(۱۲-۴۶)

ترجمہ: ساقی نے جا کر کہا کہ اے یوسف سچی بات مجھ کو بتا دو اس خواب کی سات گائیں موٹی موٹی سات گائیں دبلی کھاتی ہیں۔ اور سات بالی ہری تازہ و سات بالی سوکھی کھاتی ہیں۔ یہ بات کہہ کر ساقی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تم کو لوگوں کے پاس لے چلیں تاکہ تمہاری ان کو قدر معلوم ہو یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے اس بات کی کوئی پروا نہ کی اور اس ساقی سے فرمایا کہ جا کر کہہ دو کہ سات برس تک تم کھیتی کرو گے خوب غلہ ہوگا پھر اس کے بعد سات برس تک اس ملک میں قحط رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ۝ (۱۲-۴۷-۴۹)

[illegible]

Marfat.com

ابن زغر سوداگر کے پاس لا کر بیچ ڈالا ہے یہ حال ساقی نے جب بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ نے یہ حال سن کر بہت افسوس کیا اور قید خانے کے امین اور داروغہ کو بلا کر پوچھا کہ یوسف جو تمہارے قید خانے میں ہے وہ کیسا آدمی ہے اور عادت و خصلت اس کی کیسی ہے کیا تم لوگ اس کی عادت وغیرہ سے واقفیت رکھتے ہو اور رکھتے ہو تو صاف صاف بتاؤ۔ تب انہوں نے کہا کہ وہ ایسا نوجوان آدمی ہے کہ اس جیسا خوبصورت آج تک پیدا نہیں ہوا بلکہ ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی دیکھا بھی نہیں، وہ تو مثل ماہ شب چہاردہم کے شب و روز دعا و تسبیح و تہلیل و عبادت میں مشغول رہتا ہے اور تمام قید خانے والوں کو ہدایت و تدریس دیتا ہے اور ہر شخص کی غم خواری کرتا ہے اور جتنی چیزیں اس کے کھانے کے لئے آتی ہیں وہ سب کی سب محتاج اور فقیروں کو دے ڈالتا ہے اور وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے اور وہ شخص کسی کو ایذا و تکلیف بھی نہیں پہنچاتا اور وہ پیغمبر زادہ کہلاتا ہے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بتاؤ اس کو کھانا پینا کون دیتا ہے اور وہ کھانا کہاں سے آتا ہے وہ بولے کبھی تو زلیخا اور کبھی مصر کی فلانی پانچ عورتیں محبت مخفی رکھتے ہوئے بھیج دیتی ہیں لیکن وہ جوان کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور نہ اس کو صحیح طور پر کھاتا ہے بلکہ [illegible] کو دید یتا ہے اور بعض دفعہ تو دیکھا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں کھاتا تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عزیز مصر نے اس بے گناہ کو عورت کی تہمت کی پاداش میں اس جوان کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ پھر یہ سن کر بادشاہ نے کہا اچھا اب عزیز مصر کو بلاؤ۔ جب عزیز مصر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے اس صالح نیک مرد کو کس واسطے قید خانے میں ڈالا ہے۔ تم ناحق مرد خدا کو اذیت دیتے ہو۔ اور تم مجھے بتاؤ کہ اس کو تم کہاں سے لائے ہو۔ عزیز مصر نے باادب عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہو کہ میں نے اس مرد خدا کو مالک بن زغر سوداگر سے خریدا ہے اور اس کو تو میں نے اپنا بیٹا بنا کر رکھا تھا اور اپنے ساری گھر کا مالک و مختار بنا رکھا تھا اور میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ میری خیانت کرے گا اور میرے گھر میں بدنظر رکھے گا اس لئے میں نے اس بارے میں پکڑ کر اسے قید کر رکھا ہے یہ ساری کیفیت بادشاہ سن چکا تو بادشاہ نے اسی ساقی سے کہا کہ تم عزت و اکرام کے ساتھ یوسف کو گھوڑے پر سوار کر کے میرے پاس لاؤ۔ تب بادشاہ کے کہنے سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جا کر وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو بادشاہ اور عزیز مصر کے درمیان ہوئی تھیں۔ یہ باتیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سن کر ساقی سے کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جا کر بولو کہ بے رضا عزیز مصر کے میں نہیں آ سکتا ہوں مجھے اس کی رضا ضروری چاہئے اور ان عورتوں سے پوچھنا چاہئے کہ جنہوں نے مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے کہ میں گناہ گار ہوں یا اور کوئی گنہگار ہے اس بات کی تحقیق کرنی چاہئے بموجب فرمان بادشاہ کے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا اور

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو کہا وہ بادشاہ سے آ کر بیان کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ (۱۲-۵۰)

ترجمہ اور کہا بادشاہ نے لاؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس قاصد کہا چاہو اپنے بادشاہ کے پاس اور پوچھو اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے۔ تحقیق میرا رب تو فریب ان کا اچھی طرح سے جانتا ہے اور وہ سب عورتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں اگر بادشاہ پوچھتے تو پورا واقعہ کہیں بیان کرتا کہ حقیقت کیا تھی اور قصہ کا کیا پتہ چل جاتا کہ اصل قصہ کیا ہے۔ پھر ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے یہ پورا ماجرا بیان کر دیا بادشاہ نے کہا بادشاہ نے کہا اور سب عورتوں کو بلا کر پوچھا تو کہا

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ (۱۲-۵۱)

ترجمہ پوچھا بادشاہ نے ان عورتوں سے یہ حقیقت ہے تمہاری جب تم نے یوسف سے چاہا اس کے نفس سے بولیں حاشا اللہ نہیں معلوم ہم کو اس پر کوئی برائی عورت عزیز کی بیوی کی بات میں نے یوسف سے چاہا اس کے نفس سے اور یہ حقیقت ہے وہ سچوں میں سے

Marfat.com

نہایت شرمندہ اور پشیمان ہو رہا تھا اور وہ چند روز اسی غم میں مبتلا رہا پھر اس کے بعد انتقال کیا۔ بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے مضطرب ہوا اور پھر فرمایا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے پاس آئے تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت عزت سے بٹھایا اور وہ سارا حال عزیز مصر کا سنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ عزیز مصر کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ مجھ سے کوئی کسی قسم کی خیانت نہیں ہوئی قولہ تعالیٰ:

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ (۱۲-۵۲)

ترجمہ: کہا یوسف نے یہ تحقیقات اس واسطے کی ہے تا کہ جانے خاوند اس کا عزیز یہ کہ میں نے کوئی خیانت نہیں کی اس کی اور تحقیق اللہ نہیں ہدایت دیتا خیانت کرنے والوں کو خبر ہے کہ جس وقت یوسف نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں اور میں نے خیانت نہیں کی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام موجود تھے اور کہا کہ يٰـيُوْسُفُ اَوَلَا هَمَمْتَ ترجمہ اے یوسف کیا تو نے قصد نہیں کیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات سے بہت نادم ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے قولہ تعالیٰ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ط اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (۱۲-۵۳) ترجمہ اور میں نہیں پاک کہتا اپنی جان کو تحقیق البتہ جی حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے پروردگار میرا تحقیق پروردگار میرا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ چالیس زبانوں میں باتیں کی تھیں اور سب زبانوں کا جواب حضرت یوسف علیہ السلام نے فوری طور پر بادشاہ کو دیا تھا اور بادشاہ نے عزیز مصر کے سامنے ہی یہ کہا تھا کہ میں نے اس کو تم سے زیادہ امین اور صاحب قوت گویائی پایا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ○ (۱۲-۵۴) ترجمہ پھر باتیں کی اس نے اور کہا تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبہ والا ہے پس عزیز مصر کا علاقہ سرکاری موقوف ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں تم کو خدمت وزارت دوں گا آپ نے بادشاہ سے کہا کہ میں وزارت نہیں مانگتا کیونکہ لوگوں کی خبر گیری مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ پھر بادشاہ بولا اچھا میں تم کو عزیز مصر کا کام دوں گا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام بولے نہیں کیونکہ حق عزیز کا مجھ سے بہت ہے وہ اپنے مقام پر قائم رہے اس کا کام لینا مجھ سے بہت بدنامی ہے پھر بادشاہ بولا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام بولے کہ مجھے سارے ملک کے اناج اور غلہ کا مختار کر دو تو میں بخوبی اس کام کو انجام دوں گا۔ اور پھر آپ کا کام بھی آسان ہو جائے گا اور تمام رعایا کا کام بھی آسانی

Marfat.com

Marfat.com

یوسف علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تھے تو چالیس ہزار مسلح پوش اور چار ہزار جوان کمر بند زریں اور ایک ہزار صاحب ہوشمند ان کے ہمراہ چلتے تھے۔ خبر ہے کہ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے مرضی الٰہی سے اس راستے سے گزرے جس راستے پر زلیخا تھیں لونڈیوں نے ان کو دیکھ کر زلیخا کو خبر دی کہ اے زلیخا آج یوسف یہاں آئے ہوئے ہیں۔ یہ سنتے ہی زلیخا بے تحاشا دوڑی ہوئی آئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کو پکارنے لگیں اے کریم ابن کریم ذرا تو ٹھہر جا اور اس ضعیفہ کا پتہ حال زار تو سن لے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر فوراً اپنا گھوڑا وہیں روک دیا اور بولے کہ اے زلیخا یہ کیا حال ہے تیرا۔ کہاں ہے وہ حسن و جمال اور خوبی تیری۔ بولی کہ تیرے عشق نے برباد کر دیا۔ اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی تک وہی عشق تیرا موجود ہے۔ وہ بولی کہ چابک والا ہاتھ میرے منہ کے پاس لا کر ذرا دیکھ، یوسف نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور زلیخا نے یک بیک ایک ایسی آہ آتش دل سوزاں سے چھوڑی کہ اس سے حضرت کا چابک جو ہاتھ میں تھا ایک دم نرم ہو گیا۔ مارے تپش کے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس چابک کو اپنے ہاتھ سے زمین پر چھوڑ دیا۔ زلیخا بولی اے یوسف آج تقریباً چالیس برس ہوئے یہ شعلہ آتشیں میرے دل پر چلتا ہے اور میں تیرے عشق میں جل گئی ہوں۔ دیکھا ذرا سا شعلہ آتش مرے دل کا تجھے برداشت نہ ہوا۔ اور فوراً ہی اپنا چابک زمین پر ڈال دیا۔ اے یوسف میں کیونکر تیرے بغیر شب و روز یہ پیچ و تاب کھاتی رہوں حضرت یوسف علیہ السلام رحم کھا کر اور یہ حال تباہ زلیخا کا دیکھ کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور وہیں زمین پر بیٹھ کر بولے کہ اے زلیخا تو میرے خدا پر ایمان لے آ۔ یہ کہتے ہی زلیخا فوراً مشرف بہ اسلام ہوئی۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اب بتاؤ کہ تو کیا مانگتی ہے وہ بولی اے یوسف خدا کے دربار میں میرے واسطے دعا کیجئے کہ وہی جمال و جوانی اور بینائی چشم کی پھر مجھ کو عنایت ہو تو باقی عمر اپنی تیری خدمت میں صرف کروں اور اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہوں یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے سر کو نیچا کر لیا اور کچھ دیر تامل میں رہے اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ اے یوسف تو کیا مانگتا ہے مانگ تیری ہر دعا قبول ہوگی۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور پھر سجدے میں چلے گئے اور کافی دیر تک خداوند قدوس سے دعا مانگی ابھی آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا نہ تھا کہ زلیخا نے آواز دی کہ اے یوسف! اپنا سر اٹھاؤ سجدے سے جو تم نے چاہا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے۔ ان کے کہنے سے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا سر سجدے سے اٹھا کر زلیخا کی طرف دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ صورت جوانی اور بینائی چشم اسے خدا نے عنایت فرمائی ہے زلیخا نے جب اپنی صورت کو آئینے میں دیکھا تو خدا کا شکر بجا لائی اور پھر ایمان میں ترقی بھی ہو گئی اور پھر حضرت

Marfat.com

Marfat.com

میں کسی کے ہاتھ میں پیسہ و درم و دینار نہ رہا اور سب کا سب حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانے میں داخل ہو گیا پھر جب دوسرا سال آیا تو تمام مویشی لوگوں کے بعوض غلے کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بک گئے اور تیسرے سال میں تمام لونڈی باندی بعوض غلے کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بک گئے اور چوتھے سال میں تمام کپڑے وغیرہ اور جو کچھ تھا حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں بیچ کھایا۔ اور پانچویں سال میں جو کچھ زمینیں تھیں بیچ ڈالیں اور چھٹے سال میں لوگوں نے اپنے بیٹے بیٹی کو بعوض غلے کے ہبہ کر دیا اور ساتوں سال میں لوگوں نے اپنی ذات کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس اجرت میں دیدیا اور کوئی آدمی بھی سارے ملک میں ایسا نہ رہا کہ تمام نوکر چاکر خدمتگار لونڈی باندی حضرت یوسف علیہ السلام کے نہ ہو گئے ہوں۔ یہ حال دیکھ کر تمام خلائق تعجب میں تھی اور کہتی تھی کہ ہم نے کبھی ایسا بڑا بادشاہ نہیں دیکھا اور نہ کبھی سنا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب خلق اللہ کو غریب و ناچار دیکھا تو پھر بادشاہ ریان بن ولید سے کہا کہ شکر اس خدا کا ہے کہ اس نے مجھ کو یہ نعمتیں بخشی ہیں اگر ہر بال کے منہ میں سو سو زبانیں بھی ہوں تو بھی شکر نعمت کا اس کے ادا نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر ریان بن ولید نے کہا کہ حق ہے جو آپ فرماتے ہیں میں کلیۃً دست بردار ہوں اور میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اختیار دیتا ہوں کہ جو ان کی مرضی مبارک میں آئے وہی کام خلق اللہ میں کریں پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اہل مصر کو خدا کی راہ پر آزاد کر دیا اور تمام مال و اسباب جس جس کا تھا اسی کو واپس دے دیا۔ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں ہرگز کھانا نہیں کھاتے تھے اور تمام خلق اللہ کی موافقت کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں آسودہ ہو کر کھاتے اور جو سے رہتے ہیں۔ اور آپ کے ملک مصر میں خزانہ و انبار اس قدر ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اگر میں سیر ہو کر کھاؤں تو باقی لوگ بھوکے پیاسے ہیں میں ان کو بھول جاؤں گا اور ان کو نظر انداز کر دوں گا اور سیر ہو کر کھانا کھانا یہ کام ملک کے سرداروں کا نہیں ہے اور آئندہ خدا کو کیا جواب دوں گا جب ساتواں سال تمام ہوا اور تقریباً چالیس دن اور باقی تھے اور پچھا اناج و غلہ مصر میں باقی نہ رہا لوگ شدید بھوک کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آ آ کر مرنے لگے حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کا حال دیکھ کر بہت متردد ہوئے اور آدھی رات کو اٹھ کر خدا کی درگاہ میں تضرع و زاری کی کہ اے رب العالمین تیرے بندے بھوک کی وجہ سے مرے جاتے ہیں، اگر تو رحم نہ کرے گا تو تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ تب خدا کا رحم ہوا اور ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف تو میرا پیارا ہے تو کچھ بھی غم مت کر کہ تیری صورت ہی کو لوگوں کی غذا کر دوں گا یعنی تیری صورت و جمال کو دیکھ کر لوگ آسودہ پیٹ ہو جائیں گے پس اس حکم کو پاتے ہی

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام ایک میدان میں جا بیٹھے اور تمام لوگوں کو وہاں بلایا۔ اور اپنا چہرہ مبارک سب کو دکھاتے رہے حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کی بھوک پیاس جاتی رہی اور پھر ان کو کھانا کھانے کی حاجت نہ رہی چالیس دن کا قحط اس طرح سے گزر گیا۔ اور آٹھویں سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کھیتی بہت اچھی ہوئی اور اناج بے شمار پیدا ہوا اور تمام مخلوقات خدا نے اس قحط سے نجات پائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لڑکا اندھا مادر زاد اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس لائے تا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس کے واسطے خداوند قدوس سے دعا کریں کہ اس کی آنکھیں اچھی ہو جائیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک اس لڑکے کی طرف کیا اور اپنے روشن چہرہ کی شعاعیں اس پر ڈالیں تو خدا کے فضل و کرم سے اس لڑکے کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اکثر راویوں نے اس روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ ملک شام میں جب قحط پھیل گیا اور کل ملک میں اناج وغیرہ نہیں رہا تو حضرت یوسف علیہ السلام سے تمام مخلوق خدا اطراف میں غلہ حاصل کرنے کے لئے جانے لگی، مختلف جگہ سے لوگ غلہ لینے جانے لگے حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اس قحط میں مبتلا تھے انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا کہ تم بھی مصر جاؤ اور وہاں سے غلہ لے آؤ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ تم مصر جانے کا قصد کرو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے دس بیٹے جن میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی تھے مصر جانے کے لئے تیار ہو گئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ تم سب ایک دروازہ سے نہ جانا بلکہ جدا جدا دروازوں سے شہر میں داخل ہونا اپنے ساتھ ہتھیار بھی نہ لے جانا کیونکہ مجھ کو تمہارے بارے میں بدنظری کا خوف ہے وما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون (۱۲ : ۶۷)

Marfat.com

بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اچھی طرح یقین سے ان کو پہچان لیا اور ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس وقت بادشاہی ٹوپی اپنے سر پر رکھ کر اور لباس شاہانہ پہن کر طوق زریں پہن کر تخت شاہی پر متمکن تھے اس لئے ان کو بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ اور بعض محققوں نے کہا ہے کہ انہوں نے یوسف پر ظلم کیا تھا اور ظالموں کے دل سیاہ ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو وہ نہ پہچان سکے۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ وان ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا کام کرتے ہو مجھے تو تمہاری شکل وصورت سے پیار معلوم ہوتا ہے وہ بولے کہ ہم لوگ کنعان سے آئے ہیں پیشہ ہمارا شبانی ہے چونکہ ہماری ولایت میں قحط ہوا ہے اس لئے اناج وغلہ خریدنے کو ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم جاسوس ہو اور اس شہر میں جاسوسی کو آئے ہو۔ یہاں کا حال معلوم کر کے دشمنوں کو خبر دو گے یہ سن کر وہ بولے کہ ہم دس بھائی ہیں ایک ہی باپ سے ہیں اور ہمارا یہ کام نہیں ہے اور ہمارے باپ بھی پیغمبر ہیں جن کا نام یعقوب علیہ السلام ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تم سب کتنے بھائی تھے وہ فوراً بولے کہ حضرت جی ہم اپنے باپ سے کل بارہ بھائی تھے اور ہم میں سب سے چھوٹا جو تھا وہ ایک دن ہمارے ساتھ بکریاں چرانے کو میدان میں گیا تھا وہ ہم لوگوں سے جدا ہو کر ایک کنارے پر صحرا کے بکریاں چرانے لگا۔ ہم سب اس سے غافل ہو گئے اتنے میں اسے بھیڑیا کھا گیا اور اس کا ایک ماں کے بطن سے ایک بھائی اور ہے اور اس کو باپ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ واسطے تشفی خاطر کے کیونکہ وہ اس وقت اکیلے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تمہاری اس بات کی کیا سند ہے جو تم کہتے ہو۔ اس پر کون گواہ ہے۔ وہ بولے اے عزیز اس شہر میں ہم لوگ بعید الوطن مسافر ہیں اور کوئی ہم کو پہچانتا بھی نہیں ہے۔ اس کا ثبوت ہم کیونکر دیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اگر تمہارے گواہ نہیں ہیں تو جو تمہارے باپ کے پاس ہے اسے لے آؤ تو ہم جانیں گے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسے باپ نہیں چھوڑیں گے اور وہ اپنی نظر سے ایک ساعت بھی علیحدہ نہیں کریں گے۔ بہت اچھا ہم لوگ اپنے باپ سے کہیں گے۔ اور اس کو آئندہ لانے کی کوشش کریں گے اگر ہو سکا تو اس کو ضرور آپ کے پاس لائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس وقت تم سب جاؤ صرف ایک بھائی تمہارا یہاں بطور قید رہے گا کیونکہ تم اس کو یہاں لاؤ گے۔ تب سب نے مل کر آپس میں تبادلہ خیال کیا کہ یہاں کون رہے گا۔ پھر سب کے نام سے قرعہ اندازی کی گئی اور وہ قرعہ شمعون کے نام پر نکلا وہی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس

Marfat.com

Marfat.com

روتے روتے اپنی آنکھیں کھو دیں۔ اور ایک مکان شہر کے باہر بنا کر اس کا نام بیت الاحزان رکھا اس مکان میں عبادت کرتے ہیں اور وہیں یوسف کی جدائی میں ہر وقت روتے رہتے ہیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ شائد وہ ہنر میں تم سے زیادہ تھا۔ وہ بولے نہیں ہاں البتہ وہ اپنے حسن اور خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ دانائی اور عقلمندی میں بھی ہم سب سے تیز تھا الغرض اس کی صفتیں بیان سے باہر ہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ ان کو اس وقت معاف کیا جائے اگر چہ ان لوگوں نے مجھ کو بہت ستایا اور مجھ پر ظلم بھی کیا ہے مگر یہ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خدمتگاروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ دیکھو یہ بیچارے مسافر بعید از وطن غریب اس ملک میں کبھی نہیں آئے ان کو کوئی جگہ دو اور ان کو کھانا بھی اچھی طرح لطیف و پاکیزہ کھلایا کرو اور جب تک یہ لوگ اس شہر میں رہیں اس وقت تک ان کو لباس بھی اچھا اعلیٰ قسم کا پہننے کو دو۔ اور جب دوسرا دن ہوا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم اس شہر میں کیوں آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہمارے شہر میں قحط پڑا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ مصر میں آپ کی سرکار میں اناج سستا بکتا ہے اس کو خریدنے کو آئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ کیا مال لائے ہو اناج لینے کے واسطے اس مال کو حاضر کرو۔ تب وہ اپنا لایا ہوا مال پیش کرنے لگے وہ مال قسم پشمینہ وغیرہ کا تھا اور اس کی قیمت اس وقت دو سو دینار تھی، لیکن وہ مال قابل خرید نہ تھا کہ اس کو خرید کیا جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا اگر چہ مال تمہارا ہمارے لینے کے لائق نہیں ہے پھر بھی ہم نے تم کو اس کے عوض اناج دے دیا ہے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ط اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ○

(۱۲-۸۸)

ترجمہ: پھر جب داخل ہوئے اس کے پاس بولے اے عزیز! پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو پورا پورا دینا یعنی تم خیرات کرو ہم پر کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے پس حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کئی دن کھلا پلا کر ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تمہارا مال اگر چہ دو سو دینار کے قابل نہ تھا تو بھی میں نے تم کو گندم دیدی۔ اگر اب کی دفعہ آؤ گے تو اپنے چھوٹے بھائی کو ضرور لے آنا اور بھی ہم ایک ایک شتر کا بوجھ دے کر تم کو خوش کریں گے۔ اور مصر والوں میں کسی کو بھی ہم نے اس قدر گندم نہیں دیا سوائے تمہارے بمصداق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ

Marfat.com

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُمْ مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ○ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ○ (۱۲-۵۹،۶۰)

ترجمہ: اور جب تیار کیا ان کو اس کا اسباب اور کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ میں پورا پورا ماپ دے رہا ہوں اور میں سب سے زیادہ ماپ کر دینے والوں میں سے ہوں۔ جس بھائی کی طرف حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی توجہ دلائی تھی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا چھوٹا سگا بھائی تھا۔ اس کو اپنے پاس ان بھائیوں کے ذریعے بلوایا اور نیز یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اس کو نہ لاؤ گے تو پھر آئندہ میرے پاس نہ آنا کیونکہ میں آئندہ گندم تم کو نہ دوں گا۔ یہی ان کو ہدایت دے کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو رخصت کیا اور وہ چلے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ○ ترجمہ: کہا انہوں نے کہ ہم سب خواہش کریں گے اپنے باپ سے اس کے لانے کی اپنے ہم اور یہ کام ہم کو کرنا ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں کو ہدایت کی جو پونجی ان کی وہ سوداگری سے اس وقت ان کے بوجھوں میں جا رکھی چنانچہ ان کے بھائی یہودا کے اونٹ کے بوجھ میں چھپا رکھی گئی اور اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (۱۲-۶۲) ترجمہ: اور کہا یوسف نے اپنے خدمتگاروں سے

Marfat.com

مرتبہ کیسے پایا۔ پھر وہ آپس میں تعجب سے کہنے لگے کہ کیا یوسف اب تک زندہ ہے۔ جی وہ تو کبھی کا مر چکا ہوگا۔ اب تو اس کا نام ونشان بھی نہ ہوگا۔ اور بعض ان بھائیوں میں سے کہنے لگے ارے بھائی اگر واقعی یوسف ہوتا تو یہ سلوک ہمارے ساتھ کیونکر کرتا بلکہ وہ تو ہم سے انتقام ضرور لیتا۔ پھر یہودا بولا کہ اگر یوسف نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو کیوں طلب کرتا۔ البتہ جو میں کہتا ہوں بس یہی سچ ہے یہ شخص یوسف ہی ہے۔ اور یہودا کے بھائیوں نے یہ غور نہ کیا اور جلدی میں وہ یوسف سے رخصت ہو کر ملک مصر سے چلے گئے اور اپنی ملک کنعان میں جا پہنچے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور کنعان کے باشندے بہت خوش ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو مصر کا احوال اور سفر کی حقیقت جو تم پر گزری وہ مجھ سے بیان کرو۔ تب انہوں نے احوال راستہ کا اور مصر کے عزیز کی ضیافت ومہربانی کی پوری کیفیت بیان کی۔ یعقوب نے کہا اے بیٹو! ذرا یہ تو بتاؤ تمہیں کہیں میرے یوسف کی بھی خبر ملی ہے وہ سب کہنے لگے اے ابا جان تعجب ہے۔ یوسف کو بھیڑیا کب کا کھا گیا اور اس کو بہت دن گزر گئے۔ اور یہ خبر ہم کس سے پوچھیں۔ اور اگر ہم لوگوں سے معلوم بھی کریں تو لوگ نہیں گے۔ کہ یہ کہاں کی بات ہے اور کب کی بات ہے۔ ہاں ایک بات ضروری عرض کرنا ہے کہ عزیز مصر بنیامین کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہاں اس کے لیجانے سے ایک ایک شتر کا بوجھ گندم ہم کو زیادہ ملے گا اور اگر ہم اس کو نہ لیجاویں گے تو ہم کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ وہاں میرا یوسف ہے اگر میرا یوسف وہاں نہ ہوتا تو بنیامین کو کیوں دیکھنا چاہتا یہ سمجھنے کی بات ہے کہ عزیز مصر کو بنیامین سے کیا مطلب وہ سب بھائی اپنے ابا جان سے عرض کرنے لگے کہ عزیز مصر نے ہماری شکلیں دیکھیں اور پھر خوش ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی کو آئندہ ضرور اپنے ہمراہ لانا ورنہ گندم نہ ملے گی۔ مجھے اس کے دیکھنے کا بہت شوق ہے کیونکہ وہ آپ لوگوں سے سب سے چھوٹے ہیں۔ بمصداق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓی اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ ط فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○ (۱۲-۶۳،۶۴)

ترجمہ: پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کے کہا انہوں نے اے ہمارے باپ منع کیا گیا ہے ہم سے ماپ پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے درمیان تا کہ ہم اس کی نگہبانی کریں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر پہلے۔ کہنے لگے اللہ تعالیٰ بہتر نگہبان ہے اور سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے جب وہ لوگ سب

Marfat.com

کے سب اپنے باپ کے پاس آئے اور اپنا لایا ہوا اسباب کھولا تو اس اسباب میں اپنا مال بھی پایا جو گئے تھے قولہ تعالیٰ

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۚ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۚ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ (۱۲-۶۵'۶۶)

ترجمہ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا اپنی پونجی جو تھی وہ اس میں پائی اور انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے ہمارے باپ جو ہم لوگ سے گئے وہ سب واپس آ گئی ہے ہمارے آپ نے چھوڑے بھائی ہمارے ہم اور لاویں گے ہم آئندہ بھی ہم سب واسطے ایک بوجھ اونٹ کے اور ہم سب ہوئے ہیں ہمارے باپ کا بچہ یہ بات کہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے ہرگز نہ بھیجوں گا میں اس کو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ تم دو مجھ کو عہد خدا کا یہ سے لاؤ اس کو میرے پاس مگر یہ کہ تم سب گھیرے جاؤ اور جب دیا انہوں نے اس کو عہد اپنا تو کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ اس بات پر جو ہم کہتے ہیں وکیل ہمارا اور آپ کا پھر کہا اے میرے بیٹو نہ داخل ہونا تم دروازے سے ایک اور داخل ہونا دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں کام آتا تمہارے واسطے اللہ سے کچھ بھی نہیں حکم مگر اللہ کا ہی اوپر اسی کے میں نے توکل کیا اور اوپر اسی کے چاہیے کہ توکل کریں توکل کرنے والے جب داخل ہوئے وہ جہاں سے حکم دیا تھا ان کو باپ نے نہیں تھا وہ بچاتا ان کو اللہ سے کچھ مگر حاجت تھی ایک خواہش یعقوب کے دل میں کہ پوری کر لی اس نے اور بیشک وہ البتہ صاحب علم تھا اس واسطے کہ سکھایا تھا ہم نے اس کو اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور جب داخل ہوئے یوسف پر اس کے بھائی تو جگہ دی یوسف نے اپنے پاس بھائی اپنے کو اور کہا بیشک میں ہوں بھائی تیرا پس غم نہ کھا تو ساتھ اس کے جو تھے وہ کرتے تھے اور جب تیار کر دیا یوسف نے ان کا سامان ان کے لیے رکھ دیا پیمانہ بادشاہ کا بھائی کے اسباب میں پھر پکارا ایک پکارنے والے نے اے قافلہ والو بیشک تم چور ہو کہا انہوں نے اور متوجہ ہوئے ان کی طرف کیا گم کیا ہے تم نے کہا گم کیا ہے ہم نے پیمانہ بادشاہ کا اور واسطے اس کے ہے بوجھ شتر غلہ کا اور میں اس کا ضامن ہوں کہا انہوں نے قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق جانتے ہو تم کہ نہیں آئے ہم واسطے فساد کرنے کے اندر اس زمین کے اور نہیں ہیں ہم چور کہا انہوں نے پس کیا سزا ہے اس کی اگر ہو تم جھوٹے کہا انہوں نے سزا اس کی جس کے اسباب میں پایا جائے وہ پیمانہ پس وہ سزا اس کی ہے آپ ہی اس کو ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں ظالموں کو پس شروع کی تلاش کرنی اس کے بھائی کے بوجھوں سے پہلے بوجھ بھائی اپنے کے پھر نکالا اس کو بوجھ بھائی اپنے کے اسی طرح تدبیر کی ہم نے واسطے یوسف کے نہ تھا لیتا بھائی کو اپنے بادشاہ کے دین میں مگر یہ کہ چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہتے ہیں اور اوپر ہر صاحب علم کے ایک علم والا ہے پس اگر چوری کرے یہ تو تحقیق چوری کی تھی بھائی اس کے پہلے اس سے پس پوشیدہ رکھا اس بات کو یوسف نے اپنے جی میں اور ظاہر نہ کیا اس کو ان کے واسطے کہا تم بدتر ہو جگہ کے اعتبار سے اور اللہ خوب جانتا ہے ساتھ اس کے جو تم بیان کرتے ہو کہا انہوں نے اے عزیز بیشک اس کا باپ بوڑھا ہے بڑا پس پکڑ لے ایک کو ہم سے بدلے اس کے بیشک ہم دیکھتے ہیں تجھ کو نیکوکاروں سے پناہ مانگتا ہوں اللہ کی کہ پکڑیں ہم مگر اس کو کہ پایا ہم نے اپنا مال اس کے پاس تحقیق اس صورت میں ہم البتہ ظالم ہوں گے پس جب ناامید ہوئے یوسف سے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے آپس میں کہا بڑے نے ان میں کیا نہیں جانتے تم کہ باپ تمہارے نے لیا ہے تم سے عہد اللہ کا اور پہلے اس سے جو قصور کیا تم نے یوسف کے بارے میں پس ہرگز نہ جاؤں گا میں اس زمین سے یہاں تک کہ اجازت دے مجھ کو باپ میرا یا حکم کرے مجھ کو اللہ میرے لیے اور وہ بہتر ہے حکم کرنے والوں سے لوٹو تم طرف باپ اپنے کے پھر کہو اے باپ ہمارے بیشک بیٹا تیرا چوری کی اس نے اور نہیں گواہی دیتے ہم مگر ساتھ اس کے جو جانتے تھے ہم اور نہیں تھے ہم غیب کی نگہبانی کرنے والے اور پوچھ لے بستی سے جس میں تھے ہم اور قافلہ سے جس میں آئے ہیں ہم اور بیشک ہم البتہ سچے ہیں

Marfat.com

روز میں مصر جا پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ آپ کے پاس کنعان سے گیارہ آدمی آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بہت خوش ہوئے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گیارہ آدمی بنیامین کو لے کر آئے ہیں اور سب بھائی بموجب وصیت اپنے باپ کے علیحدہ علیحدہ دروازے سے متفرق صورت میں مصر میں داخل ہوئے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ط وَمَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ط اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ (۱۲-۶۷)

ترجمہ: اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ اے میرے بیٹو مت داخل ہونا ایک دروازے سے اور تم داخل ہونا مختلف علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا کہ میں کسی چیز سے بچا سکوں بجز حکم خداوندی کے اور حکم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں اور اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ اور یہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو یہ درحقیقت لوگوں کی نوک کا بچاؤ بتایا اور پھر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر اور نظر لگنی غلط نہیں ہے۔ اور اس کا بچاؤ کرنا بھی جائز ہے

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (۱۲-۶۹)

ترجمہ: اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی (اور) کو کہا میں ہوں بھائی تیرا اور تم کسی طرح پر غمگین مت ہو۔ ان کاموں سے جو کرتے رہیں سب بھائی مل کر اور وہ سب شہر میں ایک جگہ جا کر اترے۔ بعد اترنے کے ایک ملازم شہر کا ان کو سیدھے راستے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس لے گیا۔ سب بھائیوں نے بروقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام کو با ادب السلام علیکم عرض کیا اور ایک دستار جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میراث میں ملی تھی وہ انہوں نے اپنے باپ کے کہنے کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش کر دی اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ یہ ہمارے باپ کا دیا ہوا ہدیہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کی بھیجی ہوئی دستار دیکھ دیکھ کر از حد خوش ہوئے کیونکہ یہ دستار جس کسی کو پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوا اور معلوم کیا کہ جو پونجی اپنے بھائیوں کو پھیر دی تھی کہ تم لوگ اس کو لے جا کر اسے اپنے خرچ وغیرہ میں لانا پھر اس کو ویسا ہی باپ نے واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو کچھ افسوس ہوا۔ لیکن مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا ضروری تھا۔ فوراً اپنے خادموں اور خانساماں کو حکم دیا کہ کھانے جلد از جلد تیار کرو۔ اور باقاعدہ دسترخوان لگاؤ۔ چنانچہ آپ کے کہنے کے مطابق کھانے

Marfat.com

Marfat.com

چند روز کے بعد وہاں سے گزرنے والے قافلے کے لوگوں نے اس کنویں سے نکالا تو پھر ہمارے انہیں بھائیوں نے اسی قافلہ کے سردار کے ہاتھ ہم کو بیچ دیا۔ ہم نے اس اندھیرے کنوئیں میں بہت تکلیف اٹھائی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس تکلیف و مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت کی دولت سے نوازا ہے اور تم اس بات کو میری بطور امانت رکھنا اور یہ بات کسی سے نہ کہنا اور اپنے بھائی یہ بات سننے نہ پائیں میں کسی حیلے سے تم کو اپنے پاس رکھوں گا اور بہت اچھی طرح سے میرے پاس رہو گے۔ پھر یہ باتیں کر کے بنیامین اس خلوت سرا سے باہر نکل آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو تین دن تک کھانا پینا برابر کھلایا پھر چلتے وقت ہر ایک کو ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور ایک حیلہ سازی کر کے چپکے سے پیالہ چاندی کا اپنے پانی پینے کا جو جواہر سے جڑا ہوا تھا ایک کنعانی غلام کو بہہ دیا کہ اس پیالے بے بہا کو بنیامین کے شتر کے بوجھ میں چھپا کر رکھ دینا۔ چنانچہ اس غلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس کو حکم دیا گیا تھا۔ اور وہ سب تقریباً ایک منزل کی راہ نکل چکے تھے اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چند سواروں کو ان کے پیچھے بھیجا کہ پیالہ پانی پینے کا مع بنیامین کے ہماری پاس لائیں یہ خبر سنتے ہی چند سوار فوراً ان کے پیچھے روانہ ہو گئے اور انہوں نے اس قافلے کو دور جا کر پالیا اور اس قافلہ کو پکارا اے قافلہ والو ذرا ٹھہرو تم کہاں جا رہے ہو ہماری ایک قیمتی چیز گم ہو گئی ہے بہت ممکن ہے وہ تم لوگوں کے پاس ہو پہلے تو تم لوگ اپنی تلاشی دیدو شاید وہ چیز تمہارے پاس سے نکل آئے۔ اور ممکن ہے کہ تم ہی چور ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ ○ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِيْنَ ○ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗ اِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِيْنَ ○ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ ○ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآءُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ (۱۲-۷۰تا۷۵)

ترجمہ: اور پھر جب تیار کر دیا ان کو اسباب ان کا رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ جان کر اپنے بھائی (بنیامین) کے بوجھ میں پھر پکارا پکارنے والوں نے اے قافلے والو یقیناً تم چور ہو کہنے لگے اپنا منہ کر کے ان کی طرف کیا تم نہیں پاتے وہ بولے کہ ہم نہیں پاتے بادشاہ کا ناپ یعنی پیالہ اور جو کوئی وہ پیالہ دیگا تو اس کو ایک اونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے قسم ہے اللہ کی تم کو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے نہیں آئے تھے اس ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے اور نہ ہم لوگوں

Marfat.com

نے کبھی چوری کی ہے ان لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہوئے۔ تو وہ سب کہنے لگے اس کی سزا بس یہی ہے کہ جس کے بوجھ میں پاؤ وہی جاوے اس کے بدلے میں ہم تو یہی سزا دیتے ہیں گنہگاروں کو۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک پیالہ بادشاہ کے پانی پینے کا تھا اور وہ بادشاہ کی پیاس کا ناپ ہوا تھا یا پیمانہ تھا اناج ناپنے کا حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو چور بلوایا یہ جھوٹ نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ کے سامنے سے لیجا کر چوری سے بیچ ڈالا تھا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے دین میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی چوری کرتا وہ مال والے کا غلام ہو رہتا صرف ایک برس تک اور ان کے بھائیوں نے کہہ بھی تھا کہ تم نے چوری میں پڑا سے غلام بنا لینا یہ کہ یہ لوگ قافلہ والوں کا مال واسباب تلاش کرنے لگے سب بوجھوں کی اچھی طرح سے لیجا جا کر ان کی اور سب سے آخر میں چھوٹے بھائی بنیامین کے شترے بوجھ تلاشی کی با آخر بنیامین کے شترے میں شیئے میں وہ پیمانہ نکلا جیسا کہ قولہ تعالیٰ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ (۱۲-۷۶) ترجمہ پھر شروع کیں اس نے تلاشی خرجیوں ان کی پہلے اپنے بھائی کی خرجی سے آخر کو وہ برتن نکلا ایک خرجی سے اپنے بھائی کی پھر سب برادران یوسف علیہ السلام سے پاس ہو گئے بھائی بہت ہی قوی تھے اور وہ اپنی طاقت سے کام لیتے تو وہ نہ پکڑے جاتے لیکن چھوٹے بھائی بنیامین کی وجہ سے سب پکڑے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے پاس حاضر کیے گئے اور جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس واپس پہنچے تو وہ آپس میں کہنے لگے یہ بات نہیں اچھی ہمارے چھوٹے بھائی سے وہ کی دوسرے بھائی نے کہا کہ تم اپنے باپ سے پاس جاؤ اور کہو کہ اے ہمارے باپ تمہارے بیٹے نے چوری کی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ہم نے اپنے باپ سے پاس جا کر یہ بات کہی اور ہم نے اپنے بیٹوں سے بھی سنا کہ ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو چھوڑ دیں تا کہ ہم اپنے بیٹے کو اپنے باپ سے پاس لے جائیں اور ہم کو یقین کامل ہے آپ کے ارشاد پر ہم کو امید واثق ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ ملا دے گا یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم کو اس بات میں بہت کچھ دھوکا ہوا ہے تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو کیا وہ تم کو معلوم ہے اور تم جاہل تھے آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے آپ اپنے دل سے نکالیں اور ہم کو معاف کر دیں اور

تمہارے دین میں یہی ہے اور تم نے بھی یہ چیز پہلے قبول کر لی تھی کہ چور پکڑا جاوے بموجب شرع کے وہ ہماری قید میں ایک سال تک رہے گا۔ اور تم لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم سب پیغمبر زادے ہیں اور نیک مرد ہیں بھلا بتاؤ یہ کیا درست ہے کہ تمہارا بھائی میری چوری کرے وہ بولے کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ چوری کرنا اس کے حق میں عجب نہیں۔ کیونکہ اس کا بھائی بھی چور تھا۔ چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت بیان فرمائی ہے قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (۱۲-۷۷) ترجمہ: انہوں نے کہا اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے۔ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر دل میں کہا قولہ تعالیٰ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○ (۱۲-۷۷) ترجمہ: تب آہستہ کہا یوسف نے اپنے جی میں اور ان نہ جتایا اور بولا کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم بتاتے ہو۔ مروی ہے کہ اگر چہ وہ چوری کا ذکر نہ کرتے تو بنیامین کو لیجا سکتے تھے چونکہ انہوں نے چوری کا ذکر کیا اس بات کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے غصہ میں ہو کر اپنے دل میں کہا کہ تم نے ایسی چوری کی کہ اس کے بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے ان پر چوری کے طعن کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو پھوپھی نے بچپن میں پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھوں اور پھوپھی کو محبت تھی اس لئے انہوں نے چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا۔ پھر کچھ دیر کی بعد وہ اس کو ڈھونڈھنے لگے۔ آخر لوگوں میں چرچا ہوا۔ آخر وہ پٹکا یوسف کی کمر سے نکالا گیا۔ بایں سبب بموافق ان کے دین کے ایک برس تک ان کی پھوپھی نے اس حیلہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس رکھا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ بھائیوں نے مجھ پر اتنا ظلم کیا اور ستایا یہاں تک کہ مجھ کو بعید الوطن کیا۔ پھر بھی یہ لوگ مجھے چوری کی تہمت دیتے ہیں یہ سب لوگ عجیب آدمی ہیں۔ بالآخر بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی کہ اے عزیز مصر ان کے والد بزرگوار بہت ضعیف اور نابینا ہیں اور ان کی مفارقت میں بھی زیادہ پریشان ہوں گے آپ ہمارے اور بھائیوں میں سے ایک بھائی کو رکھ لیجئے اس کا بدلہ ہو جائے گا اور اس کو چھوڑ دیجئے اور ہم میں سے آپ کی خدمت بھی بخوبی کر سکے گا قال اللہ تعالیٰ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (۱۲-۷۸) ترجمہ: کہنے لگے اے عزیز مصر اس کا باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو آپ ہم میں سے اس کے بدلے دوسرے کو رکھ لیں اور ہم آپ کو بہت احسان والا دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا قولہ تعالیٰ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○ (۱۲-۷۹)

Marfat.com

Marfat.com

بھائی ایک ایک کو لے سکتا ہے۔ پس کیوں ہم اس معاملہ میں نامردی کریں، اور ایک بھائی نے فخر سے جس کا نام یہودا تھا کہا کہ میں اکیلا ہی ملک مصر کو لے سکتا ہوں، یہ کہہ کر وہ سب بھائی لڑنے کو مستعد ہو گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہر ایک بھائی ہر دروازے پر جا کر جنگ کا نعرہ مارے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام ان کی قوت سے خوب اچھی طرح سے آگاہ تھے۔ ایک جاسوس پوشیدہ طور پر ان کی خبر کو بھیجا اور وہ جاسوس ان لوگوں کی خبر لایا کہ کنعان کے باشندے حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کو سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے چالیس ہزار مرد جنگی سلاح پوش تیار کیے اور تمام اہل مصر کو خبر کر دی کہ لڑائی کا سامان تیار کرو۔ اور ہر وقت بہت زیادہ ہوشیار رہو۔ یہ خبر ملک ریان تک پہنچی اس نے کہا کہ یہ کیا خبر ہے، تو مصریوں نے اس کے جواب میں ملک ریان سے کہا کہ کنعانیوں نے ایک پیالہ سرکاری چوری کیا تھا اور عند التحقیق وہ پیالہ ان کے شلیتوں میں سے نکلا اس جرم میں ان کا ایک بھائی بموجب آئین و قانون مقید ہے۔ وہ کنعانی اس لئے ہم سے لڑنا چاہتے ہیں۔ ملک ریان نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوتا ہوں تمہاری مدد کے لئے مع تمام اپنے لشکر کے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک ریان سے کہا کہ ابھی میں کافی ہوں اور ابھی آپ کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ جب ضرورت ہوگی آپ کو یاد کر لیا جائے گا آپ اپنی جگہ آرام کریں۔ چنانچہ دوسرے دن قافلے اور لشکر نے شہر کے اندر آ کر حملے شروع کر دیئے اور ان کے بھائیوں میں سے ایک بھائی یہودا نے دروازے پر جا کر ایک ایسا نعرہ مارا کہ چالیس ہزار مرد کارزار مصر کے یکبارگی بے ہوش ہو گئے اور شمعون نے بھی دوسری راہ سے آ کر اپنی شجاعت دکھائی۔ مصر کے لشکریوں نے جب یہ حال دیکھا سب شکست پا کے پسپا ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام چالیس ہزار مرد سپاہ کے بیچ میں تھے دیکھا کہ ان کے بڑے بھائی نے ایک پتھر اٹھا کر قلعہ کے کوشک پر پھینکا اس سے مکان کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ بھی دیکھا کہ تمام لشکر مصر کا ہیبت سے پسپا ہو گیا ہے تب انہوں نے وہ دستار جو بھائیوں نے باپ سے ادا کر دی تھی اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دستار تھی جو بطور معجزے کے ان کو ادا کر دی تھی وہ ان کو دکھائی۔ پھر سب بھائیوں نے اس دستار کو دیکھا تو دیکھتے ہی سب بھائی سست اور کمزور ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک حملے میں ان سب کو پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اہل مصر کو بہت تسلی ہوئی اور بادشاہ ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جوانمردی دیکھی تو بہت تعریف کی حضرت یوسف علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ شائد تم نے اپنے دل میں یہی بات ٹھہرائی ہوگی کہ ملک مصر میں تمہارے مقابل کا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی یہی مرضی تھی کہ آخر میں ہم تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو جائیں۔ لیکن ہم کو اس جنگ سے یہ بخوبی اندازہ ہو گیا کہ مصر میں ہمارے مقابل نہیں

Marfat.com

Marfat.com

اقْبَلْنَا فِيْهَا ط وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ (۱۲-۸۲) ترجمہ: اور پوچھ اے میرے باپ ان بستی والوں سے جس میں ہم تھے اور اس قافلے والوں سے بھی جس قافلے کے ساتھ ہم لوگ واپس آئے ہیں اور بیشک ہم لوگ سچ کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جو تم کہتے ہو اور تم لوگوں نے اپنے دل سے یہ بات بنائی ہے اور اب مجھ سے سوائے صبر کے کچھ بھی نہ بن آئے گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ (۱۲-۸۳) ترجمہ: بولا کوئی نہیں بنائی تمہارے جی نے یہ بات، اب صبر کرنا ہی بہتر ہے شائد لے آوے اللہ تعالیٰ میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا۔ الغرض حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں سے یہ باتیں سنیں تو ان سے مزید معلوم ہوا اور قیاس ان کی باتوں کا کیا کہ بہت ممکن ہے میرا یوسف مصر میں ہو پھر ان سے توجہ انتقال اور پھیر لیا قولہ تعالیٰ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ○ (۱۲-۸۴) ترجمہ: اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف کے اور سفید ہو گئیں آنکھیں ان کی یعنی یوسف کے غم سے کیونکہ وہ یوسف کے غم میں بھرے ہوئے تھے بیٹوں نے جب اپنے باپ کو دیکھا کہ یوسف کے غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں اور ضعف و توانائی سے پشت بھی خم ہو گئی تب وہ کہنے لگے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○ (۱۲-۸۵) ترجمہ: کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی کہ ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے ہلاک ہونے والوں سے یعنی بنیامین کے جانے سے پھر یوسف کا غم تازہ ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (۱۲-۸۶) کہا سوا اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں اپنی بے قراری کی اور اپنے غم کی اللہ تعالیٰ کی طرف اور میں جانتا ہوں خدا کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے مخلوق کی۔ اور میں اسی خدا سے کہتا ہوں کہ جس نے مجھے یہ درد و دکھ دیا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے مجھ پر آزمائش ہے۔ دیکھو یہ آزمائش کہاں تک بس ہوتی ہے جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے قید ہو جانے کی خبر سنی اس زور کی آہ ماری کہ آنکھیں الٹ گئیں۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر فرمایا اے یعقوب! اگر تم خدا کو یاد کرو گے اور نہ روؤ گے تو تم کو راحت ملے گی ورنہ اور زیادہ پریشانی ہو گی اور یہ آہ و بکا عبث ہو گی یہ ارشاد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سن کر حضرت

Marfat.com

Marfat.com

بنیامین کو چھوڑ دیں۔ تب ان لوگوں کے کہنے سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک خط مندرجہ ذیل مضمون پر لکھا جو نہایت جامع کلمات سے پر تھا تا کہ عزیز مصر یوسف اس خط کو دیکھتے ہی بنیامین کو اپنے قید خانے سے چھوڑ دے خط یہ ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَنَا يَعْقُوْبُ اِسْرَآئِيْلُ نَبِيُّ اللهِ ابْنُ اِسْحَاقَ صَفِيِّ اللهِ اَخِ اِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ اللهِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ اَكْتُبُ اِلٰى عَزِيْزِ ابْنِ الرَّيَّانِ ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ فِى الْاَرْضِ مُبْتَلَاءٌ بِالْبَلَاءِ اَمَّا جَدِّىْ اِبْرَاهِيْمُ ابْتَلَى اللهُ تَعَالٰى بِالنَّارِ فَاَنْجَاهُ وَاَمَّا عَمِّىْ اِسْمٰعِيْلُ فَابْتَلٰى بِالذَّبْحِ وَاَمَّا اَنَا فَكَانَ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِىْ جَمِيْعِ الْاَوْلَادِ اِبْتَلَا فِىْ فِىْ مُفَارَقَةِ حَتّٰى عَمِيَتْ وَكَانَ لَهٗ اَخٌ وَهُوَ الْمَحْبُوْسُ لِشَامَتِهٖ عِنْدَكَ لِعِلَّةِ السَّرِقَةِ فَاعْلَمْ اَنَا لَا اَكُوْنُ لَهٗ اَخٌ وَّلَا اِبْنِىْ اَنْ فَضَلْتُ بَدْرٍ فَلَكَ الْاَجْرُوَا الثَّابِ عِنْدَ يَوْمِ الْحِسَابِ

اتنا ہی لکھ کر اپنے بیٹوں کے حوالے کیا اور بیٹے اپنے باپ سے رخصت ہو کر ملک مصر جا پہنچے اور والد بزرگوار کے دست مبارک سے لکھا ہوا نامہ مبارک عزیز مصر یوسف کو دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کا نام مبارک بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا اور اس نامہ مبارک کو پڑھتے ہی زار و زار رونے لگے اور پھر فوراً ہی اس خط کا جواب لکھ کر اپنے محترم والد صاحب کو بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابُكَ وَصَلَنِىْ اِلَىَّ وَشَرَّفْتَ مِمَّا وَصِفْتَ مِنْ مَخْزَنِ اَبَائِكَ وَتُبْلِىْ بِفِرَاقِ اَوْلَادِكَ وَ فَهَمَّنَا عَلَيْهِ وَعَلَيْكَ بِالصَّبْرِ الْجَمِيْلِ فَاِنَّ مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ كَمَا صَبَرَ اٰبَاءُكَ فَظَفَرُوْا ۔

یہ خط جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اس کو دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں کو بلا کر کہا کہ اس خط میں اثر مجھے تو یوسف کا معلوم ہوتا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت جی یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا اس کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ میرے خط کا جواب لکھنا سوائے پیغمبروں کے اور کسی کو ادراک و فہم ممکن نہیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خط کا جواب لکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور ساتھ ہی ایک خط بیٹوں کے پاس بھی لکھا کہ اے میرے بیٹو! تم عزیز مصر یوسف کے پاس جا کر عجز و انکساری سے اپنے بھائی

Marfat.com

بنیامین کو طلب کرو۔ شائد وہ مہربان ہو کر میرے بیٹے بنیامین کو چھوڑ دے اور ساتھ ہی اس کے بھیوں سے ایک بوجھ اونٹ کا بھی دے کیونکہ یہاں پر قحط زوروں پر ہے اور لوگ بوجہ بھوک جاں بلب ہیں۔ یہ خط جب یہودا کو ملا تو وہ فوراً اس خط کو لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کے پاس جا کر گریہ وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے اے عزیز مصر یوسف ہم بیچارے غریب پردیسی اس ملک میں آئے ہیں تمہارے پاس اور باپ ہمارے بوڑھے گھر میں ہیں اور وہ ہمارے سے بڑے ہیں اور جو کچھ مال آپ کے پاس لائے ہیں وہ آپ ہم سے لے لیجئے اور بمقدار اس کے ہم کو اس کے عوض میں کچھ گندم دے دیجئے اور ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنا تصدق کر کے چھوڑ دیں اور ہم لوگ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ تمام اہل ملک آپ کے قبضہ میں ہو رہے ہیں اور آپ سے واسطے ایک قیدی کو چھوڑنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے ہم کو امید ہے کہ آپ خدا کی طرف سے ہم پر احسان کریں گے اور چھوڑ دیں گے۔

قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○ فَلَمَّا اسْتَیْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا قَالَ كَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ○

(۱۰-۱۲/۷۸)

Marfat.com

سب سے بہتر فیصلہ چکانے والا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو یعنی بنیامین کو عمدہ لباس پہنا رکھا تھا۔ اور ان کی خدمت میں نوکر چاکر رکھے تھے اور ایک مکان نہایت عالی شان بھی ان کی رہائش کے واسطے دیا تھا اور ہر روز اپنے ساتھ سیر کو لے جاتے تھے اور ہر لحظہ اپنی باپ کا ذکر ان سے کیا کرتے تھے اور بنیامین اپنے دل میں کہتے تھے کہ اس حال کی خبر جلد از جلد باپ کو کر دینا چاہئے تا کہ وہ جلد از جلد آ جائیں کیونکہ یہ جگہ بہت آرام وسکون کی ہے ادھر بھائیوں نے بنیامین کو دیکھا لباس شاہانہ پہن کر تخت پر برابر یوسف کے ساتھ بیٹھا کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ شاید یہ عزیز مصر نہیں ہے بلکہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ورنہ ایسی شفقت سے اپنے برابر تخت پر بٹھانا سوائے حقیقی بھائی کے کون کرتا ہے۔ خدانخواستہ اگر ہم لوگوں کو کچھ مصیبت پڑے تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو شفیع کر دیں گے حضرت یوسف علیہ السلام نے جب ان لوگوں کا چہرہ متغیر دیکھا تو فرمایا کہ کیا ازسرنو تم یاد کروان کے بھائی یوسف پر تم لوگوں نے کیا کیا ظلم کیا تھا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ (۱۲-۹۰) ترجمہ: کہا یوسف نے تم نے کیا کیا تھا یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو سمجھ نہ تھی۔ وہ بولے قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (۱۲-۹۰) ترجمہ: کہا انہوں نے کیا سچ تو ہی یوسف ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں ہی یوسف ابن یعقوب ہوں اور یہ میرا حقیقی بھائی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور وہ پرہیزگاروں پر احسان کرتا ہے البتہ جو کوئی پرہیزگاری کرے اور پھر بھی صبر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا اور احسان کرنے والوں کو احسان کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ یعنی حاصل مطلب یہ ہے کہ جس پر کچھ تکلیف پڑے اور وہ حدود شرع سے باہر نہ ہو اور نہ وہ ان مصائب کو دیکھ کر گھبرائے اور اس کو صبر شکر کے ساتھ برداشت کرے تو بالآخر اس کو اللہ رب العزت ضرور اس کا نعم البدل عنایت فرمائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے جب ان کے بھائیوں نے یہ بات سنی تو یکبارگی ناچار ہو کر گر پڑے اور زار زار رونے لگے اور اپنی زبانوں سے کہنے لگے۔ قولہ تعالیٰ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ (۱۲-۹۱) ترجمہ: کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی کہ تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر ہمارے اور تحقیق تھے ہم البتہ خطاوار۔ یعنی تمہارا خواب سچ اور ہمارا حسد غلط اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل کیا۔ اور اب ہم سب گنہگار ہیں اور اب ہم نے توبہ کی اپنے گناہوں سے اور اس کے بدلے میں جو کچھ بھی تم سزا مقرر کرو وہ سب جائز ہے اور اگر تم بنظر عفو معاف کر دو تو یہ آپ کی بزرگی کے لائق ہے۔ اور اگر سزا دو تو ہماری تقصیروں کے لائق

Marfat.com

حضرت نے یہ عاجزانہ کلام جب اپنے بھائیوں سے سنا تو فرمانے لگے قولہ تعالیٰ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (۱۲-۹۲) ترجمہ کہا یوسف نے نہیں بھی الزام نہیں تم پر آج اور اللہ تعالیٰ تمہارے تقصیرات کو بخشے اور وہ ہے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی گناہ اور تقصیر سے توبہ کرے اور معافی چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے معاف فرما دیتا ہے۔ انہی اشارات پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو بسبب توبہ و انکساری کے معاف کیا اور اگر ایسا نہیں نہ ہوتا تو حشر میں انصاف سے ان کو کے پاس یہ معاملہ پیش ہوتا اور اللہ تعالیٰ انصاف کرتا تو ان کی پاداش میں نہ معلوم یہ خاندان کتنا مقرر فرماتا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام تقصیرات کو اپنے بھائیوں سے درگزر فرمایا افرخص حضرت یوسف علیہ السلام نے اس وقت اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب لوگوں نے مجھ کو معاف کیا اب تم لوگ پیچھے نہ رہو میں تم کو معاف کرتا ہوں تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ تم کو معاف کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام معافی کرنے والوں سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔ اب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ میرا کرتہ لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو تاکہ ان کی بینائی واپس آجائے اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (۱۲-۹۳) ترجمہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے منہ پھیر کر اپنی قمیص سے اپنے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے باپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے چلے آویں گے میرے پاس اور یہ بھی تاکید کی کہ جب تم مصر کے دروازے سے باہر ہو جاؤ تو اس پیراہن کو کنعان کی طرف ہوا کے رخ پر رکھنا تاکہ بو میرے پیراہن کی جلد میرے باپ کو پہنچے، اس تاکید کے مطابق یہودا نے مصر کے دروازہ کے باہر جا کر اس پیراہن کو ہوا کے رخ پر رکھا اور باصبا نے بوئے پیراہن یوسف کی فوراً حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچائی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اپنی اولاد کو جو ان کے پاس اس وقت حاضر تھی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے امتیوں کے پاس بیٹھے تھے تو ان سے کہنے لگے اے بیٹو! اب تو یوسف کے پیراہن کی بو پاتا ہوں تم مجھ کو دیوانہ مت بنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّى لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنَ ○

(۹۴-۱۲)

ترجمہ: اور جب جدا ہوا قافلہ مصر سے کہا ان کے باپ نے میں پاتا ہوں بو یوسف کی کبھی ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو کہ بوڑھا بہک گیا ہے۔ یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر لوگ کہنے لگے قولہ تعالیٰ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ترجمہ: لوگ کہنے لگے قسم خدا کی تحقیق تو البتہ بیچ وہم و گمان اپنے قدیم کے ہے اس بات کو کہے ہوئے کچھ ہی ساعت گزری کہ ژاژ پیک نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جا کر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے بشارت دی یہ سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے جلدی سے اٹھا کر اس کو گود میں لے لیا اور پھر بہت ہی مشتاق ہو کر اس سے پوچھنے لگے یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرا یوسف اس وقت کہاں ہے، وہ بولا کہ یوسف کو ہم نے مصر میں پایا ہے اور وہ ملک مصر کے بادشاہ ہیں۔ بنیامین اور دوسرے جو بھائی وہاں موجود ہیں وہ سب اچھی طرح آرام سے ہیں اور میرے پیچھے یہودا بھی آ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے ہمراہ یوسف کا دیا ہوا ایک کرتہ لے کر آ رہے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے چلتے وقت یہ تاکید فرمائی تھی کہ یہ کرتہ میرے باپ کے منہ پر ڈال دیجئے گا اللہ کے حکم سے وہ بینا ہو جائیں گے، لہٰذا وہ کرتہ لا کر آپ کے منہ پر ڈالیں گے تاکہ آپ کی بینائی ٹھیک ہو جائے اور ایک بات اور کی تاکید کی تھی کہ سب اہل بیت کو یہاں لے آؤ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا بہت اچھا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ میرا یوسف اس وقت کس کے دین پر ہے اپنے باپ دادوں کے دین پر ہے یا نہیں اس میں مجھ کو اندیشہ ہے اس نے کہا کہ ابھی تک وہ اپنے باپ دادوں کے دین پر قائم ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام سجدے میں چلے گئے اور شکر خدا بجالائے اور تمام کنعان کے لوگ خوش ہوئے اتنی دیر میں یہودا

Marfat.com

بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آ پہنچے اور آتے ہی یہودا نے وہ پیراہن جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیا تھا وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈال دیا۔ اس پیراہن کے ڈالتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور وہ ہر چیز کو دیکھنے لگے۔ پھر اس پر یہ کہنے لگے اپنے بیٹوں سے کیا ہم نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ مجھے یوسف کے پیراہن کی بو آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۱۲-۹۶) ترجمہ پس آیا خوشخبری لانے والا تو اس نے ڈال دیا اس کو اوپر منہ اس کے پس ہو گئے وہ بینا، پھر بولے کہ میں نے کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے، اور کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی بو مصر سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچی تھی اور کنعان سے نہیں پہنچ سکتی اس میں یہ اس کا جواب ہے کہ جو عاشق اپنے معشوق کا ہو تو خدا وند کریم اس کی بو سے کوسوں آنے لگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے مومنو تم سب مخلوقات میں سے کسی کو ایسا نہیں پیدا کیا کہ اس کی رنگ و بو میں کمی نہ ہو اسی طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھتے تھے اس نے ان کو اپنے بیٹے کی بو کی مسافت سے پہنچی آ رہی تھی اس طرح سے بندہ مومن خدا کا دوست ہوتا ہے اس کو موت سے وقت راحت اور اپنی خدا وند کی ملاقات ایک روایت میں ہے کہ موت سے وقت مومن کی روح میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ دوست ہے پہنچ اس وقت اس کو اس وقت کی بو آتی ہے جب جان اس کی نکلتی ہے تو اس طرف سے بشارت دی جاتی ہے اس روح خوش سے نکل جا تب فرشتے جان سے نکلتی ہے مومن کو سبب عنایت سے اور عنایت سے راحت و نعمت خدا کی نکلتی ہے اب جانے وقت کیا چیز ہوا اس لئے پیراہن مغفرت کا اللہ تعالیٰ نے قرار دیا تا آنکھوں میں روشنی آ جائے اور اپنی جگہ بہشت میں پائے افرخص حضرت یوسف علیہ السلام سے

Marfat.com

نے اپنے ماں باپ سے اور تمام اہل بیت سے تمہاری ملاقات ہوئی اور جتنا مال پہلے سب کے واسطے تم نے اپنے والد بزرگوار کے پاس بھیجا تھا ہم اس سے بہت ہی خوش ہوئے اور بھی اتنا ہی مال خزانے سے لے کر اور اسے شکر میں فقیروں و محتاجوں کو خیرات کرو اور پھر ملک ریان نے بھی ہدیہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے بھیجا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مصر کو اپنے روبرو سے آراستہ کریں اور مکانات سجنے جداگانہ تیار ہوویں۔ پس حضرت یوسف علیہ السلام مع اپنے لشکر بادشاہت کے مصر سے نکل کر دو منزل آگے باپ کے استقبال کو آئے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جب کسی سے راستے میں ملاقات ہوتی تو اس سے پہلے یہی بات دریافت کرتے کہ بتاؤ میرا یوسف کہاں ہے کیا تم لوگوں میں ہے یا نہیں۔ وہ لوگ اس کے جواب میں کہتے کہ ہم لوگوں میں کیسے ہو سکتے ہیں لوگ تو ان کے غلام ہیں۔ چنانچہ اسی راستے میں تقریباً اسی سوار اونٹ پر نظر سے ان سب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال دریافت کیا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بذات خود نہایت باحشمت و دبدبہ لشکر کے ساتھ پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس شتر کی عماری پر تشریف لائے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے خاص اپنے والد محترم کے واسطے بھیجا تھا، چنانچہ راستے ہی میں باپ بیٹے میں ملاقات ہوگئی اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ جب اپنے والد بزرگوار سے ملاقات ہو تو اپنے گھوڑے سے نیچے نہ اترنا اگرچہ اپنے باپ کی تعظیم واجب ہے لیکن بادشاہوں کا پاپیادہ ہونا مناسب نہیں تب حضرت یوسف علیہ السلام یہ بات سن کر یہ تجویز عمل میں لائے کہ بادشاہ ریان کے حکم کی بھی تعمیل ہو جائے اور اپنے والد محترم بزرگوار کی تعظیم بھی بجالاؤں۔ تو وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جا اترے اور اس کے بعد فوراً مشاہدے میں گئے غیب سے ایک ندا آئی کہ اے یوسف جو جس کا محب جانی ہوتا ہے تو اس کی ماں جیسی محبت ہوتی ہے یہ آواز سنتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے جانا کہ یہ ہدایت منجانب اللہ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اتر پڑے اور محبت و تعظیم سے یوسف کو اپنی عماری اٹھالیا اور پھر دونوں ملکر بہت روئے اور یہ حال دیکھ کر تمام اہل لشکر نے بھی رو دیا ان کے رونے سے سب بھائی اور تمام لشکر پاپیادہ وہ مصر میں آئے بعد اس کے زر و گوہر نثار کئے، خبر ہے کہ جب مصر حضرت یعقوب علیہ السلام لشکر میں یوسف کے آئے اور ان میں نشان جتنے تھے وہ سب پست ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا سر سب سے بلند ہوا یہ دیکھ کر سب بہت حیران و متعجب ہوئے اور اسی اثنا میں دیکھا گیا کہ کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام ہنستے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام روتے تھے اور

Marfat.com

کبھی حضرت یوسف علیہ السلام ہنستے تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے تھے۔ اس میں ایک اشارہ ہے جو درحقیقت عاشقانہ کہلاتا ہے۔ یعنی کبھی عاشق روتے ہیں تو معشوق ہنستے نظر آتے ہیں اور کبھی معشوق روتے ہیں تو عاشق ہنستے نظر آتے ہیں۔ پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل بیت کو لے کر اس قصر معلی میں جا اترے جو کہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے بنایا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو لے جا کر شاہی تخت پر بٹھا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا (۱۲-۱۰۰) اور بلندی پر تخت شاہی کے اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور پھر سب کے سب بھائی اس کے آگے سجدہ تعظیمی میں گر گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی اس وقت شریعت میں جائز تھا اب منع کر دیا گیا۔ پھر سجدے سے اٹھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا قولہ تعالیٰ

وَقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ (۱۲-۱۰۰)

ترجمہ: اور کہا یوسف نے اے میرے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے رب نے سچ کیا اور اس نے مجھ پر بہت احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا اور تم سب کو میرے پاس لے آیا بعد اس کے کہ جھڑا اٹھایا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے میرے رب ہر کام کو بذریعہ تدبیر کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے بیشک وہی ہے جاننے والا حکمت والا۔ اس آیت سے بڑوں کی تعظیم کبھی جاتی تھی اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم کو سجدہ کیا تھا اس شریعت میں یہ سجدہ بالکل موقوف کر دیا بلکہ سجدہ کرنا کسی مخلوق کو حرام کر دیا گیا ہے۔ لِلْمَسَاجِدُ لِلّٰهِ ترجمہ: تحقیق مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جن میں سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کی

اس کے کی ورانتیں ہے۔ چونکہ پہلے ادیان خداوندی پچھلی شریعتوں میں جائز تھے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح جائز تھا پھر وہ موقوف کر دیا اسی طرح یہ سجدہ تعظیمی کا حکم پہلے تھا۔ شریعت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ابا جان سے یہ وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے وہی خواب میرا سچا کر دیا۔ بعد اس کے سب کے دن تمام اہل مصر نے اپنے بدیے و نذرانے حضرت یعقوب علیہ السلام و یوسف کے۔ جو درحقیقت

Marfat.com

حساب و گنتی سے باہر ہیں وہ سب مال حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو دے ڈالا اور پھر ملک ریان بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کی صحبت کی برکت سے وہ دین اسلام سے مشرف ہوا پھر اس کے کئی لوگ آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو جو دیکھنے جاتا اچنبھے کا ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہوا دیکھتا اور وہ نہایت ہی متحیر ہوتا اور پھر وہ دین اسلام قبول کر لیتا۔ اس کے بعد ملک ریان نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا اے حضرت کیا یوسف آپ ہی کے صاحبزادے ہیں بولے جی ہاں وہ میرے بیٹے ہیں تب بادشاہ ریان نے کہا کہ میں ان سے بہت خوش ہوں اور میں نے ہی اس خوشی میں اپنے سلطنت کا کل اختیار ان کو دیدیا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملک ریان یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اسی کو کل جہان کا اختیار ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ اس وقت بادشاہ کے گھر میں سات چکیاں رنگین طلائی تھیں اور ہر ایک چکی وزن میں پانچ ہزار من کی تھی۔ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاؤں میں ایک چکی کی ٹھوکر لگی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے آ کر اس چکی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ اور یہ طاقت حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے سبب حاصل تھی، اب میں چاہتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو مختصر کر دوں تا کہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور میرے واسطے دعائے خیر کرتے رہیں۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دریا نیل کے کنارے پر اپنے رہنے کے واسطے عمارت بنوائی اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم کو معلوم تھا کہ میں کنعان میں ہوں تو کیوں تم نے مجھ کو اپنے حال سے خبر نہ دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے مؤدبانہ عرض کی کہ ابا جان میں نے بہت خطوط آپ کی خدمت میں لکھے اور وہ سب کے سب اب تک ایک صندوق میں رکھے ہوئے ہیں اور کہا کہ جب میں آپ کو خط لکھ کر بھیجنے کا ارادہ کرتا تو اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آتے اور مجھ کو بھیجنے سے منع فرما دیتے اور مجھ سے یہ فرماتے کہ اے یوسف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابھی تمہاری ملاقات کا وقت نہیں آیا اور ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔ اب تم اس وقت یہ خط اپنے والد بزرگوار کو مت بھیجو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ تمہارے بھائیوں نے تمہارے ساتھ کیا بدسلوکی کی ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ لیکن تمام بھائیوں نے خود ہی آ کر کہا اے ابا جان ہم سب ان کے بدخواہ تھے اور ہم ہی گنہگار ہیں اور اب

Marfat.com

ہم سب معافی چاہتے ہیں آپ سے، اور امید قوی کرتے ہیں کہ آپ ضرور ہماری غلطیوں کو درگزر فرمائیں گے قولہ تعالیٰ: قَالُوْا یٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ ○ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ (۱۲-۹۷'۹۸) ترجمہ: کہا انہوں نے اے ہمارے باپ بخشوا دے ہمارے گناہوں کو بیشک ہم تھے خطا کرنے والے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو تسلی دیتے ہوئے ان سے کہا کہ اے بیٹو میرے! عنقریب بخشواؤں گا تمہارے گناہ اپنے رب سے کیونکہ وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (سوال) اس میں کیا بات تھی جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں نے اپنی خطا کی معافی مانگی جو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں خطا کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وعدہ میں رکھا اور کہا میں عنقریب بخشواؤں گا تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ وعدہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کیا تھا وہ اس لئے کیا تھا کیونکہ صبح کی دعا اللہ تعالیٰ کے یہاں مستجاب ہوتی ہے اور بعض مورخین حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے حق میں دعا کرنے میں اس واسطے تاخیر کی کہ حق تعالیٰ کسی کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ اس شخص کو راضی نہ کرے جس کے حق میں غلطی اور گناہ کیا گیا۔ چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا گناہ اور ظلم حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں تھا اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت تک تاخیر کی جب تک آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں کی معافی کا تذکرہ نہ کیا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں سے راضی و خوش ہو گئے نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا کہ میں اپنے تمام بھائیوں سے راضی ہوں اور ان کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی فرمائش دعا خداوند قدوس سے مانگی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً چوبیس برس تک نبوت سے فائز المرام رہتے رہے جب آپ کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی تو موت بالکل قریب آ گئی تو اس وقت آپ نے در بار خداوندی میں دعا مانگی اور کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا

Marfat.com

وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○ (۱۲-۱۰۱) ترجمہ: اے پروردگار میرے دی تو نے میرے تئیں کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے مجھے تعبیر خوابوں کی اے پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے تو ہی ہے دوست یعنی کارساز میرا دنیا و آخرت میں اور میں امید کرتا ہوں کہ میری موت بھی نیک بختوں میں کر اور بعد مرنے کے میرے مجھے صالحین میں ملا دے ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہمارا بھائی یوسف بادشاہ ہے اور وہ قیامت کے دن بادشاہ کے زمرے میں اٹھے گا اور وہ پسندیدگی کی نگاہ سے نبیوں میں نہیں دیکھا جائے گا۔ اس بات کو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی سن لیا تھا تب ہی تو موت کے وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو نے میرے تئیں بادشاہی دی دنیا میں اور موت دے مجھ کو ایمان کے ساتھ اور آخرت میں انبیاء صالحین کے ساتھ ملا دے۔ اور ستر برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے تمام بھائی نبی ہوئے اور اسی طرح سے انتقال ہوتا رہا۔ اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک بارہ قوموں پر مشتمل تھے قرآن شریف میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو اسباط فرمایا ہے اور اسباط کہتے ہیں بنی اسرائیل کو یعنی اولاد یعقوب کو اور دوسرے بنی اسرائیل کو قبائل کہتے ہیں۔ تاکہ تمیز ہو سکے ان دونوں فریقوں میں یہاں تک میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

بیان حضرات اصحاب کہف

ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ملک روم میں ایک بادشاہ کا نام دقیانوس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑی سلطنت دے رکھی تھی اور فوج و لشکر بہت کثیر تعداد میں تھا۔ اتفاقاً ایک روز کسی قاصد نے آ کر اس بادشاہ سے کہا کہ فلاں بادشاہ تیرے ساتھ لڑنے کو تیاری کر رہا ہے اور اپنی کثیر تعداد میں تیرے مقابلے کے لئے آنا چاہتا ہے اس خبر کو سن کر روم کا بادشاہ دقیانوس اشتعال میں آ گیا اور اپنی تمام فوج و لشکر لے کر اس دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا اور وہ بادشاہ جو اس پر چڑھائی کر کے آیا تھا آخر کار دقیانوس بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے جتنے بیٹے تھے وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے۔ بعضے مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کے چھ بیٹے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ بیٹے تھے بادشاہ روم دقیانوس نے سب کو اپنی خدمت میں خاص رکھا صرف ان میں سے ایک کو عہدہ جائے ضرور کا دیا تھا۔ جب بادشاہ دقیانوس جائے ضرور کو جاتا تو اس سے آبدست کروالیتا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ ایسا جوان فربہ موٹا تھا کہ اس کا ہاتھ جائے مقعد پر نہیں پہنچتا تھا۔ بڑا عظیم البدن تھا۔

Marfat.com

اور یہ بھی مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہ ملعون خدائی کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان شہزادوں کو خطاب اصحاب کہف کا دیا جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ (۱۸-۹،۱۰)

ترجمہ: کیا تو خیال رکھتا ہے کہ غار والے اور کوہ والے ہماری قدرتوں میں اچنبھا تھے۔ جب جب بیٹھے وہ جوان اس کوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کو درست یہی شہزادے مذکور سب چھپ تدبیر اور حیلہ کرنے لگے کہ کیونکر اس ظالم بدبخت کے ہاتھ سے ہم خلاصی پائیں اور خدا کی عبادت کریں۔ ایک روز دقیانوس اپنے جائے خلوت کو گیا تھا اور اس ظالم نے اس نے کام کے واسطے خادم مقرر کیا تھا نہ پایا کہ اس کی مقعد کو دھلائے تب اس ظالم ملعون نے غضبناک ہو کر حکم کیا کہ اس کے سب بھائیوں کو ایک ایک سو درے مارے جائیں اور ان کو تاکید کر دی کہ آئندہ بھی ایسا نہ ہونے پائے اور آئندہ سے اپنے کام پر برابر حاضر رہیں اور اپنے کام سے غفلت نہ ہونے پائے۔ اس حکم کو سننے کے بعد وہ شاہزادے جس کا عہدہ جائے خلوت کا تھا جب رات ہوئی تو سب بھائیوں کو لے کر بیٹھا، وہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر صلاح و مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے یہ ملعون ہم کو ہر روز ستاتا ہے اور خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور سب سے اپنے کو سجدہ کراتا ہے اب ہم کو واجب ہے کہ اس کے خدمت کرنے سے باز رہیں اور یہاں سے کسی طرف نکل جاویں اور اپنے خالق ارض و سما کی عبادت کریں جو آخرت میں ہمارے مرنے کے بعد کام آوے۔ یہ بات ایک بھائی نے اپنے مشورے سے بتائی تھی سب بھائیوں نے اس بات کو بسر و چشم قبول کیا اور ہر ایک بھائی بات کہنے لگا کہ اچھی ہے جو تم کہتے ہو اب کی صورت و تدبیر سے یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ تب باقی بھائی نے کہا ایک تدبیر ہے کہ وہ ملعون میدان میں چوگان کھیلنے جاتا ہے ابتدا ہم کو بھی اس بات کا اب ہم لوگوں کو کھیلنے جانے کا تب ہم لوگوں والی چوگان و چوبدار سے چوگان کھیلنا چاہئے۔ وہ ظالم تعریف کرنے لگے۔ جب شام قریب ہوئی تب میں چوگان میدان سے باہر نکلنے لگے۔ لوگ بھی ہمارے پیچھے میدان سے باہر نکل آئے اور سب ایک جا ہو جائیں۔ پھر ہم لوگ اور یا وہاں یا وہاں چلے جانا اس طرح سے ہم وہ بھی نکل اور ہم لوگ اپنے مقصد میں کامیاب جائیں گے چنانچہ سب بھائیوں نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا اور ہم یا تم اپنے حصول مقصد میں کامیاب گئے۔ دوسرے دن دقیانوس بادشاہ کے پاس سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے عہدے پر جا کر ہوئے اور وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھا خدائی کا دعویٰ کرتا تھا علیہ اللہ علیہ اتنے میں اس وقت ایک بھائی

Marfat.com

خانے پر سے اچانک آگری اس کے گرنے سے ملعون چونک پڑا اور بہت ڈرا۔ تب وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ ملعون خدا ہوتا تو بلی سے کیوں ڈرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود جھوٹا ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے اسی گھڑی ایک شیطان بصورت انسان اس کے آگے آکر کہنے لگا اے ملعون اگر تجھ کو دعویٰ خدائی کا ہے تو ادنیٰ ترین ایک ذی روح جانور مکھی ہے اس کو تو پیدا کر تب ہم جانیں گے تیرا دعویٰ حق ہے۔ اس مردود نے ایک بہانہ کر کے کہا ایسے بد جانور کو ہم پیدا نہیں کرتے۔ شیطان بولا خدا نے تو اس کو پیدا کیا ہے تو یقیناً کچھ حکمت ہوگی۔ وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہوگی۔ اس کے جواب میں شیطان بولا جب تو جائے ضرور میں جا بیٹھتا ہے وہ مکھی تیری گندگی میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ پاؤں نجاست آلودہ کرکے تیری داڑھی پر جا بیٹھتی ہے۔ یہ بھی ایک کار حکمت ہے یہ کہہ کر وہ شیطان غائب ہوگیا اور وہ ملعون یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ پس دوسرے دن دقیانوس چوگان کھیلنے کو میدان میں گیا۔ دقیانوس ان شہزادوں کے کھیل سے بہت زیادہ محظوظ ہوا اور بولا صبح کو تم سب کو خلعت دے کر خوش کروں گا۔ جب شام ہوئی اور دن بھی آخر ختم ہو ہی گیا۔ شہزادے اپنے مشورے کے مطابق چوگان میدان سے پھینکنے لگے اور اسی طرح آہستہ آہستہ کھیلتے ہوئے دور تک نکل گئی دقیانوس ان لوگوں کو کھیل میں مشغول چھوڑ کر اپنے محل کی طرف چل دیا اور وہ شہزادے سب فرصت کمال پا کر خدا کو یاد کر کے وہاں سے نکل پڑے میدان کی طرف گھوڑا اٹھا کے رات ہی رات میں چلے گئے۔ جب صبح ہوئی اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر کسی شہر کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ چند آدمی پاسبان بکری وغیرہ کے تھے ان سے ملاقات ہوئی وہ سب کہنے لگے کہ اے عزیزو! تم کہاں جاتے ہو؟ تو انہوں نے ان کو جواب دیا کہ ہم لوگ خالق ارض سماء کی طلب کو جاتے ہیں اور وہ کہنے لگے کہ وہ کیسا ہے جسے تم لوگ چاہتے ہو وہ بولے کہ وہ خدا زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے درمیان ہے وہ سب کا پروردگار ہے تمام کائنات کو ملک عدم سے ملک وجود میں لانے والا وہی خدا ہے پس ان سب باتوں سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور وہ آپس میں کہنے لگے۔ کہ یہ سب لوگ سچ کہتے ہیں تب وہ بھی اپنی پاسبانی چھوڑ کر شہزادوں کے ساتھ مل گئے اور ان کی صحبت اختیار کر لی اور ایک کتا بھی ان کے ساتھ تھا وہ بھی ان کے ہمراہ لیا۔ وہ شہزادے ان لوگوں سے بولے کہ تم لوگ اس کتے کو واپس کر دو تو بہتر ہے ورنہ ہمارے ساتھ رہے گا تو کبھی بھونکے کاٹے اور اس کی آواز سن کر لوگ ہم کو آکر پکڑ لیں گے۔ ان شہزادوں کے کہنے سے ان پاسبانوں نے اپنے کتے کو مارا پیٹا اور یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی توڑ ڈالے اور سارا بدن زخمی کر دیا تو بھی اس کتے نے ان لوگوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر وہ کتا بھی ان لوگوں کے ساتھ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قوت گویائی سکھائی تو کتے نے کہا کہ اے یارو مجھے مت مارو۔ تم جس کے بندے ہو میں بھی اسی

Marfat.com

کا فرمانبردار ہوں۔ اور تم جس کی یاد کو جاتے ہو میں بھی اس کو چاہتا ہوں لہٰذا مجھ کو بھی تم اپنے ہمراہ لے چلو۔ تمام رات چلتے چلتے جب صبح نمودار ہوئی تو ایک پہاڑ کے اندر کھوہ میں جا گھسے اور بولے یہاں ذرا آرام لینا چاہئے کہ رات کی ماندگی دور ہو جائے آخر وہاں ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے اور وہ اسی آرام کی رات میں تھے کہ نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے قولہ تعالیٰ

اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْکَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ (۱۸-۱۰تا۱۲)

ترجمہ: جب جا بیٹھے وہ جوان اس کھوہ میں پھر وہ بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس مہر اور بن دے ہمارے کام میں پردہ ڈال دیا ہم نے اوپر ان کے کانوں کے کئی سال یا ہم نے ان کو اٹھا کھڑا کیا کئی برس کہ پھر اٹھایا ہم نے ان کو کہ وہ معلوم کریں ہم دو فرقوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ سوئے رہے تھے۔ الغرض دقیانوس نے اس حیلے سے میدان میں اپنے دشمنوں کو پا لیا بہت تاسف کیا اور فوراً ہی اپنے ہوشیار چند سواروں کو ان کے پیچھے دوڑایا جنہوں نے اس کھوہ پر جا پہنچے اور خدا کے فضل و کرم سے اس غار کا منہ کئی چیونٹیوں کے سوراخ بنا ہوا دیکھا جنہوں نے اس پر جالا تنا رکھا تھا وہ اس جالے کو دیکھ کر واپس چلے آئے اور بادشاہ دقیانوس کو جا کر خبر دی کہ ہم نے ان کا نام و نشان تک نہ پایا۔ آخر کھوہ میں پہنچے اور اس کھوہ کے غار پر جا کر دیکھا تو وہاں کچھ نہ پایا تھا۔ روایت میں یوں آیا ہے کہ اس کھوہ کے غار پر جب وہ پہنچے تو وہاں مکڑی نے جالا تنا ہوا پایا تھا۔ اور اسی وجہ سے ان سب کا نام و نشان تک نہ پا سکے۔ روایت ویوں بھی بیان کیا ہے کہ بادشاہ کے بھیجے ہوئے سپاہی سے بچنے کے لئے ایک وجہ سے پاس تھا ایک [illegible] جاتے ہوئے [illegible] اور خدا کے فضل و کرم سے اس وقت [illegible]

بادشاہ دقیانوس نے اس بات کو سن کر [illegible] اس کے [illegible] یہ [illegible]

[illegible] بادشاہ دقیانوس [illegible] رب العالمین آخر اس بادشاہ دقیانوس نے قید خانہ میں [illegible] دقیانوس بادشاہ کے ملازم تھے انہوں نے باہم صلاح و مشورہ سے کہا کہ [illegible] اور اس کے بعد وہ متفق ہو کر اس ظالم بادشاہ کے قبضہ سے اس شہر سے باہر نکل [illegible]

Marfat.com

پہاڑ کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر ایک کھوہ میں بیٹھ گئے اور وہیں سو گئے اور ان پر خدا کی طرف سے ایسی نیند ڈالی گئی کہ وہ تقریباً تین سو برس تک سوتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (۱۸-۲۵) ترجمہ: اور وہ اس کھوہ میں سوتے رہے تین سو نو برس۔ اور اصحاب کہف کے نام میں اور ان کے اعداد میں بہت اختلاف ہے۔ یہ سب کے سب اہل روم تھے اور ان کا غار بھی ارض روم میں ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں تھے۔ اور قاموس میں لکھا ہے اور ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب کہف کا دین و مذہب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے فقط۔ وہ لوگ صرف توحید پر قائم تھے اور وہ کسی نبی کی شریعت کے ساتھ منسلک نہیں ہوئے مگر جس نے ان کی خبر پائی معتقد ہوئے اور ان کے پاس مکان زیارت بنا دیا۔ وہ نصاریٰ تھے۔ اور نام ان کے یہ ہیں۔ کمسلمینا۔ وایلخا۔ ویکسر۔ مرکوش۔ نواس۔ سانیوش۔ سلططوس۔ اور بعضوں نے کہا ہے ملسلمینا ملیخا۔ مرطونس۔ نیوس۔ دواس۔ تسفیطط۔ اور بعضوں کے نزدیک یہ نام ہیں۔ ملسلمینا۔ مسیخا۔ ویکسر۔ مرطونش۔ بنیوس۔ سابونس۔ کفسططوس۔ ذونواس۔ اور بعضوں نے کہا ہے ملسلمینا۔ ایلخا۔ مرطونس۔ سار بنوس۔ بطنوس۔ کفشوطط۔ ذواس اور آٹھواں ان کا کتا ہے کہ کتے کا نام قطمیر تھا قاموس میں یہی لکھا ہے لیکن شمار ان کا سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ اسی واسطے ان کے اعداد و شمار میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے بمصداق آیت مذکورہ کے۔ قولہ تعالیٰ

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا ۢ بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّیْ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ (۱۸-۲۲)

ترجمہ: البتہ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا۔ بغیر دیکھے نشانی کے پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھوں ان کا کتا ہے تو کہہ کہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے کہ کتنے آدمی ان کے ہیں کچھ صحیح خبر ان کی نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ۔ جب وہ لوگ تین سو نو برس کے بعد نیند سے بیدار ہوئے اصحاب کہف آپس میں پوچھنے لگے ایک دوسرے سے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ط قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ط قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (۱۸-۱۹)

Marfat.com

ترجمہ: اور اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے پھر وہ آپس میں پوچھنے لگے۔ ایک بولا ان میں سے کہ کتنی دیر سوتے رہے تم وہ بولے کہ ہم سوتے رہے ایک دن یا اس سے بھی کم۔ پھر کہنے لگے کہ تمہارا رب بہتر جاننے والا ہے۔ کہ جتنی دیر تم لوگ اس غار میں رہے۔ اب تم بھیجو اپنے میں سے ایک کو یہ اپنا روپیہ لے کر شہر کو جاوے اور وہاں سے کوئی کھانا پاکیزہ لے کر آوے اور نہایت ہوشیاری سے جائے اور اپنا بھید بھی کسی کو نہ بتائے اور نہ اپنی رہائش کی خبر کسی کو بتائے۔ چونکہ وہ تقریباً تین سو برس بعد نیند سے بیدار ہوئے تھے تو تمام اصحاب کہف پر بھوک کا غلبہ تھا ان میں سے یملیخا کو شہر میں روٹی لانے کو ناناہائی کی دوکان پر بھیجا گیا اور اس کے پاس دینار دقیانوس بادشاہ کی حکومت کا تھا وہی سے روٹی لینے کو گیا۔ روٹی والے نے یملیخا سے پوچھا کہ میاں یہ دینار کہاں سے لائے ہو یہ تم نے کہاں سے پایا ہوا دفینہ پایا ہے۔ کیونکہ میں تو اس دینار پر دقیانوس بادشاہ کا نام دیکھتا ہوں اور اس بادشاہ کو تو قرنوں ہوئے گزرے ہوئے اور وہ تو کبھی کا مر چکا ہے اور اس کا کوئی نام و نشان بھی نہیں اب تم ایسا کرو مجھے بھی اس کا کچھ حصہ دو۔ ورنہ میں تجھے موجودہ بادشاہ کے حضور لے جاؤں گا اور وہ تجھ سے سب روپیہ چھین لے گا۔ آخر مجبور ہو کر یملیخا نے اس سے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سنتے ہی بہت سے آدمی ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور یملیخا کا قصہ سننے لگے یہاں تک کہ یہ خبر موجودہ بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ بہت عادل مزاج تھا اس نے یملیخا کو اپنے حضور میں طلب کر لیا۔ اور یملیخا سے اس کی ساری حقیقت پوچھی۔ بادشاہ کے پوچھنے پر یملیخا نے کہا کہ ہم لوگ اسی آدمی ہیں۔ اور بادشاہ دقیانوس کے ظلم سے بھاگ کر فلاں پہاڑ کی کھوہ میں جا رہے ہیں اور بعد ایک مدت کے جب ہم لوگ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو بھوک سے بیتاب ہوئے اور برداشت نہ کر سکے اور باقی لوگوں کو وہیں چھوڑ کر میں اکیلا روٹی لینے کے واسطے شہر میں آیا ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور علماء تواریخ جاننے والوں کو بلوایا اور پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ بادشاہ دقیانوس کو مرے ہوئے کتنے سال ہوئے؟ ان علماء تواریخ جاننے والوں نے متفق ہو کر بادشاہ سے کہا کہ جہاں پناہ ہو بیشک ہم لوگ سے عرض کی ہیں وہ سب سچ ہیں۔ ہم لوگوں نے تواریخ عالم میں پڑھا ہے کہ بادشاہ دقیانوس تھا اور زمانہ سابقہ میں گزر چکا ہے۔ پس یہ بادشاہ عادل اور منصف مزاج تھا یہ حقیقت سن کر اس نے ساتھ اس غار میں جانے کا عزم کیا اور نہایت شان و شوکت سے ہمراہ اس کے جہاں پناہ سے بادشاہ نے کہا کہ آپ اس شان و شوکت اور دبدبے سے ساتھ ان کے پاس جائیں گے تو وہ آپ کو دیکھ کر ڈر جائیں گے اور کسی دوسری جگہ چھپ جائیں گے اور پھر آپ سے کچھ بھی بات چیت نہ کریں گے مناسب ہے کہ آپ یہاں ذرا ٹھہریں اور میں جا کر ان لوگوں کو آپ سے آنے کی خبر دوں

Marfat.com

اور ان سے کہہ دوں کہ بادشاہ دقیانوس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تا کہ ان کو خاطر جمع ہو جائے۔ اور ان سے کہہ دوں کہ اب مسلمان بادشاہ ہے آؤ شہر میں چلیں۔ یہ بات کہہ کی یملیخا اس غار میں چلا گیا اور تمام احوال جو اس پر گزر رہے تھے وہ ان لوگوں سے بیان کئے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو اب کھانے پینے کی کچھ حاجت نہیں اور ہم کو دنیا سے بھی کچھ غرض نہیں ہم کو تو اپنے خدا ہی سے کام ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر سو گئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ وہ لوگ اب تک سو رہے ہیں اور وہ اسی طرح قیامت تک سوتے رہیں گے یملیخا پھر بادشاہ کے پاس نہیں آیا اور بادشاہ کے ساتھیوں نے کافی دیر تک انتظار کیا۔ اور پھر بادشاہ نے اس کھوہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ اس غار میں جانے سے قاصر تھا اور اب اس کو کوئی راہ جانے کی نہ مل سکی ناامید ہو کر وہ بادشاہ اور اس کے ساتھی واپس آ گئے۔ اور اس پہاڑ کے کنارے بستی میں ایک عبادت گاہ بنا کر وہیں رہ گئے۔ اور یہ ایک روایت ہے کہ اصحاب کہف کے لئے حق تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں جو ان کو پہلو بہ پہلو سلاتے ہیں اور کروٹیں بدلاتے رہتے ہیں اور بہشت کے پنکھے سے ہوا کرتے ہیں اور گرمی اور سردی وغیرہ ان کو نہیں لگتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ط مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ○ (۱۸-۱۷)

اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے ان کے کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے ان سے بائیں کو تا کہ اثر گرمی اور سردی کا ان پر نہ پڑے اور وہ سب لوگ میدان میں ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی ایک نشانی ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی سیدھی راہ پاتا ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے تو پھر اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں، اگرچہ اس کے قریب ہی رفیق کیوں نہ ہوں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ سب سوتے ہیں لیکن ان کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تا کہ اس سے کوئی دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس جگہ پر دہشت رکھی ہے تا کہ لوگ اس جگہ کو تماشہ نہ بنا سکیں اور وہ اس سبب سے بے آرام ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا وہ بھی ان ہی کے ساتھ ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل زمانے سے اصحاب کہف غار میں گھسے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہی غار میں گھسے تھے اور وہ لوگ انجیل پر ایمان لائے تھے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ دین و مذہب ان کا بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

بیان حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کا لقب خطیب الانبیاء رکھا ہے کیونکہ وہ فصیح اللسان اور فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے اور وہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ کے دو نام ہیں۔ اور یہ لوگ باوجود بت پرستی کے ناپ و تول میں بھی انصاف سے کام نہ لیتے تھے اور مسافروں کا راستہ بھی منقطع کیا کرتے تھے اسی قوم کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ آپ کو خداوند قدوس نے قدرتی کلامی سے سرفراز کیا تھا اس لئے آپ اپنی قوم کو اعلیٰ پیمانے پر دعوت حق دیتے تھے۔ اور شہر مدین آپ کا وطن تھا جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ (۱۱-۸۴)

ترجمہ اور شہر مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان سے بھائی شعیب کو وہ بولا اے قوم میری پوجو اللہ کو نہیں تمہارا کوئی معبود اس کے سوا اور نہ گھٹاؤ ناپ اور تول میں تم کو دیکھتا ہوں اچھی حالت میں اور میں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایسے دن کا جو گھیر لے گا سب کو

Marfat.com

تعالیٰ نے وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ وَّاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ط اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (۱۱-۸۹،۹۰) ترجمہ: اے میری قوم نہ برانگیختہ کرے تم کو میری مخالفت کہ ضد میں خدا کی نافرمانی کرتے رہو۔ جیسا کہ ضد میں نافرمانی کرتی رہی قوم نوح اور قوم ہود اور قوم صالح اور قوم لوط تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ تم لوگ پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ بیشک میرا رب بہت مہربان ہے محبت والا۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام کا سن کر ان کی قوم نے جواب میں کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ج وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (۱۱-۹۱) اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے اور نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم لوگ سنگسار کر ڈالتے۔ اور ہمیں ہے تو ہم پر کوئی سردار۔ اس کے بعد پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو اور مجھے اللہ کی جانب سے آیا ہوا نبی تسلیم کرو اور میں جس چیز کا حکم دوں اس کو بجالاؤ اور ہر امر میں میرا کہنا مانو۔ ہر چند اور ہر وقت حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت اور ہدایت کرتے رہے لیکن قوم برابر انکار ہی کرتی رہی۔ جب قوم نے کسی طرح سے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور برابر سرکشی اور اپنی ضد پر مصر رہی تو بہت ہی مجبور و مایوس ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس قوم کے واسطے بددعا کی اور بددعا کے کرتے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے شعیب (علیہ السلام) قریب ہے کہ تمہاری قوم پر خدا تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ لہٰذا تم ہوشیار رہو۔ اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں ان سب کو لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ اور اب اس قوم سے دور رہو اس فرمان الٰہی کو سن کر حضرت شعیب علیہ السلام اپنے اہل و عیال اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے وہ سب ملا کر ایک ہزار سات سو آدمی تھے ان سب کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر تمام کافر لوگ ہنسنے لگے اور بولے: اے شعیب! تم پر کیا مصیبت آپڑی ہے کہاں جاتے ہو یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شہر والو میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور یہ حکم مجھ کو میرے خدا نے دیا ہے۔ اب بعد اس کے حق تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو سنایا اور پھر وہاں سے چل دیئے۔ تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر نکل گئے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے آ کر خبر دی کہ کل صبح تمہاری قوم پر عذاب خداوندی نازل ہوگا۔ جب صبح ہوتی تو حضرت

Marfat.com

شعیب علیہ السلام عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور جتنی قوم کفار کی تھی وہ سب اپنے اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور خدا کے حکم سے ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام کافر شہر میں ہلاک ہوگئے یہاں تک کہ کوئی مویشی بھی نہ رہا اور ایک ایسی آگ نمودار ہوئی کہ تمام لاشوں کو جلا گئی۔ اس عذاب الٰہی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے دربار الٰہی میں التجا کی کہ میرے پروردگار میں کہاں جاؤں اور کس جگہ رہوں۔ غیب سے ندا آئی کہ میرے پیغمبر تم اپنے اپنے گھروں میں جا کر رہو۔ یہ حکم الٰہی سن کر حضرت شعیب علیہ السلام ساری قوم جو آپ پر ایمان لا چکی تھی اور آپ کے ہمراہ تھی ان سب کو لے کر شہر میں آئے اور دیکھا کہ سارے مرد و جل بھن کر خاک ہوگئے ہیں۔ پھر شعیب علیہ السلام کے دوبارہ آجانے سے شہر مدین آباد ہوا اور وہاں سے اشجار درخت از سر نو پھر تر و تازہ ہوئے اور خوب پھول و پھل پھلنے لگے اور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔ روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو بارہ برس تک شریعت سکھائی اور اپنی قوم سے ہلاک ہونے میں اپنی بددعا سے بہت افسوس کرنے لگے اور اسی غم میں روتے روتے نابینا ہوگئے۔ مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا اے شعیب! تم اپنی قوم کا کیوں غم کھاتے ہو اور اس قدر اپنی آنکھوں سے روتے ہو کہ تم نابینا ہوگئے ہو شعیب نے کہا کہ اے جبرائیل! تم اس سے جا کر میری طرف سے کہو کہ اگر قیامت کے دن الغرض حضرت شعیب علیہ السلام بارہ برس تک دنیا میں نابینا رہے اور اسی حالت میں فوت انجام دیتے رہے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپہنچا اس کی تفصیل السلام نے بیان میں عرض کروں گا اور یہ بھی ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت شعیب علیہ السلام آنے سے بعد حضرت شعیب علیہ السلام مع تین چار برس اور چھبیس ہزار مومنین کے اور کفار سے چلتا ہے کہ وہ آٹھ برس تک جئے پھر اس کے بعد انتقال فرمایا میں حضرت شعیب علیہ السلام کے بیان اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

Marfat.com

بیان حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام بہت مشہور پیغمبروں سے تعلق رکھتے ہیں۔حق تعالیٰ نے انہیں شہر نینوا میں جس کو آج کل دمشق کہتے ہیں پیغمبر بنا کر بھیجا۔انہوں نے اپنے فرائض منصبی اتم درجہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور دعوت الی اللہ میں ہمہ تن مصروف رہے اور خداوندقدوس کی مہربانیوں وانعام و اکرام میں لوگوں کو امیدیں دلائیں اور غضب الٰہی سے بھی ہر طرح ڈرایا لیکن کسی نے بھی فرمانبرداری نہیں کی اور ہمیشہ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے رہے بلکہ دست وزبان سے بھی رنج واذیت دینا شروع کر دیا۔ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔خدا تعالیٰ نے انہیں دمشق میں نبی بنا کر بھیجا۔اس جگہ قوم ثمود آباد تھی اور وہ سب کے سب بت پرست تھے۔ایک روز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کتنی تھی آپ نے فرمایا ایک لاکھ سے زیادہ تھے اور وہ سب کے سب نافرمان تھے۔چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○ یعنی اور بھیجا اس کو ایک لاکھ آدمی یا اس سے کچھ زیادہ پر۔

فائدہ: یعنی اگر عاقل بالغ شمار کیے جائیں تو ایک لاکھ تھے اور سب چھوٹے بڑوں کو شمار کیا جائے تو ایک لاکھ سے زائد تھے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو چالیس برس تک خدا کی طرف دعوت دی۔اور ہمیشہ کہتے رہے اے قوم کہو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُوْنُسُ نَبِيُّ اللّٰهِ وہ مردود قوم کبھی اس کلمہ کو اپنی زبان پر نہ لائی اور حضرت یونس علیہ السلام سے یہ کہتی رہی کہ اے یونس اگر ہم کو پارہ پارہ بھی کر دیا جائے تو بھی تم کو نبی اللہ نہ کہیں گے۔حضرت یونس علیہ السلام اس بات سے بہت مغموم و مایوس ہوئے اور ساری قوم بت پرستی میں مدہوش تھی۔حضرت یونس علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کے بڑے مجمع میں جا کر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم اپنے خالق ارض وسما کو چھوڑ کر کیوں بت پرستی کرتے ہو اور اس میں تمہارے واسطے کوئی بھی نفع کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ نہ ضرر کے اختیار رکھتے ہیں اور نہ فائدے کے، وہ تمہارے خود تراشیدہ بت ہیں۔لیکن پھر بھی قوم نے قطعاً اس بات پر توجہ نہ دی اور ساری قوم حضرت یونس علیہ السلام سے کہنے لگی کہ ہم تیرے خدا کو نہیں مانتے۔اور پھر ضد میں آ کر حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت دینے لگے لیکن باوجود اس قدر اذیت وتکلیف کے حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو برابر ہدایت کرتے رہے اور ہر وقت ان سے کہتے کہ اے میری قوم خدائے واحد کی عبادت کرو اور تم لوگوں نے جو راہ ضلالت اختیار کر رکھی ہے اس

Marfat.com

کو فوراً چھوڑ دو اگر تم نے راہ ضلالت نہ چھوڑی تو کہیں خدائے تعالیٰ اپنا عذاب تم پر نہ نازل کر دے اور مجھے اس بات سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جب یونس علیہ السلام سے یہ تہدید آمیز الفاظ سنے تو کہنے لگے۔ اے یونس یہ بتاؤ کہ عذاب کیا چیز ہے اور وہ کیسا ہوتا ہے یہ تمسخر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ہر وقت کیا کرتی تھی اور حضرت یونس علیہ السلام نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ عذاب آتش دوزخ ہے۔ یہ جواب سن کر تمسخر کے لہجے میں ان مردودوں نے کہا بھلا اس میں کچھ مضائقہ نہیں آخر حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی ہٹ دھرمی اور ضد سے عاجز آ گئے۔ پھر جب کوئی ایسی امید نہ رہی کہ قوم کسی وقت بھی دعوت الی الحق کو قبول کر لے گی اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ پر گامزن ہو جائے گی تو پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے خداوند قدوس سے اس ظالم قوم کے واسطے بددعا کی، تو ندا آئی اے یونس آپ عذاب طلب کرنے میں جلدی مت کرو جب وقت آئے گا تو اس قوم پر عذاب نازل کر دیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت یونس چھپ کر اس شہر سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بغیر رضائے الٰہی چل دیئے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں مبتلا کیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۱-۸۷،۸۸) مچھلی والے کو دیکھو جب چلا گیا غصہ سے بھر کر اور یہ سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پس پکارا تہ اندھیروں سے کہ نہیں کوئی حاکم نہیں تیرے سوائے تو ہے عیب سے پاک میں تھا گنہگاروں میں پس قبول کی اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو حضرت یونس علیہ السلام عبادت سے بہت زیادہ شغف رکھتے اور وہ دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے حکم ہوا ان کو فوراً پہنچیں شہر نینوا میں تاکہ وہاں کے مشرک باشندوں کو بت پرستی سے منع کریں اور یہ خفا ہو کر چلے راہ میں ایک ندی آئی ایک بیڑی کنارے پر چھوڑی ایک بیڑی کنارے پر لے لیا اور عورت کا ہاتھ پکڑا اور جب وہ پانی میں پہنچے تو ندی سے پانی اتنا قوی اس زور کی وجہ سے عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے اور [illegible] لے لیا تھا وہ کسی طریقے سے بچ کر آ گیا اسی جگہ اہٹ میں ندی سے کنارے پر آئے وہاں آ کر دیکھتے ہیں کہ جس لڑکے کو کنارے پر چھوڑا تھا اس کو بھیڑیا کھا گیا ناچار مجبور ہو کر جب اس شہر میں پہنچے وہاں کے سرداروں سے ملے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا وہ تمسخر کرنے لگے اور پھر وہ ایک مدت تک وہاں رہے آخر پھر خفا ہو کر اس قوم کے واسطے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی اور خود وہاں سے تین دن کا وعدہ کر کے اس شہر سے دور نکل گئے تیسرے دن جب اس قوم پر عذاب الٰہی آیا تو اس شہر سے سب

Marfat.com

لوگ جنگل میں نکلے اور سب نے اللہ سے توبہ کی اور بہت ہی گریہ وزاری کی اور تمام اپنے بنائے ہوئے بت توڑ ڈالے۔ اس وجہ سے آیا ہوا عذاب ٹل گیا۔ شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم تو اچھی بھلی ہے اور اس پر کوئی عذاب نہیں آیا۔ یہ خبر سن کر حضرت یونس علیہ السلام اپنے دل میں بہت خفا ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا۔ اور میں اپنی قوم سے جھوٹا ہو گیا۔ یہ کہہ کر کشتی پر سوار ہو گئے جب وہ کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو بھنور کے چکر کھانے لگے۔ کیفیت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ بھائی اس کشتی میں کسی کا غلام ہے جو اپنے مالک سے خفا ہو کر بھاگا ہوا ہے کشتی والے نے بہت معلومات کیں کچھ بھی پتہ نہ چلا آخر قرعہ اندازی کی گئی تو اس قرعہ میں یونس علیہ السلام کا ہی نام نکلا۔ چنانچہ کشتی والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا تا کہ کشتی بھنور سے بچ سکے۔ جب حضرت یونس کو دریا میں ڈالا گیا تو اسی وقت ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ میرے پیارے بندہ یونس کو ثابت نگل جا اور کسی طرح سے کوئی گزند نہ پہنچے یہ سنتے ہی ایک بڑی مچھلی حضرت یونس کے قریب آئی اور وہ ثابت نگل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں پہنچے تو وہاں شدید اندھیرا تھا اس اندھیرے میں اپنے رب کو پکارا توبہ قبول ہوئی اور وہی مچھلی اس دریا کے کنارے آئی اور حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ جس جگہ اس مچھلی نے حضرت یونس کو اگل دیا تھا تو اس جگہ پر کوئی سایہ وغیرہ نہ تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کدو کی بیل کو اگایا اور اس بیل نے حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کر دیا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک ہرنی کو حکم دیا گیا کہ وہ روزانہ حضرت یونس علیہ السلام کو اپنا دودھ پلایا کرے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے بدن میں قوت طاقت آ گئی تو پھر اسی قوم میں جانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ اور وہ قوم حضرت یونس علیہ السلام کی آمد کی آرزومند تھی، راہ دیکھتی تھی۔ اور ان کی عورت کو اور لڑکے کو لوگوں نے دریا سے نکال لیا تھا اور ایک لڑکے کو بھیڑیئے سے بھی چھڑا لیا تھا۔ اب اسی دمشق میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔

سوال : اگر کوئی پوچھے کہ حضرت یونس پیغمبر کو مچھلی نگل گئی تھی۔ وہ کیسا ماجرا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کو منظور یہی تھا کہ اپنے بندوں کو دکھلا دے کہ میں ناطہ ورشتہ کسی سے نہیں رکھتا۔ مگر جو میری اطاعت وفرمانبرداری کریگا وہ میرا بندہ ہے اور میرا بھیجا ہوا نبی تھا اس نے میرا کہنا نہ مانا اور خفا ہو کر بے حکم میرے چلا گیا اس لئے میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا تا کہ میرے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ بندہ بے حکم کو اسی طرح سزا ملتی ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام خدا کی مرضی نہ دریافت کر کے جلدی غصہ ہوئے اس لئے خدائے تعالیٰ نے ان کی عبرت کے لئے مچھلی کے پیٹ میں ان کو چند روز رکھا اور اس میں حکمت یہی تھی کہ مومن بندوں کو دکھلا دے کہ

Marfat.com

Marfat.com

کا۔ الغرض بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مچھلی حضرت یونس کو نگل گئی تھی اس مچھلی نے چالیس دن تک اپنا منہ کھلا رکھا تھا کہ کہیں بند کرنے سے حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت نہ پہنچے کیونکہ وہ بندۂ خاص خداوند کریم کے ہیں اور مسلسل چالیس روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے کچھ کھانا پینا نہیں کھایا پیا۔ اس وجہ سے بدن کی تاب وطاقت جاتی رہی اور نہایت نحیف وکمزور ہو گئے۔ لیکن اس کمزوری کے باوجود بھی وہ عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اور اسی ذکر واذکار کی وجہ سے رب العزت نے ان کو اس مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں سے نجات دی۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (۳۷-۱۴۳'۱۴۴) ترجمہ: پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ تھا وہ تسبیح کرنے والوں سے البتہ رہتا مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ جب اٹھائے جاویں مردے یعنی حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ پھر انہوں نے کثرت سے اپنے معبود برحق کو یاد کیا اور اس کی عبادت کی اور ہر وقت تسبیح وتقدیس میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات بخشی تو کیا عجب ہے کہ اگر تم بھی خدا کی عبادت وبندگی کرو گے تو یقیناً آتش دوزخ سے نجات پاؤ گے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دریا کی تمام مچھلیاں بیمار ہو گئی تھیں۔ تسبیح وتہلیل سے وہ اچھی اور ٹھیک ہو گئیں اور پھر جناب باری تعالیٰ سے مچھلیوں نے عرض کی یا رب العالمین تیرے بندے جب بیمار ہوویں تو تیری رحمت کے علاج سے آرام پائیں اور ہم کو بھی اپنے لطف وکرم کے شفاخانے سے دارو شفا کی بتلا دے تا کہ ہم بھی اس سے بھلی اور ٹھیک ہو جائیں۔ تب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اے مچھلیو! یونس جس مچھلی کے پیٹ میں تھا تم اسے جا کر سونگھا کیجیو! تو ہر مرض سے شفا پاؤ گی، اور پھر کبھی بیمار نہ ہو گی چونکہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کی صحبت پائی ہے اور چالیس روز تک حضرت یونس کو اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے تئیں جمیع امراض مچھلیوں کی روگردانی یعنی جو مچھلی بیمار ہو جائے وہ اس مچھلی کے پاس جا کر اس کو سونگھے بفضل خدا اس کو آرام ہو جائے گا لہٰذا یہاں پر یہ ضروری گزارش ہے کہ اے مومن بھائیو! جو شخص خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور رضا پر رہے گا اور اس کا حکم بجا لائے گا تو امید قوی ہے کہ عذاب دوزخ سے وہ نجات پائے گا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ دریا کی مچھلیاں اپنی تسبیح وتہلیل سے فخر کرتی تھیں کہ ہم تسبیح پڑھنے میں عبادت کرنے میں تیری فاضل ترین مخلوق ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے آپکو بنی آدم سے بہتر سمجھتی تھیں۔ اس چیز کو دکھانے کے لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید فرمایا اور پھر کہا اے مچھلیو دیکھو تو یونس کیسی جگہ تنگ وتاریک میں ہمارا نام لیتا ہے اور تم تو جائے

Marfat.com

آرام میں رو کر ہمارا ذکر کرتی ہو۔ پس دیکھو اس کی عبادت فضیلت رکھتی ہے تمہاری عبادت پر۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے حال عبادت سے دریا کی مچھلیاں آگاہ ہوگئیں تو پھر خدا کی درگاہ میں وہ شرمندہ ہوئیں۔ خبر ہے کہ چھ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے سخت آزمائشوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے اپنی حالت مصیبت میں اپنے خالق کی بندگی نہ چھوڑی اور تمام ارض و سمے فرشتے اور بنی آدم کو اللہ رب العزت نے دکھلایا اور تنبیہ کی کہ دیکھو کیسی کیسی مصیبت میں ہمارا بندہ مبتلا رہا پر ہم کو نہ بھولا یاد کرتا رہا تو اس کے صلے میں ہم نے اس کو نجات دی۔ چنانچہ پہلے حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر کو ان کی قوم کے سبب سے رنج و بلا میں گرفتار کیا تھا اور پھر ان کو اس سے نجات دی۔ اور دوسرے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ نمرود میں ڈالا۔ دوستی اور صدق اعتقاد ان کا فرشتوں اور خالق کو دکھایا پھر ان کو بھی ہم نے نجات دی۔ تیسرے حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا پھر ان کو نجات بخشی۔ چوتھے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں اور زندان میں قید کی میں ان سے بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تو بھی انہوں نے ان مقامات میں بھی خدا کی عبادت کی اللہ کی عبادت سے بھی غفلت نہ برتی۔ پھر ہم نے ان تمام مصائب سے نجات دی اور پانچویں حضرت ایوب علیہ السلام کو بیمار کیا تھا ایسا کہ ان کے بدن میں آبلے پڑ کر ان میں کیڑے پڑ گئے تھے باوجود اس سخت تکلیف کے حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کی عبادت نہ چھوڑی۔ پھر خداوند قدوس نے اپنی کرم نوازی سے ان تکالیف سے نجات بخشی اور چھٹے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ نے ان سے شہید ہوا اور غار میں رہے اور شب معراج میں ساتویں آسمان میں سے مکان پر تشریف لے گئے یہ صدق محبت ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی آسمان سے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند قدوس کی اطاعت نہ چھوڑی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام متقین اور مکرم تر مکرمین سے کیا تا کہ سب کو معلوم ہو کہ سب سے بالا و اشرف اللہ تعالیٰ نے بنی آدم علیہ السلام کو کیا ہے اور کسی کو نہیں کیا۔ الغرض ان چھ سے حضرت یونس علیہ السلام میں سے سمندر چیلا یا اور تمام قدرت الٰہی دریا میں حضرت یونس علیہ السلام نے خصوصیت سے اللہ تعالیٰ و یاد الٰہی کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ فنادیٰ فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین (۲۱-۸۷) آخر میں پکارا یونس علیہ السلام نے ان اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں سوائے تیرے تو پاک ہے میں بیشک تھا میں ظلم کی اور دوسری رنج و عذاب اور تیسری قعر دریا اور چوتھی تاریکی مچھلی کے پیٹ میں تھے یونس

Marfat.com

آیت شریفہ ے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۱-۸۸) ترجمہ: پھر سن لی ہم نے اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو اس غم سے اور ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مچھلی نے حضرت یونس کو چالیس دن کے بعد دریا کے کنارے سوکھے پر آ کے اگل دیا۔ پھر جب حضرت یونس علیہ السلام اس مچھلی کے پیٹ سے باہر خشکی پر آ گئے اور اس آزمائش آلائش سے نجات ہوگئی تو حضرت یونس نے اس کے شکرانہ میں چار رکعت نماز ادا کی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ چار رکعت جو حضرت یونس نے بطور شکرانہ ادا کی تھیں وہ عصر کی نماز تھی اور اس نفل نماز کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرض کر دیا۔ اور جس قوم سے حضرت یونس علیہ السلام خفا ہو کر شہر سے نکل گئے تھے پیچھے ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کیا۔ اچانک ایک آگ غضبناک آسمان سے مثل آب سرخ کے نازل ہوئی اور وہ آناً فاناً ان کے سروں پر آ موجود ہوئی اور وہ مارے خوف کے سب کے سب ایک میدان میں جا کر دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے یعنی ایک فرقہ بوڑھے اور جوانوں کا اور دوسرا فرقہ عورتوں اور لڑکوں کا اور ایک جگہ پر تمام مویشیوں کو جمع کر دیا۔ اس کے بعد سب نے اپنے اپنے سروں کو ننگا کیا اور پھر سب کے سب سجدے میں گر گئے اور بہت ہی زیادہ خدا کے دربار میں تضرع وگریہ وزاری کی اور خدا سے دعا مانگی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اقرار کرتے جاتے تھے کہ یا الٰہی اب ہم تیرے پیغمبر کی باتیں ضرور مانیں گے اور ہم نے اب توبہ کی تو اب ہم کو اس بلائے ناگہانی سے نجات دے اگرچہ ہم سب عذاب کے مستحق ہیں تو ہماری توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور ہم کو عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ جب اس طرح انہوں نے تضرع وگریہ وزاری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس بلا و عذاب سے نجات دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ط لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○ (۱۰-۹۸) ترجمہ: سو نہ ہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی پس کام آتا ان کو یقین لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم جب وہ یقین لائی کھول دیا ہم نے ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی میں اور کام چلایا ان کا ایک وقت تک دنیا میں حالانکہ عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کا کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اس واسطے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی شتابی سے صورت عذاب نمودار ہوئی تھی، پھر وہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے اس وجہ سے وہ عذاب سے بچ گئے اور اس کے بعد پوری قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو بہت تلاش کیا انہوں نے کہیں نہیں پایا اور ساری قوم نے مل کر اللہ رب العزت سے دعا مانگی۔ کہ پھر اس پیغمبر کو ہماری قوم میں بھیج چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی دعا کو قبول فرمایا اور مچھلی کو

Marfat.com

Marfat.com

اور ایک دن گزارنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مع ابوبکر صدیق کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِذْاَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (۹-۴۰) ترجمہ: جس وقت ان کو نکالا کافروں نے دونوں تھے غار میں تو ان میں سے ایک کہنے لگے اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس رفیق غار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جس دن ہجرت کی مکے سے مدینہ منورہ میں اور بعض اصحاب حضرت کے آگے نکل گئے اور بعض حضرت کے پیچھے تھے۔ اے ایمان والو! اپنا پیشوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جانو تا کہ ہم سب نجات پا سکیں۔

بیان حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی بہت مشہور پیغمبروں میں سے ہیں اور ان کے سلسلہ نسب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت قریبی رشتہ میں حضرت عیص علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور نیک صالح اور اعلیٰ درجہ کے صابر تھے آپ کا وطن ملک شام تھا۔ افرائیم بن یوسف کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور یہ ان کا معمول تھا کہ روزانہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے بغیر وہ خود بھی کھانا نہ کھاتے تھے اور اسی طرح سے وہ جب کوئی نیا کپڑا استعمال کرنا چاہتے تھے تو وہ پہلے دس مسکینوں کو کپڑا پہناتے تھے پھر خود پہنتے تھے۔ کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہونے سے قبل وہ صرف نبی بنائے گئے تھے لیکن اس ابتلا کے بعد وہ مرسل بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و فرزند عنایت کئے تھے۔ غرض کہ وہ دنیاوی زندگی میں ہر طرح سے خوش تھے اور وہ کثرت سے خداوند قدوس کی شب و روز عبادت و بندگی میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان مردود نے یہ دیکھ کر خدا کی درگاہ میں عرض کی اے رب تیرا بندہ ایوب جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے جو سلوک کرتا ہے صرف یہ دولت اور فرزندوں کے باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو بہت دولت اور فرزند دیئے ہیں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ تیری عبادت اتنی زیادہ کبھی نہ کرتا۔ پس مجھ کو اس کے پاس جانے کی اجازت دیدی جائے پھر دیکھیں کہ تیری عبادت و بندگی کیونکر کرتا ہے اور پھر کس طرح ثابت قدم رہتا ہے میں اس کو کسی راستے سے گمراہ کروں گا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کے پاس جانے کی اجازت دے دی تا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمایا جائے۔ شیطان لعین خوش ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا کہ حضرت ایوب علیہ السلام عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ بہر صورت شیطان لعین نے چاہا کہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کو کسی طرح سے مغالطہ دوں مگر وہ کسی سے حضرت ایوب علیہ السلام کو

Marfat.com

مغالطہ نہ دے سکا۔ آخر منہ موڑ کر مردود لعین چلا گیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرشتوں نے ان کی عبادت و بندگی دیکھ کر تعجب کیا اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت زن و فرزند پانے کے سبب تیری بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو دنیا میں ہر طرح سے آرام دے رکھا ہے اسی لئے وہ تیرا ادائے شکر کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے فرشتو! اس عبادت و بندگی اس کی عوض دولت کے نہیں بلکہ وہ تو خاص میرے لئے ہے اور جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں اس کے شکریہ میں وہ ضرور میری بندگی کرے گا اور وہ ہر حال میں ہماری رضا پر شاکر و صابر ہے اور یہ بھی تم یاد رکھو کہ جس طرح وہ اس وقت میرا مطیع و فرمانبردار ہے حالت فقیری میں اس سے زیادہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے بذات خود برائے آزمائش سے بلا و مصیبت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے مانگ لی تھی۔ تاکہ پریشانی کی حالت میں اور زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کروں اور مجھے میرا پروردگار صابروں میں شامل کرے اور میں بہت زیادہ ثواب عظیم حاصل کروں جاؤں بذریعہ وحی کے حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا گیا اے ایوب تو مجھ سے صحت، تندرستی و عافیت بجائے اس کے تو نے رنج و بلا طلب کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے عرض کی اے میرے رب میرے سے مصیبت بجائے صحت، عافیت سے پس بخوشی اپنی مرضی مرض میں گرفتار ہوئے مرض ان سے ان کے تمام بدن میں پھیل گئے اور پھر ان میں کیڑے بھی پڑ گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے۔ ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند اور دنیا کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اس سے جواب میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے کہا بھائی تم تو اس سے خوش ہیں بہت زیادہ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں یہ کلام حضرت ایوب علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کو ناگوار معلوم ہوا۔ پس اس کی پاداش میں حضرت ایوب علیہ السلام کو زخموں سے بیماری میں مبتلا کیا اور یہ بیماری اتنے سے اول نقصان مال اسباب کا ہوا اور اس سے بعد فرزندوں کی جدائی ہوئی یکایک یہ تمام آرام و آسائش کی چیزیں جاتی رہیں یعنی ان کا ان چیزوں سے اور پھر اس سے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکریوں کا مرنا۔ پھر اس سے بعد پاسبانوں نے آ کر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ آپ اس وقت عبادت الٰہی میں مشغول تھے بعد فراغت عبادت الٰہی سے ان لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی بھیڑ بکریاں میدان میں جتنی تھیں غیب سے آگ آئی وہ سب جلا گئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میں کیا کروں جس کی چیز تھی اس نے اس کو جلا دیا یہ سن کر وہ پھر عبادت الٰہی

Marfat.com

میں مشغول ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ایک آگ آئی تو اس نے جتنے گائے بیل تھے سب کو جلا دیا۔ چرواہے نے آ کر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے اللہ کے نبی آپ کے گائے بیل جتنے میدان میں تھے وہ سب نذر آتش غیب ہو گئے۔ یہ سن کو حضرت ایوب علیہ السلام پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اس کے بعد شتر بانوں نے آ کر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے حضرت جتنے ہزار اونٹ آپ کے تھے وہ سب کے سب جل گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مرضی الٰہی یہی تھی میں کیا کروں۔ پھر کچھ دیر کے بعد ہی سائیسوں نے آ کر کہا اے حضرت جتنے آپ کے گھوڑے تھے وہ سب مر گئے کوئی بھی نہ بچا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو اسی میں راضی ہیں جس میں ہمارا خدا راضی ہے۔ سوائے مشیت الٰہی کے کوئی چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب و اثاث گھر دروازے فرش و فروش چھت پردے سب آگ سے جل گئے۔ غرض کہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔ اور اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام خدا کی عبادت میں مشغول تھے، شعلے آگ کے ان کے سامنے آ کر رہے لوگوں نے گھبرا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر آپ مسکرائے اور آپ نے فرمایا لوگو! خدا کا شکر ہے کہ ناموس جان باقی ہے۔ بہر حال جو ہے وہ بہت بہتر ہے پھر دوسرے دن چار بیٹے بیٹیاں معلم صاحب کے پاس پڑھتی تھیں اتفاقاً معلم صاحب کسی کام کو مکتب سے باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے و لڑکیاں چھت کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ حضرت معلم صاحب نے جا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی اے حضرت آپ کی اولاد سب کی سب چھت گرنے سے دب کر مر گئی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب شہید ہوئے۔ غرض زن و فرزند مال و متاع گھر بار سب جاتا رہا کوئی چیز باقی نہ رہی۔ غم فرزنداں سے صبر کرتے اور اپنی بیوی کو سمجھاتے اور یہ کہتے کہ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ یعنی صبر کشادگی کی کنجی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد حالت نماز میں ان کے جسم میں ایک پھنسولا پڑا اور پھر اس سے زخم پیدا ہو گیا اور یہاں تک کہ تمام بدن کا گوشت سڑ سڑ کے گر پڑے اور باوجود اتنی سخت تکلیف اور پریشانی کے پھر بھی عبادت و بندگی میں سستی نہ کرتے تھے۔ بلکہ اور زیادہ عبادت میں مصروف رہتے۔ اور حالت اس درجہ خراب ہو گئی کہ ایک ہی جگہ پر پڑے رہتے اٹھنے بیٹھنے ہلنے جلنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح چار برس تک ذبی فرش رہے یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کیڑے پڑ گئے تھے۔ خویش و اقربا اپنے بیگانے محلے والے ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا، چار بیویاں تھیں وہ بھی مطلقہ ہو گئیں۔ صرف ایک بیوی جس کا نام رحیمہ تھا وہ بہت نیک بخت تھیں وہ ہر وقت حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی

Marfat.com

Marfat.com

میں سے آپ کو ادا کر دوں گی وہ کافرہ عورت بولی کہ کل میرا کچھ کام نہیں ہے مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش آتے ہیں تھوڑے سے کاٹ کر مجھ کو دے جا تب تجھ کو کھانے کو دوں گی۔ بی بی رحیمہ یہ سن کر رو پڑیں اور نہایت عاجزی وانکساری سے کہنے لگیں اے بی بی اس بات سے مجھ کو معاف رکھ شوہر میرا بیمار ہے طاقت بالکل نہیں ہے بجائے عصا کے ان بالوں کو میرے پکڑ کر نماز کے لئے اٹھا بیٹھتا ہے آخر بہتیرا سمجھایا لیکن اس کافرہ عورت نے یہ بات نہ مانی اور بی بی رحیمہ نے ناچار ہو کر اپنے سر کے بال کاٹ کر اس کافرہ عورت کو دیدیئے پھر اس کافرہ عورت سے اپنے شوہر کے واسطے کھانے کو لائیں۔ اس وقت شیطان مردود نے بصورت پیر مرد کے حضرت ایوب علیہ السلام سے جا کر کہا کہ تیری بیوی کو فلانی عورت نے بدکاری کی چوری میں پکڑ کر سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام یہ سن کر بہت غمگین ہوئے اور اسی پریشانی کی حالت میں بہت روئے۔ کہتے ہیں کہ اس بات کو سن کر جس قدر روئے تھے وہ اٹھارہ سال کی بیماری میں ایسا کبھی نہیں روئے مگر شیطان علیہ اللعنۃ کے تہمت دینے سے اپنے بیوی پر روئے اور قسم کھا کر عہد کیا کہ میں اگر اس بیماری سے آرام پاؤں تو اپنی بیوی رحیمہ کو سو درے ماروں گا اور بعض علماء مؤرخین لکھتے ہیں کہ بال کاٹنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ روایتوں میں یوں ہے کہ بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت ومشقت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کچھ لے آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ راستے میں شیطان مردود سے ملاقات ہوگئی شیطان بولا کہ تم کون ہو کہاں سے آئی ہو اور کہاں جاؤ گی ایسی پریشان خاطر کیوں ہو۔ بی بی رحیمہ نے کہا کہ میرا شوہر سخت بیمار ہے اور اس قدر نحیف ہے کہ اس میں حس وحرکت کی بھی طاقت نہیں بلکہ صاحب فرش ہے اس لئے میں سخت پریشان ہوں کیا کروں۔ پس شیطان لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوا تم کو بتاتا ہوں اگر تم اس کو اپنے عمل میں لاؤ گی تو تمہارا شوہر بہت جلد اچھا ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ اگر سور اور شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت جلد آرام ہو جائے گا اور مرض بالکل جاتا رہے گا اور بہت اچھی دوا ہے۔ پس بی بی رحیمہ حضرت ایوب علیہ السلام سے جا کر بولیں کہ اے حضرت کہ ایک شخص پیر مرد سے میری ملاقات راستہ میں ہوئی تو میں نے تمام حال آپ کا ان سے ظاہر کیا اور انہوں نے مجھ کو ایک دوا بتلائی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ بات سن کر کہا کہ وہ دوائی کیا بتائی ہے۔ وہ بولیں اگر آپ شراب اور سور کے گوشت کو استعمال میں لاویں گے تو فوراً آرام ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بی بی رحیمہ پر بہت غصہ ہوئے اور کہا اے رحیمہ تو مجھ کو گنہگار کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام قسم کھا کر بولے کہ اگر میں آرام پاؤں گا اور بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا تو تجھ کو سو لکڑی ماروں گا۔ کیوں تو نے ایسی بات کہی۔ اس کے بعد دوبارہ بارگاہ خداوندی میں

Marfat.com

بہت ہی تضرع وزاری کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری میں برداشت کئے اور صبر کیا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی اور اے میرے مولا تو مجھے اس مصیبت و بلا سے نجات دے اور میں بہت زیادہ غم اٹھا چکا ہوں اب مجھ پر کرم کر اور اپنا رحم فرما۔

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام نے اتنے برس صبر کیا آخری درجہ پر کیوں روئے جواب حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں کئی روایات ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دو شاگرد تھے قرابتیوں میں سے تھے جو ہمیشہ حضرت ایوب علیہ السلام کی عیادت و تیمارداری میں آیا کرتے تھے۔ ایک روز کہنے لگے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اگر کچھ گناہ نہ کرتے تو خدا ان کو مرض میں کیوں گرفتار کرتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بے گناہ کو نہیں پکڑتا ہے۔ تب حضرت ایوب علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت غمگین ہوئے اور رونے لگے یا اللہ تجھ کو خوب معلوم ہے میرے گناہوں کا حال۔ اور دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن وہ کیڑے ان کے زخم سے باہر نکل گئے حضرت ایوب علیہ السلام نے ان دونوں کیڑوں کو پکڑ کر اپنی جگہ میں رکھ دیا اور کہا اپنی جگہ میں رہو۔ تب وہ ایسا کاٹنے لگے ابتدائے بیماری سے اخیر تک ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا۔ جناب باری تعالیٰ میں فریاد کی قال وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (۲۱-۸۳) ترجمہ اور ایوب نے پکارا اس وقت اپنے رب کو کہ بیشک پہنچا ہے مجھ کو درد اور تو ہے مہربان سب رحم والوں سے زیادہ رحم والا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی اے ایوب (علیہ السلام) تم کیوں رو رہے ہو تو انہوں نے کہا میں اس کیڑے کاٹنے سے بیتاب ہو گیا ہوں مجھ سے کاٹنا برداشت نہیں ہو سکتا اور میں نے اٹھارہ برس سے ایک آرام نہیں اٹھایا اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا اے ایوب تم نے اپنے آپ اس مرض میں مبتلا کیا اور یہ آپ کے زخم سے باہر ہوئے یہ تمہارے گناہ کی وجہ سے ہے اور خدا بے گناہ کو تکلیف نہیں دیتا اور اس سے اس مرض کی وجہ دریافت کرو جیسا خدا سے مانگتے وہ ویسا پاتے اور مرض دور ہو جاتا ہے اور ایک روز ان کے قافلے حضرت ایوب علیہ السلام کے دروازے پر آئے انہوں نے پوچھا یہ مکان کس کا ہے اور اس میں کون رہتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں حضرت ایوب علیہ السلام رہتے ہیں وہ بولے اور نیک بندہ خدا کا ہے تو اس بلا میں کیوں گرفتار ہے شاید وہ خدا سے کسی گناہوں میں ہوگا حضرت ایوب علیہ السلام اس بات کو سن کر زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے

Marfat.com

تو کہتے ہوں گے اور مجھ کو تو معلوم نہیں کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک آواز آسمان سے آئی اے ایوب اب تم اندیشہ مت کرو اور جس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو اس میں گھبراؤ مت اس میں تو اللہ رب العزت کی رحمت منظم ہے۔ پس یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے جانا کہ ضرور مجھ پر کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا عتاب آیا ہے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے روح الامین کو پکارا تم کہاں ہو۔ آواز آئی میں روح الامین نہیں ہوں میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر عتاب لے کر آیا تھا تب ایوب علیہ السلام نے درد سے اپنے معبود برحق کو پکارا، قولہ تعالیٰ وَاَیُّوْبَ اِذْنَادٰی رَبَّهٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَابِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ (۲۱-۸۳،۸۴) ترجمہ اور پکارا ایوب اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی کرنے والوں سے پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو، پس اٹھا دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس کو دیا ہم نے اس کی گھر والی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنے۔ پاس کی مہر سے اور نصیحت دی ہم نے بندگی والوں کو، مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا و تکلیف اللہ تعالیٰ نے دور کی اور اس مرض مہلک سے شفا دیدی اور خدائے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر فرمایا اے حضرت ایوب قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ تعالیٰ رَحِمَكَ وَفَرَّحَكَ مِنَ الْغَمِّ ترجمہ یعنی اٹھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا نے رحم کیا تجھ پر اور راحت دی تجھ کو غم سے۔ بولے اے جبرائیل! میں کیونکر اٹھوں اس حال میں کہ مجھ میں کچھ طاقت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ آپ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ (۳۸-۴۲) ترجمہ فرمایا ہم نے مار اپنے پاؤں سے یہ ہے چشمہ نہانے کا اور پانی پینے کا تب حضرت ایوب علیہ السلام نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے اس میں نہاؤ اور پانی پیو، خدائے فضل و کرم سے آرام پاؤ گے یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی اس چشمہ بابرکت سے نہائے اور اسی سے پانی پیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل چنگے ہو گئے اور اتنے خوبصورت ہو گئے کہ مانند چودھویں رات کے روشن ہو گئے۔ اور ایک چادر بھی بہشت سے اڑھا دی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ایک پل پر جو قریب ہی تھا۔ اس پر جا بیٹھے۔ چند ہی ساعت کے بعد بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کچھ کھانے کو لائیں آ کر دیکھتی ہیں کہ جس جگہ پر حضرت ایوب علیہ السلام کو چھوڑ گئیں تھی وہاں پر نہیں، یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں اور پکار پکار کر روتی ہوئی کہنے لگیں وائے افسوس صد افسوس اس ضعیف بیمار پر

Marfat.com

Marfat.com

نکالا اسی چشمے سے پانی پیتے اور نہاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے صحت مند تندرست کر دیا اور ان پر سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور ہر طرح سے درست کر دیا۔ الغرض جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر لے لیں تھیں وہ پھر بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتیں عنایت فرما دیں اور جو بیبیاں چلی گئی تھیں وہ بھی واپس آ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک اور صابر بندے ہوتے ہیں ان کو خداوند قدوس اپنی بیشمار نعمتیں بخشتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ○ (۳۸-۴۳) ترجمہ: اور دیا ہم نے اس کو اس کی گھر والیاں اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف سے مہر سے اور یادگاری واسطے عقلمندوں کے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انکو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے وہ اسی چشمہ سے نہایا کرتے اور پیتے ہی ان کی شفا ہوئی اور رسول بنایا ان کو پھر وہ اپنی قوم کو ہدایت کرتے اور شریعت سکھاتے اور حالت بیماری میں جو قسم کھائی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اپنی زوجہ رحیمہ کو سو لکڑی ماروں گا۔ چاہا کہ اس کی ادائیگی کروں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خدا کے حکم کے تحت ان کو منع فرمایا اور کہا کہ اے ایوب (علیہ السلام)! زوجہ رحیمہ مستوجب سزا نہیں ہیں تم ان کو رنج مت پہنچاؤ کیونکہ تمہاری باقی عورتیں تمہاری بیماری میں ساتھ چھوڑ گئی تھیں صرف بی بی رحیمہ ہی تمہاری تیمارداری میں رہی ان کو حقیقی معنیٰ میں رفیقہ حیات مانو، کیونکہ وہ جس طرح تیری صحت وتندرستی میں شریک حیات رہیں۔ ویسے ہی تمہاری بیماری میں ہر وقت تیمارداری کرتی رہیں اس لئے وہ تمہاری صحیح معنیٰ میں شریک حیات ہیں ان کو کسی طرح سے رنج وغم نہ دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں نے حالت بیماری میں قسم کھائی تھی کہ اس کو سو لکڑی ماروں گا۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک مٹھا سیکون کا لو جس میں سو خوشے گندم کے ہوں وہ مارو صرف ایک دفعہ تا کہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور وہ چونکہ سو خوشے کا ہوگا اس لئے تمہاری قسم کی تصدیق بھی ہو جائے اور پھر اپنی قسم کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہوگے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ (۳۸-۴۴) ترجمہ: اور پکڑ اپنے ہاتھوں میں سیکوں کا مٹھا پس مار اسے اور اپنی قسم میں جھوٹا نہ ہو۔

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے آخر صبر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا: اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ○ (۳۸-۴۴) ترجمہ: تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا۔ آخر اس میں کیا حکمت تھی خدا کو معلوم ہے کہ بندہ کو کسی امر میں صبر نہیں۔ اس لئے ایوب علیہ السلام کو بلا میں مبتلا کر کے مخلوق خدا کو عبرت دلوائی تا کہ گناہ سے باز رہے اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرا تھا کہ جو

Marfat.com

شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آب ندامت سے دھو کر توبہ استغفار کرے تا کہ اس کا گناہ جاتا رہے اور وہ خدا کے نزدیک پاک صاف ہو جائے جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے کیڑے جاتے رہے۔ اس چشمہ میں نہا کر اور پانی پی کر اور خدا کے فضل و کرم سے صحت و شفا پائی بدن کے کیڑے جاتے رہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ایوب (علیہ السلام)! تم اس سے نہاؤ اور اس پانی کو پیو تا کہ خدا کی مخلوق کو معلوم ہو کہ عبادت بھی کرے اور شکر بھی کرے اپنے پروردگار کا۔ پس اے ایمان والو! ہم سب کو بھی ہر وقت خداوند قدوس سے ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ وہ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ ہماری تمام حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس لئے ہم سب کو لازم ہے کہ ہر وقت اس کا شکر ادا کریں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی کریں اور اس کے حکم کو بجا لانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ دنیا کے آفرینش سے خداوند تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے نیک و صالح بندوں پر آزمائش کے مواقع پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ابتدائے دنیا سے آج تک بحوالہ تواریخ پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانے میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی آزمائش کی اور پھر اس کے صلہ میں اپنی نعمتوں سے بھی نوازا جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں مبتلا کیا اور پھر اپنی بے پناہ نعمتوں سے بھی نوازا چنانچہ ایوب علیہ السلام اپنی رسالت اور نبوت میں اکہتر سال تک زندہ رہے پھر انتقال فرمایا۔

بیان..... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا
احوال اسکندر ذوالقرنین کا

معتبر راویوں سے یہ چیز واضح ہوئی ہے کہ کئی وجہ سے اسکندر ذوالقرنین کہتے ہیں۔ وہ قاف سے قاف تک گئے یعنی مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت دی تھی اور انہوں نے بادشاہت سے طول و عرض میں سیر کی اور قرن کہتے ہیں سینگ کو یا کسی چیز کے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک [illegible] تھی اور ایک دوسری روایت میں قرن و شرق جہاں وہ گئے ہیں یعنی ایک وہ جگہ ہے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ پس اسکندر ذوالقرنین دونوں وہاں تک پہنچے تھے اور ذوالقرنین اس لئے کہتے ہیں کہ ان سے دو شاخ تھیں اور اسکندر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا تولد اسکندریہ میں ہوا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے روایت ہے کہ جب ابوجہل اور مکے کے کفار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بطور شرارت بدذاتی کر کے حضرت کی پیغمبری آزمانے کے لئے ایک شخص کو ملک یثرب میں علماء یہود کے پاس بھیجا کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے اور وہ دعویٰ نبوت کا کرتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے یہ شخص سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ تم کو تو علم توریت خوب معلوم ہے لہٰذا ہمارے لئے چند مسئلے قدیم زمانہ گزشتہ کے جس کا وہ جواب نہ دے سکے اپنے کتابوں سے چن چن کر ہمارے پاس بھیج دو یہاں آ کر ہم کو سوالات اس کے سکھا دو کہ ہم اس سے پوچھیں اور سوال کریں پھر دیکھیں وہ اس کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں۔ تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکل ترین اپنی کتاب توریت و زبور سے دیکھ دیکھ کر نکالے۔ مثلاً ان سے پوچھو کہ روح کیا چیز ہے اور اصحاب کہف کون لوگ ہیں اور ان کا حال کیا تھا۔ اور اسکندر ذوالقرنین کون ہے اور ان کا کیا حال تھا یہ مشکل سوالات یہودیوں کے بہت نامور عالموں نے اپنی کتاب سے نکالے تھے اور یہ سب سوالات و مسائل ابوجہل کے پاس لکھ کر بھیجے تب اس ملعون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر سوالات مذکورہ شروع کئے۔ سب سے پہلے اس نے یہ کہا ان اتیت الکتب بمثل ما اوتی موسیٰ من الکتب لا منابك۔

ترجمہ یعنی اگر آئے تم کتاب کے ساتھ مثل اس کتاب کے جو دی گئی موسیٰ کو یعنی توریت تو البتہ ہم تم پر ایمان لاویں گے۔ جیسا کہ توریت پر ایمان لائے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا جواب میں کل دوں گا۔ اور یہ جملہ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ کل جبرائیل علیہ السلام آویں گے تو ان سے پوچھیں گے اور اس کا مکمل جواب دیدیں گے، لیکن یہ جملہ کہتے وقت آپ نے انشاء اللہ نہ کہا اس لئے گیارہ دن تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے۔

یہ دیکھ کر کافروں نے آ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد! تیرے خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے یہ بات کافروں کی سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوئے اور پھر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ کافر لوگ ہم پر طعنہ دے رہے ہیں اور سوال کر رہے ہیں میں ان کو کیا جواب دوں یہ آپ کی معروضات سن کر اللہ رب العالمین نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جمعہ کے دن ظہر کے وقت نازل فرمایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام پہنچایا اور یہ فرمان خداوندی بھی اپنے ساتھ لائے قولہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (۱۸-۲۳) ترجمہ اور نہ کہو تم کسی کام کو کہ میں یہ کروں کل کو مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر بھول جاؤ تو یاد آوے۔ اگرچہ وقت گزر چکا ہو تو بھی پھر انشاء اللہ کہنا چاہئے۔ اور کافروں نے جو کہا تھا کہ خدا نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو یہ دشمنی سے کہتے تھے

Marfat.com

بندہ و خود منتقل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم کھاتا ہوں وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی (۹۳/۱ تا ۳) ترجمہ: قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے نہ رخصت کیا تیرے رب نے تجھ کو اور نہ بیزار ہوا تجھ سے یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دن تک وحی نہ آئی دل میں بڑا فکر پیدا ہوا اور دل کے مکدر ہونے کی وجہ سے تہجد کو نہ اٹھے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے شور کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے اور وہ چند سوالوں کے جوابات نہ بتا سکے پس یہ سورۃ نازل ہوئی۔ پہلی قسم کھائی دھوپ کی اور رات کی اندھیری کی یعنی جس طرح میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدرتیں ہیں اور باطن میں بھی چاندنی ہے اور بھی اندھیرا اور وہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بندے سے اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی دور نہیں۔ اور یہ فوائد کتب تفاسیر سے لئے ہیں اور اگر نبی سوال کریں تجھ سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قولہ تعالیٰ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (۱۷-۸۵) ترجمہ: اور تجھ سے پوچھیں روح کے بارے میں تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم کو علم تھوڑا سا دیا ہے۔ یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آزمانے کو یہودیوں نے آپ سے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کو اتنی تجھ کو حوصلہ اور صلاحیت نہیں ہے اور اس سے تمام بنی آدم امت نے ایک بات نہ پوچھی تھیں۔ غرض کہ اتنی ان دونوں کا جاننا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ بدن زندہ ہو گیا اور جب وہ چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بدن سے نکل گئی وہی بدن پھر مردہ ہو گیا اور یہ بھی ایک قسم کا معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل قدرت سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کریں ذوالقرنین کا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ○ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ○ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ○ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ○ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِ الْحُسْنٰی وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا (۱۸-۸۳/۹۸)

ترجمہ: اور سوال کرتے ہیں تجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں تو آپ کہہ دیجئے میں پڑھوں گا تم پر اس میں سے کچھ حال بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قوت دی تھی زمین میں اور اس میں دیا تھا اسے ہر چیز سے کچھ سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پر پایا اس کو ڈوبتا ایک کیچڑ کے چشمہ میں اور پایا وہاں ایک لوگ ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو سزا دے ان کو یا کر ان میں اچھی بات پھر جو کوئی ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ پھیرا جائے گا اپنے رب کی طرف پھر وہ سزا دے گا اس کو سزا بری اور جو کوئی یقین لایا اور کام کئے اچھے تو اس کو بدلہ ہے اچھا اور ہم کہیں گے اس کو اپنے کام میں آسان بات۔

Marfat.com

کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ تو اس نے سورج کو ڈوبتا ہوا پایا ایک دلدل کی ندی میں اور اس نے اس جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ذوالقرنین! یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو یا یہ کہ پکڑے تو ان میں بھلائی۔ یہ سن کر ذوالقرنین بولا جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کریں گے ہم ان کو پھر پھیرا جاوے گا اپنے پروردگار کی طرف پس عذاب کرے گا اس کو عذاب بڑا اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے پس ان لوگوں کے واسطے بطریق جزا کے نیکی ہے اور البتہ ہم کہیں گے اس کو اپنے سے کام آسان۔

فائدہ: پس جو حاکم عادل ہو اس کی یہی راہ ہے کہ بروں کو سزا دے ان کی برائی کی اور بھلے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتا رہے اس دعوت الی الحق کا یہ اثر ہوا کہ وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور ان لوگوں کو نوازشیں بھی کیں اور جو لوگ انکے باغی رہے تو ان لوگوں کو جہنم دکھائی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکندر ذوالقرنین کی نبوت اور بادشاہت میں بعض حضرات کو اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اول بادشاہ تھے پھر اس کے بعد وہ نبی ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اول وہ نبی تھے پیچھے بادشاہ ہوئے اور بعضوں نے اسی پر دلیل قائم کی ہے کہ اگر اسکندر ذوالقرنین نبی نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ قُلْنَا یَا ذَاالْقَرْنَیْنِ (۸۶-۴۸) کر کے خطاب کیوں فرماتا۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ وحی الہامی تھی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حق تعالیٰ نے فرمایا اَوْحَیْنَآ اِلٰی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ (۲۸-۷) الہام فرمایا تھا بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اور ان کو بادشاہی تھی مشرق سے مغرب تک اور تمامی راہ ملک کی سمجھائی تھی مشرق اور مغرب اور مختلف جزائر اور دیگر شہروں میں جا کر خلق خدا کو خدا کی دعوت پہنچانا۔ یہاں تک کہ زمین مغرب میں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے جا پہنچے تو وہاں جا کر ایک شہر ایسا بھی پایا کہ اس کی چار دیواری روئیں کی تھی اور اس کے اندر کسی طرف سے جانے کے واسطے کوئی راہ نہ تھی آپ کا تمام لشکر اس کے اردگرد پڑا رہا اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ آخر اس کے اندر کس طرح جائیں۔ بہرتقدیر کسی حکمت عملی سے رسی اور کمند دیوار پر ڈال کر ایک آدمی کو اس دیوار سے پار کر دیا اور وہ پھر نہ آیا، کچھ دیر کے بعد اس حکمت عملی سے دوسرے آدمی کو بھی دیوار پر چڑھایا اور اس سے کہا کہ شائد اس طرف بہشت یا اور کچھ ہوگا لہٰذا آگے مت جانا اور پر ہم کو خبر دو تا کہ ہم کو معلوم ہو کہ اس کی پیچھے کیا ہے لیکن باوجود اس تاکید کے وہ بھی پھر واپس نہ آیا۔ یہ کیفیت حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین نے سمجھا کہ جس کو بھی بھیجوں گا وہ واپس نہیں آوے گا۔ پس ملک کی حد بنا کر واپس مشرق کی طرف چل دیئے، چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچے۔ وہاں بھی ایک شہر آباد دیکھا، لیکن بغیر کشتی کے وہاں جانا بالکل محال تھا اور اس جگہ پر دانا عقلمند اور حکیم تھے۔ جب

Marfat.com

Marfat.com

اپنی نے اسکندر ذوالقرنین کو دیکھ کر اپنی ایک انگلی ناک کے نتھنے میں ڈال کر پھر نکال لی اور بغیر کہے کسی سے اپنی جگہ پر چلا گیا۔ خاص لوگوں نے یہ حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی اے بادشاہ آپ نے شاہ ہند کے ایلچی کو دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور اس ایلچی نے حضور کو دیکھ کر اپنی انگلی ناک کے سوراخ میں ڈال کر پھر نکال لی اور بغیر کہے سنے یوں ہی اپنے جگہ پر چلا گیا اس میں کیا راز ہے اسکندر نے فرمایا کہ میں نے اس کو دراز قد دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور یہ بات سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بہت قد کا آدمی احمق اور بیوقوف ہوتا ہے اور یہ مثل مشہور ہے۔ کہ کُلُّ طَوِیْلٍ اَحْمَقُ اِلَّا عُمَرَ وَکُلُّ قَلِیْلٍ فِتْنَۃٌ اِلَّا عَلِیٌّ یعنی دیکھا گیا ہے کہ آدمی دراز قد والے زیادہ تر احمق ہوتے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہر پستہ قد آدمی فتنہ ہوتا ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اور اس نے جو اپنی ناک کے سوراخ میں انگلی رکھی تھی کہ یہ میرا طالع اسکندری دیکھئے پھر جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ اور اس کو کھانا کھلاؤ وہ بزرگ آدمی ہے۔ پھر اس کو واپس لے آئے اور اس کے کھانے کے واسطے صرف روٹی اور گھی بھیج دیا تا کہ اس کی عقل کی آزمائش ہو جائے چنانچہ وہ روٹی اور گھی کھا گیا اور اس نے ایک سوئی روئی میں رکھ کر اسکندر ذوالقرنین کے پاس بھیجی اور اسکندر ذوالقرنین نے اسی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے اسی روٹی اور گھی پر رکھ کر اس کے پاس بھیج دی اور اس نے پھر ایک ٹکڑا آئینہ کا اس پر رکھ کر اسکندر ذوالقرنین کے پاس بھیج دیا پس یہ ماجرا بھی خاص خاص لوگوں نے دیکھا اور پھر ان لوگوں نے اپنے بادشاہ اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے جہاں پناہ اس میں کیا حکمت ہے بادشاہ بولے کہ روٹی اور گھی دینے کا مجھ کو یہ مطلب تھا کہ مرد علم و حکمت میں خوب ہوتے ہیں جیسے روٹی ساتھ گھی کے اور جو اس نے روٹی اور گھی پر سوئی رکھ کر بھیجی تھی یہ سمجھ کر کہ وہ علم و حکمت میں خوب ہے۔ پھر میں نے اس کی سوئی کو سیاہ رنگ کر کے جو بھیجا تھا اس کا یہ مطلب تھا کہ اس کا علم اور حکمت مانند آئینہ کے صاف روشن ہے اور ہم نے اس سے معلوم کر لیا کہ لمبے آدمی حقیقۃً بیوقوف ہوتے ہیں۔ پس ہم دونوں میں یہی اشارات میں گفتگو جاری تھی۔ پھر ہند سے ذوالقرنین مشرق کو جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں پہنچے حق تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَھَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّھُمْ مِّنْ دُوْنِھَا سِتْرًا ○ (۱۸-۸۹،۹۰) ترجمہ: پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یعنی سفر کا انجام کیا یہاں تک کہ پہنچا ذوالقرنین سورج نکلنے کی جگہ پر تو اس نے پایا کہ سورج نکلتا ہے اور اسی جگہ ایک قوم کو بھی پایا کہ نہ ان کے لئے کوئی گھر ہے اور نہ سایہ اور نہ کپڑا اور وہ لوگ بیابان ریگستان میں رہتے تھے کیونکہ ریگستان میں گھر وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ روئی کی کھیتی ہو سکتی ہے کہ اس سے کپڑا بنا دیں اور وہاں جاڑا بہت ہوتا ہے اور وہ

Marfat.com

لوگ اپنے کھانے کو دوسرے شہروں سے لا کر کھاتے ہیں اور زن و مرد سب ننگے رہتے ہیں اور مثل جانوروں کے جماع وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کے بدن میں قوت آتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے یہ دیکھنے کے بعد پھر اسکندر ذوالقرنین دوسری جگہ پر جا پہنچے۔ چنانچہ اللہ رب العزت بایں الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے قولہ تعالیٰ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا (۱۸-۹۲'۹۳) ترجمہ پھر پیچھے چلا اسکندر ذوالقرنین اور راہ سے یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان دو دیواروں کے تو پایا اس نے ان دیواروں کے پاس ایک قوم کو جو نہ سمجھتے تھے بات نہ سمجھتے تھے۔

فائدہ: حد مشرق میں دو پہاڑ بلند ہیں اور درمیان ان دونوں پہاڑوں کے راہ ہے جس میں رہتے تھے اور وہ ایک دوسرے کی بولی نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ ان کے درمیان دو پہاڑ حائل تھے اور وہ پہاڑ یاجوج ماجوج کے ملک کے درمیان واقع ہیں تین درمیان میں پہنچ کر ان دونوں پہاڑوں کے درمیان جا پہنچے اور ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور خدا اندقدوس کی راہ بتائی اس سے بعد وہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان گئے وہاں نہایت خبیث اشکل پہاڑ تھے جانے کی راہ میں کی طرف تھے اور اس میں کی قدر بے حد بیشمار سے خدا سے ہوئی نہیں جانتا ان میں مقدار یاجوج ماجوج سے ہیں ایک اور یاجوج کی ایک پہاڑ میں رہتے تھے پہاڑ سے

Marfat.com

سکتے تھے۔ جب اسکندر ذوالقرنین وہاں تشریف لے گئے تو ان زاہدوں اور حکیموں پر بڑی نوازش فرمائی۔ چنانچہ ان سب نے مل کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کیا کہ یاجوج اور ماجوج کے ظلم سے ہم لوگ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اور ان پر جو جو احوال گزر رہے تھے وہ سب اسکندر ذوالقرنین کے سامنے بیان کئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ (۱۸-۹۴)

ترجمہ: کہا انہوں نے اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین میں پس کر دیں ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کر دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان ان کے دیوار کہ وہ ہماری طرف نہ آ سکیں۔ پس خراج گزار تجھی ہمیشہ ہم تمہارے ہوں گے۔ یہ سن کر اسکندر ذوالقرنین نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۝ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ۝ (۱۸-۹۵ تا ۹۸)

ترجمہ: کہا اسکندر ذوالقرنین نے جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے پس اس کے پس مدد دو میری ساتھ قوت کے کہ کروں میں درمیان تمہارے اور درمیان یاجوج و ماجوج کے ایک دیوار لوہے کی اور پتلے لے آؤ میرے پاس تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا پھاٹکوں تک پہاڑ کی دونوں طرف یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ ذوالقرنین نے کہا لے آؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر تانبا پگھلا ہوا تاکہ نہ چڑھ سکیں کہ آویں اوپر اس کے نہ سوراخ کر سکیں اس میں کہ یہ میرے پروردگار سے مہربانی ہے۔ اور پس جب آوے گا وعدہ میرے پروردگار کا تو کر دے گا اس دیوار کو ریزہ ریزہ اور سچا ہے وعدہ میرے پروردگار کا سچ ہے۔ فائدہ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتے گئے کہ دو پہاڑوں کے درمیان کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کر اس کے اوپر ڈالا اور وہ تانبا درزوں میں بیٹھ کر جم گیا سب مل کر ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا میں سد سکندری تک گیا ہوں اور میں نے اس کو دیکھا بھی ہے یہ سن کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی کیفیت بیان کرو۔ اس نے کہا کہ وہ دیوار جیسے

Marfat.com

Marfat.com

اس کوہ قاف کے ظلمات میں چلو۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیے اور ہم تو یہاں کے قطب ہیں۔ دنیا کی آفت سے ہم لوگ کس طرح جائیں، اس کے لئے ہم نہیں جا سکتے اسکندر ذوالقرنین نے کہا کہ تم لوگوں کا ہمارے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ اور تم لوگ یہ بھی بتاؤ کہ سواری میں سب سے زیادہ کونسا جانور چست و چالاک ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑی کہ جس نے ابھی تک بچہ نہ جنا ہو تو وہ نہایت چست و چالاک ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے چند اعلیٰ قسم کی گھوڑیاں چن چن کر مخصوص کر لیں ادھر حضرت خضر علیہ السلام کو بھی اس لشکر کا پیشوا مقرر کیا اور ان سے کہا کہ جب ہم اس کوہ قاف کے ظلمات میں جا پہنچیں گے تو یقین ہے کہ کوئی کسی کو نہ پاوے گا تو اس وقت کیا ہوگا۔ اس وقت حکماء نے کہا کہ لعل کوہ شہوار سرکار میں ہو تو لے لیجئے جب ایسی کوئی نوبت آوے گی تو اس کی روشنی سے راہ چلیں گے پھر ایک گوہر شب چراغ خزانہ عامرہ سے نکال کر حضرت خضر کے حوالے کیا اور تخت و تاج اور سلطنت ملازموں سے اپنے ایک دانا عقلمند کے سپرد کیا اور بارہ برس کے وعدہ پر رخصت ہو کر اور کھانے پینے کا توشہ سرانجام لے کر ظلمات کوہ قاف کی طرف آب حیات کی تلاش میں روانہ ہو گئے راہ بھول کر ایک برس مسلسل گھومتے رہے اور حضرت خضر بھی لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک اندھیرے میں جا پڑے اس وقت اس گوہر شب چراغ کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا تو اس کی روشنی سے تاریکی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چشمہ آب حیات کا ان کو ملا پھر حضرت خضر نے اس میں منہ ہاتھ دھو کر آب حیات پی لیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ پس اس وجہ سے حضرت خضر کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں سے مراجعت کر کے دوسری تاریکی میں آ پڑے۔ پھر اسی گوہر شب چراغ کو نکال کر زمین پر رکھ دیا اس کی وجہ سے سب اجالا ہو گیا۔ اور جتنے لشکر اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے سب حضرت کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور اسکندر ذوالقرنین اپنے لشکر سے کہہ رہے تھے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں آگے چل کر کچھ تماشہ عجیب و غریب دیکھ آؤں یہ کہہ کر جب وہ آگے بڑھے ایک بالا خانہ نظر آیا چار دیواری اس کی ہوا پر معلق ہے اور اس میں مرغ پرندے بہت دیکھے مرغوں نے حضرت سے کہا کہ اس ظلمت میں بستی چھوڑ کر یوں آئے ہو اس کے جواب میں حضرت اسکندر ذوالقرنین نے کہا کہ میں آب حیات پینے کو آیا ہوں پھر ایک مرغ جو انکا شاہ تھا وہ حضرت اسکندر ذوالقرنین سے کہنے لگا کہ اے ذوالقرنین اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ مرد سب لباس حریر کا پہنیں گے اور اچھے اچھے مکان بنا کر دنیا کے پیچھے لہو و لعب عیش نشاط میں مصروف رہیں گے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالا خانہ تمام کا تمام جواہرات کا بن گیا۔ پھر کہا اے ذوالقرنین اب وہ وقت آ گیا ہے کہ چنگ و رباب اور بربط اور طنبورہ بجے۔ پھر تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ تمام بالا خانہ لعل و یاقوت کا بن گیا ہے۔ پھر تو دیکھ کر بہت حیران رہ گئے اس مرغ نے پھر حضرت

Marfat.com

Marfat.com

پیٹ اور کھوپڑی کی خواہش ایک مٹھی خاک سے بھرے گی جو گورستان میں نصیب ہوگی۔ جب اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات سنی تب تمام لشکروں کو اپنے پاس سے رخصت کیا اور سب اپنے اپنے ملک میں واپس چلے گئے اور اسکندر ذوالقرنین یہیں رہ گئے اور پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور پھر چند روز بعد ہی انتقال کیا اور پھر سونے کے تابوت میں وہیں مدفون ہوئے اور یہ بھی بذریعہ ایک خبر کے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے اپنے مرنے کے وقت اپنی ماں کو وصیت کی تھی کہ۔ بعد موت کے میری روح کو ثواب بخشیو اور یتیم۔ اسیر۔ غریب۔ مسکین۔ بیوہ۔ بیکس محتاجوں کو خوب کھانا کھلانا اور ان سے میری مغفرت کی دعا کرانا جب ان کی ماں کو یہ خبر پہنچی تو وہ زار زار رونے لگیں۔ اور بعد مرنے کے ان کی وصیت کو پورے طور پر بجالائیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احوال اسکندر ذوالقرنین کے اور سوالات مذکورہ سے ابوجہل اور مکے کے کافروں کو اور وہاں کے یہودیوں کو جواب دیا سب کافر سن کر متحیر ہوئے اور بولے یہ سچ کہتے ہیں اور بالکل تورات وزبور کے جوابات ہی بتاتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں ہے پس سوائے ابوجہل کے اور سب کے سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور ابوجہل سے حضرت نے فرمایا کہ اب تم کو معلوم ہوا یا اب بھی شک میں ہو کہ واللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں یا نہیں۔ اور اگر تم کو پتہ اب بھی شک ہو تو پھر پوچھو تب اس لعین نے کہا کہ تم ایک ساحر ہو اور دوسرا ساحر موسیٰ تھا۔ ہرگز تمہارے دین میں نہیں آؤں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان کافروں کے بارے میں۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی (۲۸-۴۸) ترجمہ پس جب پہنچی ان کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے انہوں نے کہا۔ کیوں نہ ملی پیغمبر کو جیسی ملی تھی موسیٰ کو یہ بات کہی اور راہ ضلالت اختیار کی۔ پس اے میرے محترم بھائیو مومنو! ہم سب کو لازم ہے کہ خدا اور رسول کی رضامندی پر راضی رہیں اور ان کے جملہ احکام شرع کو بجالائیں اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین: واللہ اعلم بالصواب۔

بیان فرعون علیہ اللعنۃ

بعض تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون کے باپ کا نام مصعب اور دادا کا نام ملک ریان تھا اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ فرعون کا نام معصب بن ولید بن ریان تھا اور عمر بھی تقریباً چار سو برس کی ہوئی اس عرصہ میں وہ کبھی بیمار نہ ہوا تھا۔ اور نہ اس کے سر میں درد ہوا تھا اور نہ کوئی غنیم و دشمن اس پر غالب ہوا۔ اور فرعون بھی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى (۷۹-۲۴'۲۵) ترجمہ
کہا فرعون نے لوگوں سے میں ہوں تمہارا رب سب سے بڑا اور اونچا۔ پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے
سزا میں پچھلی اور پہلی کی اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور اس نے دنیا میں بھی عذاب پایا اول اچھا
تھا اس معون نے جب دعوی خدائی کا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی باتوں میں گرفتار کیا۔ اور
تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی تھی۔ جب وہ بڑا ہوا اور وہ یہ وسیع حکومت و
نکلا۔ یونخنہ ایک شہر کا نام ہے یہ کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ اس جگہ ہامان سے ملاقات ہوئی یونخنہ
ہامان اسی جگہ کا باشندہ تھا جب آپس میں ربط وضبط قائم ہوا تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ میں بھی
تمہارے ساتھ یہ دیکھوں گا اور دنیا کے حالات معلوم کروں گا۔ چنانچہ دونوں معون شہر میں سے
اور وہ یہ مخربزے (خربوزے) بیچ رہے تھے۔ ان دونوں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہے
سوں یہ خربزے والے نے ان دونوں سے کہا کہ بھائی یہ کیا کہتے ہو تم یہ خربزے

Marfat.com

اتفاقاً قضائے الٰہی سے وزیر مصر مر گیا اس کے بعد فرعون ہی کو بادشاہ مصر نے وزیر مقرر کر دیا۔ اس وقت فرعون نے ہامان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں، تک کہ ساری مخلوق مجھ کو اپنا معبود جانے اور میری پوجا کرے یہ سن کر ہامان نے اس سے کہا کہ اگر تو خدائی چاہتا ہے تو یہ کام آہستہ آہستہ کر سب سے پہلے تو مخلوق اپنے ہاتھ میں لے لو۔ فرعون نے کہا ایسا کرنے کی کیا تدبیر ہے کیوں کہ تمام لوگ تو اس وقت یوسف بن یعقوب کے دین پر مستحکم ہیں کس طرح ان کو اپنا بناؤں آخر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے؟ ہامان اس بات کو سن کر کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ بادشاہ مصر سے درخواست کر کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک برس تک مصر کی رعیت کے واسطے خزانہ سے مفت فرمائشیں پوری کی جائیں اور فدوی اپنی طرف سے سرکاری خزانہ میں ایک سال کا جو کچھ خرچ ہوگا دے گا بادشاہ نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارا نقصان ہو اور میرا نفع۔ اچھا میں اجازت دیتا ہوں کہ اس سال کا جزیہ رعیتوں پر تیری خاطر معاف کیا۔ فرعون نے جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ سرکار عالی کا خزانہ کسی طرح کم ہو۔ پس بادشاہ نادان اور کم فہم تھا۔ فرعون کی خاطر رعیتوں سے ایک سال کا جزیہ لیا اور کہا کہ اپنے دل کی مراد پوری کرو۔ تب فرعون نے اپنے دیوان اور خزانچیوں کو بلا کر پوچھا کہ مصر کا جزیہ رعیتوں سے کتنا وصول ہوتا ہے وہ سب بولے کہ اتنا ہوتا ہے پس فرعون نے اسی قدر روپیہ اپنی طرف سے ہامان کے ہاتھ بادشاہ کی سرکار میں داخل کر دیا اور اس کے بعد پورے شہر میں منادی کرا دی کہ اس سال جزیہ رعیتوں پر معاف کیا اور ہم نے اپنی طرف سے جزیہ بادشاہ سرکار میں داخل کر دیا اور مزید دو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکار عالی میں عرض کی سو وہ بھی قبول ہوئی۔ پھر تو تمام رعایا مصر کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی غریب و مساکین جتنے تھے سب نے فرعون کی ترقی کے واسطے دعائیں دیں اور سب کے سب خدا کا شکر بجا لائے پس تین سال کا جزیہ موقوف ہونے سے مصر کی رعایا کو فراغت ہو گئی اور کچھ چند ہی روز بعد بادشاہ مصر خود اپنی موت مر گیا اور کوئی بھی اس کا والی و وارث نہ تھا جو اس کے تخت شاہی پر بیٹھے۔ چنانچہ بادشاہ مصر کی تجہیز و تکفین کے بعد تین دن تک تعزیت کی گئی۔ اور چوتھے روز تمام شہر کے لوگ قاضی مفتی عالم فاضل امراء غربا چھوٹے بڑے سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کے تخت پر کس کو بٹھانا چاہئے کیونکہ ملک بے سر نباشد۔ چونکہ مصر کے لوگوں نے فرعون سے یہ بات دیکھی تھی کہ تین برس کو جزیہ مصر کا معاف کیا تھا اور اپنے پاس سے تین برس کا روپیہ بادشاہ کو دیا تھا اس لئے سب اس سے خوش تھے۔ یہ خیر خواہی دیکھ کر سبھوں نے اس فرعون مردود کو تخت پر لے جا کر بٹھا دیا جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا اور پھر اس نے ہامان بے ایمان کو اپنا وزیر بنایا۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ اب ملک مصر پورا ہمارے ہاتھ میں آیا ہے یعنی ہم اس ملک کے بادشاہ

Marfat.com

مقرر ہو گئے ہیں ہامان سے اس نے کہا کہ اب کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ تمام ملک مصر کے باشندے اور تمام خلائق مجھ کو خدا کہے اور مجھ ہی کو معبود جانے اور میری پرستش کرے۔ اس کے مقرر کردہ وزیر ہامان نے فرعون ملعون کو یہ صلاح دی کہ پہلے مصر میں یہ حکم دیا جائے کہ اس وقت تمام علماء فضلاء جتنے ہیں ہمارے قلمرو میں درس و تدریس نہ دینے پائیں اور اپنے تمام تدریسی سلسلے کو بالکل ختم کر دیں۔ اس تدبیر سے آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے بے خبر ہوتے رہیں گے اور جو آئندہ پیدا ہونگے وہ سب کے سب بغیر علم کے جاہل ہوں گے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ اپنے دین سے برگشتہ ہو جائیں گے یہ بات ہامان کی سن کر فرعون ملعون نے اپنے ملک مصر میں تعلیم و درس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا کہ میرے اس ملک میں کوئی بھی نہ علم سیکھنے پائے فوراً درس و تدریس کو بند کر دیں ورنہ ہم ان سب کو قتل کرا دیں گے فرعون بادشاہ کا یہ حکم سن کر اور قتل کرانے کے خوف سے سب نے درس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا اور بالکل علم پڑھنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ سارا ملک جاہل بن گیا اور اپنے حقیقی خدا کو بالکل ہی بھول گئے اور وہ مقتل چوپائے وحوش سے ہو گئے اس کے بعد فرعون نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے اپنے ہاتھوں کو بند کیا کریں۔ پس ایک قوم قبطی جو نیچ قوم میں تھی اس نے بت بنانی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تقریباً بیس سال تک رہا پھر اس کے بعد فرعون ملعون نے اعلان کرایا اور اس اعلان میں یہ الفاظ لوگوں کے کانوں تک پہنچے جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا۔ **فَحَشَرَ فَنَادٰی فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی** ترجمہ: پس لوگوں کو جمع کیا پھر ان لوگوں سے کہا کہ میں ہوں رب تمہارا سب سے بڑا اور بلند اور اس حیثیت پر پہنچنے کے بعد تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ پھر اسی قوم قبطی نے فرعون کو پوجنا شروع کر دیا۔ اس قوم پر فرعون ملعون بہت فدا رہتا اور دوسری قوم بنی اسرائیل تھی وہ اس کو خدا نہیں مانتی تھی اس وجہ سے فرعون ملعون بنی اسرائیل قوم یوسف پر قائم تھی۔ اور جو خراج جزیہ سے فرعون ملعون ان سے قبطیوں کی خدمت کرواتا اور ان کو ہر وقت تحقیر کرتا اور جن کاموں کو وہ ناپسند کرتا تھا محنت اور بیگار اٹھانا اور چنوانا۔ اور گھاس کاٹنا۔ جھاڑو کشی کرنا۔ اور وہ دو برچھیلنا بھی یہ اقتیاس ان سب کا تھا۔ اور چوتھوں کو بنی اسرائیل قوم میں سے مختلف شہروں اور دیہات میں اپنے تابعین کی خدمت میں تعینات کر دیتا۔ اور ان کی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا۔ غرضیکہ بنی اسرائیل قوم کی عزت و وقار نہیں کرتا تھا۔ مگر صرف ایک عورت کہ جن کا نام آسیہ تھا وہ بنی اسرائیل قوم سے تھیں اور بڑی ہی حسین و جمیل تھیں لیکن وہ اپنے آباء اجداد کے دین پر ہی تھیں اور ان کے خصائل بھی شروع آفاق تھے اس وجہ سے فرعون ملعون ان کو اپنے نکاح میں لایا تھا اور بعض مورخین نے لکھا ہے فرعون نے ان

Marfat.com

کو پرستندہ اپنا جان کر بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھا تھا۔ مگر وہ اپنے دین میں بہت مضبوط تھیں اور وہ خلاف شرع نہیں چلتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ عورتوں کی پاکی اور بزرگی بیان فرمائی ہے۔ ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں۔ دوسری مریم بنت عمران۔ اور تیسری خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ ہیں اور چوتھی حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پانچویں بی بی آسیہ رضی اللہ عنہن کیونکہ یہ سب صالحہ تھیں۔ الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں اور اس کی قوم کی خدمت میں گرفتار رہی۔ زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے اور ان کی بار برداری میں لگے رہتے اور صبر کرتے تھے۔ لیکن باوجود اتنی سخت تکلیف کے وہ اپنے آبائی دین اسلام سے نہیں پھرے اسی حالت میں وہ شب و روز استغفار اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن فرعون ملعون نے دریائے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی تمام لوگ نہا کر وہاں گئے اور اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی لے گئے اور وہاں جا کر خوشیاں منائیں اور پھر فرعون نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ۝ (۴۳-۵۱-۵۲) ترجمہ: اور پھر پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا اے قوم میری بھلا مجھ کو کیا نہیں ہے حکومت مصر کی اور یہ نہریں چلتی ہیں نیچے میرے کیا تم نہیں دیکھتے بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص سے کہ جس کی عزت نہیں ہے اور وہ صاف بھی نہیں بول سکتا ہے۔ اتنی بات فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں تکبری سے کہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اس بات کو لوگوں نے مانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ (۴۳-۵۴) ترجمہ: پھر عقل کھو دی اپنی قوم کی پھر اسی کا کہا مانا تحقیق وہ لوگ تھے فاسق۔ پس چاہا اللہ تعالیٰ نے کہا اس کو دوزخ میں ڈالے اور اس کی قوم کو بھی جہنم میں ملا دے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو چار سو برس کی عمر دی تا کہ وہ ہر روز باغی ہوتا رہے اور اپنے حقیقی معبود کی نافرمانی کرتا رہے۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے دریائے نیل کو سکھا دیا اور اس میں کچھ بھی پانی باقی نہ رہا۔ یہ دیکھ کر فرعون ملعون کی قوم نے اکٹھے ہو کر کہا اگر تو ہمارا خدا ہے تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دے تب جانیں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ پس فرعون نے یہ بات سنی اور سنتے ہی سات لاکھ سوار اپنے ہمراہ لے کر میدان سعید الاعلیٰ کی طرف نکل گیا اور ایک ایک منزل پر ایک ایک لاکھ سواروں کو چھوڑتا گیا اس طرح سب کو رخصت کر کے تنہا ایک میدان میں جا کر ایک غار میں اندر گھسا اور گھوڑے کی باگ کو گلے میں لپیٹ کر قبلہ رخ ہو کر سجدے میں جا گرا اور پھر یہ

Marfat.com

Marfat.com

ملعون کو ایسی کرامت دی تھی۔ باوجود اس کے کہ وہ ملعون دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اور کہتا تھا اے لوگو! میں مصر کا مالک ہوں اور دریائے نیل بھی میرے تابع ہے دیکھو تو پانی دریائے نیل میں بالکل خشک ہو گیا تھا وہ میں نے ہی جاری کیا تمہارے پینے کے لئے اہل مصر نے جب یہ کرامت دیکھی فرعون سے تو تعریف کرتے ہوئے سجدہ میں گرے اور اس کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ بولے بیشک تو ہمارا پروردگار ہے۔ لعنۃ اللہ علیہم اجمعین اور ایک مکان بھی عالی شان لب دریا بنایا تھا اور اس کا نام عین الشمس رکھا تھا ایک حوض بنا کر دریا کے پانی کی نہر اسپر جاری کی تھی اور اس پر چار ستون سونے کے بنائے تھے اور وہ اس طرح بنائے تھے کہ حوض کے کنارے پر سے کوشک پر جا کر دوسری راہ نکل پڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے دو درخت بھی اس حوض کے کنارے پر پیدا کیے تھے ایک درخت سے تو روغن زرد نکلتا تھا اور دوسرے درخت سے روغن سرخ وہ روغن جس بیمار کو دیا جاتا خدا کے فضل وکرم سے شفا پاتا اسی وجہ سے فرعون ملعون فخر کر کے لوگوں کو جتاتا اور خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنی ربوبیت کی دلیل ان دونوں درختوں سے دیتا کہ دیکھو میری ربوبیت کی یہ دلیل ہے چنانچہ مخلوق نے جب ان درختوں پر غور کیا اور اس میں فرعون کے کرامت ظاہر پائی جو وہ کہتا اسی وجہ سے خلق اور بھی فرعون کی ربوبیت کی قائل ہو کر گمراہ ہوتی چلی گئی اور تمام ملک میں گمراہی پھیل گئی۔

بیان عوج بن عنق

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض راویوں نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ زمین شام مقدس کی تم کو دوں گا تم وہاں ظلم وتعدی کرنے والوں کو نکال دو اور درحقیقت مقام اجداد بنی اسرائیل کا کنعان میں ہی تھا اب مصر میں ہوا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ تمام ملک شام میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ساتھ فتح کا وعدہ کیا تھا اور وحی بھی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ بارہ آدمی سردار بارہ قوم سے بنی اسرائیل کے نقیب کرتا کہ ہر ایک سبط اپنے اپنے سرداروں کے تابع رہے اور ہماری رضا پر رہیں تو ان سے اس بات کو کہہ دے کہ ان کا سردار نقیب جو حکم ان پر کرے تو وہ اس پر عمل کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشار فرمایا وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ترجمہ: اور اٹھائے ہم نے ان میں بارہ سردار۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو ہمراہ لے کر جب کنعان میں گئے تو اپنے نقیبوں کو شام کے اطراف میں بھیجا تا کہ ان پر ظالم وجابر لوگوں کا حال معلوم کریں جب وہ لوگ وہاں سے کچھ حالات معلوم کئے تو وہاں ایک بہت بڑے قد وقامت والا انسان بھی دیکھا جو سمندر کی تہہ میں مچھلی پکڑ لاتا تھا اور اپنی

Marfat.com

Marfat.com

فوائش تھے ان دونوں پر وہ یوشع بن نون اور کالوت بن قنادہ تھے اور وہ دونوں بزرگ نیک طینت تھے ان بارہ سرداروں میں بنی اسرائیل کے اور وہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے۔ وہ دونوں بزرگ بولے کہ اے قوم بیٹھ جاؤ اور ان پر حملہ کرو دروازے سے یہ قوم بہت زبردست قوی ہے اور خدا تم کو فتح دے گا اور موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے کہ خدا ان پر عذاب نازل کرے گا جیسا کہ فرعون کو ہلاک کیا۔ اور تم لوگ تو اللہ پر یقین رکھتے ہو پھر کیوں نہیں اس پر بھروسہ کرتے اس پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر جب تک وہ وہاں رہیں گے اے موسیٰ تو اور تیرا رب دونوں جا کر ان سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے غصہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے بددعا کی قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ (۵-۲۵) ترجمہ: بولے موسیٰ اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو تو جدائی کر دے۔ ہم میں اور بے حکم لوگوں میں۔ قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جہاد کرو عمالقہ جبارین سے ملک شام پر تین تو پھر ہمیشہ کے لئے وہ ملک تمہارا ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ شخصوں کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا اور ان کو ملک شام میں بھیجا تا کہ اس ملک کی خبر لائیں۔ چنانچہ وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت باتیں بیان کیں اور وہاں مسلط تھے عمالقہ ان کی قوت زور بھی بیان کیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیان کیجیو اور قوت دشمن مت بیان کرنا۔ اس حکم پر صرف دو شخص قائم رہے اور دس نہ رہے۔ جب قوم نے ان سے عمالقہ کا زور و قوت سنا تو وہ اپنی نامردی ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے یہ چاہا ہم پھر لوٹ کر اپنے مصر جائیں۔ اس تقصیر کی وجہ سے چالیس برس شام میں دیر لگی اور اس قدر مدت بنی اسرائیل جنگلوں میں پھرتے رہے اور اس قرن کے لوگ سب مر گئے تھے مگر دو شخص جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے یوشع اور کالوت انکے ہاتھ سے ملک شام فتح ہوا۔ القصہ موسیٰ و ہارون اپنا عصا ہاتھ میں لے کر ملک شام کو برائے جہاد روانہ ہوئے اور جب رات ہوئی تو بنی اسرائیل نے مصر جانے کا قصد کیا تمام رات چلتے رہے اور صبح فجر کے وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آ رہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام رات چلے فجر کو دیکھتے ہیں کہ جہاں سے کوچ کیا تھا اب تک وہیں ہیں۔ وہ سمجھے کہ موسیٰ کی بددعا سے یہ حال ہوا تو تب یوشع بن نون نے ان سے کہا کہ اس میدان میں ٹھہر جاؤ اور صبر کرو استغفار پڑھو جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک شام فتح کر کے واپس نہ آویں تب تک یہیں ٹھہرے رہو۔ یہ بات سن کر بنی اسرائیل خدا پر توکل کر کے اسی جگہ رہے اور اس جگہ کا نام تیہ ہے جس جگہ پر یہ لوگ ٹھہرے رہے اور اس میں بارہ اسباط بنی اسرائیل اور چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے چالیس

Marfat.com

بیان پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

بھی بنی اسرائیل کی قوم سے تھیں اور اس سے پہلے ایک لڑکا بھی تھا اور ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام مریم تھا اور عمران فرعون کے ندیموں میں سے تھا اور وہ اس دن فرعون کے پاس تھا۔ بی بی کو شوق مباشرت کا ہوا اور ان کو ایسا غلبہ ہوا کہ صبر و قرار بھی جاتا رہا آخر وہ نہ ٹھہر سکیں رات ہی کو اٹھ کر اور اپنے گھر سے نکل کر فرعون کے دروازے پر جا پہنچیں۔ اتفاقاً تمام دروازے کھلے ہوئے تھے اور دروازوں پر نگہبان اور دربانوں کو سوتے دیکھا اس دن اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کا غلبہ بھی زیادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خاتون بے جھجکے فرعون کی خوابگاہ میں جا پہنچیں وہاں اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرعون کی نگہبانی کر رہا ہے اور فرعون سوتا ہے اور عمران اپنی بیوی کو دیکھ کر جب کہ تمام لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے۔ شوق مباشرت زیادہ ہوا۔ پس وہاں سے سرک کر زن و شوہر نے مجامعت سے فراغت کر لی۔ اور اس گھڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آئے بعد اس کے بی بی خاتون وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلی آئیں اور یہ بھید کسی کو معلوم نہ تھا سوائے رب العالمین کے وہ تو ہر بھید کو اچھی طرح جانتا ہے وہ تو ظاہر و باطن چیزوں کی خبر رکھتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو فرعون نے اپنے نجومیوں کو طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں؟ تو انہوں نے اپنے حساب نجوم سے حساب لگا کر بتایا کہ وہ آج کی شب گزشتہ میں باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آ چکا ہے۔ یہ سنتے ہی فرعون ملعون نے اپنے تمام کارکنوں کو حکم دیا اگر کوئی بھی لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوا تو اس کو فوراً مار دو، لیکن لڑکی کو مت مارنا اور خوف کے عوض میں اس کی ماں کو ستر درم دے دینا۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ روپے کے لالچ سے ماں باپ اپنے نوزائیدہ بچے کو فرعون کے پاس لاتے اور وہاں سے ستر درم لے کر اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور فرعون ملعون نے ہر ایک گھر میں بنی اسرائیل کے ایک ایک قبطی کو تعینات کیا اور وہ قبطی اگر بیٹا ہوتا تو اس کو مار ڈالتا اور اگر بیٹی ہوتی تو اس کو نہ مارتا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۲-۴۹) ترجمہ: اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے کہ دیتے تھے تم کو بڑی تکلیف ذبح کرتے تمہارے بیٹے اور زندہ رکھتے تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں آزمائش ہوئی تمہارے رب کی بڑی۔ پس بنی اسرائیل کو فرعون نے بڑے دکھ میں رکھا تھا اور ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور یہاں تک اس نے کر رکھا تھا کہ اس کی عورتوں کے حمل آ کر دیکھتے اور ان کے پیٹ پر غیر محرم ہاتھ پھیرتے تھے کہ حمل ہے یا نہیں۔ اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حمل سے تھیں ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ وہ روٹی پکا رہی تھیں یکا یک ان کو درد زہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ نہایت خوبصورت تھے ان کے تولد سے سارا گھر روشن

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] جب وہ اس ارادے سے فرعون کے پاس گیا اور چاہتا تھا کہ اس لڑکے کی خبر دوں تو خدا کے حکم سے اس کی زبان بند ہو گئی اور وہ اپنا مقصد جو لے کر گیا تھا فرعون سے کہہ نہ سکا۔ جب فرعون کے پاس سے باہر نکل آیا پھر اس کی زبان کھل گئی۔ یہ دیکھ کر پھر اس نے قصد کیا کہ میں فرعون سے جا کر کہوں تو پھر وہ گونگا ہو گیا جب وہ وہاں سے باہر آیا تو اس کی زبان کھل گئی بیان کیا گیا ہے کہ ایسا قصد اس نے سات مرتبہ کیا لیکن جب وہ فرعون کے قریب پہنچتا اور ارادہ کرتا کہ میں اس خبر کو فرعون سے کہوں تو اس کی زبان گونگی ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ مجبور اچپ ہو کر وہاں سے باہر نکل آیا اور اس قصد سے دوبارہ گیا اور پھر اس نے توبہ کی اور خداوند کریم پر ایمان لے آیا اور پھر اس نے یہ بات کسی سے نہیں کہی۔ آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس صندوقچہ میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہہ دیا کہ اے بیٹی تو اس صندوقچے کو دیکھتی ہوئی دریائے کنارے کنارے چلی جانا میں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص دیکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۲۸-۱۱) ترجمہ اور کہہ دیا اس کی بہن کو کہ اس کے پیچھے چلی جا پھر وہ دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پس خدا کے حکم سے وہ صندوقچہ پانی میں بہتا ہوا دریائے نیل سے اس نہر کے اندر سے جو فرعون نے اپنے محل کے اندر ایک بڑا حوض بنایا تھا وہاں جا کر ٹھہرا اور اس وقت فرعون اپنی بیوی آسیہ خاتون کو ساتھ لے کر تخت پر بیٹھا تھا اچانک ان دونوں کی نظر اس صندوقچہ پر جا پہنچی۔ فرعون نے اپنی بیوی آسیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے جو پانی پر بہتی ہے یہ کہہ کر دونوں اپنے تخت شاہی سے اٹھے اور اس کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک صندوقچہ ہے فرعون نے چاہا کہ اس صندوقچہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا لے لیکن وہ صندوقچہ اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔ کیونکہ فرعون مردود کافر و مشرک تھا پلید سے ہاتھ سے نہ اٹھا سکا اس کے بعد آسیہ خاتون نے اپنے ہاتھ دراز کئے اور انہوں نے وہ صندوقچہ اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا اور پھر فرعون کے سامنے لا کر رکھا پھر فرعون نے اس کے کھولنے کی ہر چند کوشش کی لیکن وہ اس صندوقچہ کو نہ کھول سکا مجبور تھک کر بیٹھ گیا پھر آسیہ خاتون جو کہ مومنہ تھیں انہوں نے اس صندوقچہ کو لیا اور بسم اللہ پڑھی۔ اس میں دیکھا کہ ایک لڑکا مہتاب صورت ہے اس کے نور سے سارا گھر فرعون کا روشن ہو گیا یہ دیکھ کر فرعون کے دل میں اس کی محبت آ گئی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی نیک صورت دی تھی کہ جو کوئی ان کی طرف دیکھتا فریفتہ ہو جاتا تھا۔ پھر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ مجھے فرزند نہیں ہے میں اس کو پالوں گی اور یہ واضح ہو کہ آسیہ خاتون بنی اسرائیل قوم سے تعلق رکھتی تھیں اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چچیری بہن تھیں اور وہ

Marfat.com

Marfat.com

نے ان کو اپنی گود میں لیا اور اپنا دودھ پلانا چاہا تو انہوں نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ خوش ہو کر فرعون اور اس کے گھر والوں سے یہ کہنا چاہتی تھی کہ یہ بیٹا بھی میرا ہے۔ تب فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں القا ہوا کہ اے خاتون یہ راز کسی پر مت ظاہر کرو اور اپنا بیٹا کہہ کر کسی کو مت کہو ہامان پلید نے جو فرعون کا وزیر تھا اس نے ثمہ اس کا قرینہ سے اور قیاس سے دریافت کیا اور وہاں کھڑا ہو کر دیکھتا رہا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے پوچھا کہ اے دائی یہ لڑکا شاید تمہارے ہی بطن سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں کہ ایسا نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ لڑکا میرے دودھ پر بہت خوش ہے۔ پس فرعون نے اس سے کہا کہ تم اپنے دودھ پلانے کی اجرت ہر روز ایک دینار ہم سے لیا کرو۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فرعون سے اجرت دودھ پلانے کی مہینہ میں تیس دینار لیا کرتی تھیں اور اس طرح وہ اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ . (۲۸-۱۳) ترجمہ: پھر پہنچا دیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور وہ غم نہ کھاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ٹھیک ہے۔ لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اس طرح پر چند روز گزرے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون دیکھ کر خوش ہوا اپنی گود میں لے لیا حضرت موسیٰ کو بوسے دینے لگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے منہ پر ایک طمانچہ لگایا یہ کیفیت دیکھ کر فرعون بہت ہی غصہ میں آ گیا اور اس وقت مار ڈالنے کا حکم کیا اور کہنے لگا کہ شاید یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے جس کے ہاتھ سے میرا ملک تباہ برباد ہوگا۔ اس وقت آسیہ خاتون نے کہا اے فرعون کیا تم نہیں جانتے شیر خوار بچوں کا تو یہی فعل ہے ان کو تمیز نہیں ہوتی اور یہ لڑکا قوم بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے جو تم خیال کرتے ہو اور تم نے تو تمام قوم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مارڈالا ہے۔ پس اس کے آزمانے کے لئے ہامان نے دو طشت زر سے منگوائے ایک طشت میں تو انگارے آگ کے رکھے اور دوسرے طشت میں یاقوت سرخ سے بھر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے لا کر رکھے اور پھر یہ ہوا اگر یہ لڑکا آگ کے طشت میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو یہ سمجھیں گے کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل کی قوم سے نہیں ہے اور اگر یہ لڑکا یاقوت کے طشت میں ہاتھ ڈالے گا تو یہ سمجھیں گے کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل کی قوم سے ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ اپنا ہاتھ اس یاقوت والی طشت میں ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر ان کا ہاتھ پکڑ کر آگ کے طشت میں ڈال دی۔ پس اسی طشت سے ذرا سی آگ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے منہ میں رکھ لی اس سے کچھ زبان مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جل گئی۔ تب

Marfat.com

خاتون نے فرعون سے کہا کہ تم نے دیکھ بچے نے آگ پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ یہی ذہین بچوں کے ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات سن کر فرعون ان کو گود میں لے کر پیار کرنے لگا اور بچہ ان کے ماں کے حوالے کر دیا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان طفولیت میں فرعون کے گھر میں جل گئی تھی جس کی وجہ سے صاف گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے تو کچھ کر فرعون کے اپنے ساتھ لے کر شہر میں پھرا کرتے اور تب آپ کا پوتا فرعون تھا۔ اور بھی بھی فرعون معون ان کا ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھا کر اکثر باتیں علم اور حکمت کی سب شیخ ہیں سے ان کے سنتا اور کچھ بہت پیار بھی کرتا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی بنے کی ان کی فرعون نے ان کی شادی بڑی شان و شوکت سے کر دی اور شادی کے بعد دو لڑکے پیدا ہوئے ان سے نام ہیں ایک کا نام حرقون اور دوسرے کا نام بتا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون معون سے پاس تک ہیں رہے۔ پھر اس کے بعد شہر مدین کی طرف ہجرت کر گئے۔

بیان ہجرت حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور ملاقات حضرت شعیب علیہ السلام

Marfat.com

کے اندر جس وقت بے خبر ہو رہے تھے وہاں کے لوگ پس پائے اس میں دو آدمی لڑتے ایک ان میں ان کے رفیقوں میں سے تھا اور ایک ان میں دشمنوں میں سے تھا پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس نے جو تھا ان کے رفیقوں میں اس شخص کی جو تھا ان کے دشمنوں میں سے پس مکا مارا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پس تمام کیا اس کو اور وہاں کوئی قبطی برادر اس کا نہ تھا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو وہاں سے بھگا دیا کہ تو یہاں سے چلا جا نہیں تو تیرا دشمن قبطی تجھ کو پکڑ لے جائے گا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع وزاری کی اپنے گناہ سے جو کہ انہوں نے ایک قبطی کو ان کے حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کے سبب سے مار ڈالا تھا۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۲۸-۱۶) ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب! برا کیا میں نے اپنی جان کو سو بخش مجھ کو پس بخش دیا اس کو بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ اس کے بعد سب قبطی آئے اور اس سردار قبطی کو مرا دیکھا اس کی مخبر فرعون ملعون کو پہنچائی۔ فرعون بولا جاؤ اور اس قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ تمام قبطیوں نے بہت تلاش کیا لیکن اس کا قاتل نہ ملا۔ پھر اس مرے ہوئے قبطی کو لے جا کر دفن کیا۔ اگرچہ فرعون کافر بیشک تھا مگر عدل وانصاف ظالم ومظلوم کا کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کا قاتل نہ پا کر خاموش ہو رہا۔ پھر دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبح اٹھ کر شہر میں جا کر دیکھا کہ ایک قبطی سردار دوسرا اسی سامری کو اوپر سے مار رہا ہے بمصداق اس آیت مذکورہ ہے:

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَاالَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰٓی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ۝ (۲۸-۱۸،۱۹)

پھر صبح کو اٹھا موسیٰ شہر میں ڈرتا ہوا گیا تا کہ خبر لے، پھر وہی جس نے کل مدد مانگی تھی وہی موسیٰ سے فریاد کرتا ہے۔ اس کو کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تحقیق تو گمراہ ہے صریح یعنی تو ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور پھر مجھ کو لڑواتا ہے۔ پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ! کیا چاہتا ہے تو کہ خون کرے میرا جیسا خون کر چکا ہے تو کل ایک آدمی کا کیا تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھروں ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ ہووے تو صلاح پسند ملاپ کرنے والا پس موسیٰ علیہ السلام نے ظالم قبطی کو مارنا چاہا سامری مظلوم تھا تو اس نے جانا کہ صرف زبان سے مجھ پر غصہ کیا

Marfat.com

Marfat.com

مویشی کو اور اس کے سوا اس پانی کے قریب پائیں دو عورتیں جو رکی کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیا کام ہے۔ وہ بولیں کہ ہم اپنے مویشی کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتے، جب تک تمام چرواہے اپنے اپنے مویشی کو پانی نہ پلا لیں، اور پھر وہ چلے جائیں، اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ بڑی عمر کا۔ یعنی وہ شرم و حیا سے کنارے پر کھڑی تھیں، اپنی بکریاں لے کر، ان میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بھاری ڈول سے پانی اٹھا کر بکریوں کو پلا دیں۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میدان میں جا پہنچے تو وہاں دیکھا دو عورتیں چند بکریاں دبلی لے کر کنوئیں کے کنارے کھڑی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کون ہو! یہاں کیوں کھڑی ہو۔ بولیں ہم بکریوں کو پانی پلا دیں گی۔ لیکن، یہ پتھر جو کنوئیں پر رکھا ہے۔ یہ بہت وزنی ہے یعنی ہماری طاقت سے باہر ہے کہ ہم اس کو ہٹا سکیں اور ہمارا باپ بھی نہایت ضعیف ہے ان میں بھی قوت نہیں رہی کہ وہ یہاں آ کر پانی پلا دیں اس لئے ہم لوگ یہاں کھڑے ہیں کہ چرواہے آئیں گے تو وہ اپنے مویشیوں کو پلانے کے واسطے پتھر کو ہٹائیں گے پھر ہم بھی اپنے مویشی کو یعنی بکریوں کو پانی پلا دیں گی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو از روئے ہمدردی کے انہوں نے اس پتھر کو کنوئیں سے ہٹایا اور پھر اس کنوئیں سے پانی بھر کر ان بکریوں کو پلا دیا اس کے بعد وہ چونکہ بہت تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الٰہی مجھ کو جو کھانا دے اور میں اس وقت شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فسقی لھما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیرٍ فقیر (۲۸-۲۴) ترجمہ: پس پلا دیا اس نے ان جانوروں کو پانی پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب تو نے جو اتاری ہے میرے طرف اچھی چیز سے میں اس کا محتاج ہوں۔ پس دونوں بیٹیاں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا پہنچیں۔ آخر ایک نوجوان اجنبی نے آ کر کنوئیں کے منہ پر سے اس پتھر کو اٹھا دیا اور پھر ہماری بکریوں والا کر پانی پلا دیا۔ اور پھر ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھا۔ جب تعریف قوت کی انہوں نے اپنے باپ سے بیان کی تو حضرت شعیب علیہ السلام یہ سن کر بولے کہ اے میری بیٹی جلدی جا کر اس کو لے آؤ تاکہ میں اس کو اس پانی بھرنے کی اجرت دیدوں اور صحیح معنی میں حق ادا کر دوں۔ تب حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی بیٹی صفورا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لانے کے واسطے گئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَجَاءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَاسَقَیْتَ لَنَا (۳۸-۲۵) ترجمہ: پس آئی ان کے پاس ایک ان دونوں میں سے چلتی ہوئی شرم سے کہا تحقیق میرا باپ تم کو بلاتا ہے تاکہ دیوے تجھ کو مزدوری کہ تو نے پانی پلایا واسطے ہمارے۔ یہ سن کو

Marfat.com

Marfat.com

تک پورا کرے تو وہ تیری طرف سے ہوگا اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بلاوجہ تجھ پر تکلیف ڈالوں اور تو انشاء اللہ آئندہ مجھ کو پاوے گا نیک بختوں سے۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ط اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ط وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ (۲۸-۲۸) ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ تو ہو چکا ہے عہد میرے اور تمہارے درمیان جو کسی بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کردوں سو زیادتی نہ ہوگی مجھ پر اور ہمارا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اس کا جواب جو آپ کہتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا کہ آٹھ برس میں مجھے اختیار ہے چاہوں آٹھ برس پوری کروں یا چھ دس برس لیکن ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے قول سے پھر جاویں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام مومن آدمی کا نہیں کہ وہ اپنے قول سے پھر جاوے۔ غرضیکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ برس اقرار سے اپنی بیٹی کے مہر کے عوض ان کی بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لکھوا کر اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا تا کہ دونوں پر نکاح درست ہو بمصداق اس حدیث شریف کے کہ اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔ اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت نوکر کی جلدی ادا کرنا واجب ہے اب اگر ہزار قطرے مزدور کی پیشانی سے نکل آویں اور خشک ہوں تو بھی اس کو کوئی غور نہیں کرتا۔ الغرض حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا۔ اور ایک عصا جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہشت سے لاکر آدم کو دیا تھا وہ عصاء حضرت شعیب علیہ السلام کو ورثہ نبوت میں پہنچا تھا اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ عصا لائق پیغمبر مرسل ہے لہٰذا یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دینا چاہئے۔ تب یہ سنتے ہی وہ عصا لیجا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا اور پھر کہا اے موسیٰ! اگر تم اس عصا کو زمین سے اٹھا سکو گے تو پھر تم کو دوں گا یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے اس عصا کو اپنے ہاتھ میں زمین سے اٹھا لیا یہ کرامت دیکھ کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ! شائد تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کرے گا۔ اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھو اس فلانے میدان میں ہرگز بکری چرانے مت جانا کیونکہ اس میدان میں اژدھے بہت ہیں۔ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے سختی سے منع فرمایا تھا کہ اس اژدھے والے میدان میں بکریاں چرانے مت جانا۔ اس نصیحت کو حضرت موسیٰ نے ہر وقت ملحوظ رکھا اور ہر چند چاہا کہ بکریوں کا ساتھیوں کی جبلت سے روکیں وہ بکریوں کو نہ روک سکے۔ بکریاں اس میدان میں جا کر چرنے لگیں۔ ناچار ہو کر وہاں سے ایک پشتہ پر جا بیٹھے اور اس عصا کو اپنے پہلو میں رکھ کو بولے اے عصا خبردار اگر اژدھا

Marfat.com

بیان ... مراجعت حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

یا یک ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمنا ہوئی کہ اپنے ملک مصر جائیں اور وہاں جا کر اپنی والدہ کی خدمت سے مشرف ہوں اور ساتھ ہی ساتھ بھائی ہارون سے بھی ملاقات کریں چنانچہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کی اجازت چاہی اور ساتھ ہی گزارش کی کہ ہمارے ہمراہ آپ کی بیٹی صفورا اور لونڈی باندی بھیڑ بکریاں مال واسباب بھی سب مصر جائیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرما دی۔ اس کے بعد وہ مدین سے روانہ ہو گئے۔ جب مدین سے ایک منزل نکل آئے تھے کہ رات ہو گئی اور اسی جگہ رات گزارنے کے لئے قیام کیا اور بکریوں بھیڑوں کو ایک جگہ پر باندھ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی بیوی صفورا حمل سے تھیں اور وہ حمل بھی قریب الولادت تھا چنانچہ اسی رات بچہ جننے کا بھی اتفاق مرضی الٰہی سے ہو گیا۔ ادھر اسی وقت ایک ایسی ہوا اور آندھی کا طوفان آیا کہ تمام عالم پر اندھیرا ہو گیا۔ اور پھر آسمان بھی گرجنے لگا کسی نے بھی اس رات آرام نہ کیا پانی بھی برسنے لگا اور سخت سردی پڑنے لگی۔ یہ دیکھ کر پھر موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر آگ نکالنے کو چقماق جھاڑنے لگے لیکن اس سے آگ نہ نکلی ناچار ہو کر غصے سے چقماق زمین پر پھینک دیا۔ پس خدا کے حکم سے اس چقماق نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ! مجھ کو خدا کا حکم نہیں ہے کہ تم کو آگ دوں۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام اس چقماق سے باز آئے پھر آگ کے واسطے بہت متفکر ہوئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ کوہ طور کی طرف ایک آگ کا شعلہ نظر آیا اور حقیقت میں وہ آگ نہ تھی بلکہ وہ خداوند قدوس کا نور مبارک تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ (۲۸-۲۹) ترجمہ: پس جب پورا کر چکا موسیٰ علیہ السلام وہ مدت اور لے چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی کوہ طور کی طرف ایک آگ پھر یہ دیکھ کر کہنے لگا اپنے گھر والوں کو تم سب یہاں ٹھہرے رہو میں نے ابھی دیکھی ہے ایک آگ شائد میں اس آگ کو لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے یا تو وہ کچھ خبر ہے۔ یا پھر وہ آگ کا انگارہ تا کہ تم لوگ اس سے تاپو۔ پھر جب پہنچا اس کے پاس قولہ تعالیٰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (۲۸-۳۰) پھر جب پہنچا موسیٰ اس آگ کے پاس آواز آئی میدان کے داہنے کنارے برکت والی زمین میں اس درخت سے کہ اے موسیٰ! علیہ السلام میں ہوں اللہ تمام جہان کا رب۔ پھر کہا قولہ تعالیٰ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰٓى اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (۲۰-۱۲ تا ۱۴)

Marfat.com

ترجمہ: پھر کہا تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک
ہے کہ نام اس کا طوی ہے اور میں نے پسند کیا تجھے پس سن جو کچھ کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہوں
اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں پس تو عبادت کر میری اور قائم رکھ نماز کو واسطے میرے روایت کی گئی
ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو آنے لگے تو اپنی بیوی اور اپنی بکریاں ساتھ لے کر جنگل
میں رات کی سردی میں راہ بھول گئے اور دوسرے ان کی بیوی کو دردزہ شروع ہو گیا۔ بہت دور سے
آگ نظر آئی وہ طور پر حقیقت میں وہ آگ نہ تھی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا۔ اپنی بیوی سے کہا تم یہاں
ٹھہرو میں تمہارے واسطے آگ لاتا ہوں یہ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عیال کو یہاں
چھوڑ کر صرف اپنا عصا ہاتھ میں لے کر وہ طور پر گئے۔ جب اس کے نزدیک پہنچے ایک درخت بڑا دیکھا
کہتے ہیں کہ وہ درخت عناب کا تھا یعنی بیر کے درخت کے مثل اور اوپر سے نیچے تک اس پر نور کی
تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ جانا کہ یہ آگ ہے پس اس درخت کی ٹہنی کو ہلایا کہ اس پر
سے اس درخت کے نیچے گر جائے تاکہ اس کو اٹھا لے اور اس کو پکڑ کے پس وہ درخت ایک
دوسری شاخ پر اور دوسری شاخ سے تیسری شاخ پر چلا جاتا تھا نہیں پہنچے حضرت موسیٰ
پر ہاتھ رکھا تھا اس پر آگ نہیں سوختہ کرتی یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ بہت حیران
کے حکم سے جب نعلین اپنے پاؤں سے نکالے اس وقت دونوں نعلین
میں گیا پھر حضرت موسیٰ سے وہ طور کی طرف جاتے ہوئے
میدان میں جہاں جاتے ہو سامنے دیکھتے ہیں
یہ سے پاؤں میں نعلین ہیں اور یہ سے ہاتھ میں عصا پھر حضرت موسیٰ سے
ہاتھ پر یا وہ سے طور کی طرف جاتے ہوئے
دیکھتے ہیں آگ سے
عشت فی نار کلوا علیها واهش بها علی غنمی ولی فیه مارب اخری
یٰموسیٰ فالقها فاذا هی حیة تسعی قال خذها ولا تخف
الاولی (۲۰-۲۱) ترجمہ: اور کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ چیز تیرے

Marfat.com

ن جانے کا پتہ جب حضرت موسیٰ نے اس کو پکڑا پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا ہو کر ہاتھ میں آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس عصا کو ایک جگہ حَیَّۃٌ تَسْعٰی اور ایک جگہ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ اور ایک جگہ کَاَنَّھَا جَانٌّ فرمایا کہ پہلے دیکھتے ہی سانپ تھا معلوم ہوتا دوڑتا پھرتا اور بزرگی میں ثعبان کے مانند بن جانے سے ثعبان کی سند یہ تینوں صفتیں ہیں اور اس میں موجود تھیں کہتے ہیں کہ وہ عصا جب ثعبان کے مانند ہوتا تو بڑا اژدہا بنتا اور پشت اس کی مانند نیزے کے ہوتی اور وہ پتھر پر بھی مارے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے پھر کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ! اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَاءَ مِنْ غَیْرِ سُوْءٍ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّھْبِ فَذٰنِكَ بُرْھَانَانِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِہٖ اِنَّھُمْ كَانُوْا قَوْمًا فَاسِقِیْنَ (۲۸-۳۲) ترجمہ: اے موسیٰ! جا اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں تو نکال آئے سفیدی بغیر برائی کے اور ملا اپنی طرف بازو ڈر سے تاکہ سانپ کا ڈر جاتا رہے پس وہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے۔ فرعون اور اس کے سرداروں پر تحقیق وہ ہیں قوم فاسق۔ پس حضرت موسیٰ نے خدا کے فرمان سے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اس میں ایک سفیدی ہتھیلی پر نظر آئی اور مثل آفتاب روشن کے ظاہر ہوا اور اسی کا نام ید بیضا ہے اس کی روشنی سے تمام جہان روشن ہو جاتا تھا اور اس کا نور آفتاب پر غالب ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو معجزے موسیٰ کو دیئے تھے ایک عصا کا جس سے ہزاروں قسم کے معجزے ظاہر ہوئے اور دوسرا معجزہ ید بیضا دیا تھا اس معجزے سے عالم روشن ہو جاتا اور انہیں دو معجزے کو دیکھ کر مخلوق خدا ان پر ایمان لاتی تھی۔ حکم ہوا اے موسیٰ! تم مصر میں جاؤ اور وہاں جا کر فرعون ملعون کو خدا کی دعوت دو قولہ تعالیٰ اِذْنَادَاہُ رَبُّہٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُلْ ھَلْ لَّكَ اِلٰٓی اَنْ تَزَكّٰی وَاَھْدِیَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی (۷۹-۱۶ تا ۱۹) ترجمہ: جب پکارا اس کو رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے اے موسیٰ! تو جا فرعون کے پاس اس نے بہت سر اٹھایا ہے۔ پس اس کو کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے اور میں تجھے نیک راہ بتاؤں جو حقیقی رب کی راہ ہے پس تجھ کو ڈر ہو۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے عیال اور میری بیویاں بیابان جنگل میں پڑی ہیں اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ سب چھوڑ کر مصر میں بیوقوف جاؤں۔ ندا آئی اے موسیٰ! میں نے بہشت سے حوریں بھیجیں تیری بیوی کے پاس کہ وہ ان کی خدمت کریں اور بچے کو دودھ بھی پلائیں اور بھیڑیوں کو کہا گیا ہے کہ وہ بکری کے ریوڑ کی نگہبانی کریں اور تو ہر طرح سے خاطر جمع رکھ اور کوئی اندیشہ مت کر۔ قولہ تعالیٰ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْھُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ وَاَخِیْ ھٰرُوْنُ ھُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْہُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا

Marfat.com

Marfat.com

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ: وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلَ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۲-۱۲۷) ترجمہ: اور جب اٹھانے لگے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل بنیادیں اس گھر کی تب کہا اے ہمارے رب قبول کر ہم سے تحقیق تو ہے سننے والا اور جاننے والا اور کہا: رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (۱۴-۴۱) ترجمہ: یارب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو معاف کر گناہ سے جب حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تب کچھ ملا اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عنایت کیا تھا اور ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (۴۸-۲) میں نے سب کچھ بخشا اے محمد! جو کہ تم سے پہلے ہوا اور جو کچھ پیچھے ہوا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا ان کی خطاء سے تجھ کو شفیع لانے سے اور امت کو بخشا تیری شفاعت سے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چاہنے سے ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر مقرر کیا اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بے چاہت کے چار خلفاء کو وزیر مقرر کیا اور اسی طرح سے ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے مقصد کو خدا تعالیٰ سے مانگ لیا تھا۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے سب کچھ عنایت کیا غرض موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۔ اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ○ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ○ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ○ فَاْتِیٰهُ (۲۰-۴۲ تا ۴۷) ترجمہ: اے موسیٰ! جاتو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور اس کام میں سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ فرعون کی طرف کیونکہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے اور کہو اس سے بات نرم شائد کہ وہ نصیحت پکڑے یا پھر وہ مجھ سے ڈرے۔ کہا دونوں نے اے پروردگار ہمارے بیشک ہم ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا پھر وہ غصہ کے جوش میں آوے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تم بالکل مت ڈرو تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں اور سب سنتا اور دیکھتا ہوں پس تم جاؤ اس کے پاس اور اس سے جا کر کہو کہ ہم دونوں اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان کو کسی طرح کے عذاب میں نہ ڈال اور ہم لوگ یہ پیغام لے کر آئے ہیں تیرے پاس اور ہم دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کی نشانیاں موجود ہیں اور سلامتی بھی اس شخص کی ہوگی جو ہدایت کی پیروی کرے گا اور بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اس شخص کے واسطے عذاب ہوگا جو کہ آئے ہوئے رسول کی پیروی نہ کرے بلکہ اس کو جھٹلائے اور ہدایت سے منہ پھیرے۔ اور اس وقت تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو ایمان لے آ اور دعویٰ باطل کو چھوڑ دے

Marfat.com

Marfat.com

بھائی میں نے سنا ہے کہ تم نے شہر مدین میں حضرت شعیب کی بیٹی سے بیاہ کیا ہے اور وہاں بہت دن رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں نے شادی کی ہے اور مزید ایک خوشخبری میں تم کو دیتا ہوں کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر کر کے فرعون کی طرف بھیجا ہے اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر مجھ سے کلام کیا۔ ہارون اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر تعظیم کی اور دست بوس بھی ہوئے اور پھر خدمت میں حاضر رہے پھر حضرت موسیٰ نے ان سے کہا بھائی ہارون تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے میری پیغمبری میں شریک کیا ہے چلو مل کر فرعون کے پاس چلیں اور اس مردود ملعون کو خدا کا پیغام پہنچائیں اور اس کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں اور خداوند قدوس نے مجھ کو دو معجزے بھی عنایت فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ عصا اگر اس کو میں اس زمین پر ڈال دوں تو یہ اژدہا بن کر سارے مصر کے کفار کو کھا جائے اور پھر اس کے علاوہ جو میں ہوں گا سو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہزار طرح کے معجزے اس عصا سے ظاہر ہوں گے اور دوسرا معجزہ ید بیضا کا ہے یعنی میں جب جیب میں ہاتھ ڈالوں گا تو یہ ید بیضا یعنی سفید نکل آوے گا اور پھر ہر ایک انگلی سے نور نکلے گا اور تاریکی جاتی رہے گی۔ تمام جہان روشن ہو جائے گا۔ ان دو باتوں سے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کافروں پر غالب ہونگے۔ ہارون بھی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے ظلم وستم سے خلاصی پائیں گے۔ پھر دوسری صبح کو فجر کی نماز پڑھ کر حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون دونوں فرعون لعین کے مکان پر گئے اور اس مردود نے اپنے گھر کے سامنے دونوں طرف راستے کے درخت خرما بوئے ہوئے تھے اور ان کے نیچے بڑے بڑے جنگلی شیر باندھ رکھے تھے تاکہ کوئی دشمن اس کے مکان پر نہ جا سکے اور اس کے حکم بغیر اس کے گرد بھی نہ پھرے۔ فی الواقع وہاں کوئی بھی اس کے ڈر سے نہ جا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہما السلام وہاں تشریف لے گئے تو تمام شیروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر سلام کیا اور پھر باادب کھڑے ہو گئے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہی یہ آواز دی کہ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہ آواز بھی فرعون کے کان میں جا پہنچی۔ پردہ زربفت اٹھا کر دیکھا کہ موسیٰ ہیں یہ دیکھ کر چپ ہو رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو برس فرعون کے در پر حضرت موسیٰ رہے اس کے دربان وغیرہ سے کہتے رہے کہ ہم خدا کے رسول ہیں تم لوگ فرعون کے پاس خبر دو۔ وہ مردود کہنے لگے کہ تم لوگ دیوانے ہو۔ اور فرعون تو ہمارا خدا ہے اور تم کیا بکتے ہو۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو فرعون کے پاس جانے دو یا ہماری خبر اس کے پاس پہنچا دو، اور ہم دونوں خدا کی طرف سے آئے ہیں اس کو سیدھے راستے کی ہدایت کرنی ہے، لیکن اس کے دربان کافروں نے نہ مانا اور ایک دن ایک

Marfat.com

Marfat.com

ان کو حضرت موسیٰ کے خلاف ابھارتا جاتا تھا کہ کہیں ان کو یقین نہ ہو جائے۔ پھر فرعون بولا قولہ تعالیٰ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ (۲۶-۲۹) ترجمہ: کہا فرعون نے اگر پکڑے گا تو معبود میرے سوا تو البتہ کر دوں گا میں تجھ کو قیدیوں میں یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے تم پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کہہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ یہ سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! اگر میں یہ کلمہ پڑھوں تو تیرا خدا مجھ کو کیا دیگا۔ اسی وقت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا اگر تو ایمان لاوے گا تو میرا خدا تجھ کو تین چیزیں دیگا۔ اوّل جوانی۔ دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک۔ تیسرے عمر دراز یعنی ایک سو برس کی عمر اور بڑھا دی جائے گی۔ تا کہ تیری زندگی دنیا کے عیش و نشاط میں گزرے اور پھر قیامت میں اس کا حساب نہ ہوگا۔ حضرت موسیٰ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا تھا۔ کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کریں۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ فرعون سے نرم نرم بات کہتے تھے۔ فرعون بولا۔ اے موسیٰ! آج مجھ کو مہلت دے تا کہ میں اپنے وزیروں سے صلاح و مشورہ کر کے جو کچھ مصلحت ہوگی اس کا جواب کل کو دوں گا۔ پھر حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون دونوں اپنی والدہ کے گھر چلے آئے۔ اس کے بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو بلایا اور جو باتیں حضرت موسیٰ سے ہوئی تھیں وہ سب اس کو بیان کر دیں اور بولا کہ مجھ کو اب اور کسی بات کی آرزو نہیں ہے مگر میں اپنی جوانی چاہتا ہوں کہ میں از سر نو جوان ہو جاؤں۔ تب وزیر ہامان بے ایمان نے اس سے کہا کہ ابھی چند روز ہوئے تھے کہ تو نے دعویٰ معبودیت کا کیا ہے۔ اور اب تو اقرار عبودیت کا کرتا ہے اس بات سے تمام خلائق ہنسے گی۔ اور اگر تجھ کو جوان ہونے کی آرزو ہے تو آج ہی شب میں تجھ کو جوان کر دوں گا جب رات ہوئی جواہر فرعون کی داڑھی میں رہتے تھے اس نے ان کو لے کر کسی ترکیب سے کالا خضاب تیار کیا اور فرعون کی داڑھی میں سوتے میں لگا دیا۔ فرعون نے صبح کو اٹھ کر دیکھا تو اپنی داڑھی کو سیاہ پایا پھر اس کو یقین ہو گیا کہ میں جوان ہو گیا ہوں پھر دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اے موسیٰ! تیرے پاس تیرے رب کی کیا دلیل ہے اور تیری پیغمبری کا کیا معجزہ ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِيْنٍ ○ (۲۶-۳۰) کہا موسیٰ علیہ السلام نے اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز تب تو یقین لائے گا میری پیغمبری پر کہا فرعون نے قولہ تعالیٰ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (۲۶-۳۱) ترجمہ: پس لے آ اگر ہے تو سچوں میں سے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا۔ قولہ تعالیٰ فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○ (۲۶-۳۲) پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا اپنا عصا پس ناگاہ اژدھا اسی گز کا ظاہر ہوا اور

Marfat.com

منہ اس کا کھلا رہا اور بہتر پاؤں مثل ہاتھی کے تھے اور بیشمار دانت اس کے ظاہر ہوئے اور دم اس کی مانند نیزے کے تھی اور اس کے منہ کا کف جس جگہ گرتا اس زمین کو بالکل جلا دیتا۔ پھر اس جگہ پر گھاس بھی نہ پیدا ہوتی اور اگر وہ کف کسی آدمی پر گرتا تو وہ فوراً مر جاتا یا پھر اس کو برص کی بیماری ہو جاتی اس مہیب شکل سے وہ سانپ فرعون کے باغ خانے کی طرف گیا پھر اس سانپ نے اس باغ خانے کے قریب پہنچ کر ایک لب اس نے فرعون کے تخت کے نیچے رکھا اور دوسرا لب اس تخت کے اوپر رکھ دیا تاکہ فرعون کے اس کے شاہی تخت کو نگل جائے۔ یہ دیکھ کر فرعون بہت جلدی سے اپنے تخت سے اتر پڑا اور حضرت موسیٰ کے پاس آ کر معذرت کرنے لگا۔ اے موسیٰ تو مجھ کو خدا کی دعوت دینے آیا ہے یا مجھے ہلاک کرنے آیا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا میں تجھے خدا کی دعوت دینے آیا ہوں۔ یہ دیکھ کر فرعون چلا گیا اور پھر اس نے اپنے وزیر ہامان سے مشورہ کیا اس نے کہا اب تو اپنا اثر دکھا ہامان نے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے [illegible]

Marfat.com

جادوگروں نے کہا کہ ہم تم کو تین سو برس سے پرورش کر رہے ہیں اور کپڑا بھی دیتے ہیں، اب اس وقت ہم پر یہ مصیبت آ پڑی ہے تم لوگوں کو یہ کرنا چاہئے کہ اپنے اپنے علم اور جادو سے موسیٰ کو روک دو بلکہ اس کو شرمندہ کر کے ہمارے ملک سے نکال دو تب تم سے ہم خوش ہوں گے اور دولت بھی بہت دیں گے جادوگروں نے کہا کہ ہم سب آپ کے نمک خوار ہیں ذرا بھی حضور کے کام میں قصور نہ کریں گے مگر شرط یہ ہے کہ آلات جادوگری بہت چاہئیں۔ برائے کرم ہم کو منگوا دیجئے ہم سب طلسم تیار کریں گے یہ سنتے ہی فرعون نے حکم دیا اور سب خزانہ اس کے خرچ کے واسطے کھول دیا۔ ریسماں اور یسب وغیرہ جو جو ضروریات سے تھے سب مہیا کر دیا گیا چھ مہینے تک جادوگروں نے طلسم تیار کیا اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معبود برحق کی عبادت میں مصروف تھے اور فرعون ملعون اپنے جادوگروں میں مشغول تھا، اور بارہ ہزار لشکر تیار کیا اور ان کو اس مکان کے داہنے بائیں کھڑے کر دیئے اور اطراف میں اس مکان کے بارہ بارہ کوس تک میدان وسیع تھا۔ اسی میدان میں دوپہر کے وقت جب آفتاب گرم ہوا جادوگروں کے آلات طلسم والے چار ہزار ایک بار جنبش میں آئے اور وہ حشرات الارض سانپ اژدھا اور بچھو بن گئے اور اس میدان کے تمام پتھر و کلوخ موم ہو گئے پھر جادوگروں نے کہا قولہ تعالیٰ

قَالُوْا یَا مُوْسٰی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُھُمْ وَعِصِیُّھُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِھِمْ اَنَّھَا تَسْعٰی ○ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ○ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ (۲۰-۶۵ تا ۶۹)

ترجمہ: کہا ان جادوگروں نے اے موسیٰ! یا تو ڈال یا ہم ہوں ڈالنے والے۔ حضرت موسیٰ نے کہا نہیں تم ہی ڈالو۔ تب انہوں نے ڈالا سب رسیاں ان کی اور لاٹھیاں ان کی خیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ وہ زمین پر دوڑنے لگیں، پھر ڈرنے لگے اپنے جی میں موسیٰ علیہ السلام ہم نے کہا اے موسیٰ! تو نہ ڈر اور البتہ تو ہی غالب رہے گا اور اب آخر میں ڈال اے موسیٰ! جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے نگل جاوے گا وہ سب جو انہوں نے بنایا ہے وہ تو ایک فریب ہے جادوگروں کا پس ڈالا اپنا عصا حضرت موسیٰ نے کہا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ○ (۲۶-۴۵) ترجمہ: پھر ڈالا حضرت موسیٰ نے عصا پس وہ نگلنے لگا جو کچھ انہوں نے سانگ بنایا تھا۔ پھر وہ عصا اژدھا بن کر میدان کے کنارے چل کر آیا اور جو اس میدان میں چار ہزار طلسم جادو کے فرعون کے جادوگروں نے تیار کیے تھے ان سب کو ایک دم ایک ہی لقمہ میں نگل گیا۔ اور جو آلات

Marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: کہا فرعون نے جادوگروں کو البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور پاؤں تمہارے مخالف سے اور البتہ سولی پر بھی کھینچوں گا تم کو اوپر تنڈ کھجور کے پھر البتہ جانو گے تم کونسا ہم میں سے اشد ہے عذاب میں اور کون ہے باقی رہنے والا کہا انہوں نے ہرگز نہ اعتبار کریں گے ہم تجھ کو اوپر اس چیز کے کہ آئی ہے ہمارے پاس دلیلوں سے اوپر اس کے کہ پیدا کیا انہوں نے ہم کو پس حکم کر جو کچھ کہ تو کرنے والا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ حکم کرے گا تو بیچ زندگانی دنیا کے یہ سن کر فرعون لعین نے اپنے جلادوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ چنانچہ ان جلادوں نے حکم پاتے ہی ان جادوگروں کے ہاتھ پاؤں مخالف طرف لیتے پر کاٹ ڈالے اور سولی پر بھی ان لوگوں کو کھینچا۔ پھر ان سے سروں سے آواز آئی قولہ تعالیٰ

قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۲۶-۵۰/۵۱)

ترجمہ: بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف پھر جانا ہے اور ہم لوگ اس چیز کی امید رکھتے ہیں کہ ہم کو ہمارا رب بخشے اور تمام تقصیروں کو درگزر فرمائے اور ہم پہلے قبول کرنے والے ہیں اور مومن سے خدا پر ایمان لانے والے ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون اپنے مکان پر آئے اور خدا کا شکر بجا لائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۱۰-۸۸)

ترجمہ: اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے پروردگار تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کے اے پروردگار ہمارے تاکہ وہ گمراہ کریں تیری راہ سے اے پروردگار مٹا دے ان کا مال اور سخت کر ان کے دلوں کو تاکہ ایمان نہ لاویں جب تک کہ دیکھیں عذاب الیم مارو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ قبول ہو چکی تمہاری دعا سو تم ثابت رہو اور مت چلو راہ ان کی جو انجان ہیں یعنی جلدی مت کرو اور میرے حکم کا انتظار کرو اور چند روز وعدہ ابھی باقی ہے یعنی چالیس برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون برابر فرعون کو دعوت الی اللہ دیتے رہے کہ اے فرعون تو وحدانیت کا اقرار کر اور خدا پر ایمان لا جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا مگر باوجود بار بار تلقین و ہدایت کے اس ملعون نے نہیں مانا اور اپنا جھوٹا دعویٰ خدائی کرتا رہا اور لوگوں کو برابر بہکاتا رہا۔

Marfat.com

پھر کچھ روز بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا قولہ تعالیٰ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَاهَامَانُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ط (۴۰-۳۶،۳۷)

ترجمہ: کہا فرعون نے اے ہامان بنا واسطے میرے ایک محل بلند مینار کے والا تا کہ جا پہنچوں میں آسمانوں کے راستوں پر۔ پس جھانکوں میں موسیٰ کے معبود کی طرف اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں اس کو جھوٹا۔ پس یہ حکم سن کر وزیر ہامان نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد اینٹیں پختہ بنائی جائیں اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اینٹ کی ایجاد سب سے پہلے فرعون کے وزیر ہامان نے کی ہے۔ غرضیکہ اینٹیں پختہ تیار ہونا شروع ہو گئیں اور چند روز میں ایک محل بڑے اونچے مینار کا تیار ہونے لگا اور اس کا مینار اتنا بلند کیا گیا کہ اوپر اس پر اینٹیں رکھنے سے قاصر ہو گئے۔ اتنی بلندی تک اینٹیں نہیں جا سکتی تھیں۔ غرض بہت سا مال خرچ کر کے سات برس میں وہ مینار تیار ہوا۔ سب لوگ حیران ہو رہے تھے کہ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر اس مینار کے پائے تمام مینار سمیت پاش پاش ہو گیا اور اس مینار کے بنانے والوں میں بھی بلبلا پڑا اور جو لوگ اینٹیں پختہ کر رہے تھے وہ بھی اس میں جل کر راکھ ہو گئے اور جو مزدور وہاں کام کر رہے تھے ان کو بھی زیر و زبر کر دیا اور چند ہی لمحوں میں سب کی بنی بنائی کارروائی نے اندھا کر دیا جب تک [illegible] آسیہ خاتون اپنے گھر میں عبادت کرتی تھی اتفاق سے عبادت کے بعد [illegible] فرعون و خارت [illegible] فرعون نے اس بات کو سن کر آسیہ خاتون سے [illegible] ایمان لانے کے [illegible] میں خدا پر ایمان لانے کے [illegible] سے آسیہ خاتون سے [illegible] کہا [illegible] آسیہ خاتون [illegible] جلادوں نے [illegible] مطابق عمل کیا جب ان [illegible] انہوں نے [illegible]

Marfat.com

ایذا دے رہا ہے تاکہ میں موسیٰ کے دین سے پھر جاؤں اور مجھے یہ بھی لالچ دے رہا ہے کہ تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ اور یہ چیزیں میں نہیں چاہتی ہوں پس تو مجھے اس عذاب ایذا سے نجات دے۔ پھر فرعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ تو موسیٰ کے دین کو چھوڑ دے تو میں تجھ کو عذاب و ایذا نہ دوں گا۔ وہ بولیں اے فرعون تجھ کو میرے بدن سے کام ہے میرے دل سے کیا تعلق تو جو چاہے میرے ساتھ کر یہ سن کر اس کے بعد فرعون شقی القلب وہاں سے الگ ہو گیا۔ ایک شخص بصورت موسیٰ آ کر کہنے لگا اے آسیہ خاتون اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے ساتوں آسمان کے دروازے کھولے ہیں اور تمام فرشتے اس وقت تجھ کو دیکھتے ہیں تو اس وقت جو حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگ تیری فرمائش ضرور پوری ہو جائے گی تب وہ بولیں قولہ تعالیٰ

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (۶۶-۱۱)

ترجمہ: بولی فرعون کی بیوی اے رب بنا واسطے میرے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے۔ منقول ہے کہ حضرت آسیہ خاتون رضی اللہ عنہا پہلے فرعون کے گھر میں آتے ہی یہ بولی تھیں کہ یا الٰہی تو ہی میرا مقصود اور تجھی کو میں معبود سمجھتی ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسیہ خاتون شروع ہی سے خدا پرست اور وحدانیت کی قائل تھیں، اور جب وہ فرعون ملعون کے گھر میں داخل ہوئیں تو بہت بڑے مصائب و ایذا میں مبتلا ہوئیں غرضیکہ فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے بار بار کہا کہ تو موسیٰ کے خدا کو بھول جا اور اس کے دین کو چھوڑ دے اور مجھ کو خدا مان لے جیسا کہ اور لوگ مانتے ہیں، ورنہ میں تجھ کو طرح طرح کی ایذا و تکالیف دیتا رہوں گا۔ یہ سن کر آسیہ خاتون بولیں اے فرعون تجھ سے میں نہیں ڈرتی خدا میرا حافظ و ناصر ہے۔ پھر ملعون نے طیش میں آ کر حکم کیا کہ اس کو شکنجہ آہنی میں ڈالا جائے چنانچہ جلادوں نے فرعون کے حکم کی تعمیل کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیا اور گھر بہشت میں دکھلا دیا۔ ان کا خیال بھی بہشت کی طرف رہا اور فرعون کا عذاب ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔ مروی ہے کہ فرشتے نے ایک سیب لا کر بہشت سے ان کے ہاتھ میں دیا اس میں ہی ان کی جان قبض ہو گئی تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو آسیہ خاتون نے پالا تھا فرعون کے گھر میں اور ان کی مددگار بھی وہی تھیں۔ ایمان کو ظاہر کرنے کی وجہ سے فرعون ملعون نے ان کو مار ڈالا اس وجہ سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام فرعون کو چالیس برس تک دعوت خداوند پہنچاتے رہے۔ لیکن آخر وہ مردود حقیقی خدا پر ایمان نہ لایا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا بھی خیال کیا اور کہا چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ○ (۲۶-۲۶)

ترجمہ اور بولا فرعون اپنے ارکان دولت سے مجھ کو چھوڑ دو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ کو اور میں [illegible] اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ اپنے رب کو نہ پکارے اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ [illegible]

[illegible]

وَقَالَ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ مُّوْسٰٓی اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ○ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ○ (۷-۱۳۳)

ترجمہ اور بولا فرعون کہ اگر تم چلو گے موسیٰ کے پیچھے تو تم ہو جاؤ گے نقصان والے پھر پکڑا ان کو طوفان نے اور ٹڈی نے اور جوؤں نے اور مینڈکوں نے اور خون نے نشانیاں جدا جدا پھر بھی وہ تکبر کرتے رہے اور تھے لوگ گناہگار

Marfat.com

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ط قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَ هُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَ هُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ○ (۷-۱۲۷)

ترجمہ: اور سرداروں نے قوم فرعون سے کہا کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو کہ فساد پھیلا دیں ملک میں اور موقوف کرے تجھ کو اور تیرے بتوں کو یہ سن کر فرعون نے کہا کہ اچھا اب ہم ان قوموں کے بیٹوں کو ماریں گے اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو اور ہم ان پر زور آور ہیں۔ بس فوراً ملعون نے اپنا حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے بیٹے ہیں ان سب کو مار ڈالو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھو اور آئندہ سے کوئی مرد بھی اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرے اور ان کو یہ بھی بتا دو کہ دیکھو ہم قاہر ہیں مقہور نہیں ہیں کہو کہ ہم جبار ہیں مجبور نہیں اور ہم سب دولت والے ہیں مفلس و قلاش نہیں ہیں۔ ہم لوگوں سے مقابلہ کوئی کیونکر کرے گا ان باتوں کو بنی اسرائیل نے سن کر کہا اے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اگر آپ نہ آتے تو اتنا عذاب فرعون ہم پر نہ کرتا اب قوم قبطی اور فرعون پہلے سے زیادہ عذاب کرنے لگے ہیں اور ہم پر تیری سختی آ پڑی ہے۔ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا قولہ تعالیٰ

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۷-۱۲۸،۱۲۹)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی قوم کو کہ تم لوگ اپنے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور پھر ثابت قدم رہو تحقیق زمین ہے اللہ تعالیٰ کی جس کو وہ چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اپنے بندوں میں سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو کامیابی ہوگی وہ بولے کہ ہم پر سخت تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو آ چکا تو بھی تکلیف بدستور رہی۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ وقت بالکل قریب آ چکا ہے کہ تمہارا رب اس قوم کو ہلاک کرے گا۔ یعنی تمہارے دشمن نیست و نابود کرے گا اور پھر اس زمین کا وارث بنا کر خلیفہ بنائے گا پھر دیکھتے ہیں کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر سال فرعون کو اور اس کی قوم کو ایک ایک نشانی دکھاتے گئے اور خدا کے عذاب سے بھی ڈراتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ (۱۷-۱۰۱)

ترجمہ: اور دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں ظاہر میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب عذاب

Marfat.com

خداوندی سے ان کافروں کو ڈراتے تھے وہ کہتے تھے اے موسیٰ! اگر تو اس عذاب سے ہم کو بچا لے گا تو ہم لوگ تجھ پر ایمان لے آویں گے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خداوند قدوس سے دعا کرتے تو عذاب ٹل جاتا اور جب کافر یہ دیکھتے کہ عذاب آیا ہوا ہم سے ٹل گیا تو وہ پھر ایمان لانے سے منکر ہو جاتے اور ایمان نہ لاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ (۷-۱۳۵،۱۳۶)

ترجمہ اور جس وقت پڑا کافروں پر عذاب تو بولے اے موسیٰ دعا کر ہمارے لئے اپنے رب سے جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے اگر تو ہٹا دے ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لاویں گے اور بھیج دیں گے تیرے ساتھ قوم بنی اسرائیل پھر جب ہٹا دیتے ہم ان سے عذاب ایک مدت تک جو ان کو پہنچنا تھا اچانک وہ اپنے وعدے سے پھر جاتے تھے (ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

یعنی ہر بار عذاب ہٹنے کے بعد ایمان لانے کا وعدہ کرتے تھے اور پھر وعدہ خلافی کرتے تھے۔ آخر کار ان کی سرکشی اور وعدہ خلافی حد سے بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دریا میں غرق کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ (۴۳-۴۶ تا ۵۰)

ترجمہ اور بھیجا ہم نے موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس سو وہ ان کے سامنے لائے ہماری نشانیاں جب کی سو وہ ان پر ہنسنے لگے اور ہم نہ دکھلاتے تھے ان کو کوئی نشانی مگر وہ بڑی تھی اپنی بہن سے اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں شاید وہ باز آویں اور بولے اے جادوگر دعا کر ہمارے لئے اپنے رب سے جیسا سکھا رکھا ہے تجھ سے اس نے اگر ہم راہ پر آ جائیں گے پھر جب اٹھا لی ہم نے ان پر سے تکلیف تب ہی وہ اپنے وعدے سے پھر گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی نشانیاں دکھائیں اور ان کے ذریعہ سے اس قوم نے بار بار ایمان سے انکار کیا۔ اب ان کی سرکشی کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ (۷-۱۳۰)

ترجمہ اور پکڑا ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں شاید وہ سمجھیں۔

Marfat.com

پیدا نہیں ہوئے مارے بھوک اور پیاس کے لوگوں نے فرعون کے آگے گریہ وزاری کی قوم کی گریہ زاری دیکھ کر اس ملعون نے ستر ہزار مہمانوں کو سرائے بنا کر کھانا کھلایا۔ آخر پھر وہ تمام غلہ ختم ہو گیا اور قحط بدستور جاری رہا۔ اور قحط سے لوگ پریشان ہوئے اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے اے فرعون جو ہم پر قحط آ پڑا ہے یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہے یہ سن کر فرعون بولا کہ تم سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اور پھر اس سے کہو کہ اے موسیٰ! یہ قحط کا عذاب تمہارا خدا ہم پر سے اٹھا لے تو پھر ہم سب تیرے خدا پر ایمان لے آویں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ (۷-۱۳۱) ترجمہ: پس جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہمارے واسطے اور اگر پہنچی ان کو برائی تو شومی بتاتے موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے ساتھ والوں کو۔ آخر قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر مکر و فریب سے رو رو کر کہنے لگی۔ اے موسیٰ! اپنے خدا سے کہو یہ قہر ہم پر سے دور کرے۔ تب ہم سب ایمان لاویں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ قحط جاتا رہا لیکن پھر بھی وہ مردود ایمان نہ لائے اور کہنے لگے اے موسیٰ! جو تو لاوے گا ہمارے پاس اپنی کوئی نشانی کہ اس سے تو ہم پر جادو کرے تو ہم تجھ پر ایمان نہیں لاویں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعائیں کیں جس کی وجہ سے ان پر مندرجہ ذیل بلائیں نازل ہوئیں قولہ تعالیٰ

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ (۷-۱۳۳)

ترجمہ: پھر ہم نے بھیجا ان پر طوفان مینہ کا اور ٹڈی اور چیچڑی یعنی جوئیں اور مینڈک اور لہو، دیہو تنی نشانیاں جدا جدا پھر تکبر کرتے رہے اور درحقیقت وہ لوگ تھے گنہگار تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس برس فرعون سے مقابلہ رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن مالوف کو جانے دے لیکن اس نے نہ مانا اور برابر ادھر ادھر کی حیلہ سازیاں کرتا رہا۔ مجبوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے بددعائیں کی جس کی وجہ سے یہ بلائیں ان پر آتی رہیں۔ یعنی دریائے نیل بہت چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہو گئے اور ٹڈیاں سبزی کھا گئیں اور پھر آدمیوں کے کپڑوں میں جوئیں کثرت سے پڑ گئیں اس طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور تمام پانی خون بن گیا۔ لیکن ان سرکش کافروں نے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول تسلیم نہ کیا اور برابر انکار ہی کرتے رہے۔ پہلا عذاب ان پر طوفان کا نازل کیا گیا تو اس وقت لوگوں نے کہا اے موسیٰ! اس بلا سے بچاؤ کے لیے اپنے رب سے دعا کر۔ تا کہ ہم کو اس سے نجات ملے اور

Marfat.com

Marfat.com

سکتے اور کہنے لگے کہ ہم سب موسیٰ علیہ السلام سے سخت عاجز آ گئے ہیں وہ ہم کو ہر ہفتہ ایک نہ ایک بلا میں خبر دار کرتا ہے فرعون بولا تم مت ڈرو یہ تو اس کے جادو کے کھیل ہیں بلکہ تم پھر اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ اب ہم تم کو مانیں گے کہ اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دلا دو تب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر التجا کی۔ پھر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی خدا کے حکم سے جتنے مینڈک تھے سب کے سب ختم ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تم ایمان لے آؤ خدا پر، آخر کار انہوں نے انکار کیا اور نہ مانا۔ جہنم کی راہ لی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے مناجات کی۔ تو پھر ان مردودوں منکروں کے پینے کے پانی دریا ندی سب لہو بن گئے۔ اور جب قوم بنی اسرائیل اس کو پیتی تو صاف ہوتا۔ اور اگر قوم فرعون اسی پانی کو پیتی تو وہ خون بن جاتا۔ پھر عاجز ہو کر فرعون سے کہنے لگے کہ اب تو ہم سخت عاجز آ گئے ہیں۔ کہ ہر جگہ کا پانی لہو بن گیا ہے۔ اور کسی جگہ پانی پی نہیں سکتے۔ یہ سن کر فرعون ملعون کہنے لگا کہ سب تم سازی موسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ لہٰذا پھر تم اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ! اب کی دفعہ تو اور نجات دلا دو ہم لوگ ضرور تیرا دین قبول کر لیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی قوم کے کہنے سے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ خدا کے حکم سے وہ ندی نالے دریا جو خون بن گئے تھے وہ سب پانی بن گئے اور پھر اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہر ہر بلا جب ان کافروں پر نازل ہوتی تھی تب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر تضرع وزاری اور عذر حیلہ کر کے ایمان لانے کا وعدہ دے کر اپنے سر سے بلا دور کروا لیتے تھے۔ اور جب وہ بلا ان کے سر سے ٹل جاتی تو پھر منکر ہو جاتے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا ..... الخ (۷-۱۳۴) ترجمہ: جب آن پڑتا ان پر عذاب تو بولتے اے موسیٰ! پکار اپنے رب کو ہمارے واسطے جیسا کہ اس نے تجھ سے عہد رکھا ہے اگر تو نے یہ عذاب ہم سے اٹھا لیا تو بے شک ہم تجھ کو مانیں گے اور رخصت کریں گے قوم بنی اسرائیل علیہ السلام کو تیرے ساتھ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اٹھا لیا ہم نے ان سے عذاب ایک وعدے تک کہ ان کو پہنچتا تھا۔ تب ہی وہ منکر ہو جاتے اور ہرگز ایمان نہ لاتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون نے اپنے خدا سے بددعا کی اے رب تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو زینت مال و دنیا کی اور وہ اپنی زندگی میں لوگوں کو تیری راہ سے بہکاتے ہیں اے اللہ تو ان لوگوں کا سب مال و دولت ان سے مٹا دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قولہ تعالیٰ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۱۰-۸۸) ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب مٹا دے ان کے مال اور سخت کر ان کے دلوں کو

Marfat.com

Marfat.com

سن کو قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے حکم پانے سے شاہی خزانہ سے جا کر سونے اور چاندی، لعل و جواہر کے زیورات اور جو کچھ ان کو مطلوب و مقصود تھا لے لیا اور وزیر ہامان نے اور دیگر قبطیوں کے گھر جا کر بھی جو ضرورت کے سامان لے لئے اور قبطیوں نے بھی ان کو دینے میں کوئی تردد نہ کیا۔ کیونکہ ہر سال بنی اسرائیل ان سے زیورات عاریۃً مانگ کر نماز پڑھنے کے لئے عید کے دن میدان کی طرف نکل جاتے تھے۔ اس لئے آج بھی سونے اور چاندی کے اسباب دینے میں ان پر کچھ گمان فرار کا نہ کیا اور بے تکلف دیدیا۔ بعض تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شمار میں بنی اسرائیل چھ لاکھ مرد مقاتل۔ اور بالغ سوائے عورتوں اور لڑکے تھے۔ سب کے سب کمر باندھ کر مصر سے نکل جانے کو تیار ہوئے۔ خدا کی مرضی سے ایسا ہوا کہ اسی دن شہر میں وبا پڑی کہ ہر ایک قبطی کے گھر میں ایک ایک بڑا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے اپنے غم میں رونے لگے۔ جب رات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے تمام لشکر کے مصر سے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مقدم لشکر کر کے قوم بنی اسرائیل کو جماعت جماعت بنا کر پیچھے روانہ کیا اور پھر آخر میں آپ بھی روانہ ہو گئے اور دریائے نیل کے کنارے ایک بڑے میدان میں جا پہنچے اور وہ تاریخ نویں محرم الحرام کی تھی جب سحری ہوئی تو فرعون کو خبر ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام قوم بنی اسرائیل مل کر تمہارا مال و متاع اور سونا چاندی وغیرہ لے کر شب گزشتہ مصر سے نکل کر نہیں بھاگ گئی فرعون بولا تم جاؤ اور ان کا پیچھا کرو پکڑ کر سب کو مار ڈالو۔ اتنا مال و اسباب تمہارا اور ہمارا وغیرہ لے کر بھاگ گئے یہ خبر تمام شہر میں اور اپنے تمام سپہ سالاروں کو بھیجی اور نقارہ کوچ رحلت کا مارا چونکہ اس کی آواز بہت بلند تھی اس لئے آواز سنکر تمام سپاہ و لشکر چاروں طرف سے شام کے وقت دوشنبہ کے دن فرعون کے دروازے پر حاضر ہو گئے اس وقت ایک سو امیر سردار لشکر فوج کے تھے اور ہر ایک امیر کے ہمراہ سو سو دس دس رہتے تھے اور فرعون نے اپنے ہمراہ سات لاکھ غلام سیاہ پوش لے کر اور خود بھی سیاہ لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو کر وزیر ہامان کو مقدم لشکر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا اور دریائے نیل کے کنارے بڑے میدان میں بنی اسرائیل کو دیکھا چونکہ وہ لوگ تین دن اسی میدان میں ٹھہرے رہے اور بنی اسرائیل کی قوم نے جب فرعون کی قوم کا حشمت اور دبدبہ دیکھا تو وہ خوف سے کہنے لگے کہ شائد اب ہم کو فرعون اور اس کی قوم پکڑ لے گی اور اتنے بڑے لشکر سے ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے کیونکہ فرعون کی فوج بہت ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ فَلَمَّا تَرَاۤءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (۲۶-۶۱) پس جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے، کہا موسیٰ نے کیوں گھبراتے ہو اے میرے ساتھیو! رب میرا میرے ساتھ ہے اور وہی مجھ کو راہ بتائے گا اور مجھ کو اور میرے قوم کو

Marfat.com

Marfat.com

اور پوری قوم کو ڈبو دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرعون اپنے ڈوبتے وقت کہتا تھا کہ میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے خدا پر اور اس کے رسول پر چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ (۱۰-۹۰) ترجمہ: اور پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے جب تک کہ پہنچا اس پر دباؤ کہا فرعون نے کہ ایمان لایا میں کہ کوئی معبود نہیں کہ جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل میں بھی فرمانبرداروں سے ہوں۔ خدا کے فرمانے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو کہا قولہ تعالیٰ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (۱۰-۹۱) ترجمہ: کیا اب ایمان لاتا ہے اور تحقیق تو نافرمانی کر چکا ہے پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے۔

فائدہ: جبرائیل نے کہا اس کو اے فرعون تو ساری عمر اللہ کا مخالف رہا اور اب عذاب دیکھ کر ایمان لایا اور اب کامل یقین کرتا ہے اب اس وقت کو یقین لانا کیا معتبر ہو سکتا ہے۔ تف ہے تجھ پر اور ایک مشت خاک لے کر اس کے منہ پر ڈال دی۔ پس وہ بد بخت اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں ڈوب کر مرا۔ قولہ تعالیٰ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ (۱۰-۹۲) ترجمہ: سو آج بچاویں گے تجھ کو تیرے بدن سے تاکہ ہووے پچھلوں کو نشانی اور البتہ بہت لوگ ہماری قدرتوں پر دھیان کریں۔

فائدہ: وہ بیوقوف جیسا بے فائدہ ایمان لایا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے مرنے کے بعد اس کا بدن دریا سے نکال کر ایک ٹیلے پر ڈال دیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کو دیکھ کر شکر کریں اور پھر عبرت حاصل کریں بدن بچنے سے اس کو کیا فائدہ۔ پس حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ فرعون ملعون مع اپنے تمام لشکر کے خدا کے حکم سے دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ یہ سنکر قوم بنی اسرائیل نے کہا اے حضرت موسیٰ جب تک ہم اس کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تب تک اس کے ڈوبنے پر ہم کو یقین نہ ہوگا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی اس دعا کی برکت سے موج دریا نے ان سب کی لاشوں کو جہاں بنی اسرائیل تھے پہاڑوں پر پھینک دیا۔ ہڈیاں ان کی درہم برہم ہو گئیں تھیں اور ان کے قلب میں کچھ رمق جان باقی نہ تھی بنی اسرائیل دیکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۲-۵۰) ترجمہ: اور ڈبو دیا ہم نے فرعون کے لوگوں کو اور یہ کہ تم دیکھتے ہو ایک شخص نے بنی اسرائیل کی قوم سے آرزو کی کہ اللہ مجھ کو فرعون سے ملا دے تو میں اس کی ڈاڑھی سے اپنے گھوڑے کی باگ بناؤں گا۔ مرضی الٰہی سے اس نے اسی دن فرعون کو باریش سرخ دریا کے کنارے مردہ پایا پھر اس کی ڈاڑھی سے اپنے گھوڑے کی باگ بنائی اور اس نے وزیر ہامان کو بھی بہت تلاش کیا پر وہ نہ ملا۔ تب وحی نازل ہوئی۔ اے موسیٰ! اب تم مصر جاؤ اور ہامان کو مصر ہی میں پاؤ گے اس کو میں دوسرے عذاب میں گرفتار کروں گا۔ یہ حکم سن کر حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

بیان حضرت موسیٰ کے وطور پر جانے کا اور ان کی قوم کے گوسالہ پوجنے کا

Marfat.com

کرسی پر بیٹھ کر مناجات کی۔ اس کے بعد حکم الٰہی ہوا اے موسیٰ علیہ السلام تیس دن رات روزہ رکھ تا کہ میں اپنی کتاب توریت نازل کروں۔ پھر اس سے تمام خلائق راہ پاوے۔ اور میری شریعت سیکھیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً (۷-۱۴۲) ترجمہ اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت موسیٰ نے تیس رات دن کا روزہ رکھا متواتر۔ پھر اپنی قوم سے کہا خدا تعالیٰ مجھ پر توریت نازل کرے گا تا کہ تم کو شریعت سکھاؤں اور تم اس کے ذریعے سے ہدایت پاؤ۔ وہ بولے اے موسیٰ! ہم جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے اس وقت تک ہم کو یقین نہ ہوگا۔ تب حضرت موسیٰ نے کہا کہ چلو تم چند آدمی قوم کے سردار و عالم میرے ساتھ وہ طور پر کہ کتاب دکھاؤں گا۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنکر ان کی قوم کے انہتر آدمی عالم وصالح ساتھ ہوئے اور ایک آدمی یوشع بن نون دیرینہ جو باریش سفید تھے ان کو لے کر ستر آدمی چلے اور کہا تم سب باطہارت لباس پاکیزہ پہن کر میرے ساتھ چلو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ (۷-۱۵۵) ترجمہ: چن لئے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد واسطے وعدے کے ہمارے پاس پس سب کو لے کر طور پر آئے اور ایک پتہ درخت سے توڑ کر چبانے لگے اور حکم الٰہی کے منتظر رہے فوراً جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اے موسیٰ! میں نے تجھ کو روزہ رکھنے کا کہا تھا اس واسطے تو نے روزہ توڑا۔ حضرت موسیٰ نے کہا میرے خداوند تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے تیس روزے رکھے مگر بوئے دہن سے میں ڈرا کہ کہیں میرے منہ سے بو نکلے اس واسطے پتا چبایا مسواک کا۔ حکم ہوا اے موسیٰ! میری خدائی کی قسم ہے روزہ دار کے منہ کی بو مجھ کو بہت زیادہ محبوب ہے اور وہ میرے نزدیک مشک وعنبر سے بھی زیادہ بہتر ہے کیوں تو نے بغیر میری اجازت کے روزہ افطار کیا۔ اس لئے اس کے بدل اور دس رات دن روزہ رکھ یعنی محرم الحرام کی دسویں تاریخ تک پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس روزے پورے کیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ (۷-۱۴۲) ترجمہ: اور پورا کیا حضرت موسیٰ نے اور دس روزے سے تب پوری ہوئی مدت اس کے رب کی چالیس رات کیونکہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان ستر آدمیوں کے ساتھ جو طور پر گئے تھے فرمایا اے موسیٰ! اور دس روزے رکھ تب تجھ کو اپنی کتاب توریت دوں گا۔ اس بات کو سن کر وہ سب یقین نہ لائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو اللہ تعالیٰ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (۲-۵۵) اور جب کہا تم نے اے موسیٰ! ایمان نہ لاویں گے ہم تم پر یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر سامنے۔ حضرت موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم گفتگو خالق اور مخلوق کی تمیز نہ کر سکو گے کیونکہ مخلوق کی بات بغیر کان

Marfat.com

Marfat.com

الْحَیْضِ اَتَطْمَعُ رُؤْیَةَ رَبِّ الْعِزَّةِ روایت کی گئی ہے یہ سات دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا یَارَبِّ اَرِنِیْ اور آسمان کے فرشتے ان کو ہر مرتبہ یہی کہتے تھے یَابْنَ النِّسَآءِ الْحَیْضِ اَتَطْمَعُ تا آخر پھر ستر ہزار شخص پشمینہ پوش اپنی صورت میں دیکھے عصا ہاتھ میں اور پکارتے ہوئے یَارَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے متعجب ہوئے کہ ہر شخص خواہندہ دیدار حق تعالیٰ کا ہوا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ان کے سوا میری مانند اور بھی کوئی دوسرا ہے؟ خطاب آیا کہ اے موسیٰ! میری قربت کے سبب تو نے بزرگی پائی۔ اپنے تئیں جانتا ہے کہ تیرا کوئی مثل کوئی نہیں بلکہ یوں جان کہ ایک پل میں تجھ سے صدہا پیدا کر سکتا ہوں۔ اس بات کو سن کر پھر ذوق وشوق سے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی: قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ترجمہ: بولے اے رب تو مجھے اپنا جلوہ دکھا اور میں یہی تمنا رکھتا ہوں۔ تب جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ (۷-۱۴۳) ترجمہ: کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا دنیا میں لیکن تو نظر کر اپنی پہاڑ کی طرف پس اگر قائم رہے وہ اپنی جگہ پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو دنیا میں پس جب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی دکھائی اپنی تو پہاڑ پر موسیٰ گر پڑے اسی وقت بے ہوش ہو کر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۷-۱۴۳) ترجمہ: پس اپنی تجلی ڈالی پروردگار نے پہاڑ کی طرف تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو کہا: موسیٰ علیہ السلام نے تیری ذات پاک ہے اور میں نے توبہ کی تیرے پاس میں سب سے پہلے یقین لایا۔ بعض تفسیروں میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی تھی اور بغیر فرشتے خداوند قدوس سے کوہ طور کلام کیا اور پھر ان کو شوق ہوا کہ خدا کا دیدار بھی دیکھیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی پہاڑ کی طرف کی تو ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور اس کی برداشت نہ ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو فرمایا قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ (۷-۱۴۴) ترجمہ: کہا اے موسیٰ برگزیدہ کیا میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنے پیغام بھیجنے کیوجہ سے اپنے کلام کرنیکی وجہ سے پس پکڑ جو کچھ دیا ہم نے تجھ کو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ بہشت سے لوحیں زمرد کی لائیں اور قدرت کے قلم کو حکم ہوا اس پر کتاب توریت لکھے تقریباً چار ہزار فرشتوں نے ان تختیوں کو لے کر حضرت موسیٰ کے سامنے لا کر رکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو دیکھا کہ اس میں ایک ہزار سورت اور ہر سورۃ میں ہر آیت کی درازی

Marfat.com

Marfat.com

بیان گئوسالہ پرستی قوم بنی اسرائیل اور سامری کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زرگر تھا۔ اس کا نام سامری تھا اور اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامری حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا۔ جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے قبضہ سے نکال کر مصر لے چلے اس وقت یہ سامری بالکل بچہ تھا۔ جب دریا کے کنارے سب اکٹھے ہوئے تو لوگوں نے اس سامری کو بہت ڈھونڈا لیکن اس کو اس گنتی میں نہ پایا۔ مصر آتے وقت راستے میں اکیلے بیٹھے روتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اپنے بازوؤں پر بہت روز تک رکھا یہاں تک کہ جب ماں باپ اس کے گھر میں آئے تب حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو لیجا کر اس کے ماں باپ کے گھر کے دروازے پر بٹھا کر چپکے سے چلے گئے کیونکہ سامری کو حضرت جبرائیل سے بہت محبت تھی۔ ان کے چلے جانے اور جدا ہونے کی وجہ سے بلند آواز سے رونے لگے۔ ان کے باپ ان کے رونے کی آواز سن کر اپنے گھر سے باہر نکل آئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اپنا ہی بیٹا رو رہا ہے تب گود میں اٹھا کر اسے اپنے گھر میں لے گئے اندر گھر میں اس کی ماں بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد چند روز تک سامری نے زرگری سیکھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو اپنا نائب بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے اور ستر آدمیوں کو لے کر کوہ طور پر گئے تھے۔ اس کے بعد سامری نے فرصت پا کر سب قوم کو جمع کر کے کہا کہ آج بیس دن ہوئے ستر آدمی بزرگ کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اس کے خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ سب کوہ طور پر مر گئے۔ اگر تم لوگ اس کی صداقت چاہتے ہو تو اس کے خدا کو میں تمہیں دکھاؤں تا کہ تم اس سے پوچھ لو تب حال معلوم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا اچھا اس میں کیا مضائقہ ہے تب سامری مردود نے سونا سے ایک قالب صورت گئوسالہ بنا کر بطور سانچے کے اس کو آگ میں رکھ دیا اور پھر اس مردود نے سونا و چاندی بہت سا لا کر اس آگ میں سانچے پر ڈال دیا وہ دونوں پگھل کر پانی ہو کر اس قالب کے اندر بیٹھ گیا اور پھر وہ بچھڑے کی صورت بن گیا۔ سامری نے اس قالب کو آگ سے نکال کر ایک بچھڑا سونے کا خوبصورت اس کے اندر سے نکال کر پاک و صاف کر کے رکھ دیا۔ اور اس کا نام بھی گئوسالہ سامری رکھا۔ اور پھر اسی کو قوم سامری پوجتی تھی۔ اور بعض محققوں نے یوں لکھا ہے کہ فرعون کے دریا میں غرق ہونے کے وقت سامری اس وقت طفل نہ تھا بلکہ جوان تھا۔ اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے لشکر میں آیا جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا تو اس کے زیر سم مرتبے اور بزرگی سے تازہ گھاس پیدا ہوتی تھی۔ سامری نے معلوم کیا کہ شائد جبرائیل علیہ

Marfat.com

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون دونوں سگے بھائی تھے۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بھائی ہارون کے سر کے بال چھوڑ دیئے اور کہا گئو سالہ کس نے بنایا وہ بولے سامری نے بنایا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو بلا کر زجر و تہدید کیا اور پھر کہا کس طرح بنایا تو نے اس کو اور تو کیوں خدا کو بھول گیا اور اس چیز کے بنانے سے قوم میں فتنہ ڈالا۔ اور یہ گئو سالہ بنا کر قوم کو گمراہ کر دیا۔ یہ سن کر سامری بولا کہ میرے دل نے یہی مجھ سے کہا قولہ تعالیٰ

قَالَ بَصُرْتُ بِمَالَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ الخ (۲۰-۹۶)

ترجمہ: کہا سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا میں نے اس چیز کو کہ نہ دیکھا لوگوں نے اس کو پھر لی میں نے ایک مٹھی خاک پاؤں کے نیچے اس بھیجے ہوئے کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اور وہی خاک میں نے ڈال دی گئو سالہ کے منہ میں تب سے یہ بات نکلی اور یہی مصلحت دی مجھ کو میرے دل نے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ الٰہی اگرچہ سامری نے گئو سالہ بنایا اس کو بولنے کے واسطے زبان کس نے دی۔ ندا آئی اے موسیٰ! اس کو بولنے کی قوت میں نے دی۔ پھر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یہ سب تیرا آزمانا ہے قولہ تعالیٰ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ الخ (۷-۱۵۵) ترجمہ: کہا موسیٰ علیہ السلام نے الٰہی یہ سب تیرا آزمانا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو تو چاہتا ہے تو ہے ہمارا دوست پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ جناب باری تعالیٰ سے وحی آئی اے موسیٰ علیہ السلام تم نے اپنی قوم اپنے بھائی ہارون کے سپرد کی تھی کہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں نگہبان رہے گا۔ کیوں تم نے مجھ کو نہ سونپا کہ ہم ان کو راہ پر رکھتے۔ جب حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت پہنچی تو آپ نے اپنی امت کو خدا پر سونپا۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حشر کے دن اولاد آدم ایک سو بیس صفوں میں مشرق سے مغرب تک کھڑی کی جاوے گی ان صفوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اسی صفیں ہوں گی اس وقت خدا تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! تمہاری امت میں جتنے چھوٹے بڑے ہیں دیکھ لو موجود ہیں اور پھر اس وقت جو کچھ مجھ سے مانگو سو پاؤ گے یہ سنتے ہی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے۔ اے پروردگار! میرے اس وقت میری امت میں عرصات کہاں رہے گی اور میں کہاں لے جاؤں گا تو ان کا گناہ بخش اور عفو فرما اور ان کو بہشت دے اور ان کے درجات بلند فرما اور پھر اپنے دیدار سے شاد فرما تا کہ تیرا فضل و کرم ظاہر ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی میں نے توبہ کی اور تو میری توبہ قبول کر، پھر حکم ہوا کہ اے موسیٰ! تمہاری توبہ قبول ہوگی۔ مگر تم اپنی قوم کے گئو سالہ پرستوں کو ایک دوسرے سے قتل کرواؤ یا پھر اپنے وطن سے خالی ہاتھ ان کو نکال دو

Marfat.com

Marfat.com

اوپر ان لوگوں نے کہ گویا وہ ایک سائبان ہے اور جانا انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا ان پر کہا ہم نے جو پہنچایا تم کو ساتھ قوت اور یاد کرو جو کچھ اس کتاب کے ہے تا کہ تم بچو۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم خدا پر ایمان لاؤ اور کتاب توریت کو پڑھو اور اس پر عمل بھی کرو اور گئو سالہ پرستی کو چھوڑ دو۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بعض لوگوں نے کہا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (۲-۹۳) یعنی ہم نے سنا اور پھر اس کو نہ مانا۔ جب منکروں نے یہ کہا تو پہاڑ ان کے سر کے قریب آیا تو اس کو دیکھ کر سب نے سجدے کئے۔ پھر پہاڑ جو درحقیقت عذاب تھا وہ بھی نیچے اترا اور جب وہ کھڑے ہوتے تو پہاڑ بھی ان کے سر پر تھا رہتا یہ دیکھ کر مارے ڈر کے سب کے سب سجدے میں گر گئے اور پھر اپنا آدھا سر منہ میں لیتے اور نگاہ کو بار بار اٹھا کر اس پہاڑ کو دیکھتے تھے کہ کہیں یہ پہاڑ ہمارے سروں پر نہ گر پڑے جس میں دب کر ہم سب مر جائیں۔ پس بعض ایمان لائے اور بعضے کہنے لگے کہ ہم ایمان تو لائے مگر اپنے دل سے نہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر سے پہاڑ اٹھا لیا اور جو لوگ منکر تھے وہ اپنے گئو سالہ پرستی میں رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قسم دے کر فرمایا کہ میں اس گئو سالہ کو پارہ پارہ کر کے جلا دوں گا اور پھر اس کو دریا میں بہا دوں گا۔ غرض کہ اس کا نام و نشان نہ رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا الخ (۲۰-۹۷) ترجمہ: کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے دیکھ طرف اپنے معبود کے جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معتکف ابھی جلا دوں گا اس کو اور پھر اس کو اڑا دوں گا دریا میں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا فلانی گھانس سے اس بچھڑے کو جلا ڈالو۔ تب یہ اچھی طرح سے جل جاوے گا اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پتھر سے چور چور کر کے ذرہ ذرہ کر کے دریا میں ڈال دو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پتھر سے چورہ کر کے دریا میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ان گئو سالہ پرستوں نے دریا میں جا کر اس کا پانی پی لیا مارے کفر کے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ (۲-۹۳) ترجمہ: اور پلایا گیا دلوں میں ان کے بچھڑے کی محبت بسبب کفران کے روایت ہے کہ جو کوئی اس کا شستہ پانی دریا میں جا کر پی آیا تو اس کا تمام بدن سیاہ ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا لہٰذا میں اس واقع کو جو سامری اور گئو سالہ پرستی کا تھا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان قارون کے ہلاک ہونے کا

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ ان تختیوں سے

Marfat.com

Marfat.com

اپنے حصہ سے مطابق دنیا میں کھا اور پہن اور اپنے زیادہ مال سے آخرت کما اور وہ کام کر کہ جس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور ان پر تیرا احسان ہو جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد مت پھیلا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کرنیوالوں کو اور صدقات اور زکوٰۃ اور خیرات دیا کر محتاجوں کو تا کہ اس سے آخرت میں تمہارا بھلا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (۲۸-۷۷) یعنی بھلائی کر جیسی اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی تجھ سے قارون بولا قولہ تعالیٰ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ترجمہ: قارون بولا اے موسیٰ! یہ مجھ کو ملی ہے دولت ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے اور تیرا خدا میرے مال پر کیا حق رکھتا ہے رب العزت نے ارشاد فرمایا اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ الخ (۲۸-۷۸) ترجمہ: اور کہا نہ جا اس طرف کیا اس نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے سنگین اور قوت والی جماعت کو ہلاک کر چکا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ گنہگاروں سے ان کے گناہ پوچھے نہ جائیں گے اور بے پوچھے وہ تمام سب کے سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور باغی ہو گیا پھر اس نے ایک ایسا عالی شان مکان بنوایا کہ اونچائی اس کی اسی گز تھی اور اس پر کنگرے بڑے بڑے بنائے تھے اور طلا کاری سے مزین کیا تھا اور تخت مرصع تھا۔ یہ جو کچھ لکھا گیا سب جامع التواریخ سے لکھا ہے اس کے بعد قارون نے بنی اسرائیل کی دعوت کی اور وہ دو گروہ ہو گئے ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری میں۔ اور دوسرا گروہ قارون کے ساتھ فسق و فجور شیطانی میں رہا۔ ایک دن قارون اپنی عورت کو خوشی سے لباس فاخرہ پہنا کر اور ہزار غلام و لونڈی کو بھی مرصع جواہرات سے آراستہ کر کے ہمراہ لے کر پھرنے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ (۲۸-۷۹) ترجمہ: پس نکلا قارون اپنی قوم کے سامنے ساتھ آرائش کے اور بہت بڑی تیاری کے اپنا تاج بھی مرصع جواہرات سے کر کے اپنے سر پر رکھ کر نکلا تا کہ اس کو آفتاب کی گرمی نہ پہنچے۔ اور اس کے غلام سب کے سب دائیں بائیں چلتے تھے اور کچھ غلام اس کے آگے اور کچھ پیچھے بھی چلتے تھے۔ یہ دیکھ کر جو لوگ مال اور زندگانی دنیا کے طالب تھے وہ اس کو دیکھ کر کہنے لگے اور ان کے دل میں حرص پیدا ہوئی قولہ تعالیٰ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا الخ (۲۸-۷۹) ترجمہ: کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے افسوس کس طرح ہم کو ملے جیسی کہ ملی ہے دولت قارون کو۔ بیشک اس کی بڑی قسمت ہے اور وہ بولا جس کو ملی تھی سمجھ بوجھ اے خرابی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر صبر کرنے والوں کو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ قارون کو کہہ دو کہ وہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے اور اس حساب سے ادا کرے کہ

Marfat.com

Marfat.com

ئی موسیٰ علیہ السلام کو پس پاک کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے جو وہ کہتے تھے اور وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا آبرو والا تھا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات ہمیشہ سیدھی کہا کرو پس قارون نے اس فاجرہ عورت کو بلا کر حاضرین مجلس کے روبرو کہا کہ کہو موسیٰ علیہ السلام نے تم سے کیا بدفعلی کی تھی۔ وہ چاہتی تھی۔ بولے کہ موسیٰ علیہ السلام میرا یار ہے قوم قارون خوش ہوئی اتنے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے دل اس کا جھوٹ بات سے پھر گیا۔ پس لوگوں سے کہا اے نیک مرد موسیٰ تو پاک ہے اور جو کچھ قارون کہتا ہے جھوٹ و بہتان ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں جھوٹ بات منہ سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر بڑے متعجب ہوئے اور غش کھا کر اپنے منہ کے بل گر پڑے فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر اپنی گود میں اٹھا لیا اور پھر ان کو ہر طرح تسلی دینے لگے۔ اور پھر کہا اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کو تمہارے حکم کے تابع کیا اور اب تم جو چاہو قارون کو سزا دو۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا اے قارون تم جھوٹ مت بولو۔ اور افترا مت کرو اور نہ تہمت لگاؤ اور خداوند قدوس سے ہر وقت ڈرتے رہو اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ میں ہرگز تمہاری بات نہ مانوں گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنا عصا زمین پر مارا اور پھر کہا اے زمین تو اس مردود سرکش کو اپنے اندر دبا لے یہ حکم سنتے ہی زمین نے اس کے تخت سمیت اس کو اور جو اس کے فرمانبردار تھے سب کو ٹخنوں تک دبا لیا اس کے بعد وہ لوگ سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرنے لگے اے موسیٰ! مجھ کو اس سے خلاصی دے میں کبھی ایسا نہ کہوں گا اور نہ میرے ساتھی اس قسم کی کوئی بات آپ سے کہیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو غصہ سے کہا کہ اے زمین ان کو تو رانوں تک دبا لے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ستر مرتبہ معافی مانگی اور اپنے اعمال سے توبہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون نے ان کو عذاب الٰہی میں مبتلا دیکھا تو وہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے میرے بھئی موسیٰ! قارون تو ہماری برادری میں سے ہے اور ان کی جو تقصیر ہوا اس سے درگزر کیجئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ سے کہا یَا اَرْضُ خُذِیْہِ پھر زمین نے گلے تک دبا لیا۔ قارون نے کہا اے موسیٰ! تو ہماری دولت پر طمع رکھتا ہے فقرائے بنی اسرائیل کے دینے کو جب اس نے کہا تو جتنا مال و متاع اور گنج و خزانہ اس کا تھا خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سامنے لا کر رکھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے قارون لے اپنے مال کو زمین کو کہا اے زمین دبا لے، زمین نے اس کو مع مال و متاع و درم و مکانات سب کو دبا لیا کچھ اثر اس کا باقی نہ رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ فَخَسَفْنَا بِہٖ

Marfat.com

بیان ہے عامیل منتقوال بن سلیمان کا

Marfat.com

کن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غماز کو ہم دشمن جانتے ہیں غمازی کیونکر کریں۔ ان کو کہہ دو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں اور پھر اس کی زبان لے کر اس مقتول پر ماریں تب وہ زندہ ہو جائے گا اور وہ خود بولے گا کہ مجھے فلاں آدمی نے مارا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے معبودوں سے اپنے ہی ہاتھ سے کریں۔ تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم جس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ تو ہماری جتنی بھی طاقت و عقل کا مالک نہیں ہے۔ غرض حضرت موسیٰ نے خدا کے فرمانے سے اس قوم کو اس چیز کی خبر دی قولہ تعالیٰ اِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (۲-۶۷) ترجمہ اور جب کہا حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے تو البتہ تم قاتل کو معلوم کرلو گے۔ انہوں نے کہا قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا (۲-۶۷) ترجمہ بولی وہ قوم کیا تو ہمارے ساتھ مذاق کرتا ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۲-۶۷) ترجمہ کہا حضرت موسیٰ نے پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے اس سے کہ ہو جاؤں میں جاہلوں سے بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کیسا وہ گائے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ گائے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ بچہ بلکہ جوان سال ہو۔ اب تم وہی کرو جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے پھر انہوں نے کہا: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا (۲-۶۹) ترجمہ بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ وہ بیان کر دے ہمارے لئے کیسا ہو رنگ اس گائے کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ (۲-۶۹) ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہو خوب زرد رنگ کی جو اچھی معلوم ہوتی ہو دیکھنے والوں کو پھر انہوں نے کہا قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ (۲-۶۸) ترجمہ بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ کس قسم کی ہو گائیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم راہ پا دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ الخ (۲-۷۱) ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک گائے ہے نہ وہ محنت کرنے والی ہو اور نہ ہل جوتنے والی ہو کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیتوں کو اور اپنے بدن سے پوری تندرست ہو اور داغ اس میں کچھ نہ ہو۔ تب کہا انہوں نے اب لایا ہے تو ہمارے پاس ٹھیک بات اب ہم ضرور ذبح کریں گے۔ پھر وہ مذکورہ بالا صفت کی گائے تلاش کرنے لگے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بصورت اجنبی ان کو آ کر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں فلاں آدمی کے پاس اس صفت کی گائے کو میں دیکھ آیا ہوں اور قیمت اس کی اس کے

Marfat.com

Marfat.com

میرے پاس آجا گائے نے یہ آواز سنی اور فوراً حاضر ہوگئی اور پھر اس نے اس لڑکے سے کہا اے نوجوان جو مجھ کو لے بھاگا تھا وہ مرغ نہ تھا بلکہ وہ شیطان تھا اور وہ مجھ پر سوار ہو کر بھاگا۔ جب تو نے خدا کا نام لیا تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور مجھ کو اس لعین سے چھڑا لیا۔ غرض وہ جوان اس گائے کو لے کر اپنی ماں کے پاس آیا اس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم غریب ہیں اور کچھ روپیہ پیسہ کھانے پینے کو نہیں تو اس گائے کو فروخت کر ڈال۔ وہ بولا اے میری ماں اس کو کتنے میں فروخت کروں اس کی ماں نے جواب دیا کہ تو اس کو تین اشرفی میں فروخت کر ڈال وہ لڑکا اپنی ماں کی بات سن کر بازار میں گیا۔ ادھر خداوند قدوس نے فرشتہ بھیجا کہ گائے کی قیمت بتا دے فرشتے نے پوچھا کہ تم اس کو کتنے میں فروخت کرو گے وہ بولا ہم اس کو تین دینار میں فروخت کرنا چاہتے ہیں فرشتے نے اس کو بتایا کہ اس گائے کو تم چھ دینار میں فروخت کرو۔ وہ لڑکا بولا کی میری ماں نے تو اس کو چھ دینار میں فروخت کرنے کو نہیں کہا اگر تم اس گائے کے وزن کے برابر بھی دینار دو گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بیچوں گا۔ یہ سنتے ہی پھر جوان نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ گائے کی قیمت تو چھ دینار بازار میں ہوتی ہے۔ تب اس کی ماں نے اس کو اس کی اجازت دے دی۔ جب وہ بازار میں آیا تو پھر اس فرشتے نے بارہ دینار قیمت اس کی کہی، پھر اس نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ بازار میں اس گائے کی قیمت بارہ دینار ہوتی ہے یہ سن کر اس کی ماں نے اس لڑکے سے کہا کہ شائد وہ شخص فرشتہ ہوگا جو اس کی قیمت لگاتا ہے اور وہ ہم کو فائدہ بتانے آیا ہے۔ پھر وہ جوان جا کر دیکھتا ہے کہ وہ مرد وہیں کھڑا ہے تب اس نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اب اس گائے کو مت بیچو اور تم اپنی ماں سے جا کر کہو کہ تم اس کو موسیٰ بن عمران کے آنے تک رکھیو کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا ہے اور قاتل اس کا اب تک نامعلوم ہے اس کو وہ خریدے گا اور پھر اتنا ہی وزن کر کے روپے تم کو دے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وہ گائے اسی صفت کی پائی جو اللہ تعالیٰ نے اس کا نشان بتایا تھا۔ چنانچہ اس گائے کو اس پیرزن سے خرید کر ذبح کیا اور اس کے پھر اتنے روپے وزن کر کے اس کو دیئے اور زبان اس گائے کی کاٹ کر عامیل مقتول پر جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے رکھ دی، خدا کے حکم سے وہ شخص زندہ ہوگیا۔ اس کی رگوں سے اور اس کے گلے سے خون جاری ہوا تب اس نے بآواز بلند اور فصیح زبان سے کہا۔ اے لوگو! گواہ رہو مجھ کو گاؤں والوں نے نہیں مارا میرے بھتیجے نے مجھے دولت کے لالچ سے مارا ہے اتنا بول کر وہ پھر مر گیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عامیل مقتول کے بھتیجے قاتل کو مار ڈالا اس کا قصاص لے کر تمام مال و اسباب اس کا محتاجوں اور فقیروں کو بانٹ دیا۔ تب وہاں کے لوگوں نے اس قاتل کے شر سے امان پائی اور پھر وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

Marfat.com

بیان ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام

Marfat.com

تھی۔

جب یوشع نے دریا کے کنارے ایک پتھر کے قریب زنبیل رکھ دی اور پھر اسی دریا کے پانی سے وضو لیا تھا تو ایک قطرہ پانی کا ان کی انگلی سے مچھلی پر ٹپکا تو فوراً مچھلی زندہ ہوگئی زنبیل میں سرنگ بنا کر دریا میں جا پڑی چنانچہ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا الخ۔ ترجمہ: پس جب پہنچے وہ دونوں دریا کے کنارے تو وہ اپنی مچھلی کو بھول گئے تو اس مچھلی نے اپنی راہ نکال لی سرنگ بنا کر دریا میں۔ یوشع چاہتے تھے یہ ماجرا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ بعد ایک لحظہ خواب سے اٹھ کر اس جگہ زنبیل بھول کر اپنی راہ پر چل دیئے اور پھر دوسرے دن فجر کی نماز پڑھ کر جلد روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھوک لگی اس وقت اپنے ساتھی یوشع سے وہ مچھلی کھانے کو مانگی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا (۱۸-۶۲) پس جب وہ آگے چلے دونوں کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو لے آ ہم کو کھانا ہماری صبح کا ناشتہ تحقیق ہم نے پائی سفر میں تکلیف۔ یوشع نے کہا کیا نہ دیکھا تم نے جب ہم نے وہ جگہ پکڑی تھی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا وہ مچھلی اور یہ مجھ کو بھلایا ہے شیطان نے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ذکر عنقریب آپ سے کروں اور وہ مچھلی تھی کہ جگہ اپنی سے سرنگ لگا کر دریا میں چلی گئی۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہے جو ہم چاہتے تھے۔ پھر الٹے واپس پھرے دونوں اور اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے جاتے تھے۔ (پس پایا اس جگہ ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جس کو دی تھی ہم نے اپنے پاس سے مہر اور اس کو علم بھی اپنے پاس سے سکھایا تھا)۔ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یوشع دونوں اسی جگہ پر واپس آئے جہاں مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی۔ اور وہی مچھلی دریا میں کبھی تو پانی کے اوپر دکھائی دیتی تھی اور کبھی وہ پانی میں ڈوبتی نظر آتی تھی۔ اس مچھلی کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں جا اترے اور پانی میں غوطہ لگایا تاکہ وہ اس مچھلی کو پکڑ لیں۔ پس جب انہوں نے پانی میں غوطہ لگایا تو ایک بندہ نظر آیا جو پانی میں معلق ایستادہ ہے اور اس میں حضرت خضر علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت خضر نماز سے فارغ ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے السلام علیک کہا اور پھر ان کے سامنے بیٹھے۔ انہوں نے احوال پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا پورا حال بیان کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام میں بات چیت ہو رہی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور ان کے سامنے دریا سے ایک قطرہ پانی چونچ مار کر لے چلا۔ پس حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے تئیں سمجھتے ہو کہ میں علم میں سب سے زیادہ ہوں حالانکہ علم اول آخر ظاہر و

Marfat.com

Marfat.com

دیوار کو سیدھا کر دیا ہم تو ان سے مزدوری طلب کرتے وہ مجبوراً اس کی مزدوری دیتے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر مزدوری ہم نہیں لیتے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے پہلی دفعہ بھول کر پوچھا تھا اور دوسری دفعہ اقرار کرنے والے پس میں اور تیسری دفعہ رخصت ہونے کو جان بوجھ کر پوچھا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ علم میرے مذہب میں نہیں اور میرا علم تو وہ ہے کہ جس میں خلق خدا پیروی کرے تو اس کو بھلا ہو اور حضرت خضر علیہ السلام کا علم وہ ہے کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔ تب حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تو نے عہد اپنا توڑ دیا۔ اور میں نے تو تجھ سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں جو کام کروں گا تو مجھ سے مت پوچھیو۔ اب تم سے ہماری جدائی ہے قولہ تعالیٰ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ الخ (۱۸-۷۸)۔ ترجمہ: کہا حضرت خضر علیہ السلام نے اے حضرت موسیٰ اب جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان اور اب پھر میں بتاتا ہوں تجھ کو ان باتوں کو کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا پہلا وہ کشتی تھی کتنے فقیر اور محتاجوں کے لئے کماتے اور محنت دریا میں کرتے سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں کیونکہ ایک بادشاہ ظالم لوگوں سے کشتی چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس کے تختے الگ الگ کر دیئے تاکہ ظالم بادشاہ اس کو عیب دار جان کر نہ لے سکے اور غریبوں کے لئے کمائی باقی رہے۔ اور دوسرے وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ تھے ایمان والے ڈرا کہ وہ اپنے ماں باپ کو گرفتار کرے سرکشی اور کفر میں پس اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اور اس وجہ سے اس کے ایمان دار ماں باپ بدنام ہوتے۔ پس میں نے چاہا کہ خدا تعالیٰ اس کو جزا دیوے بہتر اور جزا اور مہربانی سے اس واسطے میں نے اس کو مار ڈالا تاکہ ماں باپ اور مخلوق خدا اس کے ہاتھ سے امن میں رہے۔ اور اس کے ماں باپ کو خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک لڑکی دیوے کہ اس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں۔ اور تیسرا یہ کہ وہ دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے مال گڑا ہوا تھا۔ اور ان یتیم بچوں کے ماں باپ صالح یعنی نیک تھے اور لوگوں کو قرض حسنہ دیتے تھے لیکن کبھی تقاضا نہیں کرتے تھے اس سبب سے خداوند قدوس نے ان کو مال و دولت سے نوازا تھا۔ اور وہ اپنا قرض نہایت نرمی سے لیتے۔ اور سود بالکل نہیں لیتے تھے اور نہ خیانت کسی کی کرتے تھے اور نہ کسی کو آزار پہنچاتے تھے۔ اور میں نے یہ چاہا کہ یہ دونوں لڑکے جب جوانی کو پہنچیں گے تو اپنے ماں باپ کا گڑا ہوا مال نکال لیں گے اس دیوار کے نیچے سے تیرے رب کی مہربانی سے اور یہ میں نے کہا اپنے حکم سے پھر ہے ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا اور وہ دیوار قریب گرنے کے تھی اگر وہ گرتی تو مال اس کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا سو اس کو لوگ لے جاتے اور وہ یتیم محروم رہ جاتے اس لئے میں نے اس کی مرمت کر

Marfat.com

بیان وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام

Marfat.com

دعا کو قبول فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اش اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نیچے اتاری یا نیچے سے زمین کے نکالی تب انہوں نے حضرت ہارون کی اش کو سرتاپا دیکھا کچھ اس پر نشان نہ پایا پھر بھی ان کو مرنے پر یقین نہ کیا۔ اور پھر کہا اے موسیٰ! ہارون کو تم نے ہی مارا ہے۔ اس بات کو قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس واسطے کہا کہ وہ قوم حضرت ہارون علیہ السلام کو زیادہ دوست رکھتی تھی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو زندہ کیا حضرت ہارون علیہ السلام نے زندہ ہو کر اپنی قوم سے کہا کہ مجھے میرے بھائی نے نہیں مارا میں تو خدا کے حکم سے مرا ہوں۔ اتنا کہہ کر پھر وہ جان بحق ہو گئے اور اسی وقت وہ غائب ہو گئے۔ تب ان سب کو یقین ہوا حضرت ہارون علیہ السلام کے مرنے کا۔ اس تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پھر آئے اور یوشع جوانکے بھانجے تھے ان کو اپنا خلیفہ بنا لیا جب تین برس گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے ملک الموت تو میری زیارت کو آیا ہے یا روح قبض کرنے کو وہ بولے میں تو روح قبض کرنے کو آیا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کس راہ سے تو میری روح قبض کرے گا وہ بولے تمہارے منہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے منہ سے خدا سے تکلم کیا انہوں نے کہا اچھا میں آنکھ سے نکال لوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آنکھ سے میں نے خدا کا نور دیکھا ہے انہوں نے کہا اچھا ہم پیر کی راہ سے نکالیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیر سے چل کر کوہ طور پر گیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا اچھا میں خدا کے حکم سے تیری روح قبض کروں گا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت غصہ میں آئے اور کہا اے عزرائیل کتنے ہزار کلام میں نے خدا سے بلا واسطہ کئے کوئی پیچ میں واسطہ نہ تھا۔ پس اس کی عزت کی قسم ہے کہ میں جلدی جان دینا اپنی تسلیم نہ کروں گا۔ خداوند قدوس سے میرا اور بھی سوال ہے ملک الموت یہ سن کر چلے گئے۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا تجھ کو خوب معلوم ہے کہ جو موسیٰ نے مجھ کو کہا کہ اس وقت میں جان دینا تسلیم نہ کروں گا پھر خطاب آیا کہ اے موسیٰ! تو میری طرف آنے کو راضی نہیں ہے۔ وہ فوراً بول اٹھے اے میرے پروردگار میں تیرے پاس آنے کو راضی ہوں مگر ایک بار تیرے دیدار کی تمنا رکھتا ہوں کہ کوہ طور پر جا کر مناجات اور شکر کروں اور وہیں تیرا کلام سنوں ہزار جان میری فدا ہوں تیرے کلام پر پس حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے کوہ طور پر جا کر عرض کی خدایا میں نے اپنی آل اور امت تجھ کو سونپی اس کو تو اپنی رضا پر رکھیو اور ان کو مال حرام سے بھی باز رکھیو اور ان کو روزی حلال دیجئے کیونکہ میری امت ناتوان ہے پس ندا آئی اے موسیٰ! زمین پر عصا مار۔ عصا مارا تو پھٹ کر دریا نکلا پھر حکم ہوا دریا پر عصا مار جب مارا تو اس کے

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

بیان عابد بلعم ابن باعور اور حضرت یوشع بن نون اور بنی اسرائیل کا

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل اس تیہ مذکورہ میں قریباً سات برس تک رہی جب چالیس برس بموجب میعاد اللہ تعالیٰ کے اس تیہ میں پورے ہوئے اور نیز یہ بھی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پیغمبری عنایت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس قوم بنی اسرائیل کو اس تیہ سے نکال کر ملک شام جباروں کے قبضے سے نکال کر تم سب مصر میں جا رہو تب یوشع ابن نون بموجب ارشاد خداوندی کے تمام قوم بنی اسرائیل کو لے کر ملک شام میں چلے گئے بعض مردودوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو رونق اسلام سے مشرف کیا۔ وہاں سے فتحیاب ہو کر شہر ایلیا میں جا کر اکثر مردودوں کا قتل کیا اور پھر اس شہر پر قابض ہو کر پھر شہر بلقان میں آئے یہ بڑا شہر پایہ تخت بادشاہ کا تھا۔ اور اس بادشاہ کا نام بالق تھا۔ افواج و رعیت اس کی بہت تھی۔ حضرت یوشع نے ان سب کا محاصرہ کیا۔ بالآخر کافروں نے شدید ہزیمت پائی۔ بلعم ابن باعور کے پاس جا کر استمداد چاہی اور ان سے کہا کہ آپ مقبول خدا ہیں ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم دشمنوں پر فتح پاویں۔ اس نے کہا کہ یوشع ابن نون تو خدا کا پیغمبر ہے اور اس کا لشکر و سپاہ تو خدا کا فرستادہ ہے اور ہم کو کیا طاقت کہ ہم ان پر بددعا کریں۔ اور میری تو یہ رائے ہے کہ تم سب لوگ دین موسیٰ کو قبول کر لو اور ان پر ایمان لے آؤ اور درحقیقت وہ نبی مرسل تھے یہ سن کر ان مردودوں نے کہا ہم ہرگز موسیٰ کا دین اختیار نہ کریں گے اور تم کہ یہ بتلا دیتے ہیں کہ اگر ہمارے حال پر بددعا نہ کرو گے تو ہم لوگ تمہیں دار پر کھینچیں گے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ بلعم ابن باعور اس بات کو سن کر دل میں کچھ خوف کرنے لگا لیکن دعا پھر بھی نہ کی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بلعم ابن باعور کی عورت بہت خوبصورت تھی اور وہ اس پر عاشق و فریفتہ تھا اس بادشاہ نے اس کو بہت سا روپیہ دے کر راضی کیا اور وہ تو راہزنِ ایمان و گمراہ تھی۔ روپے کے لالچ سے اپنے شوہر سے سفارش کی کہ تم دعا کرو ہماری خاطر بادشاہ کے لئے۔ پس بلعم ابن باعور نے اپنی عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف سے یہ حیلہ کیا اور وہ یہ تھا کہ ان کو ایک فعل ناشائستہ بتا دیا کہ تم اچھی اچھی عورتیں جوان انار پستان چودہ چودہ برس کی لا کر ان کو یوشع ابن نون کے لشکر گاہ میں بھیج دو اغلب ہے کہ وہ سب ان کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر مرتکب زنا ہوں گے اور وہ اسی بدبختی سے ہزیمت پاویں گے اور اس میں تمہاری فتح و کامیابی ہو جائے گی۔ یہ سن کر بادشاہ فاسق گمراہ نے ویسی ہی فاجرہ عورتیں منگوا کر حضرت یوشع بن نون کے لشکروں میں بھیج دیں۔ لیکن خدا کے فضل سے وہ نیک سب لوگ اس فعل بد سے بچ گئے اور انہوں نے ان فاجرہ

Marfat.com

Marfat.com

میدان میں کہ ان جباروں کا ملک فتح کر کے تیرا حکم بجالائیں اور تیرا شکر کریں اور جو کچھ مال ومتاع ان کا ہم پاویں گے سب آگ میں جلا دیویں گے، اور آج کی لڑائی جو جیتا وہ بغیر تیری مدد کے نہیں اور ہم نے جو ہزیمت پائی ہے بے حکم تیرے نہیں۔ ندا آئی اے یوشع ابن نون اس قوم میں ہمارا ایک بندہ مقبول ہے اور وہ اسم اعظم میرا پڑھتا ہے اس کو میں نے بزرگی دی ہے۔ اس نے وہ پڑھ کر دعا کی میں نے اس کی دعا کو قبول کرلیا اسی وجہ سے تم نے شکست پائی۔ حضرت یوشع بن نون نے اپنا سر زمین پر رکھ کر عرض کی یا الٰہی تو اس کا مرتبہ اور بزرگی چھین لے تب ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم لباسِ تقویٰ بلعم ابن باعور سے چھین لیا۔ تب آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا اور قوم بنی اسرائیل کو اس کی خبر دی اس وقت یوشع ابن نون نے ایک دن قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مل کر ان کافروں کا محاصرہ کیا اس کے بعد بلعم ابن باعور نے دعا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور دوسرے دن روز جمعہ تھا۔ یوشع ابن نون اور قوم بنی اسرائیل نے مل کر ان جباروں کے ساتھ لڑائی شروع کی خدا کے حکم سے زمین لرزے میں آئی اور حصار ٹوٹ پڑا اور چاروں طرف نمازیوں کی تلوار چلی لڑتے لڑتے جب شام قریب ہوئی تب یوشع ابن نون دل میں خوف اور اندیشہ کرنے لگے کہ توریت میں ہفتہ کے دن سوائے عبادت کے لڑائی کرنا اور دنیا کا کام وغیرہ کرنا ممنوع ہے۔ دل میں سوچا اگر آج کے دن فتح نہ ہوگی تو کل قوم جباروں کی آ کر ایک ہی حملے میں زیر کریگی اور ہم کو یہاں سے نکال دے گی۔ تب روبسوئے آسمان کر کے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس وقت تو آفتاب کو اپنی قدرت سے حرکت دے کر اور دو گھڑی دن زیادہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور دو گھڑی دن بڑھا دیا اور آفتاب ٹھہر گیا۔ اس دو گھڑی کے عرصہ میں شب ہفتہ کی شام ہوتے ہوئے قوم بنی اسرائیل فتح یاب ہو کر سجدہ شکر بجالائے اور وہ سب مردود زیر شمشیر ہوئے اور توریت میں مال غنیمت حلال نہ تھا۔ ایسا مال جو غنیمت سے حاصل ہوتا تھا۔ وہ سب آگ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کا مال کچھ کم نہ جلا کیونکہ حکم ایسا تھا کہ جو غنیمت میں پاتے آگ لگا دیتے۔ اگر اس میں سے مال کچھ باقی رہ جاتا یا کوئی اس میں سے چرا لیتا تو آگ اس مال کو نہ جلاتی اور علامت مقبولیت اور نامقبولیت کی یہی تھی۔ سب کے نام سے قرعہ ڈالا۔ نام چور کا جب نکلا اس مال کو منگوا کر پھر آگ میں ڈالا تب سب جل گیا۔ پس بلعم ابن باعور نے آ کر یوشع ابن نون کو تعظیم وتکریم سے سلام کیا آپ نے فرمایا اے بلعم ابن باعور میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ صرف تین حاجتیں تمہاری اللہ کے پاس بحال ہیں۔ یہ سن کر بلعم ابن باعور پر غم ہوا اور اپنی بیوی سے کہا اے بدذات بدبخت میں نے کہا تھا کہ پیغمبروں پر بددعا نہیں چلتی۔ یہ میں نے سخت گناہ کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے میری بزرگی اور کرامت سب چھین لی۔ یہ سن کر اس کی عورت بولی کہ تم نے تین سو برس فقیری کمائی اور اپنے اندر کمالیت حاصل کی

Marfat.com

Marfat.com

تیہ سے واپس آئے ہیں اور بعض سجدے کی جگہ چوتڑ کے بل ہٹنے لگے اور اس طرح ہنسی کرتے تھے۔ پھر شہر میں گئے تو وہاں جا کر دیکھا کہ ان پر وبا آئی دوپہر کے وقت اور اس وبائی مرض میں تقریباً ستر آدمی مر گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بات کو وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ (۲-۵۸) ترجمہ: اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس گاؤں میں۔ پس کھاؤ اس میں جو چاہو تم فراغت سے اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور لبو بخشش مانگتے ہیں ہم تب بخشیں گے ہم تمہارے واسطے خطائیں تمہاری اور البتہ ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو پس بدل ڈالا انہوں نے بات کو جنہوں نے ظلم کیا تھا سوا اس کے کہ کہا گیا واسطے ان کے پس بدل ڈالا ہم نے اوپر ان کے جو عذاب وبا کی صورت میں آسمان سے بسبب اس کے کہ تھے وہ فسق کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ آسمان سے نازل کی تھی ان لوگوں کے جلانے کے واسطے۔ غرض سب نے پھر توبہ استغفار پڑھا۔ تب خدا نے اپنے فضل و کرم سے عفو فرمایا اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل میدان تیہ میں تھی اس وقت لڑائی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جانے کو فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ کہتے ہوئے ملک شام میں داخل ہو پس شائد کہ نافرمانی عین حیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے صادر ہوئی تھی۔ اب یوشع ابن نون نے ان سب کو لے کر اس شہر میں جا کر بت پرستوں کو قتل کر دیا اور وہاں کے بادشاہ کو تختۂ دار پر کھینچا اور پورے شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر کوہستان کی طرف اطراف شام میں دو شہر تھے ایک کا نام عماد اور دوسرے کا نام صیفون تھا جب وہاں گئے سب نے حضرت یوشع ابن نون کے پاس آ کر دین موسیٰ علیہ السلام قبول کر لیا۔ پھر وہاں سے کوہ اردی اور سلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں کے حاکم کا نام بارق تھا یوشع کے وہاں جاتے ہی وہ اور اس کے تابع جتنے تھے دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے پھر وہ مغرب کی طرف گئے اور وہاں پانچ شہر تھے پانچوں شہروں کے بادشاہ حضرت یوشع ابن نون سے لڑنے کو مستعد ہوئے۔ آخر خدا کے فضل سے یوشع ابن نون نے ان پر نصرت پائی اور تمام کافر ہزیمت پا کر غاروں میں جا گھسے۔ لشکر یوشع ابن نون نے وہاں جا کر ان کو واصل جہنم کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو نکال کر تختۂ دار پر کھینچا۔ منقول ہے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے ایک شلنجہ بھیجا۔ اس شلنجے نے سب کو مار ڈالا۔ تب یوشع ابن نون نے ان پر نصرت و فتح پائی۔ پس حضرت یوشع ابن نون نے سات برس کے اندر بادشاہوں کو مار ڈالا اور تمام ملک فتح کر کے قوم بنی اسرائیل کو تقسیم کر دیا اور تمام لوگوں پر احکامات توریت جاری کر دیئے اس کے بعد طالوت کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کر کے 3890 تین ہزار آٹھ سو نوے یا دو سو بیس میں انتقال فرمایا۔ کتاب المنتظم میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ایک سو انہتر برس کی تھی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

Marfat.com

بیان نبوت طالوت علیہ الصلوٰۃ والسلام

جامع التواریخ میں کتاب المنتظم سے لکھا ہے کہ طالوت ابن یوقنا اور شمعون بن یعقوب سے تھے اور وہ شوہر مریم کے تھے وہ مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ اور طالوت پیغمبر مرسل تھے بموجب وصیت حضرت یوشع ابن نون کے آپ نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کے اپنے ذمے لئے تھے فراغ امور شرعی وغیرہ کے بعد جب بادشاہ بارق ملک شام میں گئے تھے اور وہ لوگ دین سے برگشتہ تھے اس کو اور اس کے عیال کو قید کیا اور دس ہزار کافروں کو قتل کیا اور جو باقی بچ رہے تھے وہ سب سب پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ بارق کے ساتھ ستر آدمی صاحب ملک محبوس تھے۔ اور ان سب کے ہاتھوں انگلیاں کاٹ کر بھینک دی تھیں اور وہ ان سے ساتھ تلوار توڑ کر وار دیتے تھے وہ مثال کتوں کے اوندھے ہو کر منہ سے اٹھا کر کھا لیتے تھے۔ اس طرح ذلیل و خوار کر کے مصر میں لائے۔ چند روز کے بعد یوشع نام اپنے بیٹے کو قوم پر [illegible] تھے [illegible] میں لکھا ہے کہ [illegible] برس کے بعد بنی اسرائیل [illegible] تک اس تیہ مذورہ میں رہے اور ان سے بیس برس جہاد میں [illegible] میں جو [illegible] اور اب تک ان کی اولاد ان مذورہ مکانوں میں [illegible]

بیان حزقیل ابن بوری علیہ السلام

بعض تواریخ کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حزقیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے [illegible] مجرد ہو کر زندہ ہو گئے تھے تا ان کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا واذکر اسمٰعیل والیسع وذالکفل وکل من الاخیار (۳۸-۴۸) ترجمہ اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو کہ یہ [illegible] والوں میں سے تھے اور دراصل حزقیل واللہ تعالیٰ نے بنی [illegible] اسرائیل و خدا نے فرمانے سے جہاد میں جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے [illegible] جانا قبول نہ کیا اس کی پاداش میں وہ لوگ خدا کے غضب میں [illegible] کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری میں [illegible] سے اپنے اپنے گھروں سے نکل رہے تھے۔ جب وہ لوگ ایک [illegible] پہنچے تو وہاں ایک آواز [illegible] ایسی آئی کہ اس آواز سے سب کے سب مر گئے اور بوجہ مرنے ان کی [illegible]

Marfat.com

کر سکے اور پھر اس کی ترکیب یوں کی کہ چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر سب مردوں کو ایک جگہ پر جمع کر دیا۔ اور ان کو زمین میں دفن نہ کر سکے اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے سڑ گئے تھے۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ ڈھیر میں چار ہزار لاشیں تھیں۔ اور حسن بصری نے کہا ہے کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور وہب ابن منبہ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی جو اس وبائی بیماری سے مرے تھے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام سات روز بعد اعتکاف سے نکل کر شہر میں جا کر دیکھتے ہیں کہ صرف ہڈیاں ان سب کی باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت پوست سب گل گیا تھا۔ یہ دیکھ کر دل میں رحم آیا۔ جناب کبریا میں عرض کی تو نے میری قوم کو ہلاک کیا تو پھر ان کو زندہ کر۔ ندا آئی اے حزقیل! یہ سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لئے میں نے ان کو مار ڈالا ہے۔ اور پھر تمہاری دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ (۲-۲۴۳) ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے جو نکلے اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے اور وہ تھے ہزاروں پس ان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہا مر جاؤ پھر جلا دیا انکو تحقیق اللہ تعالیٰ کا یہ سب کچھ فضل ہے اوپر لوگوں کے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے پھر وہ لوگ جب شہر میں آئے کہتے ہیں کہ ان سب کے بدن سے اور ان کی نسل کے بدن سے جب پسینہ نکلتا تو اس میں مردے کی بو آتی تھی اور پھر وہ اپنی میراث پر جا کر بیٹھے اور کبھی تو متابعت اور کبھی مخالفت حضرت حزقیل کی کرتے تھے اور انہوں نے رفتہ رفتہ دین موسیٰ چھوڑ کر بت پرستی شروع کر دی اور حضرت حزقیل یہاں سے ہجرت کر کے دیار شام زمین بابل میں جا بسے اور وہیں انتقال فرمایا اور وہیں دجلہ اور کوفہ کے مدفون ہوئے۔

بیان الیاس ابن یاسین بن محاص ابن امام غرار ابن ہارون کا اور وہ نبی مرسل تھے

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ترجمہ: بے شک الیاس ہے ہمارے رسولوں سے، روایت ہے کہ بعد حزقیل علیہ السلام کے ایک مدت تک قوم بنی اسرائیل میں کوئی نبی مبعوث نہ ہوا کہ ان کو وعظ و نصیحت امر و نہی سنائے اور ہدایت کرے۔ چنانچہ یہ قوم متفرق ہو کر ملک شام و مصر اور دیگر ملکوں میں جا بسی اگرچہ بعض علماء عصر ان کو

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی تحریص وترغیب دیتے تھے اور ان کو سیدھے راستے کی تلقین بھی کرتے تھے مگر اس قوم پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ بت پرستی اور زنا کاری اور فعل شنیعہ اختیار کر لئے اور بہت تھوڑی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہ گئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو ان پر مبعوث فرمایا اور ان کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا ملک شام میں اس نے ایک بت تراش کر اس کا نام بعل رکھا تھا اور تمام لوگ اس کو ہر روز پوجتے تھے اور دیگر لوگوں کو بھی پوجنے کو کہتے تھے اور حضرت الیاس علیہ السلام اس کو پوجنے سے مخلوق خدا کو منع کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ (۳۷-۱۲۴-۱۲۵) ترجمہ جب کہ حضرت الیاس نے اپنی قوم کو کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو کیا تم بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر پیدا کرنے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے [illegible] باپ دادوں کا [illegible] ایسے جب وہ خلق کا [illegible] چھوڑ کر بت پرستی [illegible] علیہ السلام کی بات نہ مانی اور ان کو تکذیب کی جیسا کہ [illegible] فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ (۳۷-۱۲۷) ترجمہ [illegible] حضرت الیاس علیہ السلام [illegible]

Marfat.com

السلام کی خدمت میں دیدیا اور حضرت الیاس علیہ السلام اس لڑکے کو لے کر شہر در شہر پھرتے رہے۔ بعد تین برس کے اس بادشاہ صیفور سے کہا کہ آج تین برس سے تم پر قحط اور تکلیف مسلط ہے لہٰذا تم کو لازم ہے کہ تم جسے پوجتے ہو اسی سے مانگو کہ وہ تم کو پانی دے اور اس بلائے قحط سے تم کو نجات دے اگر اس سے نہ ہو تو خالق ارض وسما کو پوجو اور اسی پر ایمان لاؤ تو ضرور تمکو اس بلا سے نجات دیویگا پس حضرت الیاس کے کہنے سے انہوں نے اسی وقت اپنے بت معبود سے جا کر نجات مانگی اس سے ان کو کچھ جواب نہ ملا۔ پس انہوں نے حضرت الیاس سے آ کر عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہم اس بلا سے جلدی خلاصی پاویں۔ تب آپ پر ایمان لے آویں گے۔ یہ سن کر حضرت الیاس علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں انکے لئے دعا مانگی تو ان کی فرمائش کرنے پر اسی شب پانی برسا۔ ترکاری کھاس غلہ زمین سے اگنے لگا قحط جاتا رہا۔ پھر بھی وہ برابر جھٹلاتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ گمراہی میں بعل کو پوجتے رہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے جب انکے لئے دعا کی تب خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے الیاس تیری دعا سے میرے بندے اس قحط میں بہت مارے گئے۔ تو پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی الٰہی تو نے میری دعا سے ان پر قحط نازل کیا۔ اب میری دعا سے پھر سب کے واسطے بھلائی کر۔ غرض جب حضرت الیاس علیہ السلام نے دیکھا کہ کافروں نے آخر بت پرستی نہ چھوڑی تب الیسع کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا کر اس قوم سے علیحدہ نکل گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دم صور تک دی اور ان کو بحر و بر میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر الیسع کو نبی کیا آپ نے سب سے پہلے خداوند قدوس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور صحیح کی ہدایت فرمائی لیکن اس قوم نے انکو بھی نہ مانا اور برابر جھٹلایا آخر وہ ساری قوم مردود ہی رہی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام نے انتقال فرمایا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعد حضرت الیسع علیہ السلام کے سات سو برس تک کوئی نبی ان پر مبعوث نہ ہوا۔ صرف علماء فضلاء تھے وہی خدا کی راہ بتاتے رہے مگر ان کی بات کوئی نہ سنتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو اس قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔

بیان حضرت حنظلہ علیہ السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ قوم بنی اسرائیل کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ اپنے خالق ارض وسما کو پوجیں اور بت پرستی چھوڑ دیں۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت حنظلہ ہر روز شہر کے چاروں طرف دروازوں پر جا کر قوم بنی اسرائیل کو پکار پکار کر کہتے کہ

Marfat.com

Marfat.com

اس قصر پر آنے نہ پاوے اور اگر موت آئے تو اس کو تلوار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور دروازے گنبد کے بند کر دو اور درمیان ان گنبدوں کے ایک کوٹھری لوہے کی بنوائی اور پھر اس میں سنگ مرمر لگایا اور اس میں ایک شاہی تخت اور ہر قسم کی نعمتیں رکھ دیں اور شمع بھی اس میں روشن کی پھر اس کے بعد وہ بادشاہ مردود اس تخت پر جا بیٹھا اور کہنے لگا۔ اے موت اب تو میرا کیا کر سکتی ہے تو اس لوہے کی کوٹھری کے اندر کس طرح آ سکتی ہے اب تو اس کے دروازے بھی بند ہیں وہ اسی گھمنڈ میں تھا کہ اچانک ایک مرد بزرگ ہیبت والا اس گنبد کے درمیان جہاں وہ بادشاہ مردود بیٹھا تھا اس نے اس جگہ کھڑا ہوا دیکھا۔ مارے ڈر کے ایک دم چونک پڑا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس کی جان قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی۔ اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ یہاں کس طرح آئے ہو۔ اس نے کہا کہ میں عزرائیل علیہ السلام ہوں۔ طیفور بادشاہ نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو وہ بولے کہ میں تیری جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ بادشاہ طیفور بولا آج تو مجھ کو ذرا مہلت دو کل جو چاہو سو کرنا۔ تب ملک الموت چلے گئے زندگی بادشاہ طیفور کے ایک دن اور باقی تھی۔ پس ملک الموت کے جانے کے بعد وہ مردود وہاں سے نکل کر ان غلاموں کو جو ان برجوں میں چوکیدار تھے مارنے لگا۔ کہ کیوں تم نے عزرائیل کو یہاں آنے دیا تم نے کیوں نہیں مار ڈالا۔ انہوں نے کہا اے جہاں پناہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح آیا اس کے بعد بادشاہ طیفور اس گنبد میں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ اس میں ایک سوراخ ہے وہ سمجھا کہ عزرائیل کی آمد اسی سوراخ سے ہوئی ہے لہٰذا وہ اس سوراخ کو بند کرنے لگ گیا اور جب وہ بند ہو گیا تو پھر وہ بہت ہی بے پروا ہو گیا۔ پھر اسی تخت پر جا بیٹھا اور وہ اس قسم سے بنوایا تھا کہ دیکھنے والا خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا دروازہ کہاں سے ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے اپنی نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام اسی جگہ گنبد کے اندر موجود ہیں جہاں کل دیکھا تھا پوچھا کہ تم کس راہ سے آئے ہو۔ یہ بات سن کر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ فوراً جگر میں ہاتھ ڈال کر جان اس مردود کی اور اس نے ساتھ بارہ ہزار غلاموں کی جو اس کی حفاظت میں گرداگرد چوکیدار تھے ایک ہی پل میں قبض کر لی پھر نہ وہ قصر رہا اور نہ وہ گنبد نہ مالک رہا اور نہ وہ حشم نہ صغیر نہ کبیر سب کے سب جہنم رسید ہو گئے اور پانی دریا نے کا سکھا دیا۔ باقی جو قوم بچی تھی وہ یہ دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئی اور بہت حیرت زدہ ہوئی نہ تو مالک رہا اور نہ اس کا حشم اور نہ پانی سب کا سب ویران ہو گیا۔ پس جو باقی بچے تھے ان لوگوں نے حضرت حنظلہ نے کہا اگر تم خدا پر ایمان لاؤ گے اور میری رسالت کا اقرار کرو گے تب تو تم اس عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہو ورنہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اس کے جواب میں ان لوگوں نے حضرت حنظلہ سے کہا کہ یہ سب بلائیں اور مصیبتیں تمہاری بدخواہی و شومی سے ہم پر نازل ہوئی ہیں اگر

Marfat.com

Marfat.com

ہارون کی اولاد۔ انھااوریں کے اس کوفرشتے اس میں نشانی پوری ہے تم اگر یقین رکھتے ہو۔ خبر ہے کہ اس تابوت کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا۔ اور ترنجبین جو آسمان سے ان کی قوم کے لئے میدان تیہ میں اترتی تھی۔ جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور دو تختیاں توریت کی شکستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین پر مار کر توڑ دی تھیں وہ بھی اس تابوت کے اندر تھیں یہ حالات تمام کتاب قصص الانبیاء میں ہیں اور انہوں نے توریت سے نقل کئے ہیں۔ بعض تفسیر میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو جنگ جب پیش آتی اس کو سردار کے آگے لے چلتے اور پھر حملہ دشمن پر کرتے تو اس وقت اس کو اپنے آگے دھر لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب بنی اسرائیل بدنیت ہو گئے تو وہ صندوق ان سے چھین لیا گیا اور وہ غنیم کے ہاتھ لگا۔ اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آ موجود ہوا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ غنیم کے شہر میں جہاں اس کو رکھا تھا ان پر بلائیں نازل ہوئیں شہر ویران ہو گیا۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص غریب مسکین تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں ایک نے لڑکا جنا اور دوسری نے نہیں جنا۔ لڑکے والی نے اس سے کہا کہ تم نے ایک لڑکا بھی نہ جنا اس نے کہا کہ اے بی بی اللہ تعالیٰ کسی کو بے مانگے فرزند دیتا ہے اور کسی کو مانگنے سے نہیں دیتا اور میں تو اس کی درگاہ سے امیدوار ہوں کہ تم کو بے مانگے اس نے لڑکا دیا مجھ کو بھی دے گا۔ پس دلگیر ہو کر اس نے تمام شب خدا کی عبادت کی اور اپنا سر سجدہ میں رکھ کر دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا اور ایک فرزند اس کو عنایت کر دیا اور پھر اس کی والدہ نے اس فرزند کا نام شموئیل رکھا۔ جب وہ بڑے ہوئے اور تقریباً چالیس برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی فضل و کرم سے نبوت سے سرفراز کیا تا کہ وہ مخلوق خدا کو راہ حق دکھائیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار کریں اور دنیا سے گمراہ لوگوں کا خاتمہ ہو۔

بیان حضرت شموئیل علیہ السلام کا

تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت خداوندی سے سرفراز ہونے کے بعد موجودہ لوگوں کا خدا کی دعوت دی تو اکثر لوگ قوم بنی اسرائیل کے ان پر ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا کہ جو تابوت سکینہ ہم سے عمالقہ چھین لے گئے ہیں سو وہ ان سے لانا ہے اگرچہ ان سے ہم کو لڑنا ہی کیوں نہ پڑے پھر سب لوگوں سے یہ عہد و پیمان کیا اور جو کافر تھے انہوں نے اس تابوت کو آگ پر لے جا کر رکھ دیا۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے اس کو آگ جلا نہ سکی۔ پھر انہوں

Marfat.com

نے اس کو توڑنا چاہا لیکن وہ اس کو توڑ بھی نہ سکے آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ بھائی یہ تابوت تو بنی اسرائیل کے خدا کا ہے اسی واسطے تو نہیں ٹوٹتا ہے اور نہ وہ آگ میں جلتا ہے پھر ان لوگوں نے اس تابوت کو ناپاک جگہ میں لے جا کر رکھ دیا تا کہ لوگ اس پر بول و براز کریں چنانچہ جو مرد و دبھی اس پر اپنا بول کرتا تو اس کے ناسور ہو جاتا اور بواسیر کا مرض پیدا ہو جاتا اور وہ کسی طرح سے اچھا نہ ہوتا آخر کار مرد و دبھی مرض میں مبتلا ہو کر مر جاتا۔ پھر انہوں نے اس تابوت کو بت خانے میں لے جا کر اپنے بتوں کے نیچے دبا رکھا۔ لیکن وہ اس کو وہاں بھی چھپا نہ سکے۔ بہر صورت وہ سب مرد و دجب اس سے اچھے نہ ہوئے تب اس تابوت کو دو بیلوں پر لاد کر بیلوں کو ہانک دیا اور اس وقت فرشتوں نے اس تابوت کو ان دونوں بیلوں کو ہانک کر گھر پہنچا دیا۔

بیان عداوت طالوت کی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ

ایک روایت میں ہے کہ جب طالوت نے جالوت کو قتل کر ڈالا تو بنی اسرائیل نے کہا کہ تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے گا اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی سے شادی کر دوں گا۔ لہٰذا اب اپنا وعدہ پورا کرو۔ طالوت نے کہا کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہے اور اس کا رنگ کالا ہے اس لئے میں اپنی بیٹی کی اس سے شادی نہیں کروں گا۔ جب طالوت نے وعدہ کرنے سے انکار کیا اور بیٹی دینے سے [illegible]

ایک روایت میں ہے کہ بالآخر طالوت نے اپنی بیٹی [illegible] اپنی نصف سلطنت بھی دیدی اس کے بعد جب طالوت نے دیکھا کہ [illegible] بہت موافقت رکھتے ہیں تو اس نے اپنے دل میں خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ [illegible] سلطنت و بیٹی سے یہ خیال ہوتے ہی طالوت نے [illegible] علیہ السلام کو مارنا [illegible]

حضرت داؤد علیہ السلام ایک پہاڑ سے [illegible] ایک [illegible] مشغول ہوتے اور تقریباً ان کے ساتھ [illegible] رہتے تھے۔ یہ طیور بھی ان کے طلوع سے [illegible] اور وہ سب [illegible] جاتے ہی طالوت نے جب یہ خبر [illegible] کو [illegible] ایک [illegible] کہ [illegible] یا جہاں اس کی عبادت گاہ تھی۔ رات سے وقت [illegible] اور قتل کرنا [illegible] چاہا

Marfat.com

کہ مسجد کے اندر گھس کر مع تمام عابدوں کے حضرت داؤد علیہ السلام کو مار ڈالے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ان کو خواب نے غلبہ کیا آخر طالوت مع لشکر سب سو گئے اور جب وہ مع اپنے لشکر کے سو گیا تو اسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام مسجد سے نکل کر دیکھتے ہیں کہ طالوت تو مع اپنے لشکر کے سو گیا۔ تب ننگی تلوار اس کے ہاتھ سے لے کر پتھر پر ماری اور پتھر کو دو ٹکڑے کر کے اس کے پیٹ پر تلوار اور وہ پتھر بھی اور ایک کاغذ کا ٹکڑا لکھ کر رکھ دیا اور جو چراغ جل رہا تھا وہ بھی بجھا دیا۔ اور اس کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھا تھا۔ اے طالوت یہ تیری تلوار میں نے پتھر پر ماری اور پتھر کے دو ٹکڑے کر دیئے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو تیری پیٹ کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالتا اور پھر تجھ کو خبر بھی نہ ہوتی کوئی بھی تیری فریاد کو نہ پہنچتا۔ پس بہتری تیری اسی میں ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے چلا جا اور ان عابدوں کے مارے جانے کا ارادہ بالکل ترک کر دے ورنہ آخرت میں بھی گنہگار ہوگا جب روز روشن ہوا اور طالوت اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ دیکھتا ہے کہ اپنی تلوار اور ایک کاغذ کا ٹکڑا اور دو پتھر پیٹ پر رکھے ہیں ڈر کے اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً پشیمان ہو کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور ادھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پیچھے چند سپاہی بھیجے کہ تم جا کر داؤد کو مع اس کی جماعت کے شب خون کر کے مار آؤ۔ تب وہ مردود حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے ساتھی عابدوں کے مارنے کے واسطے گئے۔ اتفاقاً اس شب کو حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ سے باہر نکلے تھے اور ان کی جماعت کے عابد لوگ مسجد کے اندر ہی تھے ان لوگوں نے مسجد کے اندر جا کر تمام عابدوں کو مار ڈالا۔ جب طالوت کو خبر ہوئی کہ تمام عابد لوگ مارے گئے اور حضرت داؤد علیہ السلام بچ گئے۔ درحقیقت مطلب اس کا حضرت داؤد علیہ السلام سے تھا۔ اور ان عابدوں کے مارے جانے سے وہ بہت ہی پشیمان ہوا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو بلا بھیجا تا کہ وہ اپنی بیٹی کو ان کے ساتھ بیاہ دے اور اپنی تقصیر کی عذرداری بھی کرے۔ جب اس کے قاصدوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے جا کر کہا کہ آپ کو طالوت بادشاہ بلاتا ہے آپ ہمارے ہمراہ چلئے وہ آپ سے اپنی تقصیر کی معافی چاہتا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بات کو سن کر ان سے کہا کہ طالوت نے گناہ کبیرہ کیا ہے کیونکہ اس نے بے گناہ مسلمان عابدوں کو مار ڈالا ہے اور اس نے تو میرے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا تھا جب تک وہ لڑائی میں نہ جائے گا اور بعوض ہر عابد کے ایک کافر کو جب تک نہ مارے گا اس وقت تک وہاں نہ جاؤں گا۔ پس قاصدوں نے یہ باتیں اپنے بادشاہ طالوت سے جا کر کہیں۔ بادشاہ طالوت یہ باتیں سن کر اپنے کردار پر بہت پشیمان ہوا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کے فرمان سے جب وہ لڑائی کے معرکے میں جا کر کھڑا ہوا اچانک ایک تیر دشمن کی طرف سے آیا اور اس کے سینے پر ایسا لگا کہ پشت سے نکل گیا۔ پس وہیں اس کی جان نکل گئی اور یہ دیکھ کر اس کا پورا لشکر ہزیمت پا کر واپس آ گیا۔ پھر حضرت

Marfat.com

داؤد علیہ السلام نے یہ خبر پا کر طالوت کے گھر آ کر اس کی بیٹی سے بیاہ کیا اور بادشاہ طالوت کی سلطنت کے مالک ہوئے اور ان کو صبر کی پاداش میں بادشاہی اور پیغمبری ملی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ ترجمہ: اور دی اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت یعنی پیغمبری سے نوازا۔

بیان نبوت حضرت داؤد علیہ السلام کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہودا بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ جب تخت پر بیٹھے اس کے چالیس برس بعد ان کو پیغمبری ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قوت دی تھی کہ کوئی بادشاہ ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ (۳۸-۱۷) ترجمہ: اور یاد کر ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کو جو صاحب قوت تھا اور ہماری طرف رجوع کرنے والا اور ہماری یاد کرنے والا تھا۔ اور فرماتا ہے وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ (۳۸-۲۰) ترجمہ: اور مضبوط کیا ہم نے اس کی سلطنت کو اور ہم نے اس کو حکمت بخشی مقدمات اور فیصلہ کرنے والی بات۔ اور اللہ رب العزت نے ان کو زمین میں خلیفہ بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ (۳۸-۲۶) ترجمہ: اے داؤد تحقیق ہم نے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس تو حکم کر درمیان لوگوں کے ساتھ حق کے اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی مت کر۔ اور ہم نے ان کو زبور کتاب عطا فرمائی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز خوش عطا فرمائی تھی جب وہ اپنی آواز سے زبور پڑھتے تھے تو پرندے ہوا میں ٹھہر جاتے تھے اور جانور بھی ٹھہر جاتے تھے اور پہاڑ بھی ٹھہر جاتے تھے اور ان کی آواز کی خوشی سے اپنی جگہ پر ٹھہر جاتے تھے اور ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور جب حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ (۳۴-۱۰) ترجمہ: اے پہاڑو تسبیح پڑھو داؤد کے ساتھ اور پرندو تسبیح پڑھو داؤد کے ساتھ اور جانور بھی تسبیح پڑھتے تھے اور پہاڑ بھی تسبیح پڑھتے تھے اور پرندے بھی تسبیح پڑھتے تھے

تقریباً چالیس فرسنگ تک پہنچتی تھی۔ اس آواز سے کافر لوگ بیہوش اور مردہ ہو جاتے تھے۔ یہ درحقیقت ان کی نبوت کا ایک معجزہ تھا اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ خدا نے ان کی انگلیوں میں ایسی تاب اور نرمی دی تھی کہ ان کے چھوتے ہی لوہا پگھل کر نرم ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ (۳۴-۱۰) ترجمہ: اور نرم کیا ہم نے داؤد کے واسطے لوہا یعنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی مثل موم کے نرم ہو جاتا تھا اور بغیر کسی آلہ و ہتھیار اور بے آتش کے ہاتھ سے زرہیں موڑ کر زرہ بناتے تھے اور لوگوں کو فروخت کرتے اور دیگر لوگ آگ میں تپا کر کڑیاں بناتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ زرہ کی زرہ پہلے انہوں نے ہی ایجاد کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ (۲۱-۸۰) ترجمہ: اور سکھائی ہم نے کاریگری اور بنایا ایک قسم کا پہناوا تمہارا تاکہ بچاوے تم کو لڑائی سے اور ایک زرہ اس وقت چار سو درہم میں فروخت ہوتی تھی اور ان کا یہ معمول تھا کہ وہ دو سو درہم درویشوں محتاجوں کو دیتے تھے اور ایک سو درہم اپنے خویش و اقارب کو دیتے اور صرف ایک سو درہم اپنی عبادت کے لئے اپنی غذا میں صرف کرتے تھے اور اپنے جملہ اوقات کو بھی تین طرح پر تقسیم کیا تھا اور وہ طریقہ عمل یہ تھا کہ چند روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور چند روز لوگوں کا انصاف کرتے تھے۔ اور چند روز اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا معمول بن چکا تھا۔

بیان ..... مبتلا ہونا بلا میں حضرت داؤد علیہ السلام کا

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بلا میں مبتلا ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک روز کتاب صحیفہ پیشین پڑھتے تھے اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی بزرگی کا بیان لکھا پایا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ان حضرات نے خداوند قدوس کے کیا کام کئے تھے۔ جو یہ مرتبے اور بزرگیاں پائیں۔ اسی وقت سے دربار الٰہی سے خطاب آیا کہ اے داؤد ان پر میں نے مختلف قسم کی بلائیں نازل کیں اور وہ ان میں ثابت قدم رہے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ و بزرگی میری طرف سے عنایت کی گئی۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی حضوری میں درخواست کی کہ الٰہی تو مجھ کو بھی کسی بلا میں مبتلا کر انشاء اللہ میں بھی صبر کروں گا اور ثابت قدم رہوں گا تاکہ اس کے صلہ میں مجھ کو بزرگی ملے اور میں خدا کے یہاں سے مرتبہ پاؤں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب بادشاہ طالوت کی سلطنت ملی اور قوم بنی اسرائیل پر بادشاہ مقرر ہوئے تو مارے خوشی کے انہوں نے یہ اعلان کیا میں اللہ کی قسم اچھی طرح سے عدالت کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کروں گا۔ لیکن یہ کہتے وقت انشاء اللہ کہنا بھول گئے اور اس لفظ کو اپنی زبان سے نہ کہا۔ اور بعض

Marfat.com

Marfat.com

درجہ شہادت پایا۔اس کے بعد اس لشکر نے جو حضرت داؤد علیہ السلام نے روانہ کیا تھا اس ملک کو فتح کر کے اور بہت سا مال غنیمت لا کر حضرت داؤد علیہ السلام کو دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی شہادت سن کر ایک برس تک تعزیت کی۔اس کے بعد اس بطشا عورت کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کے علاوہ ننانوے بیویاں ان کے اور تھیں۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے بطشا سے نکاح کر لیا تو اب پوری سو بیبیاں ہو گئیں۔ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بطشا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام محراب میں بیٹھے تھے اور خداوند قدوس سے مناجات کر رہے تھے۔اتفاقیہ دو شخص اجنبی اس محراب کی دیوار توڑ کر اندر آ گئے۔یہ دیکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام چونک پڑے۔انہوں نے کہا کہ اے داؤد مت ڈرو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ ۔(۳۸-۲۱) ترجمہ: کیا پہنچی ہے خبر تجھ کو دعویٰ کرنے والوں کی جب وہ دیوار کو توڑ کر اندر آئے تیرے عبادت خانے میں داخل ہو گئے یہ دیکھ کر داؤد گھبرایا اور وہ ان سے بولے کہ تم مت گھبراؤ ہم تو دو جھگڑنے والے ہیں۔ اور زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو تو فیصلہ کر دے ہماری درمیان انصاف کا۔اور زیادہ دیر مت کر اور ہم کو سیدھی راہ بھی بتا دے یہ سنتے ہی حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا اپنا احوال بیان کرو پس کہ اس فریادی نے حضرت داؤد علیہ السلام سے قولہ تعالیٰ اِنَّ هٰذَآ اَخِىْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةٌ (۳۸-۲۳) ترجمہ: یہ جو ہے وہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے پاس ایک دنبی ہے پھر یہ کہتا ہے مجھ سے کہ تم اپنی دنبی بھی میرے حوالے کر دو اور اس بات میں مجھ سے زبردستی بھی کرتا ہے۔ یہ بات سن کو حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے مخالف شخص سے کہا کیوں جی یہ جو کچھ کہتا ہے سچ ہے یا نہیں۔وہ بولا سچ کہتا ہے۔قولہ تعالیٰ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ (۳۸-۲۴) ترجمہ: بولا داؤد کہ وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کو۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام سے دونوں فرشتوں نے جو کہ آپس میں متخاصمین بن کر آئے تھے ہنس کر کہا کہ اے داؤد باوجود تیری ننانوے بیویوں کے اور یا کی بیوی سے حرص کی غرض سے نکاح کیا اور پوری ایک سو عورتوں کو اپنی نکاح میں لائے۔ یہ درحقیقت ایک مقدمے کی صورت میں پیش کر کے جو ہم آئے ہیں تمہاری پاس یعنی دنبی کا معاملہ لے کر، کہ یہ تم نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ یہ کہہ کر دونوں فرشتے غائب ہو گئے۔ یہ واقعات جامع التواریخ میں مذکور ہیں اور قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں اور یا ایک شخص تھا اور ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا اور بہت ممکن تھا کہ اس کا نکاح ہو جائے لیکن اس عورت

Marfat.com

Marfat.com

جا کر شہید ہوا میں نے بطشا سے نکاح کیا یہ تقصیر مجھ سے ہوئی تو مجھ کو معاف کر۔ پس بموجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی قبر پر جا کر پکارا۔ اس نے جواب دیا۔ اے حضرت داؤد علیہ السلام پھر کیوں آپ مجھ کو پکارتے ہیں اپنا احوال کہو۔ انہوں نے بطشا اس کی عورت کی حقیقت سب بیان کی اور اپنی خطا کی معافی چاہی۔ اوریا نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بہت رنجیدہ ہوئے اور رو رو کر کہا اے اوریا میری تقصیر معاف کر میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تب اس نے کہا اے حضرت داؤد علیہ السلام! مت رو۔ اس بارے میں تم کو معاف نہ کروں گا جو تم نے کیا ہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے رو رو کر معافی مانگی پھر بھی اس نے معاف نہ کیا۔ تب درگاہ الٰہی سے ندا آئی۔ اے داؤد مت رو۔ میں نے تجھ کو معاف کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی اوریا مجھ کو معاف نہیں کرتا ہے تب حکم ہوا اے داؤد حشر کے دن اس کے لئے ایک قصر یاقوت سرخ کا بناؤں گا اور اس میں حوریں بہشت کی رہیں گی۔ اوریا کو ان پر عاشق و فریفتہ کروں گا۔ تب اس کے بدلے میں وہ تم کو معاف کر دے گا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بہشت میں ایک مکان پر تکلف جواہرات سے بنا کر اوریا کو دکھایا اور پھر اس نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو معاف کر تو یہ قصر بہشت تجھ کو دوں گا۔ پس اس وقت وہ یہ قصر اور حوریں دیکھ کر عاشق ہوا اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کو پکارا کہ اے داؤد میں نے تمہاری خطا معاف کی۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہو کر اپنے گھر پر آئے۔ ایک دن بنی اسرائیل جمع ہو کر کہنے لگے اے نبی اللہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ ہم لوگ آپ کو تقریباً چالیس روز سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور غم دیدہ ہو کر ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے میرے صاحبو! خدا نے جب مجھ کو خلیفہ کیا اور تم پر نبی بنا کر بھیجا اور مجھ کو منع فرمایا تھا کہ دیکھو تم نفس امارہ کے پیچھے مت پڑنا ورنہ خراب ہو جاؤ گے۔ پس میں نے اس بات کا خیال نہ کیا اور میں بھول گیا اور اسی بھول میں، میں نے نفس امارہ کی پیروی کی تھی۔ یعنی ایک شخص جس کا نام اوریا تھا میں نے مغالطہ دے کر اس کو جہاد میں بھیجا اور وہ وہاں شہید ہو گیا اور میری تمنا تھی کہ بعد شہید ہونے کے اس کے، اس کی عورت سے میں نکاح کروں، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ یعنی اس کی چھوڑی ہوئی بیوی سے میں نے نکاح کر لیا۔ اسی پاداش میں خداوند کریم نے مجھ کو چند روز تک اسی بلا میں مبتلا کیا۔ اور اب خدا کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس سے مجھے نجات بخشی ہے اور ایک روایت وہب ابن منبہ سے ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی خطا کی وجہ سے تقریباً تیس برس تک روئے اور اتنی کثرت سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے کہ کپڑے تر ہو جاتے تھے۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ماننے والے عابد

Marfat.com

Marfat.com

انصاف کر کے میری کل بکریاں کھیت والے کو دے دی ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم خلیفہ خدا سے جا کر کہو کہ اے خلیفہ خدا اگر آپ ہمارے اس مقدمے کو غور کر کے انصاف فرما دیں تو پھر اس غریب کے حق میں بہتر ہوگا۔ اس شخص نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضرت داؤد علیہ السلام سے جا کر کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سنی اور پھر فرمایا کہ یہ بات تم کو کس نے بتلائی۔ وہ بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھ کو کہا کہ تم پھر خلیفہ خدا کے پاس جاؤ اور ان سے گزارش کرو کہ میرے مقدمہ پر پھر غور کیا جائے تا کہ غریب کے حق میں کچھ بہتری ہو۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے ابا جان اگر حضور اس مقدمہ کو اچھی طرح سے غور کر کے انصاف فرما دیں تو میرا خیال ہے کہ پھر اس غریب کے حق میں بہتری ہو گی تب حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے پوچھا کہ کہو تم اس کا فیصلہ کس طرح کرو گے تب دونوں حضرات نے اس مقدمہ پر نہایت غور خوض کیا اور اس کا فیصلہ یوں چکا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قولہ تعالیٰ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ (۲۱-۷۸) ترجمہ: داؤد اور سلیمان کو وہ ہدایت ہم نے جس وقت وہ حکم کرتے تھے دونوں بیچ کھیتی والوں کے جس وقت کہ چگ گئیں بیچ اس کے بکریاں ایک قوم کی اور روبرو تھا ہمارے ان کا فیصلہ۔ پس سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو حکم اور علم تھا۔ بعض تفسیروں میں یوں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریوں کو دلوا دیا۔ اور کھیتی والوں کو بدلہ ان کے نقصان کا اور اس وقت ان کے دین میں یوں تھا۔ کہ چور کو اپنا غلام بنا لیتے تھے۔ اس کے موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کم سن ہی تھے انہوں نے بھی جھٹڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کھیتی والوں کو کہ بکریاں تم ان کی رکھو اور ان کا دودھ پیو اور وہ کھیتی کو پانی دیا کریں بکریاں والے جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جاوے تب ان کی بکریاں واپس کر دیجو اور اپنی کھیتی کو اپنے قبضہ میں کر لینا تا کہ دونوں کو کوئی نقصان نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ انصاف کیا اور آئندہ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر مشورہ سلیمان کے کوئی بھی حکم لوگوں پر نافذ نہیں کرتے تھے۔ ایک دن یوں ہوا کہ ایک بڑھیا سلیمان کے غائبانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دادخواہ آئی اور وہ آ کر یوں بولی اے خلیفہ خدا میں بڑھیا ہوں اور نہایت ہی ضعیفہ عیالدار بھی ہوں ایک روز اپنے عیال و اطفال کے لئے دکھ و محنت کر کے اپنے سر پر آٹا لا رہی تھی اسی وقت ہوا اتنی تیز چلی کہ میرے سر پر جو آٹا تھا وہ سب اڑا لے گئی اور میرے لڑکے بالے بھوکے مرتے ہیں آپ اس کا کچھ انصاف کیجئے اگر ممکن ہو تو اس سے میرا آٹا دلوا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے بڑھیا ہوا پر میرا

Marfat.com

Marfat.com

السلام نے کہا وہ کیا ہے بیان کرو ہوا نے اس کا یہ جواب دیا کہ یا نبی اللہ دریا میں ایک قوم کی کشتی تھی اور اس میں ایک سوراخ ہو گیا تھا اور وہ قریب ڈوبنے کے تھی اور دریا کے سیلاب کے گرداب میں آپڑی تھی۔ اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر کشتی اس گرداب سے خداوند بچالیوے گا تو اس کشتی کا سب مال خدا کی راہ پر فقیروں اور محتاجوں کو دیں گے۔ اسی وقت خداوند قدوس نے مجھ کو حکم دیا کہ تو اس بڑھیا کا آٹا لے کر اس کشتی کے سوراخ کو بند کر دے تا کہ یہ کشتی غرق ہونے سے بچ جائے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ چند روز کے بعد وہ کشتی کنارے پر آ لگی اور ادھر حضرت داؤد علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ ایک کشتی نذر لی دریا کے کنارے پہنچی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب مال نذر کا کشتی سے منگوا کر آدھا فقیروں اور محتاجوں کو دیا اور آدھا مال اس بڑھیا عورت کو دیا کہ جس کے آٹے سے اس کشتی کا سوراخ ہوا نے بند کیا تھا۔ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ تم نے خدا کی کیا اطاعت و بندگی کی تھی جو تجھ کو اتنا مال ملا۔ وہ بڑھیا بولی کہ میں نے خدا کی بندگی نہیں کی تھی مگر ایک دن ایک فقیر بھوکا محتاج پیاسا میرے پاس آیا اور اس نے کھانے کا سوال کیا اور اس وقت میرے پاس صرف ایک روٹی تھی چنانچہ میں نے وہ روٹی اس فقیر کے حوالے کر دی اور اس فقیر نے اس روٹی کو کھا کر مجھ سے کہا کہ میں بہت بھوکا ہوں اور بہت دور سے آیا ہوں۔ اور اس روٹی سے مجھی سیری نہیں ہوئی پھر اور دیجئے۔ میں نے کہا تم ذرا ٹھہرو میں گیہوں پیس کر روٹی پکائے دیتی ہوں یہ کہہ کر میں آٹا پیس کر اپنے سر پر رکھ کر لا رہی تھا کہ راستے میں ہوا کی تیزی سے وہ سب آٹا اڑ گیا۔ اور میں جانتی ہوں کہ مجھ پر تکلیف گزری۔ اس بھوکے فقیر کے سبب سے بھی بہت ہی متفکر و غمناک ہو کر تمہارے پاس دادخواہ آئی تھی اتنا مال خدا کی مہربانی سے تمہارے ہاتھ سے مجھ کو ملا ہے کہتے ہیں کہ اس وقت خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے آ کر کہا یہ بات کہی تھی کہ اس بڑھیا کو یہ دو اتنا مال جو تو نے پایا اس آٹے کا بدلہ ہے جو ہوا سے اڑ گیا تھا۔ اور اس روٹی کے بدلے جو تو نے اس فقیر کو دی تھی اس کا بدلہ آخرت میں ستر روٹیاں ملیں گی۔ منقول ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ ہم احوال قیامت کو دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ ہم کو قیامت کا یقین ہو اور یہ بھی ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ روز قیامت اسی طرح ماجرا گزرے گا۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا کہ عید کے دن تم کو یہ ماجرا دکھاؤں گا۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سردار رئیس القوم مال دار تھا۔ اور اس کی ایک گائے زرد رنگ خوش نما پاؤں تھے اور اس پر زری کے کپڑے ڈال کر خوب سجا کر میدان میں چھوڑ دیا کرتا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت نہایت ہی عابدہ زاہدہ تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا۔ وہ بڑا نیک اور صالح تھا۔ دونوں نے صحرا میں جا کر ایک

Marfat.com

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السلام کے دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں دوسرے کی گائے ذبح کر کے کھائی ہے۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ خدا وہ گائے تین دِن تک ہمارے دروازے پر آ کر پڑی رہی اور بار بار ہانکنے سے بھی نہ گئی اور وہ بولتی تھی کہ میں تمہاری حلال روزی ہوں مجھے تم ذبح کر کے کھا جاؤ اور ہم لوگ تین دن کے بھوکے تھے اس کو ذبح کر کے کھا گئے۔ یہ بات سن کر اس گائے کے مالک نے کہا کہ تم جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ گائے بیل نے بھی کسی سے بات کی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ البتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کر سکتی ہے۔ الغرض صاحب گائے نے دونوں ماں بیٹے سے قصاص طلب کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں مجھ سے ایک ہزار اشرفیاں لے لو۔ وہ بولا کہ میں ہرگز ان کو معاف نہ کروں گا۔ میں تو اپنی گائے کا قصاص لوں گا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اس گائے کا چمڑا بھر کے اشرفی مجھ سے لے لو۔ اور ان کو اس خطا سے معاف کرو۔ اس جاہل نے حضرت داؤد علیہ السلام کا کہنا نہ مانا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے داؤد اللہ تعالیٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل احوال قیامت تجھ سے دنیا میں دیکھنا چاہتے تھے تم ان سے کہہ دو کہ کل عید کے دن میدان میں جا کر سب حاضر ہوں احوال قیامت کو وہاں دیکھیں گے تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہہ دیا۔ وہ سب چھوٹے بڑے زن و مرد قوم کے اس میدان میں عید کے روز جا کر حاضر ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے منبر پر چڑھ کر کتاب زبور پڑھنے لگے۔ اور تمام لوگ ان کی خوش الحانی کی وجہ سے غش میں آ گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اس رئیس قوم صاحب گائے سے پوچھو کہ اس دن کو وہ یاد کرے کہ جس دن شام کی راہ سے فلانے سوداگر کے ساتھ تو نوکر ہو کر جاتا تھا۔ اس کے ساتھ پانچ سو اونٹ بکری اور مال و اسباب تھا۔ تو نے اس کو مار کر سب چھین لیا تھا۔ اور پھر مصر میں جا کر اس کے مال و اسباب سے تو نے بہت نفع اٹھایا۔ اور اس کے بعد تو ملک شام چلا آیا تھا۔ اتنا مال و متاع تو نے جو جمع کیا یہاں تک کہ تو قوم بنی اسرائیل کا سرغنہ بھی ہوا سو وہ سوداگر جس کو تو نے مارا تھا اس کی یہ بیوی ہے اور اسی کا یہ لڑکا ہے جو تیری گائے کو ذبح کر کے کھا گئے ہیں اور اس وقت جتنا مال تیرے پاس موجود ہے سب اس کا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ حقیقت جبرائیل علیہ السلام سے سن کر صاحب گائے سے پوچھا اس نے اس بات سے انکار کیا اور پھر کہا کہ میں نے ہرگز کسی کو نہیں مارا اور نہ مال کسی کا میں نے چھینا تم کو یہ بات جس کسی نے کہی ہے بالکل جھوٹ ہے جو آپ نے سنی ہے اس وقت خدا کے حکم سے زبان اس کی گونگی ہو گئی اور پھر ہاتھ پاؤں نے اس کی گواہی دی۔ اس کے

Marfat.com

ہاتھ نے کہا سچ ہے۔ میں نے چھری سے اس سوداگر کو ذبح کیا تھا اور اس کا شتر اور مال واسباب سب
لے لیا تھا اور اسی طرح تمام اعضاء نے اس کی گواہی دی۔ قوم بنی اسرائیل یہ حقیقت سن کر بڑی متعجب
ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے بھائی مومنو! یہی حقیقت ہوگی حشر کے دن جس نے
بھی جو کچھ نیک کام اور بدکام کیا ہوگا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ظاہر ہوگا۔ ہاتھ پاؤں ان کی
گواہی دیں گے جیسا کہ صاحب بقر کے ہاتھ اور پاؤں نے گواہی دی اور منہ سے اس دن کچھ نہ بول
سکے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ
(۳۶-۶۵) ترجمہ آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ پاؤں جو
کچھ وہ کماتے تھے دنیا میں۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں مال بیٹوں کو بلا کر رئیس قوم
صاحب گائے تمہارے باپ کو مار کر تمام مال ودولت لوٹ لے گیا تھا۔ اب خدا کے حکم سے اسے مار کر
تم اپنے باپ کا قصاص لو اور اس سے اپنا سب مال واسباب لے لو۔ اس لڑکے نے اس بات کو سن کر
اسی وقت صاحب گائے کا سر کاٹ دیا اور جو مال واسباب تھا اپنے باپ کا سب لے لیا۔ اور پھر خدا
کا بجا لایا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی موت قریب آئی تو
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک صندوق ان کو لا کر دیا اور کہا اے داؤد تم اپنے بیٹوں سے پوچھ
کہ اس کے اندر کیا چیز ہے۔ جو کوئی اس کے اندر کی چیز بتا دے گا اسی کو خلافت وسلطنت سے ملے گی تب بنی
اسرائیل اور پندرہ بیٹوں کو اپنے پاس بلا کر ایک جگہ جمع کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس صندوق کے اندر کیا چیز
ہے جو کوئی بھی بتا دے گا اس کو میں اپنا ولی عہد مقرر کروں گا اور وہی بھی ہوگا اور وہی بنی اسرائیل کا
بادشاہ بھی ہوگا۔ کسی سے بھی اس صندوق کے اندر کی چیز نہ بتا سکی۔ حضرت سلیمان علیہ
السلام اپنے سب بھائیوں میں سے چھوٹے تھے وہ حضرت باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے ابا جان
ہوا تھی وہ صندوق اس کے اندر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اے بیٹا ہو۔ تب سلیمان علیہ السلام نے
کہا اس کے اندر ایک انگشتری اور ایک چابک اور ایک کبوتر یہ تینوں چیزیں اس کے اندر ہیں
ان تینوں کے علاوہ اس میں اور کچھ نہیں ہے۔ جب صندوق حوالہ کیا گیا تو اس میں تینوں چیزیں
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتائی ہیں یہ تینوں چیزیں اس سے تعلق رکھتی ہیں یہ انگوٹھی اس
بادشاہت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اور جو شخص بھی اس کے ہاتھ میں اس انگشتری کو پہنے گا اس
کے حاصل ہوگا اور جب اس پر غلبہ پائے گا جو پرندوں کی بولی میں سے مشرق سے مغرب تک جانوروں
مخلوق وہ پیدا ہوگا اور تمام حیوانات پرند چرند وحوش سب سے سب اس کے تابع فرمان ہوں گے اور
چابک ہے وہ سزا کا ہے جو شخص بھی صاحب چابک سے باغی ہوگا بھی اس کی اطاعت نہ کرے

Marfat.com

کا۔ جب صاحب چابک اس پر ارشاد کرے گا وہ چابک خود بخود جا کر اس کو معذوب کر کے لائیگا کہتے ہیں کہ کوئی اس چابک کو بوجہ ڈر کے نہ چھوتا تھا۔ یعنی صرف مالک ہی اس کو اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔ یونہی اس کا خاصہ تھا کہ بغیر استعانت غیر کے لوگوں پر عذاب کرتا اور پھر اس کے بعد حضرت جبرائیل نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ اس خط کے اندر کیا لکھا ہوا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تو کوئی اس کا حال دریافت نہ کر سکا سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر پانچ مسئلے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ایمان۔ محبت۔ عقل۔ شرم اور طاقت۔ پھر پوچھا ہر ایک کا مقام و قرار بدن میں کس جگہ ہے۔ مقام ایمان و محبت کا دل ہے اور مقام عقل سر ہے اور مقام شرم آنکھ اور مقام قوت و طاقت ہڈی ہے۔ جب سلیمان نے یہ باتیں کہیں تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور وہ خاتم سلطنت ان کی انگلی میں پہنائی اور وہ چابک بھی ان کے ہاتھ میں دیا اور بخوشی ان کو اس شاہی تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنے عبادت خانے میں جا بیٹھے اس وقت عمر ان کی ایک سو برس کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ یہ حوالہ جامع التواریخ سے لکھا ہے۔ ایک دن ملک الموت آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا تم کون ہو وہ بولے کہ میں ملک الموت ہوں۔ کہا آپ کیوں یہاں آئے ہیں؟ حضرت عزرائیل نے کہا تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عزرائیل سے کہا کہ مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے اور تم کو ابھی جانا ہے یہ کہہ کر ان کی جان قبض کر لی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (۷-۳۴) پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ایک ساعت اور نہ آگے نکل جائے ہیں بعد وفات کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعزیت اور ان کی تجہیز و تکفین کی۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

بیان مسخ ہونا بعضے بنی اسرائیل کا
حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں

ایک روایت میں ہے کہ ایک قبیلے نے قوم بنی اسرائیل سے علیحدہ ہو کر دریا کے کنارے پر کچھ اپنے رہنے کے واسطے مکان بنا لئے تھے۔ اور یہ واقعہ اس وقت عمل میں آیا جب حضرت داؤد علیہ السلام بلائے ناگہانی میں مبتلا ہوئے تو ان لوگوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اکثر احکام توریت کے چھوڑ

Marfat.com

Marfat.com

راہ بند کی اور اتوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بندر ہو گئے اور ان میں تین فرقے ہو گئے۔ ایک تو ان میں وہ تھے کہ جو شکار کرتے تھے۔ اور دوسرے لوگ وہ تھے جو باز آ گئے تھے۔ نافرمانیوں سے برابر منع کرتے رہتے تھے اور تیسرے وہ لوگ تھے جو منع کرنے سے تھک گئے تھے اور منع کرنا چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو برابر منع کرتے رہے اور منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی تو دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ہر گھر میں بندر ہی بندر نظر آ رہے ہیں اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ آدمی پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر اپنا رکھتے اور پھر رونے لگتے۔ بالآخر وہ اپنے برے حال سے تین دن میں سب کے سب مر گئے کتاب توریت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تم حکم توریت کا چھوڑ دو گے تو تم پر اور لوگ مسلط ہوں گے اور پھر قیامت تک ذلیل ہی رہو گے۔ اب تم غور کرو کہ روئے زمین پر یہود کی کہیں بھی حکومت نہیں اور وہ غیر کی رعیت ہیں۔ پس اے مومنو! بسبب نافرمانی خداوند قدوس بنی اسرائیل کے چہروں اور بدن کو مسخ کیا گیا۔ یعنی مسخ ہو کر وہ بصورت بندر ہو گئے اور ہم لوگ چونکہ خاتم النبیین کی امت میں ہیں اس لئے اس زمانے میں گناہ کرنے کے باوجود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے مسخ نہیں کیے جاتے لیکن یہ یاد رہے کہ قیامت کے دن اس نافرمانی کی سزا ذلت مسخ سے کم نہ ہو گی یا اللہ تو ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرما اور دین اسلام پر ثابت و قائم رکھ اور ہمارے سارے گناہوں کو معاف فرما۔ آمین۔ یارب العالمین

بیان طالوت کے بادشاہ ہونے کا

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ پھر ہم کو سلطنت عنایت فرمائے اور ہم لوگ خدا کے دشمنوں کو مار کر زیر کریں اور ایک سردار بھی ہم پر مقرر کر دے کہ ہم لوگ اس کی اقتداء میں جہاد کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى (۲-۲۴۶) ترجمہ: کیا تو نے نہ دیکھی ایک جماعت قوم بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد میں جب کہا انہوں نے اپنے نبی کو کہ مقرر کر دیوے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کو کہ ہم جہاد کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ بولا یہ بھی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تب تم نہ لڑو۔ وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ہم کو نکال دیا ہے ہمارے گھروں سے اور اپنے بیٹوں سے پھر جب ان کو حکم ہوا لڑائی کا پھر گئے مگر تھوڑے ان کے اپنے عہد و قرار پر قائم رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو ظالم ہیں۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت تک بنی اسرائیل کا کام بہتر

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

بارون کی امداد کیا کریں گے اس میں نشانی ہے پوری تم کو اگر تم لوگ یقین رکھتے ہو۔ پس حضرت شموئیل نے طالوت کو اقبال مند دیکھ کر کہا کہ تم قوم بنی اسرائیل میں بادشاہ ہو گئے اور اب تم میدان کی طرف جاؤ اور وہاں تم تابوت سکینہ پاؤ گے وہ قوم بنی اسرائیل کو لا کر دے دو۔ پس طالوت حضرت شموئیل کے کہنے سے میدان کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ تابوت سکینہ کو ایک بیل گاڑی پر جس میں دو بیل باندھے ہوئے تھے فرشتے لاد کر لا رہے ہیں۔ طالوت اس کے قریب پہنچے اور اس بیل گاڑی پر بیٹھ کر ہانکتے ہوئے اس تابوت سکینہ کو بنی اسرائیل کی جماعت میں لے آئے۔ اور ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سب فرشتے خدا کے حکم سے اس تابوت سکینہ کو طالوت کے گھر پہنچا گئے بہر حال تابوت سکینہ قوم بنی اسرائیل کو طالوت نے جب پہنچایا تو وہ اس کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ تعجب میں پڑ گئے اور حیرت زدہ رہ گئے اور پھر ان کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور اسی وقت سے ان کے مطیع فرمان ہو گئے۔ اس کے بعد طالوت نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر اسی قوم بنی اسرائیل سے کہا کہ چلو ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے تب انہوں نے یہ بات ان کی قبول کر لی اور حضرت شموئیل علیہ السلام نے ایک زرہ آہنی طالوت بادشاہ کو عنایت فرمائی اور پھر کہا کہ یہ زرہ جس کے بدن پر راست آوے گی اسی کے ہاتھ سے بادشاہ جالوت جو جابر و ظالم اور کافر ہے مارا جائے گا۔

بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے

ایک روایت کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ جب طالوت حضرت شموئیل علیہ السلام سے رخصت ہو کر مع اپنے تمام غازیوں کے روانہ ہوئے تو ایک روایت میں ہے کہ طالوت کے ہمراہ اسی ہزار آدمی تھے جو طالوت کے ساتھ لڑنے کو گئے اور کچھ مخبروں نے جا کر جالوت کو خبر پہنچائی وہ یہ خبر سنتے ہی ناہنجار کمر باندھ کر اور اپنا لشکر جرار لے کر مستعد جنگ ہو گیا اور ادھر قوم بنی اسرائیل طالوت کے ہمراہ کوچ کرتی ہوئی چلی جاتی تھی۔ جب کچھ دور پہنچی تو طالوت نے ان سے اسی راستے میں مخاطب ہو کر کہا جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ (۲-۲۴۹) ترجمہ: پس جدا ہوا طالوت اپنی فوجیں لیکر تو اس نے اپنی فوجوں سے کہا کہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ تم کو آزمانے والا ہے۔ ایک نہر سے پس جس نے پانی پیا اس کا پس وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو پانی اپنے ہاتھ سے پھر پی گئے اس کا پانی مگر تھوڑے ان میں سے' یہ کہہ کر وہ چلے بعد قطع منازل

Marfat.com

Marfat.com

نے آئے ہیں تو یہ مت گمان کر کہ سپاہی میرے قلیل تعداد میں ہیں۔ اور تیرا لشکر اس کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ یاد رکھ خدا میرا بازو رک ہے وہ مجھ کو غالب کر دے گا تجھ پر اور ایسا بہت ہو چکا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے یہ نا گاہ ایک لحظہ کے بعد ایک جوان مہیب شکل دیو ہیکل تمام سلاح پوش گھوڑے پر سوار چوب نیزہ تلوار ہاتھ میں لے کر مخالف لشکر گاہ سے برصف کارزار آ کھڑا ہوا اور ایک بینگ مثل گدھے کے ماری اور کہا میں جالوت ہوں اور تم سب کو کافی ہوں تم لوگ میرے سامنے آتے جاؤ اس بات کو سن کر طالوت نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس مردود کا سر کاٹ کر لے آوے تو اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ آخر کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا یہ دیکھ کر طالوت بہت سست ہو گیا اور سمجھا کہ اب جالوت لعین ہم پر حملہ کرے گا اور قوم بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے میں بڑھتا نہیں یہ دیکھ کر خود چاہا کہ اس مردود سے جا کر لڑے اس وقت ایک نوجوان نہایت قوی نے اپنے سر پر خود رکھ کر لباس حریر پہن کر ایک چوب ہاتھ میں لے کر طالوت کو آ کر سلام کیا اور کہا کہ تم کچھ اندیشہ مت کرو خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں جالوت سے لڑوں گا اور انشاء اللہ اس کو مار ڈالوں گا۔ طالوت بولا کہ تم کس قوم سے ہو اور تمہارا کیا نام ہے۔ وہ بولے کہ میں اسرائیلی ہوں اور میرا نام داؤد ہے۔ اور میرے چھ بھائی ہیں آپ کے لشکر میں، اس نے کہا کہ تم نے کبھی اول بھی لڑائی کی ہے۔ وہ بولے اکثر میں شیر اور درندوں سے لڑا ہوں۔ اس وقت دو برادران کے طالوت کے پاس حاضر تھے انہوں نے طالوت سے کہا اے طالوت داؤد کبھی کسی لشکر سے لڑا نہیں جو کہتا ہے حضور غلط ہے۔ اس نے تو کبھی لڑائی نہیں دیکھی اور وہ جالوت مردود بڑا لڑنے والا دیو ہیکل ہے اور وہ جنگ آزمودہ ہے اس سے یہ کیونکر لڑ سکے گا۔ پس طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک زرہ پہنائی اور وہ زرہ ان کو حضرت شموئیل نے دی تھے کہ یہ زرہ جس کے بدن پر صحیح آوے گی وہی لڑائی فتح کرے گا اور وہی بادشاہ ہو گا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ طالوت نے خواب دیکھا تھا کہ جس کے بدن میں یہ زرہ موافق آوے گی اسی کے ہاتھ سے جالوت بادشاہ کافر مارا جائے گا۔ بہر صورت وہ زرہ ہر ایک کو پہنا کر دیکھی کسی کے بدن میں موافق نہ آئی اور جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس زرہ کو پہنا تو ان کے بدن میں بالکل ٹھیک آئی اور پھر طالوت نے ان سے کہا کہ تم جاؤ جنگ میں جالوت مردود تمہارے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ پس انہوں نے عہد مؤکد کر کے وہ زرہ پہن کر اور وہ تین پتھر جو لشکر کے ساتھ آتے وقت راہ میں ملے تھے اور جنہوں نے کہا تھا کہ ہم کو بھی اٹھا کر لے جاؤ ہم تمہارے کام آویں گے اور ہم ان پتھروں میں سے ہیں جن پتھروں کے برسانے سے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک

Marfat.com

کیا تھا۔ لہٰذا ان پتھروں کو لے کر حضرت داؤد علیہ السلام معرکہ جنگ میں جالوت کے سامنے گئے جالوت نے ان سے کہا کہ تو میرے ساتھ کون سے ہتھیار سے لڑے گا۔ وہ بولے میں ان پتھروں سے تیرا سر توڑ کر مار ڈالوں گا یہ سن کر جالوت نے متکبرانہ لہجے میں کہا کہ ان پتھروں سے بادشاہ کے ساتھ لڑنا چاہئے؟ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ تو میرے نزدیک کتے سے بھی بدتر ہے اور کتے کو پتھر سے مارنا چاہئے۔ جالوت نے کہا تو چلا جا ورنہ ابھی قتل مارا جائے گا اور میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا نہایت غریب و ضعیف ایک پتھر ہاتھ میں لے کر مجھ سے لڑنے کو آیا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے جواب دیا میں خدا کے حکم سے لڑنے آیا ہوں اسی نے مجھ کو طاقت دی ہے تجھ کو اس پتھر سے مارا ہے پتھر اٹھا کر [illegible] مروڑ پر چینک مارا وہ مروڑ دونوں پاؤں سے جاتا رہا اور وہ گر پڑا [illegible] اس پتھر کو فلاخن میں رکھ کر وہ پتھر جالوت کے سینے پر چلایا [illegible] سے وہ پتھر ایک بڑا لشکر [illegible] ہلاک کر ڈالا [illegible] وقت [illegible] (۲۵-۲)

Marfat.com

بیان حضرت عُزَیر علیہ السلام کا

بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بخت نصر کافر تھا اور مشرق سے مغرب تک اس کی بادشاہت تھی اور اس کی قوم بنی اسرائیل پر غالب ہوئی اور شہر بیت المقدس کو خراب کیا اور بہت کچھ توڑ پھاڑا اور بنی اسرائیل کو اس نے کافی تعداد میں مقید کیا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو وہ کافی مدت کے بعد اس شہر کی طرف گئے تو انہوں نے وہاں جا کر اس شہر کو خراب و ویران دیکھا بہت ہی تعجب و تاسف کیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ یہ شہر پھر کیونکر آباد کرے گا۔ یہ بات وہ اپنے دل میں کہہ رہے تھے کہ اتنے میں خدا کے حکم سے وہیں ان کی جان قبض ہوئی پھر ایک سو برس بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ اور پھر انہوں نے اس شہر کو آباد دیکھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا (۲-۲۵۹) ترجمہ: یا مانند اس شخص کے کہ گزرا ایک شہر پر سے اور وہ شہر گر پڑا تھا مع اپنی تمام چھتوں کے وہ بولا کہ کیونکر زندہ کرے گا اس شہر کو بعد برباد ہو جانے کے پس مار رکھا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے سو برس پھر جلایا اس کو اللہ تعالیٰ نے پھر کہا کہ تو کتنی دیر سوتا رہا وہ بولا کہ میں ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم خداوند کریم نے فرمایا نہیں بلکہ تو سوتا رہا سو برس اور اب دیکھ کھانا اور پینا کہ وہ نہیں سڑا اور پھر دیکھ اپنے گدھے کو اور میں تجھ کو لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہتا ہوں اور پھر دیکھ ہڈیاں کس طرح سے جڑتی ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہناتے ہیں اور جب یہ چیزیں ان پر ظاہر ہوئیں تو وہ کہنے لگے کہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ تمام واقعات کتاب قصص الانبیاء میں مذکور ہیں۔ اور ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ بخت نصر ایک بادشاہ کافر تھا وہ قوم بنی اسرائیل پر غالب آ گیا۔ اور اس نے شہر بیت المقدس کو خراب کر دیا۔ اور تمام لوگوں کو قیدی بنا کر پکڑ لیا۔ اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مبعوث فرمایا اور وہ بغرض تبلیغ اس شہر بیت المقدس سے گزرے تو اس کو دیکھا تو اتنا خوبصورت شہر کہ جس کو اس نے بری طرح خراب و برباد کر دیا کہا یہ کیونکر آباد ہوگا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ فوراً ان کی روح اسی جگہ قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور پھر وہ سو برس کے بعد زندہ کئے گئے یہاں تک کہ ان کا کھانا اور پینا بھی ان کے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ اور وہ جوں کا توں ہی تھا کچھ خراب نہ ہوا تھا اور ان کی سواری کا گدھا مر کر اس کی ہڈیاں بھی ان کے قریب دھری تھیں پھر ان کا گدھا بھی ان کے روبرو خدا کے حکم سے زندہ ہوا۔ اور اسی سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے۔ اور شہر بیت المقدس پھر آباد ہو گیا اور انہوں نے زندہ ہو کر اس شہر کو آباد ہی دیکھا۔ یہ دیکھ کر فوراً سجدے میں گر پڑے اور توبہ استغفار کرتے رہے جیسا کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲-۲۵۹) ترجمہ پھر جب اس پر ظاہر ہوا تو بولے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کے کام کوئی بھی روکنے والا نہیں اور میں اس واقعہ والی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ہارون کی اولاد میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور پیغمبروں میں بڑھا دیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا (۱۹-۲) ترجمہ یہ ذکر ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندے زکریا پر جب اس نے اپنے پروردگار کو پکارا چھپے چھپے

[illegible] چھپ کر آنے والے [illegible] ہڈیاں [illegible] فرزند [illegible] قبول [illegible] لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا (۱۹-۴) ترجمہ [illegible] اے پروردگار میں [illegible] نہیں

[illegible] بخشی وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ (۱۹-۴) ترجمہ [illegible] ہے تحقیق [illegible] ہڈیوں [illegible] شعلہ مارا [illegible] سفید ہوتے ہیں [illegible] فرزند [illegible] ہڈیوں [illegible] ہے پیچھے [illegible] طعنہ [illegible] خوب [illegible] فرزند [illegible] ہوا اور فرزند بھی تیرا پسند یدہ [illegible] نے [illegible] نے قول فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے [illegible] بخشی (۱۹-۷) ترجمہ [illegible] تیرے [illegible] تیرے [illegible] نے [illegible] ہے [illegible] عورت [illegible] آنے والے [illegible] نے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

کوئی بھی زندہ نہ پہنچے گا۔ پس زکریا علیہ السلام نے تین رات دن تک لوگوں سے بات چیت نہ کی اور پورے نو مہینے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور چار برس تک حضرت یحییٰ باہر نہیں نکلے اور نہ کسی لڑکے کے ساتھ کھیلے اور ان کی ماں کہا کرتی تھیں اے بیٹا کیوں نہیں باہر لڑکوں میں کھیلتے۔ وہ بولتے اے میری ماں خداوند کریم نے مجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔ اس نے جس واسطے مجھے پیدا کیا ہے وہ ہی کام لینا چاہتا ہے۔ یہ بات بار بار کہتے اور پچھ رات و دن روتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے عرض کی اے رب میرے میں نے تجھ سے ایک ولی چاہا تھا وہ تو نے مجھے عنایت فرما دیا تا کہ میں خوش رہوں۔ اب گزارش یہ ہے کہ جو فرزند تو نے عنایت فرمایا ہے وہ رات دن روتا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے مجھ کو چین نہیں پڑتا اور اس وجہ سے غمگین رہتا ہوں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا مجھ سے تو نے ایک صالح بیٹا چاہا تھا اور میں نے تجھ کو ویسا ہی دیا جیسا تو نے مجھ سے طلب کیا تھا اور تو نے خواہش کی تھی کہ فرزند ایسا ہونا چاہئے کہ وہ میری اطاعت کرے میں ایسے بندے کو پیار کرتا ہوں کہ وہ شب و روز میرے محبت میں رویا کرے اور میرے عذاب سے ہر وقت ڈرتا رہے اور میرے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے یہ سن کر حضرت زکریا علیہ السلام خدا کا شکر بجا لائے اور پھر قوم بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت کرتے رہے ایک دن کہنے لگے کہ میرا بیٹا یحییٰ اگر یہ بات بہشت و دوزخ کی سنے گا تو اور بھی زیادہ روئے گا اور تمام قوم بنی اسرائیل حضرت زکریا علیہ السلام کا وعظ سن رہے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی وہاں ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے چپکے سے سنتے تھے اور ان سب کو معلوم تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام اس وقت بہشت و دوزخ کا وعظ بیان فرما رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُوْمٌ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ (۱۵-۴۳ تا ۴۶) ترجمہ اور دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اور اس دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کو ان میں ایک فرقہ بٹ رہا ہے۔ جیسے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ نیک اعمال والوں پر تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ شائد بہشت کا ایک دروازہ زیادہ ہے۔ کیونکہ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاویں گے اور ان کے پاس کوئی خاص عمل بھی نہ ہوں گا اور باقی سات دروازوں سے نیک عمل کرنے والے داخل کئے جائیں گے اور جو پرہیزگار ہوں گے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اس میں سلامتی سے خاطر جمع سے رہو جو یہ نصیحت و وعظ خوف و رجا کا یحییٰ علیہ السلام نے گوشہ میں بیٹھ کر اپنے باپ سے سنا ایک آہ ماہ کر اٹھے اور وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ مسلسل سات دن رات پہاڑوں پر روتے اور پھرتے رہے اور ان کی ماں پہاڑوں میں جا کر

Marfat.com

سات دن تک تلاش کرتی رہیں وہ نہیں بھی ان کو نہ ملے پورے سات دن بعد ایک نوجوان نے خبر دی کہ تمہارا بیٹا تمام دن پہاڑوں میں روتا پھرتا ہے اور شب کو فلاں غار میں سو جاتا ہے یہ بات ہے۔ یہ بات سنتے ہی ان کی ماں ان پہاڑوں میں جا کر تمام دن اس غار کے پاس بیٹھی رہیں۔ جو شام ہوئی یحییٰ علیہ السلام نے اس غار کے پاس اپنی ماں کو دیکھا، جا کر بھاگے ہیں ان کی ماں رو رو کر کہتی ہے بیٹا ذرا ٹھہر جا مجھ سے بات کر اور اپنا رونا موقوف کر اور مجھے بتا کہ تم کس واسطے روتے ہو۔ کچھ تو کہہ تو سہی، دو بولے اے ماں جان میں کیونکر خوش رہوں مجھے تو دوزخ کی بات یاد آتی ہے اور مجھے یہ خوف آتا ہے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ مجھ کو وہاں بھیج کر رکھے۔ میں اس وحشت میں پہاڑوں میں آ کر رہا ہوں یہ صورت ان کی ماں نے دیکھی کہ پہاڑ سے ان کو اپنے مکان پر لیں اور یحییٰ علیہ السلام نے وقت مقررہ سات برس کی تھی انہوں نے مسجد میں جا کر وہیں تھیں اور ان کی بات میں مشغول ہوئے اور ادھر قوم بنی اسرائیل نے یہ فساد کیا کہ وہ بے شمار

Marfat.com

اس درخت سے پناہ اور مدد مانگ وگرنہ صبر کر اس بلا سے۔ پس زکریا نے سر پر آرہ لگنے سے اف تک نہ کی اور اپنی جان اسی طرف سے خدا کو سونپ دی اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یہ خبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پہنچی کہ کچھ کافروں نے زکریا علیہ السلام کو اس درخت کے اندر آرے سے چیر ڈالا یہ سن کر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد محترم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک مسجد کے اندر ہی عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں ملکہ نام کی ایک عورت تھی اور پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی سے اسے نکاح کر دے اور تمام قوم بنی اسرائیل کی اس بات پر متفق تھی اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی ان لوگوں نے بلایا کہ موافق شرع شریف کے اس کے شوہر ثانی سے نکاح پڑھا دیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری بیٹی سے تمہارے شوہر کا نکاح درست نہیں ہے۔ اسی بات کو سن کر ملکہ عورت نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے یہ بات کہی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس کام سے منع کرتے ہیں کہ دختر ربیبہ (بیوی کی بیٹی، سوتیلی بیٹی) سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ اور شہر کا بادشاہ تھا اس نے یہ سن کر فوراً حکم دیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو باندھ کر میرے پاس لاؤ۔ تب بموجب حکم اس کے کافروں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اسی طرح سے حاضر کیا۔ وہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا اے یحییٰ علیہ السلام اگر تم کہو تو اس شہر کو غارت کر دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا: اے جبرائیل! میری تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بولے ہاں۔ تب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا رَضِیْتُ بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی ترجمہ: راضی ہوں میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر۔ بالآخر اس بادشاہ مردود نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مار ڈالا۔ جب سر مبارک بدن سے جدا کیا تو پھر کہا اے بادشاہ اپنی بیوی کی بیٹی سے نکاح درست نہیں فرشتوں نے یہ حال دیکھ کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یا الٰہی یحییٰ علیہ السلام نے کیا گناہ کیا تھا جو اس طرح مارا گیا۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ اے فرشتو! وہ میرا گہرا دوست ہے میں نے اس کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ الٰہی اپنے دوست کو اس طرح مارتے ہیں۔ ندا آئی فرشتو! میری مخلوق میں مشہور ہے دشمن کو مارنا اور دوست کو بچا رکھنا چاہیے، تا کہ دشمن سے کسی کو ضرر نہ پہنچے اور دوست سے نفع ہو۔ اور میں تو خدا سارے جہانوں کا ہوں دوست کو مارتا ہوں اور دشمن کو پالتا ہوں تا کہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے مجھ کو نفع ہے نہ دشمن سے مجھ کو ضرر۔ جب یحییٰ!

Marfat.com

علیہ السلام نے جان بحق تسلیم کی تب اس ملک کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنی شوہر سے نکاح کر دیا۔ اس سے بعد ہی اس پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ کسی کام کے واسطے وہ اپنی چھت پر گئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ہوا نے اس کو اڑا کر میدان میں پھینک دیا وہاں شیر صحرائی موجود تھی دفعۃً اس کو پھاڑ کر پارہ پارہ کر دیا اور یہ کھا گیا۔ غرض وہ اس طرح سے واصل جہنم ہوئی۔ اس کے بعد اس کا شوہر بھی چند روز میں اپنی قوم کے غضب ہی سے واصل جہنم ہوا۔ اس واقعہ میں بھی پڑھتا رہتا ہوں۔

بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

روایت ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام بہت بڑے حق پرست زاہد تھے۔ [illegible] روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بدن پر بال بہت زیادہ تھے۔ [illegible] ان کی وفات بہت زیادہ [illegible] شمعون علیہ [illegible] شمعون علیہ [illegible] شمعون علی

ہم اسی حالت میں بادشاہ کے پاس لیجاویں گے اور وہیں ان کو مار ڈالیں گے۔ پس اس مردود کے کہنے سے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی نے اپنے پاس رسی چھپا کر رکھی جب رات ہوگئی اور حضرت شمعون علیہ السلام سو گئے بیوی نے ان کو نیند کی حالت میں باندھنا شروع کر دیا۔ اچانک وہ نیند سے بیدار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں بندھے دیکھے رسی کو توڑ ڈالا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کس نے مجھے باندھا تھا۔ وہ بولی کہ میں نے خود ہی باندھا تھا حضرت شمعون علیہ السلام نے پھر کہا کہ تم نے مجھ کو کیوں باندھا تھا وہ بولی کہ میں تمہارا زور آزماتی تھی کہ تمہارے اندر زور ہے یا نہیں اور میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی دشمن تم سے لڑ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ سن کو حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کوئی دشمن خدا کے فضل سے ہم سے زور میں بڑھ نہیں سکتا۔ پھر چار مہینے کے بعد حضرت شمعون علیہ السلام اس شہر میں جہاد فی سبیل اللہ کے واسطے گئے اور پھر وہاں سے لڑائی میں فتح حاصل کر کے واپس تشریف لے آئے پھر بادشاہ عموزیہ نے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے اس کو باندھا تھا لیکن وہ بڑا ہی زور آور ہے اس نے رسی توڑ ڈالی تم لوگ بادشاہ سے جا کر کہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے پھر واپس آ کر بادشاہ سے کہا۔ پھر بادشاہ نے بہت سا مال و دولت دے کر اور ایک لوہے کی زنجیر حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس بھیج دی کہ اب اس کو باندھ رکھنا اور پھر فوراً مجھ کو خبر دینا۔ پس دوسرے دن شمعون علیہ السلام کو ان کی بیوی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا جب حضرت شمعون علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں پھر زنجیر میں بندھے دیکھے یہ دیکھتے ہی انہوں نے اپنے پاؤں ہلائے تو وہ زنجیر ٹوٹ گئی پھر اس کی خبر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ عموزیہ بولا کہ لوہے سے اور کوئی چیز مضبوط نہیں ہے آخر میں اس کے باندھنے کے واسطے کیا بھیجوں۔ اب تو صورت یہی ہے کہ اس سے کہو کہ جس طرح ہو سکے اس کو میرے پاس بھیج دو پھر انہوں نے حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی سے جا کر کہا۔ وہ بولی بہت اچھا کچھ تدبیر کروں گی اور پھر آپ کو کہلا بھیجوں گی آپ سب خاطر جمع رکھئے ایک دن شمعون علیہ السلام لڑائی سے واپس گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے ان کی بیوی نے کہا کہ اے صاحب تم کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے اب تم ہم کو یہ بتاؤ کہ ایسی کوئی چیز بھی ہے کہ اس سے تم کو بند کر کے رکھ سکیں اور تم اس کو باوجود زور آزمائی کے توڑ نہ سکو۔ یہ سن کر حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ اور یہ چیز تم کیوں پوچھتی ہو۔ وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے کوئی اور زور آور ہے یا نہیں یہ سن کر حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو ایک چیز سے باندھ سکتی ہو یعنی میرے سر کے بالوں سے یا بدن کے بالوں سے اس کو میں نہیں توڑ سکتا۔ یہ سن کر ان کی بیوی نے شب کو نیند کی حالت میں ان کے

Marfat.com

Marfat.com

اپنی بیوی کو مت مارو اور کوئی اذیت بھی مت دو کیونکہ اس نے نادانی سے بادشاہ عموریہ کی صلاح سے تم کو باندھ کر اس کے حوالے کیا تھا چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے تم اس کی یہ تقصیر معاف کرو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرو خدا مالک ہے۔ یہاں تک کہ تو یہ واقعہ قصص الانبیاء میں حضرت شمعون علیہ السلام کا بیان کیا گیا ہے اور بعض تاریخ کی کتابوں میں اور بعض تفسیروں میں جیسے تفسیر مراد یہ اور جامع التواریخ میں شمعون کو نبی کر کے نہیں لکھا ہے بلکہ بلاد عرب میں بنی اسرائیل میں شمعون نام ایک عابد زاہد پارسا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا تھا اس کی نیک کاری اور نیک نیتی کے سبب ثانیا ایک ہزار مہینے کی عمر اس کو بخشی اور وہ ہزار مہینے تک روزے رکھتے تھے اور شب و روز عبادت کرتے تھے اور کافروں سے جہاد کرتے تھے اور وہ ہر وقت نیک کام کرتے تھے جو ثواب کا باعث ہوتے تھے ایک دن ان کی بیوی نے کافروں کی صلاح سے کافروں کے ہاتھوں سے ان کو مروا ڈالا جس کا ذکر تفسیر مرادیہ میں لکھا ہے میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور بطشا بنت حنا کے بطن سے تھے اور بطشا اوریا کی بی بی تھیں بعد شہید ہونے اوریا کے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی نکاح میں لے لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی کے بطن سے ہیں اور یہ واقعہ جامع التواریخ میں مذکور ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر متمکن ہوئے اپنے باپ کی جگہ اور انگشتری سلطنت کی انگلی میں رکھی اور پھر لوگوں سے کہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا (۲۷-۱۶) ترجمہ: اور وارث ہوا سلیمان حضرت داؤد علیہ السلام کا یعنی نبی اور بادشاہ ہوا اپنے باپ کی جگہ پر اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگو! سکھادی گئی ہیں بولیاں ہمیں ہر جانور کی دیئے گئے ہیں ہم ہر چیز یعنی جو چیز دنیا میں درکار ہے وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت فرمائی ہیں بیشک بزرگی ظاہر بھی عنایت فرمائی ہے جب سلیمان علیہ السلام کا تخت نکلتا تھا اور ہوا پر چلتا تھا تو تمام پرندے ہوا کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے تخت پر آ کر پروں کا سایہ کرتے اور فوج انسانوں کی داہنی طرف اور بائیں طرف ہوتی تھی اور تمام وحوش وطیور چپ و راست پس و پیش گرداگرد حلقہ باندھ کر ان کے ہمراہ چلتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (۲۷-۱۷) ترجمہ اور اکٹھے کئے واسطے سلیمان علیہ السلام کے لشکر جنوں اور انسانوں اور جانوروں سے پس وہ

Marfat.com

Marfat.com

اور اس کے چاروں طرف کونوں پر چاندی کے درخت اور اس درخت کی ڈالیاں سونے کی اور پتے اس کے زمرد سبز کے لگائے تھے۔ اور ہر ایک ڈالی پر ایک طوطی اور طاؤس بنا کر اسکے پیٹ کے اندر مشک وغیرہ بھرا تھا اور خوشے مثل انگور کے تھے اور جو لعل و یاقوت سے بنائے گئے تھے اور نیچے تخت کے داہنے اور بائیں ایک ہزار کرسی سونے کی لگائی گئی تھیں اس پر آدمی بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے جن وانسان میں سے غلام کھڑے کئے گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تاج شاہی سر پر رکھ کر جب تخت پر پاؤں رکھتے تو ان کی ہیبت سے تخت اس وقت حرکت میں آجاتا تھا اور طوطی اور طاؤس بھی بحکم خدا اپنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے تھے اور پھر اس سے بوئے مشک وغیرہ نکلتی تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام اس تخت پر بیٹھ کر توریت پڑھتے تھے اور پھر خدا کی مخلوق پر حکمرانی کرتے تھے اور ہر ایک کی بولی کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے اور تاج شاہی جب سر پر اپنے رکھتے تھے تو تمام پرندے ہوا کے تخت کے اوپر معلق ہو کر ان کے سر پر سایہ کرتے تھے اور جنوں کو حکم فرماتے تھے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق فرش زربفت کا بچھاویں اور اس کے کنارے کنارے نہریں جاری تھیں اور تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں اور سب عابد اس میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور ابر کو حکم کرتے تھے کہ پانی بھر بھر کر دیجاویں اور ان کے باورچی خانے میں ہر روز کافی تعداد میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے باورچی خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ کھانا تمام لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا تھا اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زنبیل سیتے اور پھر اس کو بیچتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے جو کو پیس کر آٹا بناتے اور پھر اس کی روٹی پکاتے اور ہر شام کو بیت المقدس میں جا کر مسلمان روزہ دار اور درویش غریب کو ساتھ لے کر کھاتے تھے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے اور ہر وقت خداوند قدوس سے مناجات کرتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ یا الٰہی میں درویشوں کی ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بادشاہ بھی ہوں اور پیغمبروں میں پیغمبر بھی ہوں اے میرے مالک میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں اس کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں ہے فقط۔

ضیافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کی

حضرت وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشرق و مغرب اور سارے جہان کی سلطنت ملی تو انہوں نے جناب باری میں عرض کی یا الٰہی مجھ کو آرزو ہے کہ ایک دن سارے عالم کی مخلوقات کی جو کہ تیری آفریدہ ہے خشکی و تری میں انسانوں میں اور جنوں میں وحوش و طیور میں یہاں تک کہ چیونٹی و مکھی اور کیڑے مکوڑے الغرض جتنے بھی ذی روح ہیں سب کی ضیافت

Marfat.com

Marfat.com

کی اور تیرا اس سے پیٹ بھی نہ بھرا اور پھر تو اور بھی کھانا مانگتی ہے۔ مچھلی نے کہا اے حضرت ہر روز مجھ کو تین لقمے کھانا چاہئے ہوتا ہے اور جو تم نے تیار کیا تھا یہ تو میرا ایک ہی لقمہ ہوا۔ اس کے علاوہ مجھ کو ابھی دو لقمے اور بھی درکار ہیں تب میرا پیٹ بھرے گا اور میں تو آج آپ کی مہمانی میں بھوکی ہی رہی اور ہم اپنی طرح اور لوگوں کو کھانا دے نہ سکو گے تو آپ نے ناحق لوگوں کو بلوایا اور لوگ آپ سے ناراض ہو کر جائیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام مچھلی کی یہ باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔ اور بے ہوشی طاری ہو گئی اور کچھ عرصہ کے بعد ان کو ہوش آیا اور اپنا سر سجدے میں رکھ کر درگاہ الٰہی میں مناجات کرنے روئے لگے اور کہنے لگے کہ الٰہی میں نے بہت ہی قصور کیا اور نادانی کی تیری درگاہ میں، میں اس بات سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں۔ بس روزی دینے والا مجھ کو اور سارے جہان کو تو ہی ہے اور میں نادان و مسکین ہوں اور تو ہی دانا اور توانا ہے ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن تمام خلائق جو مدعو تھی بھوکی رہی۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مچھلی وہ تھی کہ ہفت طبق زمین جس کی پشت پر اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں اور اس دن زمین کو اللہ تعالیٰ نے ہوا پر معلق رکھا تھا اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ دریا کی مچھلیاں آ کر اس دن سب کھانا کھا گئی تھیں اور اکثر علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دریائی جانور بھیجا تھا اس نے ایک لقمہ میں سب کھانا کھا لیا تھا کہ قدرت خدا و ناتوانی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خلائق کو دکھاوے۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملاقات چیونٹیوں کی بادشاہ کے ساتھ

ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے ہوا پر جا رہے تھے جو تخت جنوں نے بنایا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے اور ان کے ایک ہزار سرکاری ملازمین بھی ان کے ساتھ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور ان میں ایک وزیر اعظم بھی تھا جس کا نام آصف بن برخیا تھا۔ وہ سب کے سب جن وانس گرداگرد تخت شاہی کے مؤدب کھڑے تھے اور ہوا پر اڑنے والے پرندے ان کے سر پر اپنے پروں سے سایہ ڈالے ہوئے تھے۔ اس میں فرشتوں کی تسبیح کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں آئی اور وہ کہتے تھے اے رب تو نے حضرت سلیماں علیہ السلام کو جیسا ملک و حشم دیا ایسا کسی جن و بشر کو نہیں دیا۔ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! میں نے سلیمان علیہ السلام کو ہفت اقلیم کی بادشاہی عنایت کی ہے اور اس کو نبوت سے بھی سرفراز کیا ہے لیکن ان

Marfat.com

Marfat.com

مسائل آپ سے دریافت کروں۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ پوچھو کیا پوچھنا ہے۔ تب شاہِ مور نے کہا تم نے خداوند قدوس سے سوال کیا تھا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۳۸-۳۵) ترجمہ: کہا اے پروردگار مغفرت کر میری اور بخش مجھ کو ایسا ملک کہ نہ ملا ہو کسی کو میرے پیچھے تو ہے سب سے زیادہ بخشنے والا۔ تمہارے اس سوال سے حسد کی بو آتی ہے اور پیغمبروں کو یہ حسد نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ان کی شان کے خلاف اور یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ خداوند قدوس سارے جہان کا مالک ہے وہ جسے چاہے بادشاہی دے اور نہ چاہے نہ دے اور یہ نہ کہنا چاہئے کہ اے پروردگار میرے سوا کسی کو بادشاہی نہ دیجیو اور یہ کہنا پیغمبروں کے شان سے بعید ہے چیونٹی کی یہ باتیں سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کچھ خفا ہوئے۔ اسی وقت چیونٹی بولی اے حضرت سلیمان علیہ السلام ٹھیک بات یہ ہے اس سے آپ کو بیزار نہ ہونا چاہئے اور میں پھر آپ سے ایک بات پوچھتی ہوں آپ اس کا جواب دیجئے خدا نے انگشتری آپ کو دی ہے اس کا کیا راز ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ اس کا کیا بھید ہے تم ہی بتاؤ کیا بھید ہے پھر اس نے کہا کہ خدا نے تم کو سلطنت دی ہے قاف سے قاف تک وہ سب ایک نگینہ کی قیمت ہے تا کہ تجھ کو معلوم ہو کہ دنیا کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور ہوا کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حکم کے تابع کیا ہے اس میں کیا بھید ہے کیا آپ کو اس کا بھید معلوم ہے یہ بات بھی سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اس کا بھید معلوم نہیں ہے اس نے کہا کہ تم کو آگاہ کیا ہے اس بات سے کہ بعد موت تمہیں دنیا ہوا جیسی معلوم ہوگی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت ہی روئے اور پھر فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ دنیا مثل ہوا کے ہے۔ پھر چیونٹی نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سلیمان کے کیا معنی ہیں پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میں اس کے معنی بھی نہیں جانتا وہ چیونٹی بولی اس کے معنی یہ ہیں کہ تو دنیا کی زندگی میں اپنا دل مت لگا ہر ساعت موت کے قریب ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا تو بڑی دانا و عقلمند ہے مجھ کو کچھ نصیحت کر اور مجھے کار نیک بتا چیونٹی نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کی ہے اور جہاں کی بادشاہت بھی دی ہے کہ تم رعیتوں کی نگہبانی کرو اور اپنے عدل و انصاف سے رعیت کو شاد رکھو اور ظالم سے مظلوم کی داد لو۔ اور میں تو بے چاری ضعیفہ و مسکین ہوں اپنی رعیتوں کی ہر روز خبر لیتی ہوں اور ان کا بار اٹھاتی ہوں کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کر سکے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہِ مور سے یہ بات سن کر وہاں سے مراجعت کرنا چاہی۔ شاہِ مور نے کہا اے سلیمان! بغیر کچھ کھائے ہوئے؟ آپ کچھ تناول فرما کر جائیے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بہت اچھا۔ تب شاہِ مور نے جا کر ایک ران ٹڈی کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے لا کر

Marfat.com

رکھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر بولے اے شاہِ مور! مجھ و میرے لشکر سمیت ایک
ران ٹڈی کی کیا ہوگی، اس نے کہا حضرت اس ایک ران کو آپ کم نہ سمجھئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے
اور اس میں بہت برکت ہے ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر
کے اس ایک ران کو کھا کر آسودہ ہو گئے اور پھر بھی اس میں سے کچھ باقی رہی۔ حضرت سلیمان علیہ
السلام یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور پھر سجدے میں گر گئے اور پروردگار کی قدرت بے انتہا
ہے اور وہ ہی بیشک عظمت و بزرگی کے لائق ہے۔

فَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ آیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور خبر ہدہد کا بلقیس کے شہر سبا سے

Marfat.com

کہا کہ اے نبی اللہ فلاں وقت جب آپ تخت سے نیچے اترے تھے اسی وقت میں نے ہوا پر اڑ کر دیکھا کہ میرا ہم جنس ایک ہدہد دیوار باغ کے اوپر بیٹھا تھا چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ میں ملک شام سے آیا ہوں اور میرے آقا حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ وہ بولا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کون ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت بادشاہ ہیں جن وانس وُحوش وطیور اور جمیع مخلوقات کے اور پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ وہ بولا میں تو اس شہر کا رہنے والا ہوں۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شہر کا نام کیا ہے وہ بولا کہ اس شہر کا نام سبا ہے پھر میں نے اس سے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس شہر کا بادشاہ کون ہے۔ وہ بولا کہ اس شہر کا بادشاہ بلقیس نام کی ایک عورت ہے اور وہی اس ملک کی ملکہ ہے۔ اور اس کے تابع بارہ ہزار سردار ہیں اور ہر سردار کے تابع ایک ایک لاکھ سوار و پیادہ ہر وقت رہتے ہیں اور تو میرے ساتھ چل میں تجھ کو وہ سب دکھاتا ہوں۔ تب اس سے میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی ہے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے آیا ہوں کبھی بادشاہ کو پانی کی تلاش ہو تو اس وقت وہ مجھے تلاش کریں گے اور میں اس وقت حاضر نہ ہوں گا تو پھر مجھ کو سخت سزا دیں گے۔ کیونکہ میں پانی کے واسطے مقرر ہوں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصارت دی تھی۔ کہ جس زمین میں پانی ہوتا یا نہ ہوتا وہ دور دور تک دیکھ کر بتا دیتا تھا اور جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شاہی جاتا وہاں ہدہد کو اپنے ہاتھ لے جاتے تھے اور پھر اس کو پانی کے واسطے بھی بھیجتے تھے۔ جہاں وہ نشان دیتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جنوں کو بھیج کر تالاب وکنواں کھدوا کر وہاں سے پانی منگواتے تھے۔ الغرض اس ہدہد نے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور وہاں چل کر بلقیس دختر ذراحیل کو دیکھو کہ اس کی شان وشوکت کیسی ہے اور اس کے حسن واخلاق کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ گے پھر میں اس کے کہنے سے اس جگہ پر گیا اور شہر سبا میں بلقیس کو دیکھا کہ ایک تخت عظیم ہے کہ طول وعرض اس کا تیس گز ہے اور تمام جواہرات سے مرصع اور چاروں پائے اس کے یاقوت سرخ اور زبرجد اور زمرد اور لعل کے ہیں اس پر وہ بیٹھی ہے اور وہ بیدین ہے اور آفتاب پرست ہے اور اپنا کوئی شوہر بھی نہیں رکھتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تو نے جو کہا مجھ کو یقین ہوا لیکن تو نے کیونکر جانا کہ وہ بے دین ہے؟ اس نے جواب میں کہا۔ اِنِّی وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ (۲۷-۲۳) ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہدہد بولا میں نے پایا اس عورت کو کہ بادشاہی کرتی اپنی قوم کی اور اس کو ہر چیز عنایت کی گئی ہے یعنی مال واسباب حسن وجمال اور اس کا ایک تخت شاہی بہت بڑا ہے اور میں نے وہاں یہ بھی دیکھا ہے کہ اس کی قوم اس کو سجدہ کرتی ہے اور وہ سب کے سب سورج کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو خدا

Marfat.com

Marfat.com

نہیں کرتی۔ جب تک تم حاضر نہ ہو۔ یہ سن کر درباریوں نے جواب دیا قولہ تعالیٰ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ (۲۷-۳۳)۔ کہا انہوں نے ہم صاحب قوت اور صاحب جنگ ہیں اور یہ کام تیرے اختیار میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یہ سن کر بلقیس نے کہا کہ مجھ کو تو حضرت سلیمان علیہ السلام اسلام کی دعوت دیتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ تم آفتاب پرستی چھوڑ دو۔ اور اسلام میں پورے طریقے سے داخل ہو جاؤ۔ اگر میں ان کی یہ بات نہ مانوں گی تو وہ میری ساری سلطنت کو برباد کر دیں گے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا (۲۷-۳۴) ترجمہ: کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ جس وقت کسی بستی یا ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس بستی کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کو بے عزت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح سے اگر وہ ہمارے ملک میں داخل ہوئے تو پورے ملک کو خراب کریں گے اور پھر بلقیس کہنے لگیں قولہ تعالیٰ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ (۲۷-۳۵) ترجمہ: تحقیق میں بھیجنے والی ہوں اس کی طرف ہدیہ پھر میں یہ دیکھتی ہوں کہ آیا وہ کس چیز کے ساتھ واپس آتا ہے۔ اور اگر سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو پھر ان کے ساتھ جنگ کسی طرح مناسب نہیں ہے چنانچہ میں ہدیہ بھیج کر ان کی آزمائش کرتی ہوں۔ کیونکہ اگر وہ پیغمبر خدا ہوں گے تو وہ ہدیہ نہیں لیں گے اور بغیر اسلام کے وہ کسی طرح سے راضی نہ ہوں گے بلقیس کے وزیر نے کہا اے بلقیس تمہاری جو مرضی میں آوے وہ کرو۔ پس بلقیس نے قسم قسم کے ہدیے تحائف سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک ایلچی کے ہاتھ بھیجے سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور ایک ہزار وزیران کے چاندی کی کرسیوں پر ان کی ملازمت میں بیٹھے تھے اور جن گرداگرد حضرت سلیمان علیہ السلام کے مؤدب کھڑے تھے اور ہزاروں پرند ہوا کے ان کے سر پر سایہ دے رہے تھے۔ انہوں نے جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر پہنچائی کہ آپ کو بلقیس نے بہت سے ہدیے و تحائف اور سات اینٹیں سونے کی اور چاندی کی اور سات پردے زربفت کے حضور کے پاس بطور ہدیہ و تحائف ارسال کئے ہیں۔ یہ چیزیں دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ بادشاہی دروازے کے سامنے میدان کی دیوار سے سونے اور چاندی کی اینٹوں سے جو بنی ہے وہاں سے سات اینٹیں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور سات پردے زربفت کے لے آؤ جب قاصدوں نے شاہی میدان کو دیکھا اور دیوار کے قریب آئے تو وہ قاصد یہ شان و شوکت اور حشمت و عظمت کو دیکھ کر بھونچکا رہ گئے اور پھر وہ بولے کہ یہ ہم چند طشت سونے کے حضرت سلیمان علیہ السلام کی نذر لیونگر کریں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام در و دیوار ان کی شاہی بارگاہ کے اور میدان سونے و چاندی کے ہیں اور ہماری یہ چودہ اینٹیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں

Marfat.com

اور جس دیوار سے وہ چودہ اینٹیں سونے و چاندی کی اور سات پردے زربفت کے کھوا کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے منگوائے تھے۔ جب اس جگہ پر بلقیس کے بھیجے ہوئے قاصد پہنچے تو انہوں نے وہ دیکھ کر کہا کہ شاید ہم کو چور ٹھہرانے کے لئے یہاں سے اینٹیں نکال کر فریب کیا ہے۔ غرض بلقیس کے قاصد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آ کر وہ تمام تحفے وتحائف ان کی خدمت میں پیش کر دیئے اور پھر شرطیں خدمت کی بجا لائے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ (۲۷-۳۶) ترجمہ جب آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس کا قاصد تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا مدد دیتے ہو مجھ کو اپنے مال سے پس جو کچھ مجھ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس چیز سے جو دیا ہے تم کو اور تم اپنے اس تحفے سے خوش رہو اور ان کو دیئے تحفے واپس کر دو پھر قاصد ان سے واپس چلے جائیں گے اور بلقیس کے پاس جائیں گے اور ان کا وہ سب حال بیان کریں گے اور جو کچھ دیکھا تھا اب بیان کریں گے

Marfat.com

سامنے دانہ ڈال دیا۔ ان میں سے بعضوں نے دانے پر جلدی سے سر بڑھایا اور بعضوں نے پیچھے۔ پس اسی سے حضرت نے دریافت کیا اور فرمایا کہ جن گھوڑوں نے جلدی سے اپنا سر دانے پر بڑھایا سو وہ مادیاں کند ہیں اور جن گھوڑوں نے تاخیر کی کھانے میں وہ نا کند ہیں۔ اس کے بعد حکم کیا کہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاؤ اور ان کے پسینے سے شیشہ بھرا۔ غرض حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سوالات نا شائستہ کو بطریق شائستہ حل کر کے اور اس کے قاصدوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پس قاصدوں نے بلقیس سے جا کر یہ معجزات اور کرامتیں باشرح بیان کیں۔ بلقیس نے یہ سن کر اپنے ارکان دولت سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جاؤں اور ان کی اطاعت قبول کروں۔ یہ کہہ کر بلقیس نے اسباب سفر کا تیار کرایا اور لونڈی و غلام اور بہت سا لشکر بھی اپنے ساتھ لے لیا اور تخت و دولت کو ہفت خانے میں رکھ کر ہفت در بند کر کے کنجیاں اپنے ساتھ لے لیں، اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ معتمد الیہ کے سپرد کر دیں اور پھر اس سے کہا کہ تخت جڑاؤ اور دولت پہ مدار سلطنت ہے اچھی طرح حفاظت سے رکھنا یہ کہہ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جانے کا قصد و عزم کیا۔ چنانچہ ہوا نے جلدی سے آ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی کہ بلقیس ملکہ شہر سبا سے عنقریب حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والی ہیں اور ہوا سے بھی پہلے جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آ کر کہا۔ اور کچھ مذمومیت بھی بلقیس کی بیان کی تھی کہ اس کی ساق پر بال بہت ہیں اور وہ کچھ کم عقل بھی ہے کیوں کہ ان کی ماں جنوں سے تعلق رکھتی ہے اور بہ نسبت انسان کے جن کم عقل ہوتے ہیں پس جن یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہہ کر بعد میں بہت ڈرے کہ اگر ہماری بات جھوٹ ہوگی تو ہم کو ضرور سزا ملے گی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان باتوں کو آزمائش کرنے کے لئے بلقیس کی آمد کی راہ پر اپنے تخت گاہ کے سامنے حوض بنوا کر اس پر ایک پل شیشے کا تیار کیا۔ اور اس حوض میں مچھلی و مرغابی بھی چھوڑ دیں اور وہ پل ایسا تھا کہ اوپر ظاہر معلوم ہو اور بلقیس اس کے اوپر سے آوے گی تو یقین ہے کہ پانی ہی کے دھوکے سے پنڈلیوں کے کپڑے اٹھائے گی تو پنڈلیوں کے بال ظاہر ہو جائیں گے۔ یہی حکمت اس کی آمد پر کی گئی قولہ تعالیٰ قَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا (۲۸-۳۸) ترجمہ: اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اے دربار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس تخت بلقیس کا پہلے اس سے کہ وہ آوے میرے پاس مسلمان ہو کر۔ کہا ایک جن نے جنوں میں سے کہ میں لے آؤں گا تمہارے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ تم اٹھو اپنی جگہ سے اور تحقیق میں البتہ اس پر زور آور ہوں با منت اور با امانت اس واسطے کہ کہ اس کے تخت میں جواہر لگے ہوئے تھے نہایت بیش قیمت۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف

Marfat.com

Marfat.com

تھے۔اسی وجہ سے بلقیس نے اپنی پنڈلیاں وہاں کھول دیں اس پانی سے گزرنے کا قصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو کہا کہ یہ تو شیشے کا فرش ہے پانی نہیں ہے اس بات سے عقل کا قصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں کی زبانی سنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں بکریوں کی طرح اب معلوم ہوا کہ وہ سچ ہے اور پھر انہوں نے اس کی دوا تجویز کی اور اس کو نورہ کہتے ہیں اور وہ دوا بہت مشکل سے تیار ہوئی تھی۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام بلقیس کو اپنے نکاح میں لائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں تھیں اور سات سو حرم تھیں سب پر اس کو شرف دیا۔اور ایک مکان نہایت عالیشان پر تکلف بنا کر اس میں اس کو رکھا تھا۔ایک دن بلقیس نے کہا اے نبی اللہ آپ ہر روز تخت پر بیٹھ کر ہوا پر سیر کرتے ہیں اور تمام عالم کے گرد پھرتے ہیں مجھ کو بھی ایک دن اپنے ساتھ لے چلئے تا کہ میں فلاں جزیرے میں جا کر عجیب وغریب تماشا دیکھوں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس تخت کو اس جزیرے میں جو سات دریا کے جزیرے ہیں پہنچا تب ہوا نے وہاں ان کے حکم سے وہ تخت پہنچا دیا۔بلقیس وہاں کا سبزہ اور آب رواں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور وہاں کے دریائی گھوڑوں کے بازوؤں پر پر دیکھے وہ سب کے سب سلیمان علیہ السلام کا تخت دیکھ کر مثل پرندوں کے اڑ گئے۔پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا جنوں کو کہ ان گھوڑوں کو پکڑ لاؤ۔انہوں نے عرض کی اے نبی اللہ ہم ان گھوڑوں کو نہیں پکڑ سکیں گے مگر ہاں سمندروں کا ایک جن ہے اور وہ آپ سے باغی ہو کر قعر دریا میں چھپ گیا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو ہم اس کو پکڑ لائیں اور اس سے جا کر کہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اب تم آ جاؤ یہ سنتے ہی وہ ہمارے ساتھ چلا آوے گا تب اس کو پکڑ کر آپ کے حضور میں لا دیں گے اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ گھوڑے پکڑے جاویں گے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ وہ جن حاضر کیا جاوے۔چنانچہ بہت سے جن دریاؤں میں جا کر گرد عالم کے سمندروں میں پکارتے رہے۔اور یہ آواز دیتے رہے کہ اے جنو! اب تم نکل آؤ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے یہ آواز اس جن کے کانوں میں بھی پہنچی وہ اس بات کو سن کر قعر دریا سے خوش ہو کر باہر نکل آیا۔پس انہوں نے اس سے کہا کہ بھائی اب ہم نے سلیمان علیہ السلام کے عذاب وسزا سے نجات پائی اور اب ہم کو چاہئے کہ ہم سب وہاں جا کر اس سلطنت میں دخل کریں اور خوب مزے سے رہیں اور اچھی طرح سے چین وراحت حاصل کریں یہ کہہ کر جب دونوں میں خوب ملاپ ہو گیا تو انہوں نے اچانک اس پر کمند ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کر دیا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر غضب سے اس کی

Marfat.com

Marfat.com

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا شہر صیدوں میں جانا اور بادشاہ عنکبود کا مارا جانا

تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس کے قصہ سے فراغت ملی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندوں جن سے پوچھا کہ اے سمندوں تو نے کسی جزیرے میں کوئی چیز عجیب و غریب دیکھی ہے؟ یہ سن کر وہ بولا کہ اے حضرت میں نے دیکھی ہے دریا مغرب میں ایک جزیرہ ہے اور اس میں ایک شہر عظیم ایسا ہے کہ چاروں طرف اس کی دیوار سنگین ہے اور بلندی اس کی سو گز ہے اور اس کے اندر بارہ برج ہیں اور ہر برج پر ایک علم نصب کیا ہوا ہے اور اس دیوار سے نیچے میں ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک مکان عالیشان ہے جس کی مضاوت سنگ مرمر کی ہے اور اس پر ایک منارہ بلند ہے اور اس مینارے پر دو شیر سنگین اور عقاب بزرگ مثل آدمی کے سونے سے بنا ہے اور اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں ہے اور جب میں نے اس کو شک (قصر محل بلند عمارت وغیرہ) پر جا کر دیکھا چار ہزار حجروں میں لونڈیاں صاحب جمال بیٹھی ہیں اور اس کے بیچ ایک عظیم الشان تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک نہایت حسین ماہ لقا اور اس کے ساتھ ایک دختر برج اختر کی بیٹھی ہے اور تقریباً ایک ساعت کے بعد وہ دختر اس تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ چار ہزار لونڈیاں اپنے اپنے حجروں میں داخل ہوئیں اسی وقت میں نے جا کر ایک لونڈی سے معلوم کیا کہ اس شہر کا کیا نام ہے۔ اور ماہ لقا حسین نیک خاتون کون ہے اور اس کے ساتھ جو دختر ہے وہ کون ہے اور وہ علم جو برج پر رکھا ہوا ہے یہ کیوں رکھا ہے اور وہ شیر اور عقاب جو مینار پر بنا رکھے ہیں وہ کون ہیں۔ یہ باتیں سن کر وہ لونڈی مجھ سے بولی کہ کس ملک کے باشندے ہو اور کہاں سے آئے ہو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں دوسرے ملک سے آیا ہوں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی کہ اس شہر کا نام صیدون ہے اور جو حسین و جمیل ماہ لقا آپ نے دیکھی ہے وہ ہمارے بادشاہ کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ جو دختر ہے وہ بادشاہ زادی ہے اور یہ صورتیں طلسم کی اس واسطے بنائی ہیں کہ جب کوئی دشمن اور غنیم کو دیکھیں گے تو یہ آواز دیں گی پھر اسی وقت ہمارے بادشاہ کو معلوم بھی ہو جائے گا کہ ہمارے ملک پر کوئی دشمن یا غنیم آیا ہے تو اسی وقت مکمل تیاری کر کے اس کو مار ڈالیں گے اور وہ جو عقاب ہے یہ تو ہمارا داعی ہے اور جب ہماری عبادت کا وقت ہوتا ہے تو وہ بانگ دیتا ہے تب ہم سب جا کر بادشاہ وقت کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ہماری عبادت کا طریقہ یہی چلا آتا ہے

Marfat.com

Marfat.com

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہواً تقصیرات کی وجہ سے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے شہر صیدون سے مراجعت فرمائی تو راستے میں آتے وقت اس بادشاہ کی بیٹی سے کہنے لگے کہ اے نیک بخت تو ایمان لے آ اور مسلمان ہو جا۔ اس نے جواب دیا کہ بے شک میں مسلمان ہوں گی۔ لیکن مجھ کو میرے باپ سے ملاقات کراؤ۔ پھر یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے باپ کو تو مارڈالا گیا ہے۔ اس کو تم کیونکر دیکھو گی۔ بہر کیف اس دختر کے کہنے سے حضرت سلیمان نے اس کے باپ کا سر منگوا کر اس کو دکھایا۔ وہ دختر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر وہ کافی عرصہ کے بعد ہوش میں آئی اور بہت ہی گریہ وزاری کرنے لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بہت پیار کیا اور اس کی ہر سطح پر دلداری کی، پر اس کی خاطر جمع نہ ہوئی۔ آخر الامر وہ دین اسلام سے مشرف ہوئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کو بہت چاہتے تھے ایک دن ابلیس لعین نے صورت آدمی کی بن کر اس دختر سے جا کر کہا کہ اے لڑکی تو بادشاہ زادی ہے کیوں اپنے باپ کی صورت بنا کر نہیں پوجتی تا کہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش رہے جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں تجھ سے خوش تھا۔ اور خبردار یہ بات حضرت سلیمان سے مت کہنا اس بات کو چھپا کر رکھنا۔ تب وہ دختر اس شیطان کے بہکانے سے اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں مخفی پوجتی تھی۔ اور اس طرح وہ اپنا دل شاد رکھتی تھی۔ اس طرح سے چالیس دن گزر گئے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دختر سے کہا کہ تو ایمان لا کر مسلمان ہو جا پھر میں تجھ سے نکاح کرلوں گا۔ سن کر وہ بولی کہ میں مسلمان ہوں گی اور میں تمہاری زوجیت بھی قبول کروں گی۔ اس شرط پر کہ آپ حکم دیں کہ میں اپنے باپ کی صورت بنا کر اپنی سامنے رکھوں اور اس صورت پرستی سے اپنے باپ کا دل خوش کروں اور میں غم مہجور بھول جاؤں۔ پس اس زمانے میں صورت بنانا شرع میں ممنوع نہ تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بیبیوں سے زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان نے یہ تصویر بنانے کی اجازت دے دی پھر وہ مخفی طور پر اپنے باپ کی تصویر کو پوجتی تھی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی وجہ سے چند روز بلا میں مبتلا رہے اور شاہی تخت اور حکومت سے معزول رہے اور بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ دختر عنکبود نے کہا کہ اے سلیمان! آج عید قربان ہے کچھ قربانی کرنی چاہئے اور بعض نے یوں بھی روایت

Marfat.com

Marfat.com

بہت زیادہ حیران و پریشان ہوئی۔ اس نے ہر چند حضرت سے عرض کی لیکن وہ یقین نہ کرتے تھے پھر بذات خود حضرت سلیمان اپنے تخت کے قریب گئے تو وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ وہی صخر و جن تخت پر بیٹھا ہے اور انگوٹھی بھی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس کے سامنے تمام جن وانس دربار عام میں باادب کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں سلیمان بن داؤد ہوں۔ لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور دیوانہ جان کر چوبدار نے وہاں سے نکال دیا۔ اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گردش آنے کا سبب یہ تھا کہ ان کی بے شمار بیبیاں تھیں ایک دن انہوں نے یوں ارادہ کیا کہ آج کی شب میں تمام بیبیوں کے پاس جا کر جماع کروں اور ہر ایک بی بی ایک بیٹا جنے گی تو میرے بیٹوں کی تعداد بہت ہو جائے گی اور پھر جب وہ سب کے سب جوان ہو جائیں گے تو ہم سب کو لے کر جہاد فی سبیل اللہ کریں گے لیکن یہ ارادہ کرتے وقت انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اور پھر بموجب ارادہ انہوں نے اپنی بیبیوں سے اسی شب جماع کیا لیکن خدا کی مرضی سے کسی بیوی کو کوئی حمل نہیں ہوا۔ ہاں ایک بیوی کے پیٹ سے آدھے دھڑ کا بچہ پیدا ہوا۔ یہ حال دیکھ کر پھر وہ انشاء اللہ نہ کہنے کے سبب سے بہت نادم ہوئے اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ایک آنکھ اور ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا لڑکا پیدا ہوا۔ القصہ جب ان جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ پہچانا اور نہ تعظیم و تکریم بھی نہ کی اور اس تخت گاہ سے باہر نکال دیا۔ پس وہاں سے نکل کر بیت المقدس میں جا کر تین دن تک سجدہ میں پڑے روتے رہے۔ پھر بے طاقتی سے مارے بھوک کے مسجد سے نکل کر کسی بنی اسرائیل کے گھر جا کر کھانے کو مانگا لیکن کسی نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کیا۔ پھر نوکری کی خواہش ظاہر کی لیکن کسی نے بھی نوکر نہ رکھا۔ پھر یہاں سے بھی بھوکے پیاسے نکل کر دریا پر گئے مچھلی والوں کو مچھلیاں شکار کرتے ہوئے دیکھا ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ مجھ کو نوکر رکھ لو اور ہم تمہارا کام کریں تب ماہی گیر نے ان کو دو مچھلیاں دینی ہر روز مقرر کیں اور نوکر رکھ لیا آخر تمام دن کے زرارات کے وقت دو مچھلیاں پکڑی گئیں یہی دو مچھلیاں مزدوری میں ان کو ملیں ان میں سے ایک مچھلی بازار میں بیچ کر روٹی مول لی اور دوسری مچھلی تل کر روٹی کے ساتھ کھائی اور پھر شکر خدا بجالائے۔ اسی طرح پر وہ چالیس روز تک اپنی روزی پیدا کر کے کچھ آپ کھاتے اور جو باقی بچتی وہ محتاجوں کو دیتے اور پھر تمام رات عبادت میں مشغول رہتے اور توبہ استغفار کرتے اور چالیس دن صخر و جن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بیٹھ کر بادشاہی کی مگر آدمی اور جن کو اس کے طور طریقہ سے کچھ معلوم ہوا کہ یہ جن ہے تخت پر بیٹھ کر سلطنت کر رہا ہے اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔ مگر یہ راز دل کسی سے ظاہر نہیں کرتے۔ اور آصف بن برخیا سلیمان علیہ السلام کا وزیر اعظم بڑا عقلمند و ہوشیار

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] جو انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا میں ڈال کر بھاگا تھا اس انگشتری کو [illegible] مچھلی نے نگل لیا اور مچھیرے دریا میں اس انگوٹھی کے سبب سے اس مچھلی کی مطیع و فرمانبردار ہو گئی [illegible] جب مچھلی حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے کر اس دریا میں جہاں انگشتری [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام کی تخت [illegible] جن نے اس مچھلی سے شکار کرنے خدا کی قدرت سے وہ مچھلی کے [illegible] سے انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی نکلی۔ وہ جال میں پکڑی گئی۔ پس مچھیرے نے اس [illegible] مچھلی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی اجرت دی۔ پس حضرت سلیمان نے ان [illegible] مچھلیوں کو بیچ ڈالا اور ایک مچھلی اپنی بیوی کے حوالے کی کہ اس کو پکا کر [illegible] جب ان کی بیوی نے اس مچھلی کا پیٹ چیرا تو وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی [illegible] پائی اس کی روشنی سے سب گھر میں اجالا ہو گیا۔ مچھیرے کی بیٹی یہ خوبی دیکھ کر بے [illegible] ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی پہچان کر اپنے ہاتھ میں پہن لی۔ اور مرغان [illegible] حاضر ہوئے اور جن و انسان جمیع خلق ان کی ملازمت میں بدستور سابق آ حاضر [illegible] حضرت سلیمان نے تخت اور ملک موجود کر دیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیوی ماہی سیمیں [illegible] حضرت سلیمان جن دانوں ہوں اور تمام احوال اپنا اول سے آخر تک بیان کیا اور اس وقت ہوا [illegible] تب ہوا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت سمیت اپنے مکان خاص پر پہنچا دیا اور جتنے [illegible] ملازمان تھے سب نے آ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے دربار عام میں حاضری دی۔ پس [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی محل میں جا کر اس صیدونیہ عنکبود لعین کی بیٹی کو کہ جس کو شہر صیدون [illegible] اپنے نکاح میں لائے تھے اور وہ اپنی باپ کی صورت بنا کر گھر میں مخفی پوجتی تھی اس واسطے اس [illegible] کے ساتھ چار ہزار لونڈیوں کو مروا دیا اور جو کتابیں جادوگری کی تھیں جو بروز ہزیمت عنکبود لعین سے آخر وہ جن اس شہر صیدون سے لوٹ کر لایا تھا۔ اور اس جادو کے سبب سے اس نے حضرت سلیمان کی خاتم ان کی خادمہ سیمیہ سے لے کر چالیس دن تک سلطنت کی تھی اور حضرت کو دکھ میں ڈالا تھا اس کتاب کو بھی پارہ پارہ کر کے ڈال دیا۔ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہندوستان میں بھی پہنچا تھا اسی سے لوگ اب تک جادوگری کرتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت سلیمان نے صخرہ جن کو طلب کیا لیکن اس کو نہ پایا اور تمام جنوں کو حکم کیا ان لوگوں نے اپنی بھر پور کوشش کی۔ لیکن معلوم نہ کر سکے۔ بہت کوشش کے بعد معلوم ہوا پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آ کر کہا کہ اے نبی اللہ صخرہ جن آپ کے خوف سے بیچ سمندر کے جا کر چھپ گیا ہے اور بغیر [illegible] حیلہ سے اس کو پکڑ کر آپ کے پاس نہیں لا سکتے اگر آپ کا حکم ہو تو ہم لوگ کچھ جھوٹ بنا کر اس

Marfat.com

Marfat.com

تھے۔ اس کے بعد تخت ان کا ہوا پر گیا اور وہ آدمیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور تمام جن تاسف کرتے ہوئے چلے گئے۔ اس میں حکمت حکیم علی الاطلاق کی تھی کہ جن اپنی غیب دانی سے فخر کرتے تھے کہ ہم کو غیب کی بات معلوم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے ان کو آزمایا۔ اگر وہ غیب کی بات جانتے تو حضرت سلیمان کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوتی اور پھر وہ ذلت میں نہ رہتے۔ پس خدا کی مرضی یہ تھی کہ جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرنے کی خبر نہ ہو۔ ورنہ وہ سب چلے جاتے اور پھر بیت المقدس کی تیاری بھی نہ ہوتی یوں ہی زیر تعمیر مرمت رہ جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهٖ (۳۴-۱۴) ترجمہ: پس جب فیصلہ کیا ہم نے اس پر موت کا تو پھر ہم نے نہ خبر کی اس کی موت کی کسی کو لیکن کھاتا رہا اس کا عصا کیڑا۔ پس جب گر پڑا پتہ معلوم ہوا جنوں کو۔ اگر وہ جن خبر رکھتے غیب کی بات تو نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے بیت مقدس بنواتے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ موت آ پہنچی پھر انہوں نے جنوں کو عمارت کا پورا نقشہ بتا کر سب سے یا آپ شیشے کے مکان میں دروازے بند کر کے بندگی میں مشغول ہوئے اور بعد وفات ایک برس تک جن اور مسجد بناتے رہے اور جب مسجد پوری ہو چکی تو جس عصا پر حضرت سلیمان علیہ السلام ٹیک لگائے کھڑے تھے جن کھا گئے تھے وہ گر پڑا تب سب کو وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کی معلوم ہوئی اور جو جن آدمیوں سے غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے سب کے سب قائل ہوئے۔ پس میں اس واقعہ کو اس پر اتفاق رکھتا ہوں۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے وقت میں بنی اسرائیل کی قوم میں حنہ نام کی ایک عورت تھی اور وہ بڑی ہی زاہدہ اور متقی تھی اور اس کے شوہر کا نام عمران ابن ماثان تھا۔ اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی اور یہ بھی بذریعہ روایت معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت سے پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی۔ اور اس کا نام اشیاع تھا۔ اور وہ حضرت زکریا سے بیاہی تھی اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حنہ کی بہن سے حضرت زکریا کا بیاہ ہوا تھا غرض حنہ جب آخری عمر میں حاملہ ہوئی تو وہ بیت المقدس میں جا کر خدا کی بندگی میں مشغول ہوئی اور پھر نذر مانی کہ یا رب میرے پیٹ سے جو لڑکا ہوگا وہ میں نے تیری نذر کیا تا کہ وہ اس بیت المقدس کی خدمت کرے اور ہمیشہ تیری یاد میں لگا رہے اور وہ دنیا کا کام نہ کرے چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہ فرماتا ہے اِذْ قَالَتِ

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] (۳-۳۷) ترجمہ [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible]

بیان قول حضرت شیث علیہ السلام

Marfat.com

باپ نہیں میں سے واسطے خلق میں رسوا ہوئے۔ پس بعد چند روز کے یہ راز قوم بنی اسرائیل میں ظاہر ہوا کہ مریم کنواری باکرہ حمل سے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی یہودی حضرت مریم کو تہمت دینے لگے اور نصیحت و ملامت کرنے لگے کہ اے مریم یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے کیا تو نے بدکام کیا ہے۔ حضرت مریم اس کا کچھ جواب نہ دیتی تھیں۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو رہتی تھیں۔ جب حمل نو مہینے کا ہوا اور مریم قریب جننے کے ہوئیں تو بحسب الہام الٰہی بیت المقدس سے چپکے سے نکل کر ایک میدان کے طرف گئیں۔ وہاں پر ایک درخت خشک خرما کا تھا اس کے نیچے جا بیٹھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ (۱۹-۲۳) ترجمہ: پس لے آیا اس کو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں۔ مریم بوجی کی طرح میں مر چکی ہوتی اس سے پہلے اور ہو جاتی میں بھولی بسرائی خلق کے دل سے تو یہ حال بھی پر نہ گزرتا۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت مریم سے حمل سے واقف ہوا وہ یوسف نجار تھا اور حضرت مریم کا خلیر ابھائی تھا۔ اس نے مریم سے کہا کہ اے مریم تیری پارسائی اور زہد میں مجھ کو شبہ ہے اور یہ حمل تو کہاں سے لائی ہے۔ تب مریم صادقہ نے اس سے ساری حقیقت اپنے حمل کی بیان کی اور جب وقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا بحسب الہام الٰہی مریم نے یوسف مذکور کو لے کر بیت المقدس سے نکل کر وہاں سے تقریباً چھ کوس بیت اللحم ایک قریہ ہے وہاں پہنچتے ہی درد زہ سے بے قرار ہو گئیں۔ تب وہ ایک درخت کھجور کی جڑ میں پشت لگا کر بیٹھ گئیں وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور درخت خرما فوراً خدا کی مہربانی سے تر و تازہ ہو گیا اس میں کھجوریں لگیں اور اس کے نیچے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اتنے میں فرشتوں اور جنت کی حوروں نے بہشت سے آ کر رفع حاجت ان کی کی۔ آب حوض کوثر سے لا کر سر و تن عیسیٰ علیہ السلام کا دھلایا۔ اور ایک پیراہن بہشت کا پہنا کر ان کی گود میں دیا۔ یہ واقعہ جامع التواریخ سے نقل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ (۱۹-۲۴) ترجمہ: پس آواز دی اس کو اس سے نیچے سے فرشتے نے کہ غم نہ کھا اے مریم تحقیق کر دیا تیرے رب نے ایک چشمہ زمین میں جب نگاہ کی مریم نے تو ایک چشمہ دیکھا اور ان کے بیٹے عیسیٰ آہ مار کر روئے اور پھر کہنے لگے اے میری اماں جان مت رو میں نے جو تم کو مبارکباد دے۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے سن کر بہت خوش ہوئیں اور جب جاڑے کی ان کو اشتہا ہوئی بھوک لگی تب غیب سے آواز آئی قولہ تعالیٰ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (۱۹-۲۵) ترجمہ: اور اے مریم تو اپنی طرف کھجور کی شاخ کو ہلا تا کہ اس سے گریں تجھ پر کھجوریں اور اب کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھ کو مسیح کی طرف رکھ۔ پس مریم نے جب درخت خرمے کی طرف نظر کی تو انہوں نے اس پر تازہ خرما دیکھا۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی اے رب جس وقت

Marfat.com

حضرت زکریا نے بھولے سے تین دن تک بیت المقدس میں حجرے کے اندر مجھ کو بند کر کے رکھا تھا۔ اس وقت بھی تو نے بے رنج و محنت مجھ کو روزی پہنچائی اور اس وقت حکم ہوا درخت سے کھجور اتار کر کھانے کو اے رب اس وقت بھی اپنی عنایت و مہربانی سے بے رنج و محنت روزی دی۔ تب جل و علی سے یہ خطاب آیا اے مریم اس وقت تو سوائے میرے اور کسی کو دوست نہ رکھتی تھی۔ اور اب تیرا دل تیرے فرزند کی طرف مائل ہوا ہے اب تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنی محنت اور سب سے کھا اور پی اور اپنے فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ اور تو بیت المقدس کی طرف چلی جا اور اپنی جگہ پر رہنا اختیار کر اور کسی سے مت بول۔ جب تجھ سے کوئی آدمی پوچھے تو یہ کہہ دینا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (۱۵-۲۶) ترجمہ اے مریم سو جس وقت تو دیکھے کوئی آدمی تو اس سے میں نے منت مانی ہے اپنے رحمن کا روزہ اس وجہ سے میں بات نہ کروں گی کسی آدمی سے پس تو اے مریم حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر اپنے گھر میں چلی آئی۔ چنانچہ [illegible]

وَنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۱۵-۴۵) ترجمہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

[illegible] تو قوم بنی اسرائیل کو اپنے خدا کی طرف دعوت دی۔ پس حضرت عیسیٰ
[illegible] پھر ان کو ہدایت خدا کی انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے دین موسیٰ کو
[illegible] یہ بات نہیں مانیں۔ یہ باتیں سن کر ان کا حال دیکھ کر حضرت عیسیٰ بیزار ہو کر
[illegible] کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا کر بنی اسرائیل کے [illegible] ہوئے۔ یہ دیکھ کر
[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم کپڑے کیوں دھوتے ہو اپنا دل پاک و صاف کرو
[illegible] یہ سن کر انہوں نے کہا آپ ہم کو بتاؤ کہ ہم کس چیز سے اپنا دل صاف کریں
[illegible] حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا یہ کلمہ پڑھو لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ۔ پس ان دھوبیوں نے
[illegible] حضرت عیسیٰ کا کلمہ پڑھ کر اپنے دل کو خدا شرک سے پاک و صاف کیا اور وہ جس کا کپڑا دھوتے تھے
[illegible] دیتے اور وہ تمام دھوبی حضرت عیسیٰ کی امت میں داخل ہو گئے اور وہی لوگ پھر انصار
[illegible] وہاں سے وہ سب دریا کے کنارے مچھیروں کے پاس گئے وہ دریا کے کنارے
[illegible] پڑتے تھے ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا وہ کہنے لگے اے عیسیٰ
[illegible] پیغمبر آخر الزمان ہو اپنے اپنے معجزے دکھائے اور تمہاری نبوت کی یہ دلیل ہے وہ ہم کو دکھاؤ
[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ الآیہ ترجمہ حضرت عیسیٰ نے
[illegible] کہا میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے جانور کی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتا
[illegible] اڑتا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے کو
[illegible] اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ گے اپنے اپنے گھر سے اور جو رکھ آؤ نشانی
[illegible] اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور سچ بتاتا ہوں تو ریت کو جو کہ آسمانی کتاب ہے اور مجھ سے پہلے
[illegible] ہے اور آیا ہوں میں تمہارے پاس نشانیاں لے کر اپنے رب کی طرف سے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور
[illegible] باتیں تم کو بتاتا ہوں اس کو مانو اور بے شک اللہ ہی ہے رب میرا اور رب تمہارا پس اسی کی بندگی کرو اور
[illegible] حضرت عیسیٰ سے یہ سن کر ان ماہی گیروں نے کہا۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ
(۵-۱۱۲) ترجمہ اور جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے تو وہ
[illegible] اتارے ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ نے کہا ان سے کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے
[illegible] یقین ہے ان کے جواب میں ان لوگوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس خوان سے
[illegible] اطمینان پاویں ہمارے دل اور ہم یہ بھی جانیں کہ تم نے ہم کو سچ بتایا ہے اور پھر ہم سب تیری اس
[illegible] رسالت پر گواہ رہیں۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی سنیں اور پھر وہ ایک بڑے میدان کی
[illegible] طرف چلے گئے۔ اور وہاں جا کر اپنے سر کو ننگا کیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خداوند قدوس سے دعا مانگی

Marfat.com

Marfat.com

لوگوں نے وہ تلی ہوئی مچھلی اور ترکاری اور وہ پانچ روٹی اور انار غرض سب کچھ کھایا اور وہ ذرا بھی کم نہ
ہوا۔ ویسا ہی وہ خوان بھرا رہا۔ اور پھر وہ ویسا ہی خوان نعمت آسمان پر چلا گیا۔ غرض جن لوگوں نے اس
میں سے جو چیز کھائی وہ ان کی پسند پر تھی۔ بعض نے اپنے ذوق شیریں سے کھانا چاہا اس کو وہی مزا
اور جسے ترشی سے ذوق تھا اس کو ترشی ہی کا ذائقہ حاصل ہوا۔ اور جس کو نمکین کا شوق تھا اس کو نمکین ملا
رہا۔ الغرض اسی طرح وہ خوان نعمت تین دن آتا اور جاتا رہا اور شہر کے جتنے لوگ تھے سب کے سب
آسودہ ہو کر کھاتے تھے اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ وہ خوان نعمت چالیس روز تک برابر آ
اور جاتا رہا اور تمام اہل زمین اس میں سے کھاتے رہے۔ لیکن خدا کے فضل سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ قو
بنی اسرائیل یہ معجزہ دیکھ کر بعضے ایمان لے آئے اور بعض نے پھر بھی انکار کر دیا اور جو اس کے بعد بھی
ایمان نہ لایا تو اس کی شکل سؤر اور ریچھ کی ہو گئی اور جو لوگ کہ ایمان لائے تھے ان پر رحمت الٰہی نازل
ہوئی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ سات سو آدمیوں کے چہرے مسخ ہو گئے یعنی سور اور ریچھ کی
صورت بن گئے اور جو لوگ کہ ایمان لے آئے تھے انہوں نے نور اسلام سے سعادت دارین حاصل
کی۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے کر ایک میدان کی طرف سیر کو گئے
وہاں ایک لومڑی کو دیکھا تو حضرت عیسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتی ہے۔ اس نے کہا کہ
اپنے گھر سے آتی ہوں اور اب دوسرے مکان پر جاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا
لَيْسَ مَكَانٌ لِابْنِ مَرْيَمَ ترجمہ: کہا مریم کے بیٹے کے واسطے مکان نہیں ہے یہ سنتے ہی جو مومن لوگ
آپ کے ساتھ تھے انہوں نے فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرما
دیں تو آپ کے واسطے ہم ایک مکان تیار کر دیں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے
پاس دولت نہیں ہے انہوں نے کہا دولت ہم دیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے یارو گھر بنانے کو میں
جہاں کہوں وہاں بناؤ۔ تب دوسرے دن مومنین عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بہت روپے دولت لے
آئے اور پھر آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ میں بتلا دوں تب دریا کے کنارے لے جا کر موج کی جگہ
بتائی کہ تم لوگ یہاں پر میرے واسطے مکان بناؤ انہوں نے کہا اے حضرت عیسیٰ یہ جگہ تو بہت مخدوش
ہے یہاں پر کیونکر مکان بنے گا اور پھر کیسے ٹھہر سکے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے یارو جا
لو دنیا بھی جائے خوف و مخدوش ہے اور اس کو حوادث کے تھپیڑے اور موجیں ہر وقت مارتی رہتی ہیں
اور اس گرداب موج میں گھر بنا کر کوئی بھی رہا نہیں اور نہ آئندہ رہے گا۔ الغرض دنیا میں عمارت میں
کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ وہ آخرت کی عمارت بنائے جس کو ہمیشہ بقا ہے۔ روایت کی
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ایک نیک بخت عورت تھی ایک دن وہ روٹی پکانے

Marfat.com

بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مجاہد بادشاہ سے بوسیدہ ہڈیوں کا زندہ کرنا

Marfat.com

[illegible] پرندوں [illegible] تاکہ وہ مجھ سے بات کرے اور مجھے معلوم ہو کہ یہ کون شخص تھا اور [illegible] یہ کام کرتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک چیونٹی راستے میں پڑی ہوئی ہے اور جو [illegible] اس سے پوچھوں یہ اس کا جواب دے۔ ایسا ہی کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ چیونٹی [illegible] تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اے چیونٹی خدا کے حکم سے تو [illegible] بات چیت [illegible] اے سلیمان! تو جو چاہے اس سے پوچھ کا یہ تجھ کو جواب دیگا سب سے پہلے [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں مجھ سے پوچھئے۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو مرد تھا یا عورت۔ سعید تھا یا شقی۔ مقبول تھا یا [illegible] غریب۔ نیک تھا یا بد۔ دراز قد تھا یا کوتاہ قد۔ خجیل تھا یا شکی اور مجھے یہ بھی بتا کہ تیرا کیا نام تھا۔ یہ سن کر اس چیونٹی نے کہا اے سلیمان علیہ السلام میں بادشاہ تھا اور نام میرا انجاہ بادشاہ تھا اور میں [illegible] تھا اور سعید مقبول اور نیک اور دراز قد بھی تھا اور بادشاہ میرے زیر فرمان تھے۔ دولت و [illegible] سب چیز مجھ کو حاصل تھی اور کسی بات کا غم نہ تھا اور ہمیشہ عیش و نشاط میں رہتا تھا۔ اور پانچ ہزار غلام میرے حاضر باش خوبصورت سرخ قبا پوش با شمشیر بندی دائیں بائیں کھڑے رہتے اور پانچ سو غلام ماہر ترانہ ساز اور پانچ سو غلام با چنگ و چغانہ میری خدمت میں مدام حاضر رہتے تھے اور ایک ہزار لونڈیاں ترکی خوش آواز گانے والی ہر وقت میری مجلس میں رہا کرتے تھیں اور ہزار لونڈیاں ہم جنس ہم قد ہم رنگ رقص کرتی تھیں اور انکا رقص ایسا ہوتا تھا کہ مرغان ہوا اور درندے چرندے دیکھ کر [illegible] رہتے تھے اور آدمی تو سکتے کے عالم میں رہ جاتے تھے۔ اے پیغمبر خدا اگر میں اپنے تمام اوصاف و حشمت بیان کروں تو پھر آپ بھی تعجب کریں گے اور جب میں شکارگاہ میں برائے شکار جاتا تھا تو ایک ہزار اعلیٰ قسم کے گھوڑے مع زین زریں میرے ساتھ ہوتے تھے اور ایک ہزار میر شکار قبا پوش و تاج مکلل بر سر بازو بہری شاہیں لے کر میرے ساتھ چلتے تھے اور ایک ہزار غلام با کمر زریں کلاہ و شمشیر پوش میرے آگے اور ایک ہزار اسی طرح میرے پیچھے اور ایک ہزار با سلاح داہنی طرف اور ایک ہزار حضرت سلیمان علیہ السلام بائیں طرف چلتے تھے اور اس کے علاوہ دس ہزار پیچھے رہتے تھے اے پیغمبر خدا اگر تم سے صفت شکار کی بیان کروں تو پھر آپ کو بڑا تعجب ہوگا اور مشرق سے مغرب تک میری بادشاہت تھی اور میرا لشکر بے شمار تھا اس کے لینے سے وزیر وغیرہ عاجز رہتے تھے اور بیشمار بادشاہ اور ملک میرے زیر فرمان تھے جو میں نے ان پر بزور شمشیر قبضہ کیا تھا۔ اور اگر صفت اس زور اور لڑائی کی بیان کروں تو آپ اس کو بھی سن کر بڑے متعجب ہوں گے یعنی کسی بادشاہ کو طاقت نہ تھی کہ وہ میرا مقابلہ کر سکے اور تقریباً چار سو برس تک میں نے بادشاہی کی اس چار سو برس میں ایک دن بھی مجھ کو غم و رنج

Marfat.com

Marfat.com

ہاتھ میں چھری اور تلوار ہے اور کوئی اپنے ہاتھ میں شعلہ آتش لے کر آئے ہیں جو انہوں نے میرے بدن پر ڈال دیا۔ اس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ آتش تیز تر کوئی دوسری نہ ہوگی۔ اگر ایک ذرہ بھی اس میں سے زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا ڈالے اور راکھ کا ڈھیر کر دے، پھر وہ میرے بدن کا رگ و ریشہ پٹھا جان تن سے کھینچنے لگے میں نے ان سے کہا اے فرشتو! مجھ کو چھوڑ دو اور میری دولت جتنی ہے وہ تم میری جان کے بدلے لے لو۔ پس یہ بات سنتے ہی انہوں نے میرے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ اس سے تمام بدن کے جوڑ الگ ہو گئے اور پھر کہا اے بد بخت بے شرم و بے حیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعوض گناہ کافروں سے مال نہیں لیتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنی آل و فرزند خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ رشوت نہیں لیتا ہے، اے پیغمبر خدا جان نکلنے میں ایسی تکلیف نہ ہوئی کہ اگر ہزار شمشیر بیک وقت مجھ پر ماری جاتیں تو بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ الغرض وہ فرشتے میری جان قبض کر کے لے گئے اس کے بعد لوگوں نے مجھے کفن پہنایا اور پھر قبرستان میں لیجا کر مردوں کے ساتھ گورستان میں دفن کر دیا اور مجھے اچھی مٹی سے ڈھانک کر چلے آئے پھر اس قبر میں میری دوبارہ جان آئی اور منکر نکیر فرشتے آئے اور وہ فرشتے بھی جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے اور وہ مجھ سے کہنے لگے کہ جو تم نے دنیا میں بھلا و برا نیکی و بدی کی تھی سو وہ اب تم دیکھو اور کئے ہوئے کا مزہ چکھو اور جو کچھ میں اپنا کیا ہوا بھولا تھا وہ اس وقت سب یاد آ گیا اور میں اپنے کئے ہوئے کرتوتوں پر آنسو بہاتا رہا اور جب منکر نکیر میرے پاس آئے تو ان کو دیکھ کر میرے حواس گم ہوش جاتے رہے کیونکہ میں نے ایسا کبھی کسی کو دیکھا نہیں تھا اور ان کے آنے سے زمین خود بخود پھٹ جاتی تھی وہ خطرناک شکلوں والے مجھ بد بخت کو قبر کے اندر بٹھا کر پوچھنے لگے مَنْ رَبُّكَ یعنی تیرا خدا کون ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم ہو یہ الفاظ سنتے ہی گرز آہنی سے مجھ کو مارنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی حرکت و دھمک سے تحت الثری تک ہل گئی ہوگی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا مَا دِينُكَ یعنی کونسا دین ہے تیرا یہ سن کر اور عقل و ہوش باختہ ہو گئے اور زبان مارے خوف کے بند ہو گئی۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اے دروغ گو تیرا خدا کون ہے۔ میں نے پھر کہا تم ہی میرے خدا ہو پھر انہوں نے یہ سنتے ہی ایک گرز آتشی مجھ پر مارا اس وقت میں نے اف و آہ کر کے کہا دریغا و حسرتا، اگر میں پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا اب کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں اور اب تو کوئی سنتا بھی نہیں صرف خدا ہی رحمٰن و رحیم ہے میں کچھ جانتا نہ تھا چار سو برس کی بادشاہی اور دنیا کی خوشی عذاب قبر اور سوال و جواب سے مجھ پر تلخ تھی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ غضب اللہ کا ہو کہ نعمت خدا کی کھا دے اور پھر غیور کو پوجے۔ پھر کچھ دیر بعد مشرق و مغرب کی زمین مجھ کو آ کر دبانے لگی اور اس نے

Marfat.com

Marfat.com

نے مارے درد اور سوزش کے بری طرح چلاتا رہا کہ مجھ کو پانی دو تا کہ لقمہ حلق سے نیچے اترے۔ تب پیالہ بھر کر پانی زمہریر جہنم سے لا دیا۔ اور جب میں نے اسے پیا تو اس کے پینے سے گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی اس کے پیچھے ایک جھڑکی کی آواز آئی اس آواز کے بعد پھر میری ہڈی پوست وغیرہ تک جل کر خاک ہی ہو گئیں یعنی مکمل میرا جسم جل گیا اور پاؤں کے تلوے سے سر تک میرے آگ سے جل رہے تھے۔ پھر اس کے بعد مجھ کو جوتیاں آتشیں لا کر پہنائیں اور مجھ سے کہا اے بدبخت اپنے عمل کی جزا چکھ اب تجھ کو سوائے عذاب کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تو نے دنیا میں بدعمل کئے تھے اور تو نے خدا کو بھی نہیں مانا تھا نہ اس کے عذاب سے ڈرا تھا تو نے اپنے خالق و معبود سے شرم اور اس کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لایا تھا اور اپنے بھائی برادر مومن مسلمانوں کا مال زبردستی سے چھین لیتا تھا اور نہ حرام خوری سے کبھی ڈرتا تھا اور برابر مسلمانوں کو ایذا دیتا تھا اور کسی برائی کے کام سے پرہیز نہیں کرتا تھا اے پیغمبر خدا ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہیں اور آگ کی جوتیاں مجھے پہنا دیں۔ پس اس کی تپش سے مغز میرا سر سے اور کان اور ناک سے نکل پڑا اور اس وقت پڑ مردہ ہو گیا۔ اے پیغمبر خدا میرے کھانے کی چیز سوائے آگ کے اور زقوم کے کچھ نہ تھا۔ پھر وہاں سے مجھ کو ایک پہاڑ پر لے گئے اس پہاڑ کا نام سکرات ہے لمبائی اس کی تین ہزار برس کی راہ ہے اور اس کے اندر تہ کنوئیں آتشیں ہیں اور جتنے عذاب مجھ پر گزرے سب اس میں موجود پائے اور اس میں سانپ و بچھو بیشمار ہیں اور بچھو و سانپ جب دانت اپنے بجاتے اس کی کٹا کٹ کی آواز سو برس کی راہ تک سنی جاتی تھی۔ اور جب کسی کو کاٹتے تو وہ فوراً ہی خاک ہو جاتا تھا اور اگر ان کے زہر دانت کا ایک قطرہ روئے زمین پر گر پڑے تو دنیا جل کر خاک ہو جاوے غرض مجھ پر ہر روز اس پہاڑ پر تین مرتبہ سکرات موت ہوتی تھی پس اسی وجہ سے اس پہاڑ کو سکرات الموت پہاڑ کہا جاتا ہے اور جس کو بھی اس پہاڑ پر لے جاتے ہیں تو وہ تلخی سکرات چکھتا ہے پھر مجھ کو وہاں سے ایک چشمے میں لے جا کر ڈال دیا گیا اور اس میں سے جہنم میں دوزخیوں کے پاس جا پہنچا اور آواز اس چشمے کی سو برس کی راہ تک جاتی ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سربوسیدہ جمجاہ بادشاہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ اس چشمے کا نام کیا ہے اس نے کہا اس چشمے کو غضبان کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جو شخص خدا سے ڈرے گا اور گناہ سے باز رہے گا تو وہ چشمہ عذاب کا اس پر آسان ہو جاوے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس چشمے کی بات سنی تو ہوش ان کے جاتے رہے اور بہت زیادہ روئے اور بہت ڈرے اور کہا اے جمجاہ بادشاہ اس چشمے کا عذاب جو تم پر گزرا سو بیان کرو۔ اس نے کہا اے نبی اللہ کے اس چشمے کا بیان اگر آپ سنیں گے تو تعجب کریں گے جب پاؤں میں نے اس چشمے میں رکھا تو فوراً

Marfat.com

Marfat.com

اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا: اشھدان لا الـہ الا اللہ و اشھدان عیسٰی روح اللہ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد مطلق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول برحق ہیں اور بہشت و دوزخ اور بعث و نشر حق ہے۔ پھر مجاہد بادشاہ نے تقریباً اسی برس زندگی پائی اور اس زندگی میں قیام وصیام یعنی روزہ عبادت الٰہی میں ہمہ تن مصروف رہا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا رہا۔ اور بجز عبادت الٰہی کے کچھ بھی دنیا کا کام نہیں کرتا تھا۔ آخر کار سر سجادہ مسلمانی پر رکھ کر شربت موت کا پیا۔ خدائے کریم و غفور و رحیم نے اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہ معاف کر کے اس کو جنت نصیب کی۔ ذَالِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللہِ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ)

بیان وفات حضرت مریم علیہا السلام کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کو لے کر بیت المقدس سے سفر شام کو جا رہے تھے چنانچہ راستے میں اچانک حضرت مریم بیمار ہو گئیں اور وہ جگہ ایسی تھی کہ جنگل و صحرا کے سوا کچھ نہ تھا اس وجہ سے وہ بجز کیلوں کے علاوہ اور کچھ استعمال نہیں کر سکتی تھیں مجبوراً انہوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ اے میرے بیٹے مجھ کو بھی ادھر آپ کی وقت اپنی ماں کو اس جگہ پر چھوڑ کر اس جزیرہ میں گئے تھے۔ چنانچہ چھ ماہ بیمار رہنے کے بعد اسی جگہ پر حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور خدائے حکم سے اسی وقت بہشت کی حوروں نے آ کر ان کو غسل دیا اور پھر بہشت کے پھول سے کفنایا اور وہ حوریں اس جگہ ان کو دفن کر کے چلی گئیں اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں ہوا کیونکہ وہ ان کے واسطے اس تعمیل ارشاد کی تکمیل میں ہی لگے ہوئے تھے اور ان سے انتقال کی ان کو پتہ خبر نہ تھی جب وہ اس جگہ پر واپس آئے۔ جس جگہ پر اپنی والدہ کو چھوڑ کر گئے تھے تو انہوں نے ان کو آ کر کئی مرتبہ پکارا لیکن ان کو کوئی جواب نہ ملا آخری آواز میں جواب ملا کہ لبیک اے میرے فرزند تم مجھے کیوں بلاتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے امی جان میں نے آپ کو تین دفعہ پکارا۔ اب تک آپ کہاں تھیں یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سن کر حضرت مریم نے کہا اے بیٹے پہلی پکار میں فردوس اعلیٰ میں تھی اور دوسری پکار میں سدرۃ المنتہیٰ میں تھی اور تیسری پکار میں آسمان اول پر آ کر میں نے جواب دیا یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے اماں جان اپنا حال بیان کرو حضرت مریم بولیں اے بیٹے جس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ نصیب کرے اور

Marfat.com

Marfat.com

علیہ السلام مجھے بتاؤ کہ قرآن کیا چیز ہے ہم نے تو کبھی نہیں سنا یہ سنتے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن وہ چیز ہے کہ نبی آخرالزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہوگا چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ (۶۱-۶) ترجمہ: اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف تصدیق کرتا ہوں اس کی جو مجھ سے آگے تھی یعنی توریت کی اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آوے گا مجھ سے پیچھے اور اس کا نام احمد ہوگا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ تمام مخلوقات کا نام رکھا گیا۔ دنیا میں محمد اور فرشتوں کے درمیان احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت میں حافظ قرآن بہت ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کی امت قرآن حفظ نہ رکھ سکے گی اور کتاب توریت اور انجیل کو بھی ان کے زمانے میں حفظ نہ رکھ سکے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب ان کو خوشخبری سنائی کہ پیغمبر آخرالزمان آویں گے اور ان کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ تب سب یہودیوں نے مل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کی مشورت کی اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ ابن مریم زندہ رہے گا تو ہمارا دین موسیٰ علیہ السلام کا بالکل باطل و منسوخ کر دیگا اور اس زمانے کا بادشاہ کافر تھا۔ اس ظالم نے ان مردودوں کے ساتھ اتفاق کیا اور پھر ان کو حکم دیا پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ان کی ہلاکت کا قصد کیا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد حواریوں نے اس بات کو معلوم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ خاطر جمع رہو اور بالکل مت ڈرو میرا دشمن کیا کر سکتے ہیں۔

؎ دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست

پس تم لوگ اپنے دین اور نبی آخرالزمان احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایمان لاؤ۔ اور اسی پر ثابت قدم رہو۔ تب تم نجات پاؤ گے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تمام حواریوں کو لے کر ایک مکان پر گئے جس کا نام عین السلوک تھا۔ یہودیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس مکان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جو اس مکان کی چھت میں شگاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لے گئے اور ان کو فرشتوں کی صحبت میں رکھا اور ان یہودیوں کے سردار کا نام شیوع تھا اور وہی سب سے پہلے مارنے کے واسطے اس مکان میں گھسا تھا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا اور جب اس ملعون کے اس مکان سے نکلنے میں کافی دیر ہوئی تو جو باقی یہودی مکان کے باہر کھڑے تھے بہت

Marfat.com

Marfat.com

ان کے صدقے میں دیگر خلائق کریں گے اور فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے چار سو برس تک ناز و نعمت سے پال کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صدقے میں دریائے نیل میں ڈبو دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم سمیت نجات دی اور چار ہزار برس دنیا بابیل کافر دوس اعلیٰ میں پال کر اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت سے اس واسطے پالا تھا کہ بعوض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے گا اور مومن سب اس دوزخ سے نجات پاویں گے۔ ایک اور حدیث شریف میں یوں آیا کہ قریب قیامت کے دجال ملعون خروج کرے ساری خلائق کو گمراہ کرے گا اور حضرت امام مہدی آخر الزمان مومنوں کے ساتھ بیت المقدس میں رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی کے ساتھ ہو کر سب کافروں کو مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو مسلمان کریں گے اور دجال کو مار ڈالیں گے اور تمام لوگوں کو دین محمدی کی تلقین کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دین محمدی قبول کریں گے اور جو دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام قبول کر لے گا اس کو خوش رکھیں گے اور امان دیں گے۔ اور جو شخص دین محمدی قبول نہ کرے گا اس کو مار ڈالیں گے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو مسلمان کریں گے۔ اور دین محمدی میں سب کے سب داخل ہوں گے ایک متنفس کافر جہان میں باقی نہ رہے گا اور اس روز عدالت پوری ہو گی اور عدل و انصاف صحیح معنی میں ہو گا کسی پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہو گی۔ یعنی شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے اور جو لوگ ظلم پر آمادہ ہوں گے ان کو دور کر دیا جاوے گا۔ اسی طرح سے چالیس برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی بادشاہت اور تبلیغ محمدی جاری رہے گی۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی انتقال فرمائیں گے اور ان کو اس وقت کے مومن دوست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس دفن کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اور مومن لوگ ان کی اپنے ہاتھوں سے تجہیز و تکفین کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں آنے کا

ایک روایت سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ اجماع اہلسنت اور ائمہ اسلام ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان و لسان معجز بیان سے خود فرماتے ہیں۔ حدیث شریف

Marfat.com

Marfat.com

نے باالاتفاق کہا کہ ایفائے نذر واجب ہے۔ لازم ہے کہ ہر بیٹے کے نام قرعہ ڈالو جس کا نام نکلے اسی کو قربان کرو۔ پس عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔ چنانچہ ہر بیٹے کے نام انہوں نے قرعہ ڈالا اس میں نام عبداللہ پدر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلا اور عبداللہ کی پیشانی پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوتا تھا اسی سبب سے ان کی صورت اپنے بقیہ بھائیوں سے بہت زیادہ حسین تھی۔ ماں باپ اور اقرباء بہت چاہتے تھے اور جب انہوں نے قربانی کی خبر سنی تو ان کی ماں اور اقرباء نے عبدالمطلب سے کہا کہ ہم لوگ عبداللہ کو قربانی میں نہ دیں گے تم دوسری چیز قربان کر دو یہ سن کر عبدالمطلب نے مجنوں و ہبوار ان سے استفتاء چاہا انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ تب ان کے عوض دس اونٹ قربان کئے اور اس زمانے میں خداوند کریم کا یہ حکم تھا بہ تقدیر قبولیت کے آتش آسمان سے آ کر قربانی کو جلا کر پی جاتی تھی۔ اور اس وقت علامت قبولیت کی یہی تھی۔ پس وہ دس اونٹ قبول نہ ہوئے۔ پس پھر اور دس اونٹ قربان کئے یہ بھی منظور نہ ہوئے آتش آسمان سے نہ آئی پس اسی طرح پانچ سو تک عبدالمطلب نے ذبح کئے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک سو اونٹ ذبح کئے پھر وہ بھی قبول نہ ہوئے۔ پھر سب خویش و اقرباء نے مل کر خدا کی درگاہ میں تضرع و مناجات کی اسی وقت ایک آتش سفید مثل دود کے آسمان سے نازل ہوئی اور تمام قربانیوں کو جلا گئی۔ تب وہ قربانی خدا کے دربار میں قبول ہوئی پھر سب خوش ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے خدا کا شکر بجا لایا۔ اس واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا ابْنُ ذَبِیْحَیْنِ یعنی میں بیٹا دو ذبح کئے ہوؤں کا ہوں یعنی اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام اور دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ کہیں کسی کام کو جاتے تھے راستہ میں خواہر رقیہ بنت نوفل سے ملاقات ہوئی اور وہ عورت کتب سماویہ سے بہت واقف تھیں۔ اور بہت خوبصورت اور صاحب عصمت ناکتخدائی اور مالدار مکہ میں مشہور و معروف تھیں۔ جب نظر ان کی عبداللہ پر پڑی تو جو جو حکایات اور علامات نور محمدی کی توریت اور انجیل میں دیکھی تھیں وہ عبداللہ کے چہرے پر چمکتی دیکھیں اور پھر دیکھتے ہی وہ عاشق و بیقرار خواہاں وصال جسمانی عبداللہ کی ہوئی اور پھر بولی کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے وہ سن کر بولے میرا نام عبداللہ ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ بولی کہ میں تو تمہارے باپ نے نذر قربانی کی تھی۔ کہا ہاں بیشک نذر مانی تھی اور وہ بولی کہ میں دختر نوفل ہوں اور خواہر رقیہ اور تاجرہ ہوں اگر تم مجھ سے نکاح کرو گے تو ایک سو اونٹ کے بوجھ اور مال اور خزانہ تم کو دوں گی۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ عبداللہ نے شادی کی ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر عبداللہ نے ایک بہانے سے اس کو جواب دیا اور کہا بہت اچھا اپنے باپ سے

Marfat.com

بیان بادشاہ ابرہہ ملعون و مردود کا

Marfat.com

قریش کی یہ حرکت دیکھی تو فوراً طیش میں آیا اور پھر بیت اللہ کو لشکر کثیر اور فیل بان لے کو توڑنے قصد کیا اور جلد از جلد بیت اللہ کی طرف مع اپنے تمام لشکر کے روانہ ہو گیا۔ اور راستے میں جو قوم بھی بیت اللہ توڑنے کی مزاحم ہوتی اس کو قتل کرتا۔ جب متصل بیت اللہ شریف کے مع لشکر اور ہاتھی کے جا پہنچا تو ان مقامی قریشیوں نے یہ حشمت دیکھ کر تمام اہل قریش مع قبائل اپنا اپنا گھر چھوڑ کر پہاڑوں میں چھپ کر دیکھتے تھے۔ چند فیل بانوں نے چاہا کہ اپنے ہاتھیوں سے کعبہ کو مسمار کریں لیکن خوف الٰہی سے وہ ہاتھی بھی آگے نہ بڑھا اور ایک کا نام محمود تھا جو خاص سواری بادشاہ ابرہہ کی تھی اس ہاتھی نے اس کو اپنی پیٹھ پر یعنی پلید کو سوار نہ کیا تب اس مردود نے دوسرے فیل پر سوار ہو کر کعبہ پر تاخت کی اور اس نے چاہا کہ میں کعبہ کو منہدم کروں اتنے میں ہزاروں کی تعداد میں پرندابابیل بحکم رب جلیل تین تین کنکریاں مثل دانہ مسور کے ایک ان کے منہ میں اور ایک ایک پنجوں میں لے کر آئے اور سب اصحاب فیل اور فیل پر اور گھوڑوں پر اور شتر پر مثل گولہ بندوق مارنے لگیں۔ ایک ایک کنکری ہر سوار سے سر سے گس کر نیچے سے نکل گئی اور بعض سوار کے پشت سے گس کر پیٹ سے باہر ہوئی ایک ہی پل میں خداوند قدوس نے سب کو جہنم رسید کیا۔ اور بادشاہ ابرہہ پلید یہ حال دیکھ کر بھاگا اپنے گھر میں جا کر لوگوں سے حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں خدا کی مرضی سے ایک ابابیل اس مردود کے پاس گئی۔ اس نے لوگوں کو دکھایا کہ اس قسم کے جانور پرند تھے یہ کہتے ہی بادشاہ کے سر پر ایک کنکر مارا وہیں اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر پتھر پر نام اس شخص کا لکھا ہوا تھا کہ جس پتھر سے وہ مارا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ فیل میں اس کا بیان فرمایا ہے قولہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (۱۰۵-۱) ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں سے کیا نہ کر دیا ان کے مکر و فریب کو بیچ گمراہی کے اور بھیجے ان پر پرندے جماعت در جماعت پھینکتے تھے کنکر پتھر منہ سے پس کیا ان کو مانند بھس کھائے ہوئے کے اس قصہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوابِ

بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے

بحوالہ تاریخ بتایا گیا ہے کہ جب سیف ذی یزن تخت پر بیٹھا۔ قبائل عرب کے واسطے تہنیت

Marfat.com

Marfat.com

میں ہے کہ عبدالمطلب کی کئی بیویاں تھیں سب سے فرزند تولد ہوئے تھے آخر عمر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمرو نکاح میں لاؤ تب سانولہ اونٹ سرخ بال کے اور چند دینار زر سرخ اس کے مہر میں دے کر اپنے نکاح میں لائے اور ان کے بطن سے ابوطالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد پیدا ہوئے سب ملا کر تیرہ بیٹے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حارث۔ ابوطالب۔ ابولہب۔ غیداق۔ امیر حمزہ۔ عباس۔ ضرار (یا صفار)۔ زبیر۔ عبداللہ۔ مقوم۔ قثم۔ عبدالکعبہ۔ حجل۔ اور ان کے علاوہ چھ بیٹیاں۔ ام حلیمہ صفیہ۔ برہ۔ عاتکہ۔ اروی۔ امیہ اور حارث کے تین بیٹے تھے۔ ابوسفیان اور مغیرہ اور نوفل۔ ابوسفیان جس سال مکہ فتح ہوا اسی سال میں وہ مسلمان ہوئے اور ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ اور اس کی بیوی حضرت معاویہ کی پھوپھی تھیں اور غیداق اور امیر حمزہ اور ضرار اور زبیر یہ چاروں لاولد تھے۔ اور ابوطالب کے بیٹے تھے عقیل اور طالب اور جعفر طیار اور حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے علاوہ دو بیٹیاں بھی تھیں ایک ام ہانی اور دوسری جمانہ یہ سب فاطمہ بنت اسد کے بطن سے تھے اور عبداللہ اپنے سب بھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے چونکہ ان کے صلب سے سید الکونین سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت عباس کے چھ بیٹے تھے عبداللہ۔ فضل اور قثم اور سعید اور عبدالرحمن اور بیٹی کا نام صفیہ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسّی (۸۰) سال کی عمر میں حضرت عثمان غنی کی خلافت کے زمانے میں انتقال فرمایا۔ یہ تمام واقعات جامع التواریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر احوال عبداللہ والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں

بعض راویوں نے یوں روایت کیا ہے کہ توریت میں مذکور ہے کہ اہل توریت کو اچھی طرح معلوم تھا کہتے تھے کہ ہمارے پاس جو یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا سفید ریشمی جبہ ہے۔ جب عبداللہ، عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوں گے تب اس سفید جبہ سے خون نکلے گا۔ اور جب ایک مدت کے بعد اس سے خون نکلا تب ان سب کو معلوم ہوا کہ عبداللہ، عبدالمطلب کے گھر میں یعنی مکے میں پیدا ہوئے اور ان کی پشت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان پیدا ہوں گے اور وہ

Marfat.com

ہمارے دین کو منسوخ کریں گے۔ پس یہ معلوم کر کے چند یہودی متفق ہو کر عبداللہ کو مار ڈالنے کو مکے میں آ کر ایک مدت تک رہے آخر عبداللہ کا کچھ بھی نہ کر سکے اور سخت ہزیمت پا کر یہاں سے شام میں جا بسے اور عبداللہ بڑے ہوئے تب کبھی کبھی مکے سے نکل کر میدان کی طرف سیر کو چلے جاتے تھے۔ اور اس میں یہ دیکھتے تھے کہ اپنی پشت سے ایک نور چمکتا ہوا دو پارہ ہو کر ایک مشرق کو جاتا ہے اور ایک مغرب کو جاتا ہے۔ پھر ایک لحظہ کے بعد پشت میں آ رہا۔ تب عبداللہ نے اپنے باپ سے جا کر یہ حال بیان کیا تو عبدالمطلب نے کہا کہ مدت ہوئی ہے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ سلسلہ نوری میری پشت سے نکل کر چار حصے ہو کر چار طرف گیا ایک حصہ طرف آسمان کے اور ایک حصہ طرف زمین کے اور ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو پھر کچھ دیر بعد ایک درخت سبز بن گیا۔ اور ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اس درخت کے پاس کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو وہ بولے ہم پیغمبر خدا کی آخر الزمان ہوں۔ یہ سنکر میں خواب سے بیدار ہوا اور تعبیر جو کہ انہوں نے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ تمہاری پشت سے نبی آخر الزمان پیدا ہوں گے اور تمام دنیا کی آدمی ان پر ایمان لائیں گے اے بیٹا اس واسطے میں نے تمہاری پشت میں سے یہ ہونا تم خوش رہو اللہ تم کو خوش رکھے۔ جب یہ بات لوگوں میں منتشر ہوئی تو یہودیوں کے دل میں حسد پیدا ہوا چند یہودیوں نے متفق ہو کر قسم کھائی کہ جب تک ہم عبداللہ کو مار ڈالیں گے تب تک اور کچھ کام نہیں کریں گے یہ بات سنکر وہ مکے میں آ کر مدتوں رہے یہاں تک کہ عبداللہ میدان میں تنہا جاتے دیکھے تب سب دشمن فرصت پا کر عبداللہ کو مارنے کو چلے چلتے چلتے جب عبداللہ کے نانا جان تھے وہ ان کے قریب تھے جب انہوں نے عبداللہ کو یہودیوں کو مارنے آتے دیکھا تب پشت پناہی سے ان کی اور اس وقت آسمان کی طرف سے دیکھا کہ ایک جماعت فوج کی فوج آسمان سے بصورت آدمی ان کے ہاتھوں میں ہتھیار لئے ہوئے ان یہودیوں کو مارنے کے قصد سے آتی ہیں جب ایک لحظہ بعد ان یہودیوں کو مار ڈالا جو عبداللہ کو مارنے آئے تھے اور جب ان عبداللہ اپنے گھر میں اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ آج جو عبدالمطلب سے یہ بات کہی تھی بیٹے عبداللہ کی شادی کرو سو اب اسی وقت ان کی بیوی نے عبدالمطلب سے جا کر یہ بات کہی کہ بیٹی آمنہ کا بیاہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کر دو۔ یہ سن کر عبدالمطلب نے یہ بات منظور کی اور عبداللہ کا نکاح آمنہ کے ساتھ کر دیا اور پھر اپنے گھر میں رکھا اور قریش کی عورتیں جو عبداللہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں وہ سب عبداللہ سے نکاح کی خواہش کر کے غم سے بیمار ہوئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ

Marfat.com

غم میں تقریباً چالیس عورتیں مر گئیں اور جو زیب و زینت اور پارسائی و پرہیزگاری آمنہ کو تھی وہ کسی عورت میں قریش کے نہ تھی۔ وہ نور جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر وہ نور بارہویں تاریخ جمادی الاخری کی شب جمعہ میں حضرت عبداللہ کے صلب سے حضرت آمنہ کے رحم میں آیا اور اسی شب رضوان کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول دے اور اسی شب تمام بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے اور تخت ابلیس کا الٹ گیا۔ یعنی بالکل پامال ہو گیا اور سب کا سردار شیطان لعین مشرق سے مغرب کو جا کر دامن کوہ میں چلا چلا کر رونے لگا۔ اس کی آواز سن کر تمام شیاطین وہاں جمع ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ اے سردار ہمارے تم کس لئے روتے ہو آخر کیا مصیبت آپ پر آ پڑی ہے وہ ملعون بولا کہ اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو گی کہ اب تک محمد آخر الزمان کا زمانہ نہیں تھا اور اب ان کا ظہور بالکل قریب ہونے والا ہے اور جب وہ پیدا ہوں گے تو سارے جہان کی مخلوق ان کی تابع ہو گی اور پھر دین ان کا قیامت تک جاری رہے گا۔ اور ہمارے ماننے والے خداؤں کو یعنی لات و عزیٰ کو باطل کرے گا تمام مخلوق مشرق سے مغرب تک مسلمان ہو گی اور ان کے ہی واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو بہشت سے نکال دیا اور مردود کر دیا اب اگر میں سر پتھر پر یا پتھر سر پر ماروں گا تو بھی کچھ نہ ہو گا۔ یہ سن کر جنوں کی جماعت نے کہا کہ تم خاطر جمع سے رہو ہم سے جس طرح بھی ہو سکے گا بنی آدم کو گمراہ کریں گے اور اپنی لات و عزیٰ کی عبادت ان سے کروائیں گے ہم اپنی پوری طاقت خرچ کریں گے لیکن ہرگز خدا کی راہ پر چلنے نہ دیں گے۔ یہ سن کر اس سردار شیطان لعین نے کہا کہ اچھا مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح ان کو خدا کی راہ سے بہکاؤ گے وہ لوگ تو نیک راہ اختیار کریں گے اور منکرات سے باز رہیں گے خیرات و زکوٰۃ و صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں گے وہ حرام کاری نہیں کریں گے۔ تب ان شیطان جنوں نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہم ان کے عالموں کو کسی کام میں مغالطہ دیں گے تا کہ وہ اس میں فریفتہ ہو جائیں اور جاہلوں کو دولت اور گمراہی میں رکھیں گے۔ اور صاحب طاعت کو ریاکاری کی خواہش دلا دیں گے۔ پھر سردار شیطان نے کہا جب وہ علم اور زہد میں مستغرق ہوں گے تم کس طرح ان پر غالب ہو گے ان کو کس طرح سے راہ راست سے بہکاؤ گے جنوں نے کہا ہم ان کو ہوا و حرص کی راہ میں شہوت دلائیں گے پھر اسی طرح وہ ہماری متابعت کریں گے اور ہم جو کہیں گے اسی پر عمل کریں گے تب اس سردار لعین نے کہا اب مجھ کو خاطر جمع ہوئی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس زمانے میں مکے کے ملک میں قحط تھا اور لوگ بھوک کے مارے عاجز تھے کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مر جاتے تھے۔ جب آمنہ حاملہ ہوئیں تب خدا کی رحمت سے پانی برسا زمین سیراب ہوئی تمام درخت تر و تازہ ہو گئے اور ہر درخت اپنے اپنے پھل لایا۔ اور لوگ اچھی طرح سے میوے کھانے لگے اور

Marfat.com

تمام تنگی قحط کی جاتی رہی۔ بہت زیادہ غلہ وغیرہ کی فراوانی ہوگئی جتنے وحوش وطیور مور وملخ اور خانہ کعبہ جوامان دونوں جہاں کا ہے ہر ایک سرور کائنات کی بشارت دینے لگا کہ اب ظہور نبی آخر الزمان کا قریب ہوا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہو کر کہتا ہے کہ اے آمنہ تیرے پیٹ میں جو ہیں وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب وہ تولد ہوں گے نام ان کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا اور اپنی زبان سے یہ الفاظ کہنا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ ترجمہ پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے شر سے کل حاسدوں کے۔ پس یہ خواب آمنہ نے اپنے سسر عبدالمطلب سے جا کر کہا اور جیسا کہ اس نے بیان کیا تھا انہوں نے یہ خواب سن کر اس خواب کی تعبیر بیان کی اور پھر کہا کہ اس سے یہ لازمت ہیں کہ یہ خواب بالکل سچا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی لڑکا تمہارے گھر پیدا ہوگا۔ واللہ علم بالصواب۔

بیان تولد ہونا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں تاریخ ربیع الاول شب دوشنبہ وقت صبح صادق تولد ہوئے اور جو کچھ بات قریب آمنہ رضی اللہ عنہا سے رات کو میں لیٹے ہوئے [illegible] جاتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ وقت جننے کے آمنہ رضی اللہ عنہا اکیلی تھیں [illegible] تھا اس وقت ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی [illegible] اور پھر ہوئیں ان کو یہ ماجرا ہوا اس وقت ایک مرغ [illegible] پھر وہ دہشت جاتی رہی اور پھر آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں [illegible] ایک [illegible] میں نے دیکھا کہ مجھ سے کل آسمان پر [illegible] خوبصورت تھیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ بادل سفید کی [illegible] میں نے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] جنہیں [illegible] ہے پاس [illegible] خاتون [illegible] تھیں [illegible] آہستہ [illegible] ہوئی [illegible] ایک [illegible] پشیدہ [illegible] مشک [illegible] ہے [illegible] ہوا [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

یاقوت سرخ کے تھے ان کو دیکھتے ہی آنکھیں میری روشن ہوگئیں اور اس وقت تین علم بادشاہی میں نے دیکھے ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو اور ایک کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اسی وقت دردزہ میرا غائب ہو گیا۔ اور پھر یہ آواز آئی کہ نور سلطان آخر الزمان نے عالم خلوت سے عالم صورت میں نقل فرمایا۔ اور اس وقت آفتاب سعادت برج اقبال سے طلوع ہوا اسی وقت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے اور اپنی پیشانی روشن زمین کے اوپر رکھ کر سجدہ گزار ہوئے اپنے خالق کائنات کے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف مناجات کی اور ساتھ ہی ساتھ یہ کلمہ پڑھا۔ لا الـــہ الا اللہ انا محـمـد رسول اللہ ۔ اس کے بعد ایک ابر سفید آ کر میری گود سے اٹھا کر ان کو لے گیا۔ اتفاقاً اس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا۔ باوجود اس تاریکی کے گھر ایسا منور اور روشن ہوا کہ اس وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں دھاگا پرو سکتا تھا۔ اس کی روشنی سے ملک شام نظر آیا پھر اسی وقت غیب سے ایک آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب اور تمام جنگلوں میں لے جا کر پھراؤ اور ان کو وہ تمام حالات دکھاؤ تا کہ تمام خلائق میں ان کا نام ظاہر ہو۔ اور پھر اسی وقت ایک ابر سفید نمودار ہوا اس سے آواز آئی کہ اس پیغمبر کے نور کو پیغمبروں کی ارواح مقدسہ پر جلوہ دو۔ اور ایک دوسرے سفید ابر سے یہ آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں ہر دو جہان کے ان کے حلقہ اطاعت میں تمام خلق رہے گی۔ ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز غیبی سے آمنہ رضی اللہ عنہا نہایت ہی متعجب ہوئیں۔ اس کے بعد پھر تین شخصوں کو دیکھا اور ان کا چہرہ مانند آفتاب کے روشن تھا اور ان میں سے ایک ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت سونے کا اور تیسرے کے ہاتھ میں ریشمی کپڑا سفید اور اپنے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئے اور پھر اس ریشمی کپڑے سے ایک انگوٹھی نکالی اور پھر اس آفتابہ کے پانی سے سر و تن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دھلا کر ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں اس خاتم سے مہر نبوت کر دی۔ پھر آپ کو اس ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک نے آپ کے کان میں بہت کچھ کہا۔ اس کو میں دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا اور دوسرے شخص نے دونوں آنکھیں ان کی چوم کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ نے تم کو علم لدنی بخشا ہے۔ جمیع پیغمبروں سے علم اور حلم تم کو اور زیادہ دیا۔ پھر ایک شخص نے ان میں سے آ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر منہ رکھ کر جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہے۔ ایسے ہی منہ پر منہ رکھ کر کہا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ تم کو بشارت ہے کہ علم اور بردباری اللہ تعالیٰ نے سب تم کو عنایت کیا۔ پھر کئی شخص آئے اور وہ میری گود سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر لے گئے اور میں اکیلے گھر میں بہت متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر اسی گھڑی وہ واپس آپ کو لے آئے۔ چہرہ ان کا مانند ماہتاب کے چمکتا تھا۔ پھر ایک آواز آئی

Marfat.com

اے مومنہ اس لڑکے کو حفاظت سے رکھ اور اپنے دل میں کچھ اندیشہ مت کر ہم لوگ ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے گئے تھے۔ خدا ان کا محافظ و ناصر ہے پھر میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ان کے منہ پر بوسہ دے کر کہا کہ بشارت ہے تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی آپ پر ایمان لاوے گا وہ حشر کے دن تمہاری امت میں داخل ہوگا اور عذاب دوزخ سے خلاصی پاوے گا۔ یا اللہ ہم عاصی گنہگاروں کو ان کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور ان کی شفاعت کا امیدوار کر۔ آمین یا رب العالمین۔

بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کرامات کا جو انہوں نے دیکھی تھیں

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر ہوتے تھے وہ اپنی امت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور فضائل خاص بیان کرتے تھے اور جو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر ایک پیغمبر کو اس آسمان سے نازل کیں ان میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب و فضائل خاص بیان فرمائے پھر وہ پیغمبر حضرات اپنے وقت سے لوگوں کو ان مراتب و فضائل سے واقف کراتے رہے یہاں تک کہ عبدالمطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت بیت اللہ میں تھے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ جب آدھی رات ہوئی تو غیب سے ایک آواز آئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قد ہوئے جب میں نے آسمان کی طرف اپنی نظر [illegible]

Marfat.com

پڑا اور جب ہوش میں آیا چاہا کہ آمنہ کے حجرے میں جاؤں اور وہاں جا کر دیکھوں کیا ماجرا ہے یہ دیکھنے کی میں نے بہت کوشش کی بہت بڑی دشواریوں سے میں اس کے دروازے پر گیا تو اس جگہ میں نے خوشبو مشک وعنبر وعود کی پائی اور پھر ان کے حجرے کا دروازہ کھول کر کچھ سنبھلا دو چشم کے درمیان پیشانی پر ان کی نظر میری پڑی کیونکہ وہ جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اس وقت میں چاہتا تھا کہ اپنا گریبان پارہ پارہ کروں۔ میں نے اسی اثناء میں آمنہ سے پوچھا کہ تم سوتی ہو یا جاگتی ہو۔ آمنہ یہ سن کر بولی کہ میں جاگتی ہوں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے آمنہ بتاؤ کہ وہ نور جو تمہاری دو چشم کے درمیان تھا وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ وہ نور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا جو اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے آمنہ سے کہا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اس کو دیکھوں وہ بولیں کہ میں آج اس کو نہ دکھا سکوں گی عبدالمطلب نے کہا کیوں نہیں دکھا سکو گی۔ آمنہ نے کہا جس وقت وہ لڑکا پیدا ہوا تو ایک شخص غیب سے کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ اس لڑکے کو تین دن تک کسی کو مت دکھانا یہ سنتے ہی میں نے اپنی شمشیر میان سے کھینچ کر کہا کہ کس نے تم کو منع کیا ہے اس کو میرے پاس لاؤ ورنہ میں تم کو جان سے مار ڈالوں گا اور لڑکے کو مجھے جلد سے جلد دکھاؤ تب وہ بولیں بہت اچھا آپ مالک ہیں اس حجرے میں آ کر اس لڑکے کو دیکھئے۔ صوف اور چار پایہ حریر میں سلا رکھا ہے تب میں نے ارادہ کیا کہ اس لڑکے کو دیکھوں وہیں حجرے میں سے ایک مرد مہیب شکل نکل آیا۔ وہ ایسا تھا کہ میں نے اس جیسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اور وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم کہاں جاتے ہو اس کے جواب میں مَیں نے کہا میں اس لڑکے کو دیکھنے جاتا ہوں وہ بولا کہ تم اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے مت جاؤ۔ اس وقت اس کو دیکھنے نہ پاؤ گے کیونکہ اس وقت ان کے پاس فرشتے ان کی ملازمت میں آئے ہوئے ہیں جب تک وہ نہ رخصت ہو جاویں اس وقت تک بنی آدم کو فرشتوں کی مجلس میں جانا منع ہے عبدالمطلب کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر میرا بدن کانپنے لگا اور وہ شمشیر بھی میرے ہاتھ سے گر پڑی اور میں اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے نہ پایا اور میں نے چاہا کہ اس خبر کو قریشیوں سے جا کر کہوں چنانچہ اسی وقت میری زبان بند ہو گئی اور میری زبان اس بری طرح سے بند ہوئی کہ میں پھر سات دن تک کسی سے بات نہ کر سکا۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا کہ وہ مرغ سب اور ابر سفید جو آمنہ کے گھر پر سایہ کئے ہوئے تھا وہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ اس میں سر الٰہی مضمر تھا عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے اس وقت سنا کہ آسمان اور زمین سے یہ آواز آئی۔ معشر الخلائق محمد حبیب خدا اشرف الانبیاء ہے مبارک ہو اس گھر کو جس گھر میں ہے۔ روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا متولد ہوئے اس وقت تمام بت جہاں کے شکستہ ہو گئے اور آتش کدہ فارس کا جو کہ ایک ہزار برس سے جل رہا

Marfat.com

تھا وہ بجھ گیا اور نوشیرواں کے بالا خانے پر بارہ برج تھے سب ٹوٹ پڑے اور لات و عزیٰ گر پڑے۔

ترا نزل در ایوان کسریٰ فتاد

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ نوشیرواں کی سلطنت رسول خدا اللہ صلی وسلم کے زمانہ تولد تک بیالیس برس سے اوپر گزری تھی اور زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس سے اوپر گزرا تھا اور زمانہ اسکندر رومی کو آٹھ سو بہتر برس ہوئے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ ایک ہزار آٹھ سو برس۔ اور بعض روایات میں تین ہزار ستر برس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ تین ہزار آٹھ سو برس اور بعض روایات میں تین ہزار ستر برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت نوح علیہ السلام کو چار ہزار ایک سو برس اور بعض روایت میں آیا ہے چار ہزار چھ سو برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کو چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس گزرے تھے یہ تمام مقدار تاریخ کے حوالہ جات سے اسیر میں لکھے تھے اور بعض روایت میں چھ ہزار سات سو پچاس برس گزرے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین رسول رب العالمین سے پیدا ہونے تک [illegible]

بیان حضرت حلیمہ والی جنہوں نے دودھ پلایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

Marfat.com

عرب میں قحط تھا۔ حلیمہ دائی کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں سب کے سب بھوکے تھے اور بوجہ بھوک کے میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر میدان میں جا کر گھاس لا کر اسے بیچ کر قوت (خوراک) حاصل کرتی اور خدا کا شکر بجالاتی اور اس وقت میں حمل سے تھی اور جب میں نے بچہ جنا اور اس کا نام مہیر رکھا اور اس وقت میں لڑکے کے دودھ کے واسطے حیران و پریشان رہتی تھی اور باوجود کوشش شدید کے کچھ کھانے کو نہ پاتی تھی یہاں تک کہ میں سات دن و رات بھوکی رہی اور فاقے سے بیتاب ہوگئی کچھ ہوش نہ تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اس کا نہایت سفید دودھ سے زیادہ اور اس میں خوشبو مشک و عنبر کی آرہی ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس چشمہ سے جتنا چاہو پانی پیو تب تمہارا دودھ زیادہ ہوگا۔ اور جب میں نے اس کے کہنے سے اس چشمہ کا پانی پیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو جانتی ہو۔ میں نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ میں شکر ہوں کہ تم نے حالات قحط میں تکلیف اٹھائی بغیر کھائے اپنے خدا کا شکر بجالائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بصورت آدمی تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم کو خوش کروں تم مکے میں جاؤ تو تمہاری اور زیادہ کشادگی ہوگی یہ بات کسی سے مت کہنا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس نے میری چھاتی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خدا تمہاری روزی زیادہ کرے گا اور دودھ بھی تمہارا زیادہ ہوگا تم مکے چلی جاؤ اسی وقت میں اپنی نیند سے بیدار ہوئی اور دیکھتی کیا ہوں۔ کہ میری چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی اور مثال مشک کے ٹپکتی تھی بنی سعد کی عورتوں نے جب یہ حال میرا دیکھا تو مجھ سے کہنے لگیں کہ اس قحط میں سب کی جان لبوں پر آئی ہے قریب الہلاک ہوئے اور تم کو اس کے خلاف دیکھتے ہیں۔ تم کیا کھاتی ہو۔ اس کا جواب میں نے کچھ نہ دیا کہ خواب میں مجھ کو ممانعت تھی کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ پھر دوسرے دن اپنی عادت پر گھاس چھیلنے کے لئے میدان میں گئی اسی وقت ایک آواز غیب سے آئی کہ ایک لڑکا قریش کی قوم میں پیدا ہوا ہے وہ بڑا مبارک اور سعادت مند ہے اور حقیقت میں سعادت اس کی بھی ہوگی جو اس کو گود میں لے اپنا دودھ پلائے گی۔ یہ آواز سن کر قوم بنی سعد کی عورتیں فوراً پہاڑ سے نیچے اتر آئیں۔ اور پھر وہ اپنے اپنے شوہروں کے پاس جا کر یہ احوال کہنے لگیں۔ پھر سب نے متفق ہو کر مکے چلنے کا مشورہ لیا اور وہاں پر چلنے کا ارادہ مصمم کر لیا۔ پس ایک دن موقع غنیمت جان کر وہ سب کی سب چلیں۔ اور میں بھی ان کے ہمراہ پیچھے گدھے پر سوار ہو کر چلی اور میرا شوہر بھی میرے ہی ساتھ تھا۔ لیکن جو میرا گدھا تھا وہ رفتار میں سست تھا اس واسطے کہ گدھا میرا بہت لاغر تھا۔ چنانچہ میری ساتھی سنگی سب کے سب آگے نکل گئیں اور میں آہستہ آہستہ لوگوں کے پیچھے چلتی رہی اور میں جس کوہ اور میدان سے گزرتی تھی یہ آواز برابر سنتی تھی کہ اے حلیمہ تم کو یہ شرف مبارک ہو۔ میں اسی طرح چلتے

Marfat.com

چلتے تیسرے مقام پر جا پہنچی وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ قد و قامت میں بلند اور ایک عصا بھی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے نورانی چہرہ ایک غار سے نکل آیا یہ کیفیت دیکھتے ہی میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ میرے پاس آ کر میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ حلیمہ سعادت دارین تم کو حاصل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے رضاعت پسر قریش تم پر مبارک کی۔ یہ سن کر میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ جو میں دیکھتی سنتی ہوں غیب سے تم کو معلوم ہے۔ وہ مجھ کو کہنے لگے کیا ہوا ہے تم کو خیر تو ہے کیا تم دیوانی تو نہیں ہو گئی ہو۔ اور میں اندیشہ کرتی راہ میں چلی جاتی تھی کہ ہمارے ہم راہ کے لوگ ہم کو ملیں یا نہیں جب میں مکے کے قریب جا پہنچی یعنی اتنے قریب پہنچ چکی تھی کہ مکہ چھ کوس باقی رہ گیا تھا۔ اور مجھ سے پہلے جانے والی قوم بنی سعد کی عورتیں مکہ میں پہنچ چکی تھیں اور میں نے ایسا کیا کہ اپنا تمام مال و اسباب سواری کا گدھا وہیں چھوڑ کر صرف اپنے شوہر کو لے کر شہر مکے میں داخل ہو گئی۔ اور وہاں جا کر میں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھا وہ شہر مکہ سے واپس آ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر میں بہت ہی متعجب ہوئی۔ اور پھر زبان حال سے کہنے لگی کہ یا الٰہی مجھ کو بھی وہ وقت نصیب ہو گا یا نہیں کہ میں بھی بنی سعد کی عورتوں کی طرح واپس جاؤں۔ یہ کہتے کہتے عبدالمطلب کو دیکھا کہ وہ چلے آتے ہیں والی دو جہاں تشریف لاتے ہوئے۔ انہوں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھ کر کہا اے عورتو! قوم بنی سعد کی یہ لڑکیاں ہیں پانے والی ہے میں نے کہا میں ہوں۔ عبدالمطلب نے یہ سن کر فرمایا اے حلیمہ تم نے کیا کیا میں نے جواب میں کہا کہ میں قوم بنی سعد سے نہ لوٹی یہ سن کر حلیمہ سے پھر انہوں نے کہا اے حلیمہ یہ بہت نیک اور اچھی بات ہے [illegible]

Marfat.com

کی بے نصیب ہو گئیں تم ابھی مت جانا اور ادھر مجھ کو بھی یہ بات پسند آئی کہ جب سب محروم ہو کر چلی گئیں تو میں بھی نہیں جاؤں گی لیکن میرے دل نے پھر مجھ کو مجبور کیا کہ تم ضرور جاؤ سعادت پاؤ گی اگر یہ لڑکا یتیم ہے تو کیا ہوا اس کو اپنی گود میں پالو اور یہی چیز میں نے اپنے خواب میں دیکھی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہرگز جھوٹ نہ ہوگا۔ چنانچہ یہ خیال کر کے میں عبدالمطلب کے پاس گئی اور وہاں جا کر اس لڑکے کو طلب کر لیا۔ عبدالمطلب نہایت ہی خوش ہو کر مجھے آمنہ کے گھر لے گئے وہاں جا کر میں نے آمنہ کو دیکھا کہ مانند ماہتاب کے گھر میں بیٹھی ہے اور اپنے لڑکے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سفید حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر سلا رکھا ہے۔ پس میں یہ چاہتی تھی کہ اٹھا کر اپنی گود میں لے لوں۔ تو ان کے سینے مبارک پر جب اپنا ہاتھ رکھا اس وقت آنحضرت خواب سے فوراً جاگ اٹھے اور اپنی آنکھیں کھولیں اور لب مبارک بھی خنداں ہوئے اسی وقت میں نے ایک نور دیکھا کہ چشم مبارک سے نکل کر آسمان کی طرف گیا اور ادھر میں نے ان کو اٹھا کر اپنی گود میں لیا۔ اور داہنی طرف کی چھاتی اپنی دھو کر ان کے منہ مبارک میں دیا تو آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور پھر اپنی بائیں چھاتی بھی پیش کی تو آپ نے نہیں پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیمہ کی دوسری چھاتی اس واسطے نہ پی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پر الہام فرما دیا تھا کہ اب وہ دودھ حلیمہ کا لڑکا پیئے گا دونوں طرف تم مت پیو تا کہ حصہ مساوی رہے۔ پس بہ نظر عدل دونوں طرف کا دودھ حضرت نے نہ پیا۔ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ جب تک رسول خدا اوّل دودھ نہ پیتے تب تک میرا بیٹا بھی دودھ نہ پیتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے منہ میں بھی دودھ نہ رکھتا تھا۔ اول وہ پیتے پیچھے میرا بیٹا پیتا اور داہنی چھاتی سے صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیتے تھے۔ اور بائیں چھاتی سے میرا بیٹا پیتا تھا۔ ایک وقت کاندھے پر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی اس نے لڑکے کو دیکھ کر فوراً جناب کبریا میں سجدہ کیا اور پھر مجھ کو کہا کہ اے حلیمہ تو خوش ہو جا اب کوئی آدمی ملک عرب میں ایسا نصیب آور ہم سے زیادہ نہ ہوگا۔ حلیمہ کہتی تھیں کہ جب رات ہوئی مکے کے پاس بطحیٰ ایک جگہ ہے وہاں میں چار شب رہی اور پانچویں شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نورانی چہرہ حضرت کے پاس سرہانے آ بیٹھا اور حضرت کا منہ چوما۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے شوہر سے کہا اس نے کہا۔ خاموش یہ بات کسی سے مت کہنا یہ علامت اقبال بلندی کی ہے اور اس کے بعد دوسرے دن جو جو عورتیں قوم بنی سعد کی مکہ میں آئی تھیں سب کی سب نے پھر اپنے گھر کی طرف مراجعت کی اور میں بھی آمنہ سے رخصت ہو کر رسول خدا کو لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر سب کے ساتھ چل دی اور میرے گدھے نے تین مرتبہ کعبہ کی طرف سجدہ کیا رو بسوئے آسمان کیا اور مثال ہوا

Marfat.com

کے مجھے لے کر چلنے لگا۔ اور جو لوگ میرے ہمراہ تھے وہ یہ دیکھ کر متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے اے حلیمہ یہ وہی گدھا ہے جو تیرے ساتھ آیا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں یہ وہی گدھا ہے جو میرے ساتھ آیا تھا اور تم لوگ دیکھتے تھے کہ سب سے پیچھے چلا تھا اور پھر گدھے نے بھی بحکم خدا کہا اے لوگو میں وہی گدھا ہوں جو بالکل لاغر تھا اور اب میں بالکل تازہ دم ہو گیا ہوں۔ کسی بات کا تم کو خبر نہیں ہے تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب میری پیٹھ پر کون سوار ہے اور یہ میرے لئے بڑی سعادت ہے اور فخر مندی ہے یعنی میری پیٹھ پر خاتم الانبیاء ہیں اور میں انکا بار بردار ہوں۔ اسی وجہ سے مجھ میں زور زیادہ ہو گیا ہے۔ حلیمہ سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ گدھا میرا سب سے آگے نکل گیا تھا اور ہم ہم منزل کرتے تھے اس جگہ آنحضرت کے طفیل بہت زیادہ گھاس پیدا ہوتی تھی اور پھر تمام چوپائے جانور اس گھاس کو کھاتے تھے۔ اور جب میں اپنے گھر پہنچی تو آنحضرت کی برکت سے بکریوں کو بھی تھیں وہ سب موٹی تازی ہو گئیں۔ اور دوسروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں۔ اور پھر بہت دودھ ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ سب ہماری بکریوں سے اپنی اپنی بکریاں باندھا دیتے تھے پھر ان کی بکریاں بھی بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں اور پینے بھی زیادہ دیتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ یہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی خدمات کا صدقہ تھا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خلائق کے دل میں محبت ڈالی تھی کہ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا بہت پیار و محبت کرتا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو بات چیت کرنے لگے سب سے اول کلمہ آپ نے یہ پڑھا اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین۔ یہ سن کر بڑے بھی متعجب ہوئے پھر حلیمہ نے بہانے سے بھی عجیب و غریب بات واقع ہوئی ہے کہ وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پیتے رہتے ایک بار پیشاب کرتے اپنی عادت معین پر اور پیشاب پاک کرنے کی حاجت نہ ہوتی تھی فوراً پیشاب خشک ہو جاتا تھا اور اثر بھی نجاست کا نہیں ہوتا تھا۔ اور جب پیغمبر خدا بڑے ہوئے تو میدان کی طرف بغرض تشریف لے جاتے تھے اور کسی لڑکے کے ساتھ نہ جیتے تھے ایک بار ایسا ہوا کہ لڑکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر لے کر بھاگ گئے میں نے کہا اے لڑکو چادر دیدو میں اندھا ہوں کہاں ہیں۔ وہ لڑکے کہاں ہیں میں نے کہا وہ لڑکے بکریوں سے میدان میں رات کو گھر میں آتے ہیں رسول خدا یہ بات سن کر چپکے ہو رہے اور کچھ نہ بولے میں نے کہا یا نہیں رہوں گا تم مجھ کو میرے خویش و اقربا کے پاس بھیج دو۔ میں نے کہا اے جان مادر پدر کچھ نا چاہتے ہو پھر میں نے ان کے بالوں میں تیل ڈال کر اور شانہ کیا ہوا اے آنکھوں میں

Marfat.com

وغیرہ لگا کر اور پھر ایک پیراہن پاکیزہ پہنا کر گلو بند یمانی گلے میں باندھ دیا تا کہ ان پر کوئی اثر زحمت کا نہ پہنچے اور ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر میرے بیٹوں کے ہمراہ باہر گئے۔ اور پھر اسی طرح ہر روز میدان میں جاتے اور پھر بہت ہی خوش رہتے تھے۔ ایک دن ایک لڑکا میرا میدان سے ڈرتا ہوا اور آنسو بہاتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے آ کر مجھ سے کہا کہ اے اماں جان میری جلد چلو اور چل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو کہ کیا ہوا۔ اب تک تو وہ مر گئے ہوں گے۔ یہ سن کر میں بہت ہی گھبرائی اور اسی گھبراہٹ میں اٹھی اور پھر بار بار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا بتاؤ تو کیا ہوا ہے۔ وہ لڑکا بولا کہ اے اماں جان ہم سب بھائی سنگ فلاخن (ایک کھیل جو رسی کے پھندے میں پتھر رکھ کر پھینکتے ہیں) کھیل رہے تھے۔ اس وقت ایک شخص نے اچانک آ کر ہمارے سامنے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہاڑ پر لے جا کر لٹا دیا۔ اور پھر ان کا پیٹ چھاتی سے ناف تک چیر ڈالا ہے اور یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اور میں یہ بھی کہہ نہیں سکتا کہ وہ شخص اب تک مرے یا نہیں۔ اور اکثر روایتوں میں یوں آیا ہے کہ دو جانور آ کر کہنے لگے یہ وہی لڑکا ہے دوسرا بولا ہاں تب دونوں جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ گئے اور آنحضرت ان کو دیکھ کر ڈر گئے اور پھر رونے لگے تب ان جانوروں نے سینہ مبارک چاک کیا اور دل بے کینہ کے اندر سے جو خون مردہ سیاہ تھا نکال ڈالا اور کہا یہ خون سیاہ زہرہ شیطان ہے اور ہر شخص کے دل کے اندر یہ خون سیاہ رہتا ہے۔ اور اب سے وسوسہ شیطان مردود کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں اثر نہیں کرے گا۔ پھر اس کے بعد دل مبارک کو آب برف سے دھو کر اسی جگہ پر رکھ دیا اور سینہ مبارک بھی سی دیا اور مرہم سکینہ جو ایک دم کا مرہم ہوتا ہے وہ اس پر رکھ دیا اس سے بہت جلد آرام ہو گیا اور مہر نبوت سے مہر کر کے جیسا تھا ویسا ہی کر دیا۔ اور اس عرصہ میں حلیمہ کے بیٹے سب جو گھر میں کھانا کھانے کو گئے تھے انہوں نے بھی آ کر یہ ماجرا دیکھا۔ پھر نہایت ہی سراسیمہ ہو کر دوڑتے ہوئے اپنی ماں سے جا کر یہ ماجرا کہا۔ پس حلیمہ کہتی ہیں کہ میں اس بات کو سنتے ہی اسی وقت دوڑی، جا کر کیا دیکھتی ہوں کہ محمد ایک پہاڑ پر آرام سے بیٹھے آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے ہنس رہے ہیں۔ میں نے جاتے ہی ان کے سر و چشم چوم کر کہا اے میری جان میں تمہارے تصدق جاؤں مجھ سے کہو کہ آج تم پر کیا گزری؟ بولے خیر ہے۔ سب بھائی گھر میں کھانے کے واسطے گئے تھے اور میں اکیلا تھا۔ اچانک دو جانور آئے اور مجھ کو وہاں سے لے کر یہاں آئے اور مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ دونوں جانور شکل میں دو فرشتے تھے ایک کے ہاتھ میں آفتابہ پانی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زریں تھا۔ اور انہوں نے مجھے لٹا کر میرا پیٹ سینے سے لے کر ناف تک چیر ڈالا لیکن اس سے مجھے کچھ بھی درد و الم نہیں معلوم ہوا اور جو کچھ میرے

Marfat.com

پیٹ کے اندر تھا اس کو نکال کر طشت میں رکھ کر دھو ڈالا اور پھر اس کے بعد اس جگہ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے آ کر میرے پیٹ کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا اور اس کے اندر جو خون سیاہ تھا وہ نکال ڈالا۔ پھر میرا دل بھی اسی طرح اسی جگہ پر نصب کر دیا اور میرے جسم کو درست کر دیا۔ پھر وہ بہت جلد غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حلیمہ دائی کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ ماجرا سنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تو میں اسی وقت درگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئی اس کے بعد یہ بات جب تمام خلائق کو معلوم ہوئی تو وہ سن کر کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آسیب ہوا ہے یا پھر کوئی بڑا مرض ہوا ہے ان کو کاہنوں کے پاس لے جانا چاہئے تا کہ ان پر وہ کچھ پڑھ کر پھونکیں یا پھر کچھ نہ کچھ دوا کریں تب کچھ لوگوں کے کہنے سے ان کو کاہنوں کے پاس میں لے گئی اور اول سے آخر تک اس قصہ کو جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہور میں آیا تھا۔ بیان کیا یہ سن کر سب کاہنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اپنی گود میں لیا اور آپس میں کہنے لگے اے لوگو اس لڑکے کو زندہ مت چھوڑو اگر یہ بڑا ہو گا تو تمہارے تمام بتوں کو توڑ ڈالے گا اور تم کو بہت ذلیل و خوار کرے گا۔ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہ مانے گا۔ اور جو دین تمہارا ہے اس کو بھی باطل کرے گا۔ اور پھر ایک ہی خدا کی طرف تم سب کو بلائے گا اور تم سب اپنے دین کو بھول جاؤ گے۔ پس اے صاحبو اپنا دین جس سے قائم رہے وہی تم فکر کرو۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے اپنی گود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا اور پھر میں نے کاہنوں سے کہا کہ تم لوگ دیوانے ہو جو تم بات کہتے ہو۔ اگر میں ایسا ہی جانتی ہوں تو پھر ہرگز تمہارے پاس اس لڑکے کو کبھی نہ لاتی۔ پھر پیچھے سے بعض قبیلہ والے اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آئی اور ان سے فورتے اور خوشبو سے میرا گھر روشن و معطر ہو گیا۔ بعض نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کو جلد اب عبدالمطلب کے حوالے کر دو تا کہ تم امانت سے خلاصی پاؤ۔ میں ان کو لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلی تھی کہ آدھی تک راستے میں ایک غیب سے آواز آئی کہ اے حلیمہ تم کو مبارک ہو۔ پس یہاں تک کہ میں آ پہنچی۔ میں جا پہنچی وہاں میں نے ایک جماعت دیکھی اور وہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری سے اتارا وہاں بھی ایک آواز میں نے سنی اور پھر پیچھے کی طرف میں نے اپنی نظر کی تو میں نے اس جگہ آپ کو نہ دیکھا۔ پھر میں نے اس جماعت سے پوچھا کہ صاحبو یہاں جو ایک لڑکا بیٹھا تھا وہ یہاں سے انہوں نے ہم کو جواب دیا کہ ہم نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا اور ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ لڑکا کہاں گیا اور اس کا کیا نام ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہے۔ میں چاروں طرف دوڑی اور کافی دیر تک دیکھتی رہی لیکن ان کو نہ پایا۔ اور رو رو کر میں یہ کہہ رہی تھی۔

Marfat.com

کہ یا الٰہی تو نے ان کی برکت سے ہی مجھے فائز المرام کیا ہے اور ہم کو فراغت ہوئی اپنا دودھ پلا کر اور اب وہ بڑے ہو گئے ہیں اس وجہ سے میں نے ان کو جن کا لڑکا ہے دینے جاتی ہوں تا کہ میں اپنی ذمہ داریوں سے خلاصی پاؤں نہ جانے اب اس لڑکے کو اس جگہ سے کون اٹھا لے گیا ہے۔ پھر وہ قسم اپنے لات وعزیٰ کی کھا کر کہنے لگی کہ اگر مجھ کو نہ ملے گا تو میں اس پہاڑ پر جا کر پتھروں سے اپنا سر پھوڑ دوں گی یہ سن کر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتی ہو جو ایسی بات کہتی ہو اور تمہارے ساتھ تو ہم لوگوں نے کوئی لڑکا دیکھا ہی نہیں تم کیوں جھوٹ بولتی ہو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ بات سن کر میں بالکل ناامید ہو گئی اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر واویلا کرنے لگی اور بار بار اپنے منہ سے کہنے لگی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کہاں ہو۔ یہ کہتی تھی اور برابر روتی جاتی تھیں اور میرا رونا دیکھ کر اور لوگ بھی رونے لگے کہ اے دختر سعد تم کیوں روتی ہو میں نے کہا کہ لڑکا میرا یہاں سے گم ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ جس جن نے تمہارا لڑکا لیا ہے میں اس کا پتہ بتا دیتا ہوں کہ تم فلاں کے پاس جاؤ اور رو مت تمہارا لڑکا اس کے پاس ضرور ملے گا۔ تم اپنی خاطر جمع رکھو اور اس سے جا کر اپنا لڑکا لے لو وہ البتہ ضرور تم کو تمہارا لڑکا دے گا پھر میں نے یہ سن کر وہاں جا کر آواز دی جس جگہ اس نے مجھ کو بتایا تھا اور میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ جس دن لڑکا پیدا ہوا تھا وہ تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ لات وعزیٰ پر اس دن کتنا صدمہ گزرا تھا۔ تب اس نے کہا کہ میں اپنے سردار کے پاس جاتا ہوں کیونکہ تمہارا لڑکا تو وہی دے گا تب اس نے اپنے سردار سے جا کر کہا اے سردار ہمارے آپ کی مہربانی تو قوم قریش پر بہت ہے اور اس وقت دختر سعدیہ حلیمہ یہ کہتی ہیں کہ ایک لڑکا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے وہ گم ہو گیا ہے اگر تم اس کو لا دو گے تو تمہاری بہت مہربانی قوم قریش پر ہو گی حلیمہ کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس وقت ہبل بت نے دوسرے بتوں کو پکارا۔ وہاں سے یہ آواز آئی کہ اے ہبل ہم سب یہاں سے نکل جاتے ہیں کیونکہ ہم سب اس لڑکے کے ہاتھ سے مارے جائیں گے پھر کہتی ہیں کہ میں نے ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھا اور وہ مجھ سے آ کر کہنے لگا۔ اے حلیمہ! وہ لڑکا درحقیقت خدا دوست ہے اور وہ نہایت اچھی طرح سے ہے اور تم کچھ اندیشہ مت کرو۔ اور مجھ کو اس بات کا ڈر ہوا کہ اگر عبدالمطلب کو یہ خبر پہنچی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گم ہو گئے ہیں تو میرا جینا محال ہو جائے گا اور میں یہ سن کر انکے پاس چلی ہی تھے اور کچھ ہی دور پہنچی تھی کہ راستے میں عبدالمطلب سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے میرا حال پوچھا اور میری کیفیت دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اے حلیمہ تم کیوں مضطرب نظر آ رہی ہو۔ آخر کیا بات ہے میں نے کہا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے پاس لا رہی تھی مقام بطحیٰ میں مجھ سے وہ گم ہو گئے۔ یہ بات سن کر عبدالمطلب کہنے لگے کہ شائد ان کو کسی

Marfat.com

Marfat.com

بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ رضی اللہ عنہ کا راستہ میں فوت ہونا اور فوت ہونا عبدالمطلب کا' اور ہمراہ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کے شام کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہب سے راستے میں

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حلیمہ دائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کے حوالے کیا اور آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے بھائی کے گھر جا کر دو برس رہیں۔ پھر مکے میں آتے وقت اثناء راہ میں قضاء الٰہی سے فوت ہوئیں اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریفہ صرف سات برس کی تھی اور اس کے بعد حضرت نے اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس پرورش پائی اور سن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ برس دو مہینے کا ہوا تو اس وقت عبدالمطلب بھی بیمار ہو گئے اور ان کی زندگی کی امید بھی منقطع ہوگئی تب اپنے بیٹے ابوطالب کو بلا کر یہ وصیت کی کہ پرورش محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمہارے ذمہ ہے میں اس بات کی تم کو تاکیداً وصیت کرتا ہوں تم اس کو اچھی طرح سے یاد رکھو۔ یہ سن کر ابوطالب نے کہا۔ اے ابا جان! وہ میرا بھتیجا ہے میں اس کو اپنے فرزند کے برابر جانتا ہوں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے انتقال کیا۔ اور پھر ان کے بعد ابوطالب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی ان ایام میں اکثر نوکر خدیجۃ الکبریٰ کے تھے اور تمام قریشی شام کی طرف بغرض تجارت جایا کرتے تھے۔ اور اس وقت ابوطالب نے بھی ان کیساتھ شام جانے کا عزم کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر کی مہار پکڑتے تھے اور اس کو لے کر چلتے تھے۔ چونکہ اس وقت آپ کی عمر شریف کم تھی ابوطالب چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں بھیجیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا جان مجھ کو آپ اکیلے گھر نہ بھیجیں آخر میں کس کے پاس رہوں گا۔ بس آپ اپنے پاس ہی رکھئے۔ یہ سن کر ابوطالب کے دل میں رحم آیا۔ اور پھر آنسو بہا کر کہا اے جان عم کچھ ڈرو مت کوئی اندیشہ نہ کرو تم سلامت رہو تم کو مکان پر نہ بھیجوں گا۔ پھر ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھالیا۔ اور دونوں چچا بھتیجے کارواں کے ساتھ چل دیئے۔ جب سب کاروان وادی شام میں پہنچے وہاں ایک

Marfat.com

Marfat.com

فرشتوں سے درمیان میں مہر نبوت ہوگی اور میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اس کی حفاظت اچھی طرح سے
کرنا اور روم کی طرف اس کو مت لیجانا کیونکہ وہاں ان کے دشمن بہت ہیں کیونکہ یہودی ان
کے مارڈالنے کو ہر وقت مستعد ہیں ہمدان کا تو نام و نشان کیلکر ڈھونڈا کرتے ہیں کہ ہم جہاں کہیں
پاویں سے مار ڈالیں۔ یہ باتیں راہب نے ابو طالب سے کہیں اور دست مبارک حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کا پکڑ کر کہا۔ یہ سید المرسلین ہیں اور سب سے بہتر خلائق زمین و آسمان کے ہیں یہ سن کر
ابو طالب نے کہا۔ یہ باتیں آپ کو کس طرح معلوم ہوئی ہیں اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر
آخر الزمان ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کی صفت جو اس وقت میں ان میں دیکھ رہا ہوں وہ سب میں نے
توریت میں پڑھی ہے۔ اور یہی علامت نبوت کی ہوتی ہے جو ان میں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اس
سے پوچھا کہ بتا وہ کیا علامت ہے جس سے تم نے پہچان لیا۔ کہا اس نے کہ تم ان کو چھوڑ کر
یہاں سے آگے ہو اور میں نے دیکھا کہ تمام اشجار اور جمادات نے ان کو سجدہ بھی کیا اور جتنے
نباتات و حیوانات اور حجر اور درخت ہیں وہ سجدہ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہیں کرتے مگر
پیغمبروں کو۔ اور میں ان کو پہچانتا ہوں اور تم یقین جانو کہ یہ پیغمبر برحق ہیں۔ سب کے سب اس کی گفتگو
میں مشغول تھے اس قافلے میں سے سات آدمی اجنبی اچانک راہب کے معبد خانے کے دروازے
پر آ پہنچے تھے ان سے پوچھا تم سب کون ہو اور کہاں جاؤ گے بولے کہ ہم سب ملک روم سے
آئے ہیں اور بادشاہ روم نے ہم سب کو بھیجا ہے، وہ کہنے لگے کہ ہم سب نے سنا ہے کہ پیغمبر
آخر الزمان کا ملک میں ظہور ہوا ہے ہم سب ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لیجائیں گے اور پھر ان کو مار
ڈالیں گے ہم لوگ ان کو دریافت کرنے کو آئے ہیں۔ راہب نے یہ سن کر کہا کہ بیہودہ رنج اٹھاتے
ہو اور تم ان کو ہرگز نہ مار سکو گے کیونکہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے۔ بس راہب نے یہ بات کہہ کر ان کو
اپنی طرف بھیجا اور کہا کہ تم بہت آرام سے چلے جاؤ۔ اور تم کیوں ناحق آئے ہو۔ اور پھر ابو طالب
سے کہا کہ تم اس لڑکے کو شام اور روم کی طرف لے کر مت جاؤ۔ بلکہ اپنے گھر پر ہی چلے جاؤ، یہ بہتر ہے
کیونکہ وہاں سے یہودی تم کو اذیت پہنچائیں گے۔ یہ سن کر ابو طالب پھر رسول خدا کو مکے میں اپنے
گھر واپس لے آئے۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نکاح کرنا خدیجۃ الکبریٰ سے اور اقوال و افعال آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے

Marfat.com

اس امر میں تمہارا کیا خیال ہے اور تم کیا چاہتے ہو مجھے اپنے پاک خیالات سے آگاہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو آپ کا بطور خیر خواہ کے ہوں اور آپ کی بات مجھے سر و چشم قبول ہے یہ سنتا ہے میں آپ کی بات نہ مانوں اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ آپ میرے حق میں کریں گے انشاء اللہ وہ بہتر ہوگا۔ پھر ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر خدیجۃ الکبریٰ کے مکان پر گئے اندر سے ایک غلام نے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ ابوطالب نے کہا کہ تم خدیجہ سے جا کر کہو کہ ابوطالب تمہارے دروازے پر کھڑا ہے اور آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ یہ باتیں سن کر غلام نے جا کر خدیجہ سے جا کر کہیں کہ ان کو اندر لے آؤ۔ پھر ان کا وہی غلام آیا اور ابوطالب سے کہا کہ آپ اندر جائیں۔ پھر ابوطالب اپنے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اندر گئے دیکھتے کیا ہیں کہ خدیجہ ایک تخت پر بیٹھی تھیں اور قریب پچاس کنیزیں کمر بستہ ان کی خدمت میں حاضر تھیں۔ خدیجہ نے ابوطالب سے کہا کہ آپ نے یہاں آنے کی کیوں تکلیف کی اور اس وقت آپ کا آنا کیسے ہوا۔ انہوں نے کہا یہ میرا بھتیجہ ہے برادر زادہ ہے اور ان کا نام محمد ابن عبداللہ ہے۔ اگر آپ ان کو اپنے پاس رکھیں تو فیض عام سے آپ بھی بہرہ مند ہوں گے اور پھر دعا کریں گے۔ یہ سن کر خدیجہ نے کہا اس سے اور کیا بہتر ہے بہت اچھا آج سے میں نے ان کو قبول کیا ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ خدیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار تھیں۔ لیکن ان کا شوہر مر گیا تھا اور وہ بیوہ تھیں اور بہت زیادہ دولت مند تھیں اسی وجہ سے وہ مرد سال لوگوں کو مال و اسباب دے کر شام مصر و بصرہ کی تجارت کو بھیجتی تھیں اور باقی جتنے نوکر خدمتگار تھے سب انہی کے حکم کے تابع تھے۔ ایک دن خدیجہ نے بالا خانے سے دیکھا کہ حضرت کے سر پر ایک ابر سایہ ڈالے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک بلا کر بکریوں کی پاسبانی پر مقرر کیا تھوڑے دن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی برکت سے خدیجہ کی بکریاں آگے سے زیادہ ہونے لگیں اور بہت دودھ دینے لگیں پس خدیجہ کی نگاہ ہمیشہ رسول خدا پر تھی وہ ہر روز دیکھتی تھیں ایک ابر آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ ڈالے ہوتا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہیں تو درخت اور جمادات السلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی کرامت و علامات کتاب توریت میں دیکھ رکھی تھیں کہ یہ جوان قوم قریش میں بڑا بزرگ ہوگا۔ اور آپ چونکہ بہت زیادہ دیانت دار امانت دار اور راست گفتاری میں مشہور و معروف تھے اس لئے آپ کو محمد امین کہتے تھے اور جب سن شریف آپ کا پچیس برس کا ہوا تو خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تم اس سال

Marfat.com

Marfat.com

اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور کہا کہ آپ نے آنے کی بشارت توریت وانجیل نے
دی ہے اور میرے غلام سے کہا اے میسرہ محمد نبی آخر الزمان کو یہودیوں سے بچاؤ اور ابوسفیان کو
تائید دی۔ ابوسفیان نے کہا وہ میرا چچیرا بھائی ہے ان کی نگہبانی اور خبرداری مجھ پر واجب ہے الغرض
جب وہ تجارت کے مختلف اقسام سے تجارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکر حاضر کئے اور پھر
جب وہ تجارت کے مال لے کر روانہ ہوئے اس کے بعد ان سوداگروں نے وہاں سے کوچ کیا آگے جا کر دو راہ پڑا
ایک راہ نہایت خوف کی تھی اور دوسری راہ بے خوف وخطر لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
قریب کی راہ اختیار کی اور اس راہ میں خوف تھا اور ابوسفیان نے دوسری راہ اختیار کی اور اس میں کوئی
خطرہ نہ تھا۔ یہ سنکر ابوسفیان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ کیا خدیجہ کا مال
سب برباد کرنے اور اس راہ سے اپنے کو بھی ہلاک کروگے۔ تم اس راہ میں مت جاؤ۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اخدائے حافظ وناصر ہے۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک منزل راہ طے کی جس مقام میں پانی نہ تھا وہاں منزل کی میسرہ نے حضرت سے عرض کی
کہ حضرت قافلہ ہمارا بغیر پانی کے ہلاک ہونے کو ہے۔ یہ آواز سن کر حضرت اپنے خیمے سے نکل کر
بہت متحیر ہوئے اور پھر ایک درخت سبز کے نیچے چلے گئے ہو کر اپنے پروردگار سے مناجات کی کہ یا اللہ
میں بندہ یتیم پر تو رحم وکرم فرما میری فریاد سن لے اور کسی نہ کسی صورت سے آب شیریں ہم کو عنایت فرما
چنانچہ اس کے بعد ایک آواز غیب سے آئی کہ میرے پیغمبر پچھ قدم آگے بڑھو اور آخر قدم پر ایک کنواں
ہوگا وہاں سے آپ کو آب شیریں ملے گا۔ یہ خبر سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر ایک
کنواں خدا کے فضل وکرم سے پانی صاف اور شیریں نکلا اور سب قافلہ نے آسودہ ہو کر پانی پیا۔
دوسرے دن پھر وہاں سے چل دیئے چلتے چلتے ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ کئی بیمار مجروح اونٹ بدن
میں تیر سے پڑے ہوئے ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فریاد کی۔ یارسول اللہ اللہ
تعالیٰ نے آپ کو ہماری عیادت کے لئے بھیجا ہے آپ ہم پر مہربانی کیجئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان کی فریاد سن کر اور اپنی یتیمی کو یاد کر کے بہت روئے اور اپنے اونٹ پر سے اتر کر ان اونٹوں
کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرا خدائے فضل سے وہ سارے اونٹ اچھے ہو گئے اور جوان کو بیماری تھی وہ جاتی
رہی۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا بعرصہ قلیل آپ شام جا پہنچے وہاں پہنچ کر آپ نے سارا مال
فروخت کر ڈالا اور اس مال میں منافع بھی بہت ہوا۔ اس کے بعد آپ نے پھر مال خریدا اور مکے کی
طرف مراجعت فرمائی اور تقریباً بیس دن کے بعد ابوسفیان ملک شام پہنچے اور ابوسفیان نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ چند روز یہاں اور ٹھہر جائیے کیونکہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں

Marfat.com

Marfat.com

تھی ان کی خدمت سے غافل نہ رہیں پس جو اسی طرح سے چند روز گزرے تو ایک دن خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے حضرت! آپ نے بیاہ کیا ہے یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر وہ بولیں اگر مجھ عاجزہ سے نکاح کریں اور اپنی خدمت میں لاویں تو میں اپنی باقی عمر آپ کی خدمت میں صرف کروں اور پھر سعادت دارین حاصل کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ کام بدون اجازت چچا ابوطالب کے ہم نہیں کر سکیں گے۔ اگر تم یہ چاہتی ہو تو اس بات کا پیغام بھیجو چچا ابوطالب کے پاس کرو اور مجھ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔ یہ بات سن کر خدیجہ نے بہت سے ہدایا اور تحائف ابوطالب کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی خواستگاری اپنے کام کی کی اور کئی دفعہ جا کر اچھی اچھی پوشاکیں فاخرہ اور اجناس لطیفہ ابوطالب کی بی بی کے پاس اس کام کے واسطے بھیجیں۔ اور ابوطالب نے خدیجہ کو جواب دیا۔ کہ نسب شریف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمہارے نسب سے بہت مناسب ہے یہ کام ضرور ہو سکے گا۔ خدیجہ نے جب یہ بات سنی تو ابوطالب کے پاس بہت سا مال و اسباب بطور ہدیہ کے بھیجا۔ آخر ابوطالب نے آنحضرت رسول کریم کو بلا کر خدیجہ کے ساتھ نکاح کا قرار دیا۔ تب حضرت نے فرمایا اول شرط یہ ہے کہ جتنا مال و دولت تمہارا ہے وہ خدا کی راہ پر مسکین محتاجوں کو دیدینا۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ جتنے غلام لونڈی باندی سب کو آزاد کر دینا اور تیسری شرط یہ ہے کہ میرا چچا بطریق فقیری اختیار کرنا۔ پس خدیجہ نے یہ شرطیں منظور کیں۔ جتنا مال و اسباب و دولت تھی سب خدا کی راہ پر تقسیم کر دیا۔ اور تھوڑا مال ابوطالب کو بھی دیا۔ اور غلام و لونڈی باندی سب کو آزاد کر دیا۔ اور فقیری اختیار کر لی۔ اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ خدیجہ نے دو آدمی قریش سے بلا کر بھیجے تھے۔ ان کو بلا کر گواہ کیا اور انہیں کے سامنے مال و اسباب، نقود و ظروف باقی جتنا تھا سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور اپنا مالک و مختار کیا اور پھر کہنے لگیں کہ میں نے ان چیزوں پر جو دعویٰ تھا تم لوگ اس بات کے گواہ رہو۔ آپ چاہیں تو اپنے واسطے رکھیں یا پھر اللہ کی راہ میں دے ڈالیں۔ اس کا کچھ دعویٰ مجھ کو نہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوطالب خدیجہ کے کہنے سے ورقہ بن نوفل جو خدیجہ کا چچیرا بھائی تھا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اس کے پاس گئے اور وہ اس وقت چند آدمیوں کیساتھ بیٹھا تھا۔ اس پر السلام علیک کیا سب نے جواب دیا اور ابوطالب نے بٹھایا۔ ورقہ بن نوفل رسول خدا کو دیکھ کر اس وقت بولا اے محمد امین! میں تم سب سے بہت زیادہ خوش ہوں اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت مطلوب ہو تو آپ ضرور فرمائیں۔ یہ سن کر ابوطالب نے کہا کہ میں اس وقت اس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم بہن خدیجہ سے ساتھ میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیاہ دو۔ اس نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اے

Marfat.com

قریشیو! تم لوگ سب کے سب اس بات پر گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ کو حضرت محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیاہ دیا اور پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ خبر میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مثقال زر مہر عوض میں دے کر خدیجہ کو اپنے نکاح میں لائے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس سال کی تھی اور خدیجہ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ پھر دوسرے دن ورقہ بن نوفل فجر کے وقت نیند سے جاگے تو حضرت خدیجہ سے [illegible] پوچھا خدیجہ نے کہا اے بھائی اگر مجھ سے آپ پوچھیں تو ان سے بہتر نیک بخت سوا [illegible] تعریف میں کوئی نہیں اور ہم کو صدق سے [illegible] ورقہ بن نوفل نے کہا کہ [illegible] محمد تم سے [illegible] ہیں [illegible] پھر ورقہ بن نوفل [illegible] ہیں ہاں ہیں [illegible] ہیں ہاں ہیں [illegible] ہیں [illegible] خدیجہ [illegible]

Marfat.com

اس وقت سب قبیلوں میں تنازعہ تھا بنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی زہرہ اور بنی مخزوم ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ان میں سے ہم کو فضیلت زیادہ ہے ان لوگوں سے یہاں تک کہ سخن درازی ہوئی اور پھر ایک مدت تک لڑائی جاری رہا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر مارنے لگے۔ آخر میں بات اس پر ختم ہوئی کہ ایک روز لڑائی کا وعدہ دیا جائے کہ فلاں دن آپس میں لڑائی ہوگی لیکن دانشمندوں نے اس بات سے منع کیا کہ اس سے باز آؤ آپس میں لڑائی کرنا اچھی بات نہیں ہے اور ہم تمہیں اعلیٰ قسم کی تدبیر بتاتے ہیں جس سے تمہارا آپس کا جھگڑا مٹ جائے گا۔ اگر تم لوگوں نے مل کر اس پر عمل کیا اور وہ یہ ہے کہ اول جو شخص صبح کو حرم کے دروازے پر آئے تم اس کو منصف مقرر کردو جو وہ کہے وہ مانو اور پھر اسی پر عمل کرو۔ یہ بات جب سب نے سنی اور بہت غور و فکر کرنے کے بعد سب نے راضی ہو کر کہا کہ بہت اچھا وہ جو کہے گا ہم اس کو ضرور مانیں گے۔ چنانچہ صبح کو سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی حرم شریف میں حاضر ہوئے۔ پھر سب کہنے لگے آج صبح سے اول محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہم ان کو اپنا حاکم و منصف مقرر کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہمارے واسطے فرمائیں گے اس کو خوشی سے تسلیم کریں گے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکمت کی کہ ایک چادر زمین پر بچھا دی پھر حجر الاسود کو اس چادر پر رکھا اور چار قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو طلب کیا۔ اور ان سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک ایک کونہ پکڑ کر کعبہ کی دیوار کے پاس لے جاؤ۔ اسی طرح سے چاروں قبیلے اس پتھر کے اٹھانے میں مساوی ہوں گے۔ پھر سب نے اسی طرح سے چادر پکڑ کر حجر الاسود کو اٹھا کر اس جگہ کے پاس کہ جہاں اب ہے لے گئے اور کہنے لگے کہ ایک متبرک بزرگ چاہئے کہ وہ حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر دیوار کعبہ پر رکھ دے اور چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی تھے کہنے لگے کہ اگر کوئی حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر کعبہ پر رکھے۔ تو اس وقت محمد ابن عبداللہ سب سے بہتر اور افضل ہیں۔ تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چار قبیلوں نے کہا کہ آپ خود ہی اس حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کر دیجئے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر الاسود کو اکیلے ہی اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب کر دیا۔ جہاں اب بھی اسی جگہ پر نصب ہے جب خانہ کعبہ کی دیواروں کی تعمیر سے فراغت ہوئی اور چھت اور دروازے باقی رہے اس واسطے کہ مکہ میں لکڑی میسر نہ تھی اور اس وقت کوئی نجار بھی نہ تھا۔ ان ایام میں حبشی بادشاہ حبش نے ارادہ کیا کہ ایک معبد خانہ بنا کر عبادت کرے۔ تب لکڑی اور ہتھیار اور نجار استاد اور کاریگر کشتی سے ملک شام میں بھیجے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ دریا میں کشتی آتے وقت راہ میں ڈوب گئی۔ اور آدمی جتنے کشتی پر تھے کوئی لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور بہتے بہتے موج دریا نے ان سب کو لکڑی سمیت کنارے لگا دیا۔ قوم قریش نے جب یہ سنا تو انہوں نے فوراً ہی ابوطالب کو لکڑی

Marfat.com

خریدنے کو بھیجا۔ جب لوگ اب گئے تو مکڑی والوں نے ان سے کہا کہ جب تک تم اپنے بادشاہ سے
بات نہ کرو گے ہم مکڑی نہ دیں گے۔ تب تک ہم کو اختیار نہیں کہ ہم مکڑی وغیرہ دیں۔ پھر انہوں نے ایک نامہ
بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کا جواب بادشاہ نے یہ لکھا کہ ہاں خزانے میں جتنی تمہارے پاس ہے اس
کے عوض میں خرید کر لو۔ تب بادشاہ کا حکم پانے سے مکڑی دینے کی جہت ہو گئی۔ اور وہ لوگ مکڑی لے کر
اپنے اپنے خدا رست ہو گئے۔ (میں اس واقعہ کی پرانتخ کرتا ہوں)

بیان اسماء و خصائل حمیدہ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

روشن سے دیکھتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن مبارک سے آب شور شیریں ہو جاتا تھا اور اگر کوئی بخیل اس لعاب کو چاٹ لیتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی اور بغل مبارک میں آپ کے بال نہ تھے اور سایہ جسم مبارک کا زمین پر نہ پڑتا تھا اور آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسروں کی آواز سے دور جاتی تھی۔ اور آپ دور ہی سے بات سن لیتے تھے۔ اور جب سوتے آنکھ ظاہر میں آپ کی غنودہ اور چشم باطن کشودہ انتظار وحی کی رہتی تھی۔ اور آپ کے جسم مبارک سے بوئے مشک اور عنبر کی ظاہر ہوتی یہاں تک کہ اگر کوچہ و بازار میں تشریف لے جاتے تو لوگ معلوم کرتے تھے کہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پر تشریف لائے تھے۔ اور جب جائے ضرور کو جاتے تو نشان غائط و بول کوئی بھی نہ دیکھتا تھا۔ کیونکہ زمین کو حکم تھا کہ وہ فوراً اپنے اندر فرو کر لے اس واسطے نشان ان کا کسی کو نظر نہ آتا تھا اور بوئے خطرا اس سے نکلتی تھی۔ اور آنحضرت جب تولد ہوئے تو تمام نجاست سے آپ کا بدن بالکل پاک صاف تھا اور آپ قدرتی مختون پیدا ہوئے تھے اور گہوارے میں بات کرتے تھے۔ اور چاند کی طرف نظر کرتے تو چاند بھی متوجہ ہو کر آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا۔ اور ابر ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری کے سایہ دار ہوتا اور اگر کسی درخت کے قریب جاتے تو درخت خود ہی جھک کر سلام کرتا اور اپنا سایہ جہاں تک ممکن ہوتا کرتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر مکھی بھی نہ بیٹھتی تھی بوجہ ادب و تعظیم کے اور جب آپ دراز گوش، گھوڑے پر یا اونٹ پر سوار ہوتے تو وہ اس وقت بول و براز نہ کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں جب کہ ساری مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۔ ترجمہ کیا میں نہیں ہوں تمہارا پروردگار اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس پر آنحضرت نے کہا اور تمام مخلوق نے بھی کہا۔ قَالُوْا بَلٰی ۔ یعنی تو پروردگار میرا ہے۔ اور شب معراج میں براق پر سوار ہو کر آسمان پر جانا قاب قوسین کے نزدیک اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا یہ تمام خصوصیات کی اور کسی کو حاصل نہ ہوئیں۔ غصہ و خوشنودی آنحضرت کی مطابق احکام قرآن مجید کے تھی اور چہرہ مبارک آپ کا ہمیشہ بشاش و خرم رہتا تھا۔ اور جس امر میں رضائے الٰہی نہ ہوتی اس سے اجتناب برتتے تھے۔ اور شجاعت و سخاوت میں سب سے پہلے تھے۔ ایسا کہ کوئی سائل آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا اور اگر موجود نہ ہوتا تو قرض لے کر اس کا دل خوش کرتے اور بات جلدی نہ فرماتے تھے تامل اور غور فکر کے بعد بیان فرماتے تھے اور غریب یا جاہل مسائل دینی پوچھنے میں سخن درشت یا سخت بات سے پوچھتا یا الحاح و زاری کرتا تو سن کر دل میں صبر فرماتے تھے اور اس کو کسی طرح سے ناخوش نہ ہونے دیتے تھے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم تھا جو کوئی صحبت گرامی

Marfat.com

Marfat.com

عاشورہ و شعبان میں روزہ رکھتے تھے۔ اور حیا و شرم آپ میں بہت زیادہ تھی اور کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے مگر سوائے سچ اور راست کے نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک دن ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم کو کسی جانور پر سوار کروائیے۔ یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ ناقہ پر سوار کراؤں گا اس نے کہا یا حضرت بچہ ناقہ کیونکر ہم کو سواری دے گا آپ نے اس سے فرمایا کہ شتر کو بھی بچہ ناقہ کہتے ہیں۔ اور ایک دن ایک عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ یا حضرت میرا شوہر بیمار ہے اور وہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر ہے اور اس کی آنکھ میں سفیدی ہے اور سفیدی سے حضرت کی کنارہ چشم مراد تھی اس عورت نے جانا کہ سفیدی روشنی چشم کو دور کرتی ہے وہی ہوگی پھر اپنے گھر میں اپنے شوہر سے جا کر یہ بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی بیان کی اس نے یہ بات سن کر کہا کہ سفیدی تو ہمارے جہان کی آنکھ میں ہے اسی طرح ایک دن ایک بڑھیا نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی اے حضرت میرے حق میں دعائے خیر فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بہشت نصیب کرے آپ نے فرمایا کہ بڑھیا عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی۔ پس یہ بات سن کر حضرت کی بہت سی آبدیدہ ہو کر حضرت کے سامنے سے چلی آئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس بڑھیا سے کہو کہ کوئی شخص حالت پیری میں بہشت میں نہیں جائے گا بلکہ سب سب نوجوان ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات پیراہن سفید پہنتے تھے اور جمعہ کے دن چادر سرخ اور نماز میں ہر روز دستار سات ہاتھ باندھتے اور عیدین میں پندرہ ہاتھ کی دستار اپنے سر مبارک پر رکھتے اور حضرت نے فرمایا کہ ایک رکعت نماز با دستار ادا کرنا بہت فضیلت رکھتی ہے یعنی ستر رکعت پڑھنے کے برابر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور چادر سے نماز پڑھا کرتے تھے اور کسی وقت آپ نے ایک کپڑے سے بھی نماز ادا کی ہے اور ہر شب سرمہ داہنی آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں بھی تین بار لگاتے تھے اور کبھی حالت روزہ میں بھی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے اور تیل بھی سر میں ڈالا کرتے تھے اور داڑھی وغیرہ کنگھی سے صاف اور ٹھیک کیا کرتے تھے اور عطریات سے بہت خوش ہوتے تھے اور بدبو سے سخت نفرت تھی اور بہت ناخوش ہوتے تھے اور اکثر اوقات نعلین و موزے پہنتے تھے اور پہلے جو کام بھی کرتے داہنی طرف سے شروع کرتے تھے جیسے کہ وضو و مسواک اور دخول مسجد اور نعلین پہننا' بسم اللہ پڑھ کر داہنی طرف سے شروع کرتے انگوٹھی چاندی کی کبھی داہنے ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ میں چھوٹی انگلی میں پہنتے تھے اور انگوٹھی کے نگینے پر ''محمد رسول اللہ'' یہ تین لفظ لکھے ہوئے تھے اور جہاد میں اکثر اوقات زرہ پہنتے تھے اور شمشیر اپنے

Marfat.com

بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کا نام بنت عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا۔ انہوں نے ۵۹ھ میں وفات پائی اور آپ کی ساتویں بیوی زینب بنت جحش سے آپ نے نکاح کیا اور وہ بھی آنحضور کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ یعنی وہ امیمہ کی بیٹی تھیں اور امیمہ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور زینب بن جحش کا پہلے نکاح زید ابن حارث سے ہوا اور بعد طلاق کے جو زید بن حارث نے دے دی تھے اس کے بعد وہ آنحضرت کے نکاح میں آئیں۔ اور ۲۰ھ میں فوت ہوئیں اور آٹھویں بیوی ام حبیبہ بنت سفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح چار سو دینار کے عوض مہر میں اور نجاشی بادشاہ نے اپنی طرف سے مہر مرقومہ کو بطور ہدیے کے ادا کیا اور انہوں نے ۴۴ھ میں وفات پائی اور نویں بیوی حضرت جویریہ بنت حارث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ اور انہوں نے ۵۰ھ میں وفات پائیں۔ دسویں بیوی حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب سے آپ نے نکاح کیا۔ اور یہ حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں اور جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بعوض آزادی کے مہر مثل مقرر کر کے اپنے نکاح میں لائے اور انہوں نے ۵۲ھ میں وفات پائی۔ اور گیارہویں بیوی حضرت میمونہ بنت حارث عامریہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ اور یہ نکاح آنحضرت نے قریہ سرف میں کیا تھا۔ اور قریہ سرف ایک گاؤں کا نام ہے اور یہ گاؤں مکے کی نواحی بستیوں میں شمار ہوتا ہے اور انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پانچ جاریہ تھیں پہلی ماریہ قبطیہ بنت شمعون حاکم اسکندریہ نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا ان کے بطن سے ابراہیم ابن رسول اللہ پیدا ہوئے تھے۔ اور ماریہ قبطیہ ۱۶ھ میں فوت ہوئیں۔ دوسری ریحانہ بنت زید کہ وہ داخل جاریہ بنی نضیر یا بنی قریضہ کی تھیں اور وہ ۱۰ھ میں فوت ہوئیں اور تیسری ام ایمن اور چوتھی سلمہ، اور پانچویں برصوی تھیں اور یہ تمام حوالہ جات جامع التواریخ سے لکھے گئے ہیں اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر پانچ سو درم تھا مگر ام حبیبہ اور صفیہ کا مہر صرف چار سو درم اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثیبہ تھیں صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوشیزہ باکرہ تھیں اور سب ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقید حیات تھیں مگر خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھیں چنانچہ میں اس بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (رضی اللہ عنہن)

Marfat.com

بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بروایت جمہور مؤرخین حضرات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرزند تھے ایک کا نام قاسم اور دوسرے کا نام عبداللہ اور لقب ان دونوں کے طیب و طاہر ہیں اور چار بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں زینب، اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہن) اور یہ چھ اولاد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے ہیں اور کتاب روضۃ الاحباب میں یوں بھی لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی ایک بیٹے تھے جن کا نام ابراہیم تھا۔ ماریہ قبطیہ کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعد تولد سات مہینے کے وفات ہو گئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کا تعرف دو مہینے سے بعد تک بقید حیات ہوئے۔ اور قاسم و عبداللہ قبل زمانہ اسلام کے فوت ہوئے۔ فرض جمیع اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تک گزری۔ مگر حضرت فاطمۃ الزہرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص ابن ربیع سے ہوا تھا۔ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کا بیٹا تھا اور حضرت رقیہ کا نکاح عتبہ ابن ابی لہب سے یا عتیبہ سے ہوا تھا۔ کسی وقت رقیہ و طلاق دے دی اور اس سے بعد حضرت عثمان سے ہوا اور حضرت ام کلثوم کا نکاح عتیبہ ابن ابی لہب سے ہوا تھا۔ اس نے مرنے سے بعد حضرت عثمان سے حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس واسطے حضرت عثمان ذوالنورین ہے یا دو نور صاحبزادیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فوت ہوئیں ایسے [illegible] سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کا نکاح [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا اور [illegible] سے چھ مہینے پیچھے فوت ہوئیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تین مرتبہ اور وحی الی آنحضرت

علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس

ایک روایت میں ہے جب وقت بعثت کا [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین مرتبہ چاک کیا یا [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک [illegible] کا اختلاف [illegible]

Marfat.com

اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور وہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غار سے نکل کر باہر تشریف لائے اور ستاروں کی طرف دیکھنے کو کھڑے ہوئے تھے تاکہ اندازہ کیا جا سکے کہ ابھی کتنی رات اور باقی ہے۔ بس یکا یک ایک آواز آئی السلام وعلیکم آپ نے فوراً سلام کا جواب دیا اور میں نے اس وقت گمان کیا کہ شائد جنوں کا اس مقام سے گزر ہوا ہے چنانچہ آپ کچھ خوفزدہ ہو گئے پھر آپ اسی غار حرا میں تشریف لے گئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ میں جب غار سے باہر گیا تو غیب سے آواز آئی اس آواز میں السلام علیکم کہا گیا اور میں نے بھی فوراً جواب میں وعلیکم السلام کہا اور پھر میں خوفزدہ ہو کر اپنی غار میں چلا آیا۔ آخر یہ کیا بات معلوم ہوتی ہے یہ سن کر خدیجۃ الکبریٰ بولیں کہ یہ تو بڑی خوش خبری ہے کیونکہ السلام علیکم تو نشانی امن وامان اور دوستی کی ہے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجئے پھر کچھ دنوں کے بعد ایک مرتبہ اس غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تخت پر مانند آفتاب کے بیٹھے ہیں ایک پاؤں کا مشرق میں اور دوسرا پاؤں مغرب میں پہنچا ہوا ہے پھر میں یہ حال دیکھ کر ڈرتا ہوا اپنے غار کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے مہلت نہ دی اور جلدی سے آ کر درمیان میرے اور درمیان اس غار کے حائل ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کو دیکھنے اور ان کا کلام سننے سے مجھ کو محبت اور دوستی پیدا ہوئی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ وعدہ مقرر کر گئے کہ فلانے وقت میں تم کو چاہئے کہ تنہا حاضر ہو پھر میں اس وقت تنہا حاضر ہو کر کھڑا رہا۔ جب کچھ دیر ہوئی تب میں نے چاہا کہ اپنے گھر کو جاؤں اچانک دیکھتا ہوں کہ اسی وقت حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام دونوں فرشتے آسمان کے درمیان سے زمین پر تمام عظمت اور بزرگی کے ساتھ آئے اور پھر میرے تئیں زمین پر لٹا دیا اور پھر میرا سینہ چاک کیا اور انہوں نے میرا دل آب زمزم سے طشت زرّیں میں دھو کر کوئی چیز اس سے نکالی۔ مجھ کو مطلق کچھ معلوم نہ ہوا پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ کر سینے کو درست کیا اور پھر میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر الٹا کر دیا جس طرح برتن سے کوئی چیز گرانے کو الٹتے ہیں۔ اس کے بعد میری پشت پر ایک مہر بھی لگا دی یہاں تک کہ اثر اس ضرب مہر کا مجھ کو پہنچا۔ اور جب عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس اور ایک دن کی ہوئی تب آپ کو نبوت کا اعلان کرنے کا حکم کیا گیا اور نزول وحی کا سلسلہ قائم ہوا اور سب سے پہلے وحی کا نزول اسی غار حرا میں ہوا اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ اس غار حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے پھر ایک مہینہ عبادت کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں تشریف لے آتے اور سات مرتبہ طواف بیت اللہ کا کر کے مکان میں تشریف لاتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں

Marfat.com

Marfat.com

نگاہ کرنے لگے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص نورانی چہرہ مانند آفتاب کے روشن اور نور کا تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے اور لباس سبز پہنے ہوئے شکل آدمی کی سی جب وہ نزدیک آنحضرت کے پہنچے اور کہا پڑھ اور بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا حریر سبز کا تھا کہ اس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا اور پھر کہا کہ پڑھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حرف کی صورت کو نہیں پہچانتا ہوں اور میں پڑھنے والا نہیں ہو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا پڑھ اور پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ دبانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ بدن مبارک میں آ گیا اور اسی طرح تین مرتبہ کیا اور پھر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ پانچ آیتوں تک۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ بعد تعلیم ان آیتوں کے جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا اور آنحضرت کو طریقہ طہارت و وضو اور استنجا کا دکھایا اور دو رکعت نماز کی تعظیم و تلقین کی اور سورہ فاتحہ سنائی کہ ہر نماز کی رکعت میں اس کو پڑھا کرو۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترساں ولرزاں اپنے گھر پر آئے اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ جلدی میرے بدن پر کمبل ڈال دو تا کہ میرے بدن سے لرزہ دفع ہو۔ پھر جب لرزہ جاتا رہا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کیفیت دریافت کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ماجرا ان کے آگے بیان کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ہرگز خوف نہ کیجئے اس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے صفات رحمت کی آپ پر ظاہر کی ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ مسافروں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کے کام میں یاری اور ضعیفوں پر رحم اور اپنے اقربا پر احسان کرتے ہیں اور راست گفتار اور امانت دار ہیں اور جب کوئی اس مرتبہ میں خلق اللہ پر رحم کرے وہ مستحق رحمت الٰہی کا ہوتا ہے اور ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبریٰ کے گھر بیٹھے تھے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ دیکھو جو شخص اس دن ہمارے پاس آئے تھے وہ یہ ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل میں آ بیٹھیں اور کہا کہ آپ کو ان کی صورت معلوم ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب تک موجود ہیں ان کو میں دیکھتا ہوں۔ تب حضرت خدیجہ نے سر اپنا برہنہ کیا اور حضرت سے کہا کہ اب بھی آپ دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ تب خدیجۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ ہے آپ کو خوشخبری دینے آیا ہے اگر وہ جن ہوتا تو سر برہنہ سے شرم نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا۔ پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو کہ دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رکھتا تھا اور

Marfat.com

Marfat.com

عبادت کرتے ہیں۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم خدائے عزوجل کی عبادت کرتے ہیں علی ابن ابی طالب نے کہا تمہارا کونسا خدا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے کہ جس کے دست قدرت میں تمام زمین آسمان اور سارا جہان ہے۔ اور اس نے مجھ کو خلائق پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تا کہ میں لوگوں کو ایمان باللہ کی طرف بلاؤں اور نیک کاموں کی ہدایت کروں اور میں تم کو بھی کہتا ہوں کہ تم بھی اسی راہ خدا پر آؤ اور اپنے باپ دادا کی رسم کو چھوڑ دو یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں بے اجازت اپنے باپ کے کوئی بھی کام نہیں کرتا ہوں اس بارے میں میں اپنے باپ سے پوچھوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا کہ خبردار یہ بات سوا چچا ابو طالب کے اور کوئی نہ سننے پاوے۔ تب علی ابن ابی طالب حضرت خدیجہ کے گھر سے نکل آئے اور اپنے دل میں سوچا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایمان بخشے اور راہ نجات کی دیوے وہ کیوں دین اسلام سے پھرے اور کیوں اپنے باپ سے اس بارے میں صلاح پوچھے پس یہ سمجھ کر وہیں سے پھرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فوراً ہی آپ پر ایمان لے آئے اور پھر نماز بھی ادا کی۔ اس طرح حضرت خدیجہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دین اسلام سے مشرف ہوئے اور ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ آپ تمام رات آرام نہیں فرماتے تھے اور دل میں یہ خیال فرماتے رہتے تھے کہ کہیں یہ راز کسی اور پر ظاہر نہ ہو جائے۔ ایک دن آپ کے خیال مبارک میں آیا کہ ابو بکر مرد بزرگ اور عقلمند ہیں اور مجھ سے کافی دوستی بھی رکھتے ہیں ان سے جا کر یہ راز کی بات کہوں اور پھر ان سے صلاح کروں دیکھوں وہ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد ان کے پاس جانے کا مقصد مصمم کیا۔ ادھر حسن اتفاق سے ابو بکر صدیق بھی مرضی الٰہی سے اسی شب اس میں متردد ہو رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم لوگ یا ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں ہم اس میں کچھ فائدہ متصور نہیں کرتے کیونکہ بتوں سے نہ کچھ خیر ہے اور نہ کچھ شر، یہ تو محض فضول اور لایعنی شے ہے کاش اگر کوئی ہوتا اور راہ ہدایت کی بتاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا اور میں اس وقت اس فکر سے بچتا اور دل میں یہ خیال بھی آیا کہ محمد امین برادرزادہ ابو طالب ہیں وہ مرد عاقل و دانا ہیں اور ہماری ان سے جانی محبت و الفت ہے اور وہ بت پرستی بھی نہیں کرتے ہیں صبح ان کے پاس جانا چاہئے ممکن ہے کہ وہ ہم کو راہ حق بتا دیں ادھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے پاس آنے کا قصد کیا تھا کہ ابو بکر کے پاس جاویں اور اپنا راز بیان کریں۔ اتفاقاً راہ میں دونوں حضرات کی اچانک ملاقات ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا کہ آپ سے کچھ مشورہ کروں اور ابو بکر صدیق نے بھی عرض کیا کہ یا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں

Marfat.com

Marfat.com

برہم ہوئے اور اس کی پاداش میں بہت ظلم کئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی بھی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو بہت ستایا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دی یہاں تک کہ اہل بیت کو مع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان شعب ابی طالب کے محصور کیا اور اس محاصرہ میں تقریباً تین برس رہے پھر محاصرہ سے باہر تشریف لائے اور ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں مشغول تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کپڑا ڈالا اور دونوں کنارے اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے کھینچنے لگا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر چھڑایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ابوجہل لعین نے آکر مٹی کی ٹوکری سر مبارک پر ڈال دی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کسی دن جنگ احد سے زیادہ تکلیف ہوئی ہے جس روز آپ کے دشمنوں نے آپ کے دندان مبارک شہید کئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن میں کافروں کی جماعت کو ہدایت کرتا تھا اور انہوں نے میری تصدیق نہ کی اور مجھ کو کئی قسم کی ایذا دی اور مجھ پر ظلم کیا یہاں تک کہ پاؤں کے تلوے میرے خون سے تر ہو گئے اس حالت میں میں نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی چنانچہ دربار الٰہی سے ایک فرشتہ جو پہاڑوں پر موکل ہے اس نے آکر مجھ کو سلام کیا کہ آپ کی آزردگی موجب ملال ہے تمام فرشتوں نے لئے اگر آپ مجھ کو حکم فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کو بحکم الٰہی جو کہ مکے کے گرد میں واقع ہیں ملا دوں اور تمام زمین مکے کی اٹھا کر الٹ پلٹ کر دوں کہ اس کی پہچان بھی نہ ہو سکے آپ کا جو حکم ہو میں بجا لاؤں۔ تب میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے نہ کہ کسی قوم کے ہلاک کرنے کے واسطے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (۲۱-۱۰۷) ترجمہ: نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمد! مگر واسطے رحمت عالمین کے ایک روایت میں کہ جب ترقی اسلام کی مکے کے کافروں نے دیکھی عتبہ بن ربیعہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ عتبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی کہ اے میرے بھتیجے محمد ابن عبداللہ تم حسب نسب میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہو پھر بھی تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے کہ اس سے اپنے ماں باپ کا نفرا لازم آتا ہے اور آباؤ اجداد پر طعنہ ہوتا ہے اور پھر لوگ کہتے ہیں کہ ایک کاہن قریش میں ظاہر ہوا ہے اور ہم کو ہر طرح سے طعن کرتے ہیں۔ اگر بسبب شہوت کے آپ یہ باتیں کرتے ہیں تو جس عورت کی قریش میں سے خواہش ہو اس کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں۔ اور اگر آپ کو مال حاصل کرنے کی تمنا ہے تو مال دوں گا کہ آپ بہت اتنے تونگر ہو جائیں گے اور آپ کو حاجت مال کی نہ ہو

Marfat.com

Marfat.com

گئے اور پھر بنی تمیم ان کو وہاں سے اٹھا کر گھر میں لائے اور ساری رات بے قرار رہے۔ جب تھوڑا سا ہوش آیا پھر رسول خدا کے پاس تشریف لائے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ ابوبکر تم نے بہت تکلیف و رنج محبت میں اٹھایا۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! جو رضائے خدا اور رسول مقبول مجھ پر گزرے میں اس سے ناراض نہیں ہوں بلکہ بخوشی راضی و صابر ہوں اور راحت طلبی کی تمنا بہ وقت دل میں موجزن ہے۔ مگر ہاں عتبہ سے مجھ کو درد و رنج بہت پہنچا کیونکہ ضرب شدید کی وجہ سے میرے تمام اعضاء جسم میں درد پیدا ہو گیا ہے جس کو دیکھ کر دین کے دشمن ہنستے ہیں۔ یہ سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام اعضاء بدن پر پھیرا۔ اسی وقت درد اور صدمے سے صحت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پانچویں برس عمر فاروق ابن خطاب ایمان لائے اور ان کے سبب اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوت اور شجاعت میں اور جوانمردی اور حشمت میں عرب کے درمیان مشہور و معروف تھے اور تمام عرب ان سے ڈرتے تھے جب حضرت امیر حمزہ ایمان لائے تب ابوجہل نے ولید بن مغیرہ اور ابوسفیان اور ابولہب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باپ وغیرہ سرداران قریش کو بلا کر کہا کہ اے قریش کے سردارو! امیر حمزہ تو محمد ابن عبداللہ پر ایمان لا کر گیا کیا بیہودہ اور خرافات باتیں کرتا ہے ایسی کبھی کسی نے نہیں کیں اور نہ کسی سے ایسی باتیں کی۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا کہ اے ابوالحکم میری بات سنو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قسم ہے مجھ کو لات و عزیٰ کی کہ جو کوئی محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹ کر لائے گا میں اس کو ایک شتر کا بوجھ سونے اور چاندی اور دس غلام اور لونڈی دوں گا۔ عمر ابن الخطاب نے کہا کہ یہ کام تو میرا ہے ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ دیکھو محمد ابن عبداللہ کی تائید میں تمام بنی ہاشم ان کی تائید میں آویں گے تو ان کو بھی اسی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر تلوار لے کر چلے، اتفاقاً اثنائے راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ اے عمر کہاں جاتے ہو کہا کہ میں اس وقت محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹنے کو جاتا ہوں۔ یہ بات سن کر اس اعرابی نے کہا کہ اے عمر! حمزہ کے ہاتھ سے کیسے خلاصی پاؤ گے وہ تو محمد بن عبداللہ پر ایمان لائے ہیں۔ یہ بات سن کر عمر بولے اگر وہ محمد ابن عبداللہ کی تائید میں ہیں تو میں اس کا بھی سر کاٹوں گا۔ پھر اعرابی بولا اے عمر کیا تم اپنے گھر کی بھی خبر رکھتے ہو بولے نہیں۔ اس نے کہا کہ تیری بہن فاطمہ اپنے خاوند کے ساتھ محمد ابن عبداللہ پر ایمان لا چکی ہے۔ عمر نے کہا کہ ان کی اسلامیت کیونکر معلوم ہو گی اعرابی نے کہا اگر ان کو کھانے کے وقت اپنے یہاں بلاؤ گے تو وہ نہ آئیں گے اس طرح سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایمان لائے ہیں پس عمر یہ بات سن کر اپنی بہن کے گھر کی طرف چل دیئے راہ

Marfat.com

میں پھر ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ اے عمر تو کہاں جاتا ہے بولے محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹنے جا رہا ہوں اعرابی بولا بھلا ایک بات تو سن کہ جو تیرے سامنے بکری ہے تو اس کو پکڑ تب معلوم ہو گی تیری شجاعت۔ پس عمر اس بکری کے پیچھے اس قدر دوڑے کہ تمام بدن میں پسینہ آ گیا آخر عاجز ہو گئے۔ لیکن بکری نہ پکڑ سکے۔ اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوئے پھر اعرابی نے کہا اے عمر بکری کو تو پکڑ نہ سکا اور وہ محمد ابن عبداللہ تو شیر خدا ہے ان کو کیونکر پکڑے گا۔ پس عمر وہاں سے نجات پا کر غصہ ہو کر اپنی بہن کی طرف چلے اور وہاں جا کر یہ کہا کہ اے بہن مجھ کو بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو واسطے لاؤ۔ تب ان کی بہن نے جلدی سے کھانا تیار کر کے ان کو دیا اور عمر نے کھاتے وقت اپنی بہن کو اسی دستر خوان پر کھانا کھاتے دیکھا اس نے ان کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمر نے کہا کہ یہ مسلمان ہو چکی ہے پس اسی وقت ہاں اپنی بہن کے پکڑ لیا کہ اس نے تین سے بہ کروں۔ تب ان کے شوہر نے عمر سے کہا تو پھر پھر کیا کہ اس نے [illegible] کہ جب اس آیت پر پہنچیں لہ ما فی السموت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری (۲۰-۶) ترجمہ [illegible] ان سے [illegible]

Marfat.com

کی طرف روانہ ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر کہو کہ عمر تیری طرف آتا ہے تم اس سے مت ڈرنا بلکہ تم اس کو اسلام کی دعوت دینا جب وہ تمہارے پاس آوے تو تم نبوت کی قوت سے اس کا پنجہ سخت پکڑو جب تک وہ ایمان نہ لاوے اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انتالیس آدمی تھے عمر رضی اللہ عنہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے اور دستک دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ میں عمر بیٹا خطاب کا ہوں بمجرد استماع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر دروازہ کھول دیا۔ جب عمر نے اپنا پاؤں دروازے کے اندر رکھا تو حسب تعلیم جبرائیل علیہ السلام کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی قوت سے اس وقت عمر کا پنجہ پکڑ کر دبایا اور تکبیر پڑھ کر دعوت اسلام دی عمر اسی وقت ایمان لائے اور کہا یا رسول اللہ! لعنت خدا کی اس پر جو درپے ایذا آپ کے رہے پس رسول خدا نے کلمہ شہادت عمر کو تلقین کیا اور عمر دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اس وقت رب جلیل کی جناب سے حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (۸-۶۴) ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ نے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کفائت ہے تجھ کو اور ان لوگوں کو جتنے تجھ پر ایمان لائے ہیں کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی اور اس وقت نبی کریم نے فرمایا۔ اے عمر تو جس جگہ خواہش کرے گا غالب ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! دعوت اسلام سب کو دینا چاہئے اور اپنے اصحاب کو فرمائیے کہ وہ کوچہ و بازار میں جا کر دعوت اسلام لوگوں کو علی الاعلان دیں اور اگر کوئی شخص اس میں کوئی بات ناشائستہ کہے تو اس کو پکڑ لاویں اور میں خود بھی تمام قریشیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر سب کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع کر کے کہا اے معشر قریش اب میں اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور حلقہ محمدی میں پہنچ چکا ہوں۔ اب اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کھڑا ہوگا تو میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اے ابو جہل! دین محمدی حق ہے اور دین تم سب کا باطل پرستی بالکل جھوٹ ہے۔ یہ سن کر ابو جہل نے اور خطاب نے کہا کہ اے بیٹا کیا تو دیوانہ ہوا ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جادو نے تجھ پر اثر کیا ہے جو تو ہمارے معبودوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑ دو۔ خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور سچے مسلمان ہو جاؤ۔ خطاب نے ان باتوں سے طیش میں آ کر کہا اے عمر تو بیہودہ باتیں کرتا ہے اس کے سبب آج تیری شامت آئی ہے اور موت تیری قریب آ گئی ہے جو تو ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے وہیں شمشیر میان سے

Marfat.com

نکالی تو یہ دیکھ کر ابوجہل تو بھاگا اور خطاب بھی چھپتا تھا کہ بھاگے لیکن حضرت عمر نے وہیں کام اس کا ایک ہی وار میں تمام کر دیا یعنی آپ نے باپ کا سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمر کے رعب سے مکے کے گرد و نواح میں اور دیگر شہروں میں اور جملہ کفار میں زلزلہ آ گیا لیکن تمام مسلمان نہایت خوش و خرم رہے جس دن یہ واقعہ ہوا اس روز طائف اور مکے میں کوئی باقی نہ رہا کہ دعوت اسلام اس تک نہ پہنچی ہو۔ نماز اور اذان جا بجا آشکارا ہوئی جماعت باقاعدہ ہونے لگی اور ادھر حضرت عثمان بن عفان بھی ایمان لے آئے اور پورے طور پر اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد دس برس تک اپنی قوم کو دعوت اسلام دی۔ جب دیکھا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناامید ہو کر غیر قوموں کی ہدایت کی طرف مشغول ہوئے اور مکے سے طائف تشریف لے گئے وہاں جا کر راہ خدا کی ہدایت و تلقین کرنے لگے۔ وہاں کے سرداروں نے آپ کی تکذیب کی اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کی اور پتھر اپنے شہر سے بھی نکال دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے اور اثنائے راہ میں مقام نخلہ میں منزل کی۔ جب رات ہوئی تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز میں مشغول ہوئے اور قرآن مجید پڑھنے لگے۔ اس وقت جنوں کی ایک قوم نصیبین سے کہ وہ شہر موصل کے قریب ہے شیطان سے گمراہ ہو کر قبول دین سے پیچھے ہٹ رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ایمان کا پیغام سنا اس واسطے تھا کہ جب رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف لے گئے اس وقت سے جنوں کا آسمان پر جانا موقوف ہوا تھا۔ جب آسمان پر جانے کا قدیمی دستور تھا تو شیاطین آسمان پر جا کر فرشتوں سے باتیں سنتے تھے اور جو کچھ سنتے تھے اس میں سو جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہتے تھے۔ جب آسمان پر جانا موقوف ہوا تو کاہنوں کا قدیمی دستور بھی موقوف ہو گیا۔ پھر تمام جن تمام دنیا کی طرف سے مقام نخلہ میں پہنچے تو وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید سنا۔ سنتے ہی آسمان پر نہ جانے کا سبب سمجھ گئے یعنی قرآن کا معجزہ دیکھا اس سے بعد تمام قوم آپس میں کہنے لگی اے قوم ہم نے قرآن مجید پڑھا ایمان لائے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنی قوم میں جا کر اس کی خبر دو تب انہوں نے اپنی قوم میں جا کر اس کی خبر دی تب جنوں سے وہ جن جن کا نام لیا ہے وہ جوان سے سردار تھے اور مزید برآں جنات ان سے ہم اور شیاطین سے اور شیطان سے وہ جن تھا جو ابلیس کا بیٹا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی قرآن مجید بھی نہیں اور قرآن مجید بھی نہیں اور

Marfat.com

نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کی، کہ جنات آپ کو دیکھنے کے لئے اور کلام الٰہی سننے کے لئے سب منتظر فرمان واجب الاذعان ہیں جس وقت اور جس مکان میں حکم ہو وہ سب اس جگہ حاضر ہوں۔ تب جنات سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہر کے باہر شب کے وقت شعب الحجون کی نواح میں جو کہ متصل مکہ معظمہ کے ہے جمع ہوں تا کہ اہل شہر کو ڈر اور ہیبت نہ ہو۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء کے عبداللہ بن مسعود کو ہمراہ لے کر وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ جنات نے مارے اشتیاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے لئے بہت بڑا ہجوم کیا ہوا ہے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو باہر شعب الحجون کے کھڑا کیا اور ایک دائرہ چہار طرف عبداللہ ابن مسعود کے کھینچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار تم اس دائرے سے باہر مت جانا ممکن ہے کہ جنات تم کو تکلیف دیویں۔ پس عبداللہ ابن مسعود اس دائرے کے اندر رہے اور دیکھتے تھے کہ تمام جنات کی شکل مثل وحوش کے مختلف ہے ان میں سے کسی کی شکل مثل گدھ کے ہے اور کسی کی گروہ جٹ کے جو متصل بصرہ کے ہیں۔ اور کسی کا سر اور پاؤں ننگا اور ستر عورت کا ایک کپڑا سے چھپا ہوا ہے اور کسی کے بدن کا سیاہ رنگ ہے اور بعض ان کے دوسری شکل وصورت پر ہیں وہ سب کے سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر صبح تک حاضر رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات ان کی تعلیم وتلقین روزہ نماز طہارت وغیرہ احکام میں مشغول رہے اور پھر جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سب کو بطور تبرک کچھ توشہ عنایت فرمائیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توشہ تو ہم نے تم کو ایسا دیا نسل بعد نسل کے ہمیشہ کام آوے گا انہوں نے کہا کہ اے حضرت! وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ جس جگہ ہڈی یا مینگنی اونٹ یا بکری کی یا گوبر گائے بھینس کا گری ہوئی پاؤ وہی تمہارا توشہ ہے اور اب جو چیز تم سب کھاتے ہو اس سے بہتر شیرینی اور لذت اس میں ملے گی اور یہ لذت میری دعا سے پیدا ہوئی ہے اور بعض روایت میں کوئلہ بھی آیا ہے۔ پھر جنات نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! تمام آدمی تو ان پر نجاست گراتے ہیں اور ان کو خراب کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لوگوں کو منع کروں گا کہ وہ ان پر نجاست نہ ڈالیں۔ اور خراب نہ کریں، اسی وجہ سے استنجا کرنا ہڈی اور سخت گوبر سے اور مینگنی سے اور کوئلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اسی ایام میں جنوں نے ایک دوسرے کا خون کر ڈالا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق حکم الٰہی کے انصاف کیا اور اس میں سب راضی ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے۔ پھر اسی طرح دوسرے مرتبہ جنات کوہ حرا میں جمع ہوئے سب جزائر میں سے آئے تھے۔ اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما ہوئے اور تمام رات

Marfat.com

وہاں رہے۔ صبح کے وقت صحابہ نے آگ کی نشانی اور دوسری اسباب جو جن چھوڑ گئے تھے وہ سب پائے اور یہ تمام واقعات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ بس میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان معراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

[illegible]

Marfat.com

میں میں نے ذرا تامل کیا۔ بس اسی وقت حکم الٰہی پہنچا۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! میرے حبیب سے پوچھو کہ توقف کرنے کا کیا سبب ہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! آج مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا اور میری سواری کو براق بھیجا لیکن میں اس اندیشے میں ہوں کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے گناہوں کے بوجھ گردن پر رکھے ہوئے قبروں سے باہر نکلیں گے اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کے دن آگے رکھی ہے۔ اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط کی دوزخ پر رکھی ہے تو کیونکر طے کر کے منزل مقصود تک پہنچیں گے۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے حبیب میرے کچھ غم نہ کیجئے۔ جس طرح آج میں نے تمہارے لئے براق بھیجا ہے اسی طرح تمہاری امت کے واسطے ہر ایک قبر پر براق بھیجوں گا اور سب کو براق پر سوار کرا کر پل صراط سے پار اتاروں گا اور میں اپنی شان کے مطابق تیس ہزار برس کی راہ ایک پل میں طے کروا کر منزل مقصود پر پہنچاؤں گا۔ جب یہ حکم ہوا تب پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو براق کودنے پھاندنے لگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا کہ اے براق تو نہیں جانتا ہے کہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں۔ یہ سن کر براق نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے بہت براق اور بھی میرے سوا پیدا کئے ہیں۔ اور وہ سب داغ محمدی رکھتے ہیں۔ اب عرض میری یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ہی پشت پر سوار ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن سب براقوں پر مجھ کو فخر حاصل ہووے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا۔ تب براق نے فخر سے اپنی پیٹھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور داہنے بائیں جبرائیل و میکائیل علیہما السلام مع ستر ہزار فرشتوں کے رکاب میں حاضر تھے مکہ معظمہ اور آب زمزم اور مقام ابراہیم کے پاس جا کر ایک ہی **لحظے** میں بیت المقدس میں پہنچے فرماتے ہیں کہ اثناء راہ میں ایک آواز داہنی طرف سے اور ایک آواز بائیں طرف سے سنی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کھڑے رہو۔ تم سے کچھ سوال کروں گا۔ میں نے اس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور وہاں سے آگے بڑھا پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنے تئیں زیورات اور لباس سے آراستہ کر کے خوبصورت بن کر میرے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری طرف دیکھ سو میں نے اس کی طرف نہیں دیکھا اور آگے بڑھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا وہ داہنی اور بائیں طرف کیسی آواز آئی تھی اور بڑھیا سنگار کئے کون کھڑی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آواز داہنی طرف یہودیوں کی تھی اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی یہودی ہو جاتی اور جو آواز کہ بائیں طرف سے آتی تھی وہ نصرانیوں کی تھی اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی نصرانی ہو جاتی اور وہ بڑھیا

Marfat.com

Marfat.com

آئے اور کہا مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک مرغ سفید عظیم الشان ہے جسم اس کا سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک پاؤں اس کا عرش تک اور دوسرا پاؤں تحت الثریٰ تک ہے اور ایک بازو اس کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور پر اس کے نور سے بنے تھے اور غذا اس کی حمد و ثناء ہے جبرائیل علیہ السلام سے میں نے پوچھا یہ کون مرغ ہے کہا کہ یہ مرغ نہیں ہے ایک فرشتہ ہے بصورت مرغ کے جب رات ہوتی ہے تب اس وقت یہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے اور تسبیح اس کی سبحان الملک القدوس الکبیر المتعال لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ اور اس کی تسبیح کی آواز سے دنیا کے مرغ بیدار ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنے اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں اور آواز دیتے ہیں۔ پھر وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ آدھا جسم اس کا آگ کا اور آدھا جسم برف کا ہے نہ آگ برف کو جلاوے نہ برف آگ کو بجھاوے اور وہ تسبیح پڑھتا ہے اور داہنے اور بائیں اس کے بہت فرشتے کھڑے ہیں میں نے پوچھا کہ جبرائیل علیہ السلام یہ کون فرشتہ ہے وہ بولے کہ یہ مہتر رعد ہے اور یہ دنیا میں پانی اور برف برساتا ہے۔ بس یہی کام اس کا ہے پھر وہاں سے گزر کر لب دریا گیا اور وہاں سے آگے بڑھ کر دیکھا کہ کچھ لوگ زراعت کرتے ہیں وہ اسی وقت بوتے ہیں اور اسی وقت وہ زراعت تیار ہوتی ہے۔ اور اسی وقت وہ کاٹتے ہیں اور ایک ایک دانے کے بدلے سات سات سو دانے اٹھاتے ہیں پھر جبرائیل علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوشش و محنت خدا کی کی ہے اور لوگوں کی خدمت محض خدا کے واسطے کرتے تھے اور محتاج لوگوں کی حاجت برلاتے تھے دل اور زبان سے ہاتھ اور مال سے خدمت کرتے تھے اس واسطے خدا تعالیٰ نے ان کو روزی میں برکت دی ہے اس کے بعد دیکھا کہ چند فرشتے آدمیوں کا سر پتھر سے کوٹتے ہیں اور پھر وہ درست ہو جاتا ہے پھر کوٹتے ہیں دم بہ دم اسی طرح ہوتا ہے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ تارک جماعت' پنج گانہ نماز ادا کرنے میں سستی کرتے تھے اور نمازوں کو وقت پر نہیں ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ کو دیکھا کہ فرشتے سب مانند چارپایوں کے ان کو ہانکتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اور نہایت شدید پیاس اور بھوک میں ان کو کانٹے ضریع کے کھلاتے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان سبھوں نے زکوٰۃ کا مال اور صدقہ فطر اور قربانی ادا نہیں کی تھی اور حق دار فقیر محتاج کو نہیں دیا تھا، اور نہ اس پر رحم کیا پھر کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ مرد اور عورتیں ہیں کہ ان کے آگے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں اور دوسری طرف گوشت مردار نجس کھاتے ہیں اور نعمت پاکیزہ کی طرف نہیں دیکھتے تھے میں انہیں دیکھ کر بڑا ہی متحیر ہوا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون

Marfat.com

Marfat.com

دیکھا کہ وہ الٹے ہوا میں لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے بدشکل آگ کے گرزوں سے ان کو مارتے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حال منافقوں کا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک فرقہ کو دیکھا کہ وہ آگ کے جنگل میں قید ہے اور آگ ان کو سختی سے جلاتی ہے اور تمام بدن میں زخم مانند جذام کے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی ہے اور کھانے پینے اور رہنے کے مکان کے واسطے ان کو تکلیف دی اور اپنے ماں باپ سے بے ادبی کرتے تھے ناشائستہ گفتگو کرتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر ایک میدان بہت بڑا دیکھا کہ اس سے مشک وعنبر کی خوشبو اور اس کے ساتھ ایک آواز بھی آتی تھی اس مضمون کی۔ یاالٰہی جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے پورا کر میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ خوشبو اور آواز کہاں سے آتی ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے نعمتیں اور میوے رنگ برنگ اور مکان سونے چاندی اور یاقوت اور مروارید وغیرہ سے اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھے ہیں اور اس کی آواز کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاوے گا۔ اور بحکم قرآن وحدیث کے چلے گا اور شرک اور بدعت سے دور رہے گا تو میں اس شخص کو تجھ میں داخل کروں گا اور بہشت کہتی ہے کہ یاالٰہی میں راضی ہوں۔ اس کے بعد پھر ایک میدان میں گھسے اس میں سے بدبو اور آواز گریہ کی آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ بدبو دوزخ کی ہے اور وہ زنجیر آواز طوق اور سانپ اور بچھو وغیرہ کی ہے اور دوزخ فریاد کرتی ہے۔ یاالٰہی وعدہ میرا پورا کر۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی شخص شرک اور کفر اور بدعت کرے گا اور صحیح طور پر میری پرستش نہ کرے گا اور میرے رسول کی تکذیب کرے گا اس کو میں تیرے حوالے کر دوں گا اور دوزخ کہتی ہے کہ یاالٰہی میں راضی ہوں۔ پھر وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے پر گئے اور دروازے پر جبرائیل علیہ السلام نے دستک دی۔ ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو کہا کہ میں جبرائیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی وقت فرشتوں نے دروازہ کھولا اور نہایت تعظیم وتکریم سے لے گئے ان فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے آ کر السلام علیکم کہا اور پھر مجھ سے آ کر معانقہ کیا اور پھر سب کے سب کہنے لگے کہ مرحبا یارسول اللہ! آپ کی تشریف آوری سے آسمان روشن ہو گیا پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہاں حضرت یحییٰ پیغمبر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام روح اللہ نے آ کر باتعظیم و تکریم السلام علیکم کہا اور پھر کہنے لگے مرحبا یا اخی الصالح و نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ مہیب شکل ہے اور اس کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ

Marfat.com

Marfat.com

ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سامنے کا منہ جو نور سے ہے اس سے مومنوں کی روح قبض کرتا ہوں اور داہنی طرف کا منہ جو غصہ ہے اس سے جان گنہگاروں کی قبض کرتا ہوں اور بائیں طرف کا منہ جو قہر ہے اس سے منافقوں کی روح قبض کرتا ہوں۔ اور پیچھے کا منہ جو دوزخ کی آگ سے ہے اس سے جان مشرکوں اور کافروں کی قبض کرتا ہوں۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اس دن سے فرمان حق تعالیٰ کا مجھ پر یوں ہوا کہ جان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانی سے نکالو جیسے بچہ سوئی ہوئی ماں سے دودھ پستان کھینچ کر پیتا ہے اور اس سے ماں کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ میں یہ سن کر سجدہ شکر بجا لایا۔ پھر پوچھا اے عزرائیل علیہ السلام کبھی تم کو اس کرسی سے اٹھنے کی نوبت پہنچی یا نہیں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اٹھنے کی نوبت پہنچی۔ پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کیلئے مٹی لانے کو اور پھر دوسری مرتبہ آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو اور تیسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو۔ پھر میں نے پوچھا اے عزرائیل علیہ السلام تم نے روح قبض کرتے وقت کبھی کسی پر رحم کیا یا نہیں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دو شخصوں کے واسطے میں نے بہت غم کھایا۔ پہلی مرتبہ اس عورت پر کہ وہ دریا پر کشتی میں بچہ جنی تھی اس کے بعد اس کی جان قبض کرنے کا حکم ہوا۔ اور دوسری مرتبہ شداد ملعون کی جان قبض کرنے پایا کہ جب اس نے چار سو برس کی مدت میں باغ ارم بنوایا اس کے دیکھنے کے واسطے ایک پاؤں چوکھٹ کے اندر اور دوسرا چوکھٹ کے باہر تھا اس وقت اس کی جان قبض کی گئی پس وہ بادشاہ شداد مع اپنی بیس لاکھ فوج کے ساتھ وہیں ہلاک ہوا۔ اور اپنی بنائی ہوئی بہشت کو دیکھنے نہ پایا۔ پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان کے دروازے پر گئے۔ اور اس دروازے پر مہنڈا میکائیل علیہ السلام سب ملائکہ کے سردار ہیں انہوں نے آکر مجھ کو السلام علیکم کہا، پھر معانقہ کیا اور پھر کہا کہ مرحبا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھا ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی کہا یا اخی الصالح مرحبا۔ پھر وہاں سے چھٹے آسمان کے دروازے پر تشریف لے گئے وہاں جبرائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے بھی آکر سلام پیش کیا اور مرحبا کہا اور پھر معانقہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے السلام علیکم کہا اور پھر معانقہ کیا۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جو کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کی امت پر فرض کیا جاوے آپ خوب سمجھ کر قبول کیجئے اس واسطے کہ آپ کے امتیوں کی عمر تھوڑی ہے اور بہت ضعیف اور ناتوان ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھے ایک ہیولا ہیبت ناک دیکھا کہ جس کو دیکھنے سے

Marfat.com

Marfat.com

ہے اور بہشت کا داروغہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم یا رضوان الجنۃ اس نے جلد سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی معانقہ کیا اور پھر کہا مرحبا یا حبیب اللہ اتنے میں حکم الٰہی ہوا کہ اے رضوان میرے حبیب کو مالک دوزخ نے دوزخ کی باتیں سنا کر غمگین کیا ہے تم ان کو بہشت کی باتیں سنا کر خوش کر دو۔ تب رضوان نے کہا یا رسول صلی اللہ علیک وسلم صفت اور ثنا آپ کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے۔ اور امت آپ کی اور پیغمبروں کی امت سے پہلے بہشت میں داخل ہوگی۔ یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح اور اقسام کی نعمتوں سے آگاہ ہوئے۔ پھر ایک آواز غیب سے آئی اے حبیب تیرے اُمتیوں کے واسطے یہی سب نعمتیں بہشت کی ہم نے تیار کی ہیں۔ اور امت تیری ابدالآباد بہشت میں خوش و محظوظ و معزز و مکرم رہے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر بتقدیم الحاجات بجا لا کر آگے بڑھے اور وہاں سے بیت المعمور میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو یاقوت اور موتی سبز زمرد سے بنایا ہے اس میں تیرہ ستون یاقوت سرخ کے ہیں اور ہر ستون اس کا موتی کا ہے اور اس جگہ پر دو رکعت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کے ساتھ پڑھی اتنے میں تین پیالے بھرے ہوئے دودھ شراب اور شہد کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچے، اور ایک روایت میں ہے کہ چوتھا پیالہ پانی کا بھی تھا۔ تب جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس میں سے جو آپ کی خواہش ہو قبول کیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ دودھ کا پیا یہ دیکھ کر پھر سب فرشتوں نے آپ کو آفریں کہی اور پھر کہنے لگے یا حبیب اللہ اگر آپ پیالہ پانی کا پینا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی پانی میں غرق ہوتی۔ اور آپ پیالہ شراب کا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی لذت دنیا میں مستغرق ہوتی۔ لیکن آپ نے پیالہ دودھ کا اختیار فرمایا اس لئے آپ کی امت آفت و بلا سے دنیا کی نجات پاوے گی۔ لیکن تھوڑا سا دودھ جو آپ نے پیالہ میں چھوڑا ہے اس سبب سے تھوڑا سا گناہ آپ کی امت سے ضرور ہوگا۔ پھر آپ نے چاہا کہ جو دودھ باقی رہا ہے اس کو بھی پی جاؤں تب جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر آپ اس وقت پئیں گے تو پھر مفید نہ ہوگا اور اب جو پھر ہوا سو ہوا کیونکہ حکم الٰہی رد نہیں ہوا کرتا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے غمگین ہو کر سدرۃ المنتہیٰ کو گئے جو جبرائیل علیہ السلام کے رہنے کی جگہ ہے اس جگہ پر پیغمبر خدا اپنی براق سے اترے اور پھر جبرائیل علیہ السلام بھی وہاں سے رخصت ہوئے اور کہا کہ میرا مقام یہاں تک تھا اور اب آپ خود ہی آگے تشریف لے جایئے اور مجھ کو سرمو برابر آگے جانے کا حکم نہیں ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اخی جبرائیل علیہ السلام مجھ کو اس جگہ تنہا چھوڑ کر جاؤ گے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا حبیب اللہ دوسرے فرشتے آگے آپ کو یہاں سے لے جائیں

Marfat.com

Marfat.com

وہ تیرا یار غار ہے اور انیس و وفادار ہے۔ پس ایسے مونس کی آواز سننے سے وحشت تیری اس مقام میں رفع ہوئی اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابوبکر کے پیدا کیا اور اس کی آواز مثل آواز ابوبکر کے تھی اسی نے آواز دی تھی۔ چنانچہ اس سے تیری وحشت جاتی رہی۔ اور بعض نے یوں بھی روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا اس وقت ایک قطرہ پانی کا کہ شیریں زیادہ شہد سے اور زیادہ ٹھنڈا برف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا اور اس سے علم اول و آخر کا معلوم ہوا تب وحشت دل سے جاتی رہی پھر ستر ہزار پردہ نور سے گزر کر قاب قوسین میں پہنچے اور وہاں سے احدیت کو نظر آیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور احدیت کا دیکھا فوراً اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھا اور یہ ایک آواز آئی اے دوست میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ یعنی ہر قسم کی عبادت خواہ وہ مالی ہو یا بدنی یا روحانی سب تیرے لئے ہے پھر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام ہے تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ یعنی سلام ہو ہم پر اور سارے نیک بندوں پر پھر اس مقام میں فرشتوں نے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندے اس کے اور رسول اس کے ہیں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی مشرک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب جو چاہے مانگ میں نے اور فرشتوں نے اس وقت کہا کہ اس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھا کیجئے اور پھر فرمایا اے حبیب میرے عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان نباتات و جمادات بلکہ جزو کل مخلوقات چھ ہزار عالم خشکی اور بارہ ہزار عالم تری کے اور آفتاب اور مہتاب اور ستارے اور بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب سے میں نے بنائے ہیں اور اس وقت تیرے واسطے اجازت ہے جو چاہے سو مانگ اور میں تیری منہ مانگی مراد پوری کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر خداوند قدوس سے عرض کی کہ میں امت گنہگار رکھتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں لہٰذا امت کے گناہ بخش دے اور اس کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تہائی گناہ تیری امت کے بخشے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کی یا الٰہی تمام گناہ میری امت کے اپنے فضل و کرم سے بخش دے۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ میں نے تیری امت کے آدھے گناہ بخش دیئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرتے ہوئے

Marfat.com

Marfat.com

تدارک ہو سکے۔ تب پیر مالک نے رو کر عرض کی کہ یہ طبقہ آپ کی امت کے گنہگاروں کے واسطے تیار ہوا ہے لہذا آپ اپنی امت کو بہت زیادہ نصیحت فرمایئے اور اچھی طرح سمجھایئے تا کہ وہ گناہوں سے باز رہیں ورنہ قیامت کے دن مجھے مجال تخفیف عذاب و رنج کی مطلق نہ ہوگی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر اپنا عمامہ مبارک سے اتار کر باآب دیدہ مناجات کرنے لگے کہ خداوندا مجھے اس سے دیکھنے سے ایسا خوف آیا ہے کہ مجھے تاب و طاقت اس کے دیکھنے کی نہ رہی اور امت تو میری بہت ہی ناتواں و ضعیف ہے وہ کیونکر اس عذاب کو برداشت کرے گی۔ خداوند تو غفور الرحیم ہے اور مجھ کو نے امت کا پیشوا بنایا ہے اور عزت و آبرو بھی میری تیری قدرت کے قبضے میں ہے پس پھر حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے میرے حبیب تو کچھ غم نہ کر قیامت کے دن میں تمہاری شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ تم اس سے راضی ہو جاؤ گے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا قسم ہے تیری ذات پاک کی میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک ایک ایک شخص کو میری امت میں سے بہشت میں نہ لے جاؤں گا۔ اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نوے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد ہوئے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزے ہر سال میں تم پر اور تمہاری امت پر میں نے فرض کئے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر سجدے میں رکھ کر الحاح و زاری کی پھر کہا یا الٰہی میری امت ضعیف و ناتواں ہے اور عمر بھی تھوڑی ہے اور اس قدر بار گراں نہ اٹھا سکے گی۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچیس وقت نماز اور تین مہینے کے روزے فرض کئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھا اور اپنے دل میں ارادہ کیا اگر رات دن میں پانچ وقت کی نماز اور ایک سال میں ایک مہینے کے روزے فرض ہوویں تو پھر بخوبی ادا ہو سکیں گے چنانچہ باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ میں ارحم الراحمین ہوں اس وجہ سے اے میرے حبیب جو دل میں تو نے ارادہ کیا ہے وہ میں نے قبول کیا اور پچاس وقت کی نماز اور چھ مہینے کے روزوں کا ثواب تجھ کو ملے گا۔ میں نے تجھ کو یہ بخش دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ یا الٰہی میری امت مجھ سے پوچھے گی اللہ تعالیٰ نے کیا ہدیہ و تحفہ ہماری واسطے عنایت فرمایا تو میں ان کو کیا خوشخبری دوں گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اول نماز پنج وقت کی اور روزے ایک مہینہ رمضان المبارک کے اور تیس ہزار کلمات دینی و دنیاوی ان کو دینا اور تیس ہزار کلمات جو راز داری کے ہیں اس کا کسی سے نہ کہنا اور باقی تیس ہزار کلمات جو ہیں اس کو چاہو کہو یا نہ کہو۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور پھر اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ یا الٰہی جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے یہ میں کس کو کہوں اور کون

Marfat.com

[illegible]

بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی حقیقت اور یہودی کا مسلمان ہونا وغیرہ

[illegible]

Marfat.com

ہوں۔ جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھانا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا چلا گیا اور اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اترا اور پھر اس نے غوطہ لگایا اس نے اپنا سر اٹھایا اپنے آپ کو ایک عورت جوان خوبصورت پایا اور جو کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے۔ یہ ماجرا عجیب وغریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گرداب تحیر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آ کر آنکھوں سے اپنی آبرو پر رو رو کر آنسو بہایا۔ بار بار ہاتھ پر ہاتھ ملتا اور منہ سے ہیہات ہیہات پکارتا اور اپنا ننگا بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک سوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزرا کہ ایک عورت حسین خوبصورت ننگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی اس سے تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنی ہمسایہ عورتوں کیساتھ دریا میں نہانے کو گئی ادھر جس جگہ پر اس نے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی بار بھی اتار کر کپڑے رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھایا تو اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے تھے وہاں پر وہی پائے۔ اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی جو بازار سے لا کر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ تڑپ رہی ہے اور اس کی عورت سوت کاٹ رہی تھے اور ابھی وہ پونی اس کے ہاتھ سے تمام نہ ہوئی تھی۔ پھر اس نے اپنی عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک مچھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے۔ اس کی عورت بولی کیا تم کچھ پی کر آئے ہو۔ ابھی مچھلی لائے ہو۔ ایک لمحہ میں کہیں مچھلی پکتی ہے۔ پھر اس نے اپنی بیتی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا۔ وہ بولی اجی ابھی بہت دور ہو۔ اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو۔ اس نے یہ بات سن کر اپنے جی میں جانا کہ میں نے حال معراج کا سچ نہ جانا تھا۔ اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا سمجھا تھا اسی سبب سے یہ حال مجھ پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور دین اسلام برحق ہے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی طرف آیا دیکھا کہ معراج شریف کا حال بیان فرماتے ہیں اور اس نے آ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو میں جھوٹا جانتا تھا میں نے اس کی تعزیر پائی۔ اس کے کہنے پر صحابہ کرام نے اس سے پوچھا تو نے کیا تعزیر پائی۔ تب اس یہودی نے سب حقیقت مچھلی اور غسل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور پھر سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت میں آنے

Marfat.com

Marfat.com

مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں۔ زمین سے آسمان پر تشریف فرما ہوویں تو کیا بعید معلوم ہوتا ہے اے لوگو ہوشیار دیندار سمجھو کہ جو نور البصر سے پاکیزہ ہو وہ اگر ایک رات میں طاقت الٰہی سے آسمان پر پہنچے یا جب سے اس طرح ہزاروں دلیلیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی صداقت کی میں اس جگہ پر طوالت کلام میں نہیں دیتا۔ بس اہل ایمان کے واسطے جو قدر دان ہیں ان کے لئے اس قدر بھی کافی ووافی ہے لہذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں، خداوند قدوس ہم سب کو پکا مسلمان بنائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیان معجزات اور بزرگی اور خصائل حمیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(**معجزہ**:۱) حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ سے روایت ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظلم وستم سے قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جا کر ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اور آپ نے اپنی تلوار کو اس درخت کی شاخ سے لٹکا دیا تھا۔ اچانک ایک یہودی اعرابی نے وہ تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے واسطے اٹھائی فوراً درخت نے اپنی شاخ سے اس یہودی کو ایسا مارا کہ اس کا مغز منہ سے نکل پڑا اور پھر عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔ (**معجزہ**:۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رکانہ بن عبن اسفند یار جو بکریاں چراتا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بولا: اے محمد! تو ہمارے معبودوں کو باطل کہتا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں بے شک تب اس نے کہا کہ ہم تم دونوں امتحان کریں۔ تو اپنے خدا کو پکار اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں۔ اگر تو مجھ سے جیتا تو میں تجھ پر ایمان اور تیرے خدا پر ایمان لاؤں گا اور میں جیتا تو تم سب کو تسلیم کر لینا کہ سب میرے معبود بزرگ ہیں۔ یہ بات کہہ کر رسول خدا کو پکڑ کر ایسا زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اس کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ دیتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو جنبش نہ دے سکا پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور نبوت سے اس کو اٹھا کر ایسا پٹکا کہ جیسے دھوبی کپڑا پاٹ پر مارتا ہے تب اس نے جانا کہ محمد صادق ہیں اور ان پر جو نازل ہوا ہے وہ سب سچ ہے۔ اور ہمارے معبود سب جھوٹے ہیں۔ بالآخر ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا۔ (**معجزہ**:۳) اور حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک مٹکا گھی کا حضرت نے مالک بن انس کی ماں کو عنایت کیا تھا کہتے ہیں کہ اس مٹکے سے تقریباً پینتالیس برس تک گھی خرچ کیا لیکن وہ خالی نہ ہوا مگر بعد اس کو ایک دھکا لگنے سے وہ مٹکا ٹوٹا۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ (**معجزہ**:۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چند خرمے بخشے تھے اور میں نے ایک

Marfat.com

Marfat.com

کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں۔ اگر سجدہ کرنا آدمیوں کو روا ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ (**معجزہ**:۱۳) ایک مرتبہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اپنے مالک کا شکوہ کیا کہ وہ مجھ سے بہت محنت لیتا ہے اور مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں لہٰذا آپ مجھ کو اس سے خرید لیجئے یا پھر میری طرف سے اس سے سفارش کیجئے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک سے کہا کہ تو اونٹ کو قیمت واجبی پر بیچ دے یا تو اس کو پیٹ بھر کر کھانے کو دے۔ (**معجزہ**:۱۴) ایک دن ایک اعرابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی اس نے کہا کہ آپ کی پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت جو میرے سامنے ہے یہ گواہ ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا۔ چنانچہ وہ درخت خدا کی حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر تین مرتبہ اس درخت نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تب وہ اعرابی یہ حال دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا۔ (**معجزہ**:۱۵) ایک دن ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آ کر عرض کی کہ میں جن لوگوں میں ہوں وہ لوگ نماز عشاء کی نہیں پڑھتے ہیں اور قبل نماز عشاء کے وہ لوگ سو جاتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو طلب فرمایا اور نماز کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی۔ (**معجزہ**:۱۶) ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کے لڑکوں کے حق میں دعا فرمائی تو اس مکان کے در و دیوار اور پتھروں نے فصیح زبان سے آمین کہا۔ (**معجزہ**:۱۷) ایک لڑکا جس دن تولد ہوا اسی دن اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے۔ حضرت نے پوچھا کہ اے لڑکے! میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے واسطے برکت کی دعا کی۔ (**معجزہ**:۱۸) ایک شخص گونگا مادرزاد تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے بے تامل کہا آپ رسول خدا ہیں۔ (**معجزہ**:۱۹) ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس لڑکے کو جنون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اس کے سینے پر پھیرا فی الفور اس کا جنون جاتا رہا۔ (**معجزہ**:۲۰) ایک شخص اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا اے حضرت یہ لڑکا مثل گونگے کے چپ رہتا ہے اور بات نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی اپنی کلی کا پلایا وہ فی الفور باتیں کرنے لگا اور پھر ایسا بڑا عالم اور عقلمند ہوا کہ اکثر لوگ اس سے تعلیم پاتے تھے۔ (**معجزہ**:۲۱) ایک شخص کو استسقا کی

Marfat.com

بیماری تھی وہ قریب الہلاک ہو چکا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر دعا کی درخواست کی اور اس مہلک بیماری سے شفا کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن تھوڑا سا خاک میں ملا کر اس کو دیا اس نے وہ خاک اپنی زبان پر رکھی بحکم خدا وہ فی الفور ٹھیک ہو گیا۔ (**معجزہ ۲۲**) غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں شدت کا درد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے شفا کی دعا کی اور اپنا تھوڑا سا لعاب دہن مبارک کا آنکھوں میں لگایا۔ بحکم خدا آنکھوں کو فی الفور آرام آ گیا۔ (**معجزہ ۲۳**) ایک شخص کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں اور اس کو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اس کی آنکھوں پر کچھ پڑھ کر پھونکا بحکم خدا اس کی آنکھیں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں اور وہ شخص اچھی طرح سے دیکھنے لگا۔ (**معجزہ ۲۴**) ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر پھیرا بحکم خدا فوراً جوڑ مل گیا اور وہ اس بیماری سے شفا پا گیا۔ (**معجزہ ۲۵**) ایک شخص نے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] آپ زندہ رہیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اس کی قبر پر گئے وہاں جا کر آپ نے اس کو [illegible] یا تو اس کی [illegible] میں آ گئی اس نے [illegible] اور پھر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے [illegible] یا تو اس کی [illegible] اور تو اپنے ماں باپ سے [illegible] ماں باپ سے [illegible] (**معجزہ ۲۶**) ایک [illegible] آنحضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] ایک [illegible] آنحضرت [illegible] آپ نے [illegible] آپ نے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لڑکوں نے زندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ اس بکری کا گوشت کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ پھر بعد اس کے ہڈیوں کو جمع کیا اور اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر کچھ کلام پڑھا اور پھر اس پر دم کیا۔ چنانچہ وہ بکری بھی فوراً زندہ بحکم خدا ہوگئی۔ (**معجزہ**: ۲۷) ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کے حق میں دعا فرماتے تھے ان کی تین پشت تک اس دعا کا اثر باقی رہتا تھا۔ (**معجزہ**: ۲۸) ایک دن حضرت انس بن مالک نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ میرے واسطے کچھ دعا دنیا کی کیجئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کہ یا الٰہی مال واولاد میں انس کو برکت دے حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس قدر دولت مند ہوا کہ دولت میری کبھی کم نہ ہوئی اور پھر جو عیش وخوشی میں نے کی سو کسی کو نصیب نہ ہوئی اور اولاد بھی میری تقریباً ایک سو سے زائد ہوئی۔ (**معجزہ**: ۲۹) ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے واسطے دعائے برکت کی سو ان کے واسطے دروازہ روزی کا اس قدر کشادہ ہوا کہ اگر وہ پتھر اٹھاتے تو اس کے نیچے بھی سونا چاندی پاتے پہلے وہ فقیر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایسے امیر ہوئے کہ ان کی موت کے بعد پچاس ہزار بموجب وصیت محتاجوں کو دیئے گئے اور چار لاکھ دینار چار بیبیوں کے حصے میں آئے حالانکہ وہ خود بھی بہت کچھ خیرات کر چکے تھے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہشت کی بشارت دی تھی۔ (**معجزہ**: ۳۰) ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا اور پھر دعا اللہ تعالیٰ سے کی اس دعا کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر وقت جوان معلوم ہوتے تھے حالانکہ وہ اسی برس کی عمر رکھتے تھے۔ (**معجزہ**: ۳۱) ایک دن ایک شخص کے چہرہ پر دست مبارک پھیرا ایسی صفائی اور لطافت ان کے چہرے پر نمودار ہوئی کہ دوسرے کا منہ اس کے منہ میں مثال آئینے کے نظر آتا تھا۔ (**معجزہ**: ۳۲) ایک دن تھوڑا سا پانی حضرت زینب کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈال دیا تب وہ بی بی حسین اور خوبصورت ہوگئیں اور پھر ان کے حسن و جمال میں کمی کو نہ پایا۔ (**معجزہ**: ۳۳) ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے بدن پر واسطے دفع مرض کے اپنا ہاتھ پھیرا اس کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ بوئے مشک وعنبر پر غالب تھی ہر چند کہ عورتیں اس کے اقسام کی خوشبو ملتی تھیں لیکن وہ خوشبو سب پر غالب تھی۔ (**معجزہ**: ۳۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں

Marfat.com

Marfat.com

قریش کے ظلم وستم زیادہ ہو گئے تھے لیکن اس وقت ایک یہودی بڑا ہی عقلمند تھا اور مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ ہمیشہ توریت کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ایک دن توریت میں صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا دیکھا مارے غصہ کے اپنی بیوی سے قینچی منگوا کر صفت و نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاٹ دیا۔ پھر دوبارہ اپنے معمول کے مطابق توریت پڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ پھر اسی مقام میں نام مبارک موجود ہے۔ پھر نام کو کاٹنے پر مستعد ہوا فوراً ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ملعون اگر تو ایک ہزار بار بھی صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹاوے گا تو ہرگز ہرگز مٹا نہ سکے گا۔ تب یہودی ڈرا اور جانا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے رسول خدا ہیں۔ اسی وقت وہ مدینہ منورہ جا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور سچا مسلمان ہو گیا۔

(**معجزہ**: ۳۷) حضرت ابوبکر صدیق روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت اپنے صحابہ کے پاس بیٹھے تھے ایک یہودی بکری کے کباب بنا کر گوشت میں زہر ملا کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور پھر کہا کہ اے محمد ابن عبداللہ میں یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں تناول کیجئے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کھانے کا کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اس گوشت کو نہ کھاویں کیونکہ اس گوشت میں زہر قاتل ملا ہوا ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی اس گوشت میں تو زہر ملا ہوا ہے اس یہودی نے کہا کہ سچ فرمایا آپ نے۔ لیکن یہ بتایئے کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اس گوشت نے پھر اس یہودی نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو اس گوشت کو کھایئے اور زہر آپ کو اثر نہ کرے تو پھر ہم جانیں گے کہ آپ بیشک نبی سچے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور بقیہ اپنے صحابہ کو تقسیم کر دیا اور سب صحابہ کرام بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم پڑھ کر کھا گئے اور اس کی برکت سے کسی پر زہر نے اثر نہ کیا۔ پس اکثر یہودیوں نے اس معجزہ سے دین اسلام قبول کیا۔ (**معجزہ**: ۳۸) روایت ہے ایک مرتبہ بارہ ہزار آدمی اہل یمن کے واسطے حج کرنے مکہ معظمہ میں آئے تھے اور ان کے ساتھ ایک بت بھی تھا جس کا نام ہبل تھا۔ وہ بہت ہی جڑاؤ جواہرات سے مرصع تھا اور ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا اور وہاں کے لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہارا ہبل میری پیغمبری کی گواہی دیوے تو تم سب مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ کہا انہوں نے ہاں اگر ایسا ہووے گا تو ہم ضرور سب ایمان لاویں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہبل بت کو اپنے پاس منگوایا اس نے آتے ہی آپ کے حضور لبیک کہا۔ پھر آپ نے اس سے کہا کہ اب تم ادھر کو آؤ۔ چنانچہ وہ ادھر کو

Marfat.com

لبیک یا رسول اللہ کہتا ہوا آیا۔ اور پھر رسول خدا کے سامنے باادب کھڑا ہو گیا۔ پس اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی اس کو ماری اور پھر اس سے فرمایا کہ تو کہہ میں کون ہوں؟ وہ بولا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ یعنی آپ رسول خدا ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود حق بندگی کے مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اللہ کے اور اللہ کے رسول ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں تو ایک پتھر ہوں ان لوگوں نے مجھے اپنی معبودی میں پکڑا ہے۔ اور یہ محض غلط ہے۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ ایک بار ہی بارہ ہزار سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور اپنے اپنے گناہوں کی توبہ استغفار کرنے لگے۔ اور اسی وقت کامل مسلمان ہو گئے۔ (**معجزہ ۳۹**) ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے [illegible] زمین تھی اور اس میں خوشگوار پانی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک [illegible] پیجھوں اس زمین میں بھیج دیئے۔ چنانچہ چند ہی روز میں اس [illegible] پھر کنواں تیار کھدوا دیا اور اس سے کھانے کی بہت سی [illegible] ہوا۔ (**معجزہ ۴۰**) ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے [illegible] عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھانا پکا رہی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا [illegible] میں کہ تیزی سے جلتی تھی داخل ہوا اور پھر دیر تک اس سے اندر [illegible] کے ہاتھ کی طرح کا پتھر رہتا۔ (**معجزہ ۴۱**) روایت ہے ایک [illegible] سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور [illegible] سے [illegible] تک [illegible] ہے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کے حق میں اللہ تعالیٰ سے [illegible] فرمائی۔ (**معجزہ ۴۲**) روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible] صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مقام پر [illegible] علم حاصل کرنے کے واسطے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رہتے ہوئے [illegible] (**معجزہ ۴۳**) روایت ہے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابوبکر ہاتھ لے کر [illegible] تشریف فرما ہوئے [illegible] ہاتھ [illegible] چلے آتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ (**معجزہ ۴۴**) ایک روایت میں ہے [illegible]

Marfat.com

اہل طائف نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار پیدا ہو دے تو ہم سب آپ پر ایمان لاویں گے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک اس پتھر پر رکھ دیا۔ قدرت الٰہی سے ایک درخت میوہ دار اس پتھر سے پیدا ہوا۔ پھر اہل طائف اس معجزہ سے پر ایمان لائے۔ (**معجزہ**: ۴۵) خبر ہے کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کو پکارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن کی راہ میں تھے انہوں نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اور اس آواز کو سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ اے میرے ابا جان میں بہت بھوکی ہوں۔ (**معجزہ**: ۴۶) روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے مانند آفتاب کے روشنی ظاہر ہوئی اور اس روشنی کی شعاع سے بہت سے لوگ غشی میں آ گئے۔ (**معجزہ**: ۴۷) ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری قوم خزرج میں مقتول ہوا تھا اور ان کو قاتل کا دریافت کرنا مشکل تھا تب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول پر کسی درخت کی شاخ رکھی تب اس مقتول نے حکم الٰہی سے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلایا۔ (**معجزہ**: ۴۸) ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام تبوک میں آئے تو وہاں آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کے ساتھ بت ہے اور وہ بت سونے کا ہے یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا یہ بت لکڑی کا ہے اور آپ نے اپنا دست مبارک اس بت پر رکھ دیا چنانچہ وہ بت لکڑی کا ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر اکثر بت پرست ایمان لے آئے اور انہوں نے ہمیشہ کے لئے بت پرستی چھوڑ دی۔ (**معجزہ**: ۴۹) ایک روایت میں ہے کہ جب سعد بن معاذ نے حکم بنی قریظہ قتل ہونے خون سے ان کی زمین بھر گئی لیکن حضور کی دعا کی برکت سے بدبو جاتی رہی۔ (**معجزہ**: ۵۰) ایک مرتبہ شہر جدہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف فرما ہوئے اور وہ ان دن کی راہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مابین طائف اور جدہ زمین تہ بتہ قدم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمادی مانند تھان کپڑے کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساعت میں وہاں پہنچ گئے (**معجزہ**: ۵۱) ایک روایت میں ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن یزید اتھی کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ وہ بولا پتھر کے معبودوں کو اگر تم سونا بنا دو تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اس دعا کی برکت سے وہ سب سونے کے ہو گئے اس کو دیکھ کر وہ سب ایمان لے آئے اور سچے مسلمان ہو گئے۔ (**معجزہ**: ۵۲) ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی یا رسول اللہ حسنین

Marfat.com

بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے کی قسم موجود نہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے ایک خوان کہ جس میں مچھلی تلی ہوئی اور اس کے علاوہ اس میں طرح طرح کی نعمتیں بھی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھیجی سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور پھر دیکھا کہ کھانا اسی طرح سے پھر موجود ہے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ (**معجزہ** ۵۳) ایک بار لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ طلب کیا کہ روٹی اور سالن ہوا پر پکا دو تو ہم سب ایمان لے آئیں گے۔ پھر اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کی برکت سے روٹی اور سالن ہوا سے پکا لیا گیا اور پھر سب نے اس کو کھایا اور سیر ہو گئے اس وقت مسلمان ہو گئے۔ (**معجزہ** ۵۴) ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

کہ وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر نگل جائیں۔ میں نے اس ڈر اور خوف کی وجہ سے اسی وقت اس مرد کی واجب الادا رقم دیکر فوراً ہی رخصت کر دیا۔ (**معجزہ**: ۵۷) ایک روایت ہے کہ ابوجہل بارہا قریشیوں کی مجلس میں کہا کرتا تھا کہ بجز دو دیکھنے محمد ابن عبداللہ کے مجھے شدید خوف اور لرزہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بہت نیزے برادر اور شیر اور سانپ گردا گردان کے مجھ کو نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص محمد ابن عبداللہ کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی و نامعقول گفتگو کرے گا تو اس کو ہم سب مار ڈالیں گے بس اسی طرح کا جادو ہر وقت محمد ابن عبداللہ کے ساتھ رہتا ہے۔ سچ ہے خدا جس کو گمراہ کرے اس کو راہ پر کون لائے وہ لعین یہ سب معجزے دیکھ کر جادو ہی شمار کرتا تھا۔ (**معجزہ**: ۵۸) ایک روایت ہے کہ جب خبر نبوت پیغمبر کی اطراف عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر لوگ ہر چہار طرف سے آنے لگے ایک مرتبہ بہت لوگ اعرابی بقصد ایمان مکے کی راہ سے آ رہے تھے۔ قریش اور ابوجہل نے کہا کہ تم محمد ابن عبداللہ کے پاس جاتے ہو۔ مگر تم ان پر بغیر معجزے کے ایمان نہ لانا۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ معجزہ ان سے طلب کریں تو ان سب نے کہا کہ چلو ہم سب بھی تمہارے ساتھ مل کر کوئی معجزہ طلب کریں۔ تب وہ سب مل کر آئے اور پھر انہوں نے آ کر کہا اے محمد ابن عبداللہ اہل قریش اور اعرابی سب جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم ایک معجزہ دکھلاؤ تو ہم سب تم پر ایمان لے آویں گے۔ یہ سن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ کیا معجزہ چاہتے ہو بیان تو کرو۔ انہوں نے کہا ایک پتھر سفید اس میدان میں پڑا ہے پتھر کا رنگ مثل گل سرخ کے ہو جاوے اور پھر اس سے سونے کا درخت جس کی چھ شاخیں ہوں پیدا ہووے اور اس کی ہر شاخ میں سو سو پتے ہوں اور وہ شاخیں پھولوں سے بھری ہوں اور ہر پتے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہووے اور اس کی ہر شاخ میں چھ قسم کے میوے اور ہر میوے میں چھ قسم کا مزہ مانند کھجور کے اور امرود اور سیب اور انار ہوں اور وہ فصیح زبان سے تمہارے پیغمبری پر گواہی دیوے تو پھر ہم سب ایمان لے آویں گے یہ باتیں ان کی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سنیں تو فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ ھٰذِہِ الْمُعْجِزَۃَ ترجمہ: یعنی خدایا مجھ کو یہ معجزہ بخش دے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جو آپ نے درخواست کی ہے وہ جناب باری تعالیٰ میں مقبول ہو گئی ہے اب جو آپ کو مطلوب ہو آپ پتھر سے طلب کیجئے خدا کے فضل و کرم سے وہ سب ظہور میں آوے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو اس اشارہ سے اس پتھر پر درخت وغیرہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی موجود ہوا۔ یہ نبی برحق کا معجزہ دیکھ کر تمام اعرابی اسی وقت ایمان لے آئے لیکن اہل قریش پھر بھی ایمان نہ لائے اور پھر اہل قریش نے کہا کہ یہ سب

Marfat.com

جادو ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! یہ جادو نہیں یہ تو قدرت الٰہی ہے

(**معجزہ** ۵۹) ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل لعین نے ایک دن کہا کہ میرے گھر میں ایک پتھر ہے اگر اس پتھر میں سے ایک عجیب قسم کا طاؤس نکالو میں پھر ایمان لے آؤں گا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے دعا کی تو وہ پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک طاؤس نکلا اور اس طاؤس کا سینہ سونے کا اور سر زمرد کا اور بازو اس کے موتی کے ابوجہل لعین نے یہ امر عجیب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بھی وہ اپنے ارادے سے نہ پھرا اور ایمان نہ لایا۔ (**معجزہ** ۶۰) ایک روایت میں ہے کہ ایک دن ابوجہل ایک یہودی کو اپنے ساتھ لے کر بوقت شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آیا اور کہا اے محمد ابن عبداللہ اس وقت کوئی معجزہ ہم کو دکھاؤ نہیں تو تیغ بیدریغ سے تمہارا سر جدا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا جو یہ معجزہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی ابوجہل سے بولا کہ محمد ابن عبداللہ تو سخت جادوگر ہے اور جو جادو ہے وہ آسمان پر نہیں چلتا چنانچہ ان سے ہو سکے تو چاند کو آسمان پر دو ٹکڑے کردیں تب ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پاس جادو ہے یہ معجزہ دیکھ کر ابوجہل سے کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کیا تو اسی وقت چاند شق ہو گیا یعنی اسی وقت دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ٹکڑا مشرق کو اور دوسرا مغرب کو چلا گیا۔ پھر یہ دیکھ کر ابوجہل نے کہا آپ پھر دونوں ٹکڑوں کو ملا دیں۔ چنانچہ آپ نے اشارہ فرمایا تو دونوں ٹکڑے آپس میں آ کر مل گئے اس پر وہ یہودی تو ایمان لے آیا اور ابوجہل کہنے لگا کہ محمد ابن عبداللہ نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے اب اس کی تحقیقات ان مسافروں سے کرنی چاہیے جو رات کو آئیں گے۔ غرض تیسرے دن چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے تو لوگوں نے دیکھ لیا تھا۔ غرض ان مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس رات کو چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا تب بھی ان لوگوں نے یہ کہا کہ تب بھی ابوجہل ایمان نہ لایا۔ (**معجزہ** ۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نویں سال ہجرت میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں فرما رہے تھے کہ حبش کا بادشاہ نجاشی وفات پا گیا ہے اور اس کی نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہو کر اور صفیں باندھ کر دو ٹکڑے ہو گئ

اور جو جو کرامتیں اس امت کے اولیاء اللہ سے ظاہر ہوئی ہیں درحقیقت وہ بھی ایک قسم کے معجزات ہیں اور وہ قیامت تک اسی طرح درخشاں رہیں گی۔

بیان.....ہجرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک عرب میں ہر طرف مشہور ہوئی تب اکثر اہل عرب حضرات آپ پر ایمان لے آئے اور بعض شدید مشرک لوگ ایذا اور تکلیف دینے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعد ہو گئے اس لئے جناب باری تعالیٰ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پھر فرمایا اے رسول مقبول صلی اللہ علیک وسلم بعد سلام اور درود کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو مدینہ میں بھیجو سوائے ابوبکر کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا تو ان میں حضرت مصعب اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود اور عمار اور بلال اور سعد رضی اللہ عنہم وغیرہ تقریباً چھبیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر وحی الٰہی کے رہے اور ادھر ابوجہل لعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مار ڈالنے کا کافروں سے تمام مشورہ کیا اس مشورہ میں ابلیس لعین خبیث علیہ اللعنۃ ایک پیر مرد نجدی کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا اور کہا اے صاحبو! میں بوڑھا ہوں اور نجد کا رہنے والا ہوں اور میں تمہاری مدد کے واسطے آیا ہوں اور میں مال اور آدمی بہت رکھتا ہوں پھر یہ سنکر انہوں نے اس ابلیس کو اپنے لوگوں میں بیٹھنے کی جگہ دی اور اپنی مجلس شوریٰ میں شریک کر لیا۔ اس وقت ابوجہل نے کہا اے بڈھے کہو کہ محمد ابن عبداللہ نے تو اپنے باپ دادا کے دین کو جھوٹا کیا ہے اور وہ اپنے جھوٹے دین کو جادو کے ذریعے سے جاری کرنا چاہتا ہے اور تم حاکم ہو قوم تمہاری بے شمار ہے اور لشکر بھی کافی تعداد میں ہے اور محمد ابن عبداللہ تو اس وقت تنہا ہیں کیونکہ اس وقت ان کے ساتھی بھی سب کے سب مدینہ چلے گئے ہیں اور جس وقت کہ محمد ابن عبداللہ اپنے بستر پر سوتے ہیں ایک شخص اسی وقت جا کر ان کا سر کاٹ لاوے اس طرح سے کسی کو خبر بھی نہ ہوگی۔ چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ رائے پسند کی اور آپس میں یہ بات مقرر ہوئی۔ تب ابوجہل لعین نے کہا اے یارو آج کی رات محمد ابن عبداللہ کا سر کاٹنا ضروری ہے۔ غرض اس کام کے لئے بیس آدمی جری بہادر کار آزمودہ کو قریش میں سے مقرر کیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آج قریش کی مجلس شوریٰ میں یہ بات قطعی طے ہوئی ہے کہ آج کی رات سر آپ کا تن سے جدا کریں گے اور حکم جناب باری تعالیٰ کا یوں ہوا ہے کہ آپ

Marfat.com

Marfat.com

کہا کہ نہیں اس کے اندر کیونکر جاویں گے منہ تو اس کا بہت ہی چھوٹا ہے اور کسی نے کہا کہ پھر یہاں سے محمد ابن عبداللہ کہاں گئے چنانچہ اس طرح کفار عرب آپس میں کہہ رہے تھے کہ دو کبوتر اس غار کے منہ سے اڑ گئے جب کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا خاک اور کوڑا اس پر پڑا ہوا دیکھا تو وہ ناچار و مجبور ہو کر واپس لوٹ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اسی غار کے اندر خدا کے آگے سجدہ ریز رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا کہ اس غار کے اندر چاروں طرف سانپ وبچھو کے سوراخ بہت ہیں تو انہوں نے اپنے کپڑے اور اپنی دستار کو پھاڑ پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ صرف ایک کپڑا زیر جامہ کو ثابت رکھا اور کپڑا نہ ہونے کے سبب ایک سوراخ باقی رہا اور وہ بند نہ ہو سکا۔ حکم الٰہی سے ایک مار زہر دار نے چاہا کہ اس سوراخ سے نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک چومے اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی چنانچہ انہوں نے اپنے پیر کو اس سوراخ پر رکھ دیا۔ اور اس کے باہر آنے کی راہ کو بند کر دیا پھر اس غار کے اندر سے سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کاٹا اور پھر زہر نے ان پر غلبہ کیا جس کی وجہ سے ان کے تمام بدن میں لرزہ پڑا۔ لیکن باوجود اتنی شدید تکلیف کے اپنا پاؤں اس غار کے منہ سے نہ ہٹایا اور مثل ستون کے قائم رکھا۔ ادھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے ابوبکر! کیا حال ہے تمہارا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ اس سوراخ سے نکلتا تھا۔ اس واسطے میں نے اس سوراخ کو اپنے پاؤں سے بند کیا اور اس سانپ نے میرے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر نے مجھ پر غلبہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لو۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لیا۔ یکا یک وہ سانپ اپنے سوراخ سے نکل آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے قدم چومنے سے مجھے محروم کرتے ہیں اسی واسطے میں نے ان کو کاٹا ہے یہ کہہ کر وہ ایمان لایا اور وہ پھر قدم بوس ہو کر اپنے سوراخ کے اندر گھس گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم پر تین بار لعاب دہن لگایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شفا کامل بخشی اور پھر چوتھے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اس غار سے نکل کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ادھر ابوجہل نے سراقہ بن ابوجعشم کو یہ خط لکھا کہ محمد ابن عبداللہ یہاں سے بھاگ کر مدینے کی طرف جاتے ہیں لہٰذا مناسب ہے تم کو کہ وہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس ہدایت پر سراقہ بن جعشم نے اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ میں گھیرا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتھ میں پکڑا اور اپنے

Marfat.com

Marfat.com

نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وادی القریٰ اور خابہ اور بنی نضیر میں گئے تھے۔ ایسی ہی اور پچاس لڑائیاں ہوئیں ان میں صرف لشکر ہی کو آپ نے بھیجا اور خود تشریف فرما نہ ہوئے اور اس مدت کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے دعوت اسلام اور تعلیم احکام دین اور کافروں سے جہاد کرنے اور مسجد کے بنانے کے کوئی دوسرا کام نہ تھا یہاں تک کہ دین کمال کو پہنچا اور لڑائی بدر الکبریٰ کے ہونے کا یہ سبب تھا۔ کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور وہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مکے کے مشرک سوداگر ابوسفیان اور عمرو بن العاص شام کی طرف سے آتے ہیں۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو بھیجا تا کہ وہ ان سب کو ماریں اور مال غنیمت حاصل کریں اور ان سے کسی طرح کا خوف نہ کریں خدا کے فضل و کرم سے تم کو فتح و نصرت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا اور ایک سو مرد مسلمان جمع ہوئے ان میں تیرہ آدمی گھوڑے کے سوار اور اسی شامی شتر سوار اور باقی پیادہ تھے اور کسی کے پاس ہتھیار لڑائی کا نہ تھا مگر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک لاٹھی تھی۔ ان کافروں سے لڑنے کے واسطے جب چاہ بدر کے نزدیک پہنچے تو ان سوداگروں کو یہ احوال کسی طرح معلوم ہوگیا۔ آخر انہوں نے یہ خبر مکے میں پہنچائی کہ محمد ابن عبداللہ نے جماعت کثیر لے کر ہماری راہ بند کی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارادہ تاخت و تاراج کا رکھتے ہیں۔ پس ابوجہل نے یہ بات سن کر منادی کی تمام اہل مکہ ایک ہزار ایک سو سوار ہمراہ رکھتے تھے پس ابوجہل ان سواروں کو لے کر خود لڑنے کو آیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ خبر لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ تم سے لڑنے کو ابوجہل کا اتنا بڑا لشکر آتا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ہی نصرت ہوگی اور وہ سب کے سب ذلیل و خائب و خاسر ہوں گے جو لوگ مومن تھے یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ادھر دوسرے ہی دن دونوں طرف سے لشکر جمع ہوئے اور جب ابوجہل نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بہت ہی تھوڑا معلوم ہوا۔ اور اپنے لشکر کو دیکھا تو بہت بڑا معلوم ہوا۔ اس واسطے وہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ میرے ساتھ اتنا لشکر ہے کہ ہم لوگ تو محمد ابن عبداللہ سے خدا سے بھی لڑ سکتے ہیں اور اس لشکر کے واسطے تو ہمارا لشکر تھوڑا بھی بہت ہے جب یہ بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچی تو آپ اسی وقت سجدے میں گر پڑے اور اپنے خداوند قدوس سے التجائیں کرنے لگے کہ اے خداوندا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سو وہ پورا فرما اور ہم کو اس جم غفیر لشکر پر فتح دے۔ پس اول لشکر سے ابوجہل کے عتبہ اور شیبہ اور ولید ابن عتبہ جنگ گاہ میں آ کھڑے ہوئے اور لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ ابن رواحہ اور عوف ابن حارث اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہم لڑائی

Marfat.com

بیان احوال جنگ احد

Marfat.com

اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ فوج کفار کی مدینہ کے متصل آئی ہے۔ لہٰذا لشکر اسلام مسلح ہو کر ہمرکاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جبل احد پر آیا جو کہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن جبیر کو ستر تیر اندازوں کیساتھ اس کوہ پر لشکر وغیرہ کی حفاظت کو متعین کیا اتنے میں لشکر دونوں طرف سے صف آراء ہوئے اول تیروں کا مینہ برسا پھر شمشیر و خنجر بجلی کی طرح چمکتے اور خون کے دریا بہاتے رہے۔ الغرض! اسلامی فوج نے پروردگار کے فضل و کرم سے لشکر کفار پر فتح و نصرت پائی اور مشرکوں نے ہزیمت و شکست کھائی اور تقریباً ستر نگہبان کوہ احد کے باوجود ممانعت عبداللہ بن جبیر کے یہ ہزیمت دیکھ کر غنیمت لوٹنے کو دوڑے کفار کی فوج نے موقع کو غنیمت جان کر اس پہاڑ پر پہنچی اور پھر لشکر اسلام مغلوب ہوا اور پھر اس مغلوبیت میں ستر آدمی شہید ہوئے اور چھ زخمی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک بھی اسی جگہ پر ایک پتھر کی ضرب شدید سے شہید ہوئے اور آپ کی دہن مبارک سے خون بہا ایک صحابیؓ اپنی پگڑی سے آپ کا لہو مبارک پونچھتے تھے۔ ابلیس لعین نے یہ حال دیکھ کہ پہاڑ پر چڑھ کر پکارا کہ اے لوگوں! محمد ابن عبداللہ مقتول ہو گئے۔ یہ آواز سن کر کافروں نے خوش ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کیا اس وقت بہت سے مسلمان مجروح ہوئے اور کتنے ہی شہید ہوئے اور چند لوگ غازی بنے اور بعضے بھاگے اصحاب کبار وغیرہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر گیری کو آئے انہوں نے آ کر دیکھا کہ آپ کا دندان مبارک شہید ہوا ہے۔ اس عرصہ میں حضرت حمزہ اور دو صحابہ کرام نے شہادت پائی اور کافروں نے اپنے ظلم و ستم سے ان کو مثلہ کیا۔ یعنی ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹے یہ دیکھ کر اصحاب کبار کی آتش خشم نے جوش مارا پھر فوراً اپنی فوج لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور مانند برق کے ان پر گرے اور نہایت جوشیلے فلک شگاف نعرے مار مار کر کفار کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اپنے برق رفتار گھوڑے کو چمکایا اور اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر نعرہ بلند کیا۔ اور پھر اپنے گھوڑے کو برق کی طرح سے کفار پر ڈال دی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ حضرت عباس پکڑے ہوئے تھے کہ فوراً جبرائیل نازل ہوئے اور انہوں نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فرشتے آپ کی مدد کو آتے اور کافروں کا سر تن سے جدا کرتے ہیں۔ غرض لشکر اسلام نے فتح و کامیابی پائی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں خوش خبری دینے کیلئے بھیجا۔ ادھر تمام اہل مدینہ اور اہل بیت آوازہ بدر سے گھبراتے تھے خبر ظفر و کامیابی کی سن کر شاد ہو گئے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مسلمانوں کی لاشیں بعد نماز جنازہ دفنائیں اور کچھ لاشوں کو مدینہ منورہ میں لے آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے بیٹے اور بھائی کو دیکھ کر کہا

Marfat.com

کہ اگر ہزار بیٹے اور بھائی ہوتے تو بھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے آپ نے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے مُردوں کی تعزیت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی ہوتا تو ان کی بھی تعزیت کرتا۔ یہ فرمان سن کر سب مردوزن نے اپنے مُردوں کو چھوڑ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی بلکہ اب تک ملک عرب میں یہ رسم جاری ہے کہ کوئی بھی کسی مُردے کی تعزیت کے واسطے آوے تو وہ پہلے تعزیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرے گا اور بعد میں اس کی کرے گا۔ جس کے واسطے وہ وہاں گیا ہے۔ اس واقعہ والی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان..... احوال جنگ بدر الصغریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنگ احد کی لڑائی سے اگلے سال ماہ محرم میں بڑا قحط پڑا سب لوگ وہاں کے خراب وتباہ ہوئے۔ پھر کافروں نے خوف دلانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ میں تدبیر و مصلحت سے کی تھی اور یہ قصہ مدینہ منورہ میں ہوا تھا کہ آپ نے اپنے کفر و فریب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا تھا کہ آپ کی فوج بہت ہارگئی اور اس سال قوی و زبردست ہے جو آپ نے ان کی طرف کا قصد نہ فرمایا۔ لیکن آپ نے اس بات پر قطعی عمل نہیں کیا آپ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

بیت الحرام و ہدیہ اور تحفہ بھجوایا اور بہت سے مساکین لوگوں کو خیرات دی اور اپنے صحابیوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

بیان.....احوال جنگ خیبر

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں ۷ھ میں حج مبارک سے فارغ ہو کر جعفر طیار سے مژدہ مسلمان ہونے نجاشی کا سنا۔ پھر خبر صلح پارس کی پہنچی۔ اس کے بعد آپ نے خیبر کی طرف بارادہ جہاد کوچ فرمایا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور ادھر خیبر کے یہود بھی فوج کثیر لے کر مقابلہ کو آئے۔ جب لشکر دونوں طرف کا صف کشیدہ ہوا۔ تب ایک مرد مسلمان نے سات یہودی جہنم رسید کئے اور پھر اس نے شہادت پائی۔ پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بلوا کر حکم جنگ کا صادر فرمایا اور اس وقت حضرت علی کی آنکھوں میں شدید درد تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا۔ آرام ہوتے ہی حضرت علی مرتضیٰ اپنے تیز برق رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنی تلوار کو اپنے ہاتھ میں لے کر میدان جنگ میں آ کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ یہ سنتے ہی یہودیوں نے آپ پر شدید حملہ کیا۔ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حملہ میں بہت سے کافروں کو فی النار والسقر کیا اس عرصے میں ایک یہودی پہلوان رستم زماں لاف مارتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی شیر خدا پر حملہ کیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو ہاتھ ایسا مارا کہ آپ کی تلوار سے وہ گھوڑے سمیت دو ٹکڑے ہوا۔ کافروں نے یہ حال دیکھ کر ہزیمت اور شکست کھائی اور پھر انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی پس اس وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے در خیبر کو پکڑ کر زور کرامت کا دکھایا تو تمام قلعہ میں لرزہ زلزلے کا سا پڑ گیا اور خدا کے حکم سے دروازہ اکھڑ کر حصار اور فصیل کے پیچھے گرا پھر تو لشکر اسلام بھی قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں مال و دولت بہت کچھ ہاتھ آیا۔ اور بہت یہودی قتل ہوئے اور کثیر تعداد میں مرد و زن گرفتار ہو کر قید ہوئے اس میں ایک عالی خاندان بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ ان بی بی نے ایک خط مہر میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے موقوفی خراج میں لکھوا کر اپنی قوم کو دیا۔ چنانچہ وہ خط ان کے پاس اب تک موجود ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

بیان.....وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ آٹھویں تاریخ ذوالحجہ کو خاتم الانبیاء نے اپنے تمام صحابہ کرام کے ساتھ

Marfat.com

Marfat.com

ہے۔اس کے پیچھے حضرت عمر فاروق نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ عدل میرے اٹوٹ لیا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ عدل میں ہوں پھر حضرت عثمان غنی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک ورق قرآن شریف سے ہوا پر اڑ گیا ہے فرمایا آپ کے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اے عثمان ورق قرآن مجید کا عبارت میری روح سے ہے اور تن سے مراد ہوا ہوگی۔پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ڈھال ٹوٹ گئی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیری میں تھا اور اس کا ٹوٹنا میرا اس دار فانی سے جانا ہے اس کے بعد حسنین نے کہا یا جدی ہم نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت بزرگ گر پڑا آپ نے اس خواب کی تعبیر یوں بیان فرمائی کہ اے میرے فرزند، وہ درخت میں ہوں کیونکہ میں اس جہان سے جانے والا ہوں اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہ خواب دیکھا کہ میرے گھر کا ستون گر پڑا آپ نے اس کی تعبیر یوں بیان کہ اے عائشہ! جو عورت یہ خواب دیکھے تو مستقبل قریب میں اس کا شوہر ہی مرتا ہے۔اس وقت سب صحابہ کرام اور تمام بیبیاں اور سارے اہل بیت زار زار روئے اور بہت ہی پریشان و مضطرب و بے قرار ہوئے۔پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابیو بیماری کی شدت مجھ پر بہت ہے آپ لوگ بلال سے کہو کہ وہ سارے مدینہ میں اعلان کر دیں کہ صرف دو روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ جس شخص کو دعوی کسی قسم کا مجھ پر ہو وہ آ کر مجھ سے وصول کر لے اور اپنا حق قیامت کے دن پر موقوف نہ رکھے۔ الغرض ایک مرد عکاشہ نامی نے دعوی تازیانے کا کیا اور کہا یارسول اللہ جنگ احد میں آپ کے ہاتھ سے میری پیٹھ پر کوڑا لگا تھا۔لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس کا عوض مجھے مل جائے۔چنانچہ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں سے وہ کوڑا جو کہ سات سیر وزن کا تھا منگوایا اور تمام لوگوں کو عکاشہ کے بدلہ لینے کا معلوم ہوا تو ہر ایک صحابہ کبار وغیرہ اس سے کہتے تھے کہ اے عکاشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے ہمارے بدن پر دس دس بیس بیس چالیس چالیس کوڑے مار لے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت شدید بیماری میں مبتلا ہیں اس سے درگزر کر۔لیکن وہ کسی طرح سے راضی نہ ہوا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ کوڑا اپنے ہاتھ میں لے اور بقدر چالیس مار آپ کے فرمان کے مطابق عکاشہ نے درہ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ننگی پیٹھ پر کوڑا کھایا تھا اور آپ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیراہن اتار دیا اور موجودہ حاضرین اس وقت زار و قطار روتے تھے اور اپنی زبان

Marfat.com

سے کہتے جاتے تھے۔

عکاشہ تو نے آخر بات ہم سب کی نہیں مانی چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

چنانچہ عکاشہ پشت مبارک کے قریب آ کھڑا ہوا اور پہلے اس نے مہر نبوت کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی فوراً اس نے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پھر کانپتا ہاتھ سے چھپتے ہوئے آپ کے قدم مبارک پر گرا اور کہنے لگا اے سید المرسلین مجھ مسکین کی کیا طاقت ہے کہ آپ کے غلاموں کی پشت تک بھی پہنچ سکوں۔ میں کمینہ نالائق آپ کی درگاہ کا ہوں میرے پیچھے پر کس [illegible] نے اسی روز بخش دیا تھا۔ اب تو خوش میری یہی تمنا تھی کہ میں [illegible] کی زیارت کروں اور پھر آتش دوزخ سے بے فکر ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاشہ [illegible] نصیب تیرے کہ [illegible] پھر [illegible]

Marfat.com

خدا سے اور کہا حکم الٰہی یوں بھی ہے کہ اگر آپ دنیا میں رہنا منظور کریں تو جتنی عمر چاہیں عنایت کر
دوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مرضی الٰہی کس میں ہے انہوں نے کہا مرضی الٰہی تو آپ کو
جنت میں بلانے کی ہے کیونکہ دوزخ کی آگ سرد کی گئی ہے اور آپ کے واسطے جنت کو آراستہ کیا گیا
ہے اور وہاں سے حور و غلمان آپ کے منتظر ہیں وہ تمام اپنا بناؤ سنگار کر کے مستعد خدمت کے ہیں یہ سن
کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی راضی برضائے مولا ہوں۔ پھر فرمایا اخی جبرائیل!
تیرے جانے کی بعد تو اس دنیا میں آوے گا یا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آپ سے بعد دس بار اور دنیا میں آؤں گا ہر ایک بار ایک چیز دنیا سے لے جاؤں گا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کیا کیا چیزیں ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول بار تو جو گوہر عہد دنیا سے لے جاؤں گا اور دوسری بار گوہر شرم اور تیسری بار گوہر
محبت اور چوتھی بار گوہر عدل اور پانچویں بار گوہر برکت چھٹی بار گوہر سخاوت اور ساتویں بار گوہر
صداقت اور آٹھویں بار گوہر جلال اور نویں بار گوہر علم اور دسویں بار ہر کت قرآن مجید کی لے جاؤں
گا۔ بس یہ دس چیزیں میں آپ کے بعد لینے آؤں گا پھر اس کے بعد آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور
اسرافیل صور پھونکیں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا
کہ میرے بعد میری امت کا کیسا حال ہوگا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ آپ اپنی امت کو میرے سونپ دو اور پھر میں بروز قیامت اس کو واپس کر دوں گا پھر آپ
نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ غسل میت میری کا کون دیوے گا اور کون کفن پہنائے گا
اور نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور میں کہاں دفنایا جاؤں گا۔ یہ سن کر جبرائیل علیہ السلام دربار الٰہی میں
گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے اور آ کر بولے کہ اللہ تعالیٰ کا یوں فرمان ہوا ہے کہ ابوبکر صدیق
امامت کریں اور حضرت علی مرتضیٰ غسل دیں اور کفن پہنائیں اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
حجرے میں دفن ہو کر آرام فرمائیں پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ
اے میرے صحابیو! حلال و حرام میں فرق جاننا اور اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اور فقیروں کو ان کے حق سے
محروم مت کرنا اور زن و فرزند یتیم و ہمسایہ پر شفقت کرنا اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ دینا اور اس
وقت سب حاضرین مجلس کا غم سے عجب حال تھا اور مانند نقش دیوار ہو گئے تھے خصوصاً حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جگر گوشہ میری رنج نہ کرنا کیونکہ بعد چھ ماہ کے
تم بھی میرے پاس آ جاؤ گی اس وقت خاتون جنت کو تسکین ہوئی۔ پھر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اے عزرائیل! جتنی سختی اور تکلیف جان کنی عالم میں ہے وہ تو مجھے ہی دیدے لیکن میری

Marfat.com

چند اشعار برائے تعزیت

Marfat.com

بیان فضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے۔ ریاضت و مجاہدہ و مکاشفات و مشاہدہ ان کا خارج از بیان ہے۔ ان کے احوال عبادت کا تو یہ حال ہے کہ حماد بن سلیمان کہتے ہیں کہ وہ تمام رات عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اول نصف شب وہ جاگتے تھے۔ ایک روز راہ میں تشریف لے جا رہے تھے اچانک ایک آدمی نے کہا یہ شخص تمام رات عبادت الٰہی کیا کرتا ہے۔ بعد اس کے وہ تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ لوگ میری ایسی توصیف بیان کریں جو مجھ میں نہ ہو اور ان کے احوال زہد کی یہ کیفیت تھی کہ ایک روایت ہے ربیع بن عاصم سے کہ بلایا میرے تئیں یزید بن ہبیرہ نے پس میں ابوحنیفہ کو لے گیا۔ پس یزید بن ہبیرہ ان کو بیت المال سونپنے لگے لیکن ابوحنیفہ نے انکار کیا۔ اس نے قسم کھائی میں چابک مارے۔ پس آپ نظر کریں کہ کس طرح وہ ولایت سے بھاگے اور چند اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ اور واثلہ بن الاسقع سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مبارک کے روبرو کسی نے ابوحنیفہ کو برائی کے ساتھ یاد کیا اس وقت عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ تم ذکر ایسے شخص کا کہ تمام دنیا اس کی طرف متوجہ ہے اور وہ شخص دنیا سے بھاگتا ہے اس طرح نہ کرو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ مقدس مطہر پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے کہا السلام علیکم یا سید المرسلین۔ اور آپ جواب سے بھی مشرف ہوئے اور آواز آئی کہ وعلیک السلام یا امام المسلمین محمد بن شجاع سے ایک روایت ہے کہ امیر المومنین ابوجعفر عباسی نے دس ہزار درہم حضرت ابوحنیفہ کے پاس بھیجے ان کو لے کر اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ اور جب میں مر جاؤں تو یہ درہم واپس کر دینا اور ان سے کہنا کہ یہ وہی تمہاری ودیعت ہے جو آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ کے پاس چھوڑی تھی۔ ایک روایت ہے کہ ان کو خلیفہ نے ولایت قضا دینے کے واسطے بلایا تو آپ نے فرمایا میں لائق قضا کے نہیں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے یہ کس واسطے فرمایا تو آپ نے اس سے کہا اگر یہ بات میری سچی ہے تو میں قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو جھوٹا بھی قاضی ہونے کے لائق نہیں ہے ایک روایت شریک نخعی سے ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر السکوت تھے اور بہت کم سخن فرمایا کرتے تھے لیکن جب زیادہ ضروریات ہوتی تو آپ گفتگو فرمایا کرتے ورنہ خاموشی اور سکوت فرمایا کرتے۔

Marfat.com

بیان..... فضیلت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ساتھ یمن کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں سے دس ہزار درہم لے کر مکے میں تشریف لاتے تھے اور آپ نے مکے سے باہر ایک خیمہ استادہ کیا اور شام تک وہ سب درہم تقسیم فرما دیئے ایک بار آپ حمام میں تشریف لے گئے اور حمامی کو مال کثیر دے کر تشریف لے گئے ایک روز برسواری آپ کے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا ایک شخص نے فوراً اٹھا کر آپ کو دیا آپ نے اس کو اسی وقت پچاس دینار کا انعام دیا۔ اور سخاوت آپ کی بیان تحریر سے باہر ہے اور یہ سخاوت آپ کی زہد پر دلیل ثابت کرتی ہے اس واسطے کہ محب دنیا و دولت کا امساک کرتا ہے اور زاہد پاکباز دنیا کی تفریق سے اپنے دل کو پاک کرتا ہے اس کی نظر میں دنیا حقیر شے کی مانند ہے درحقیقت ایسا ہی شخص زاہد پاکباز ہوتا ہے اور شدت خوف خدا اس درجے پر تھی کہ سفیان بن عیینہ نے ایک روز حدیث شریف خوف والی پڑھی اس کے سنتے ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو غش آ گیا۔ لوگوں نے سفیان سے عرض کی کہ اس حدیث نے محمد بن ادریس کی جان قبض کی ہے فرمایا اگر سچ ہے تو افضل زمانہ میرا ہے عبداللہ بن محمد سے روایت ہے کہ میں بغداد میں نہر کے کنارے وضو کرتا تھا اور اس وقت امام شافعی عراق سے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے غلام پورے طور سے وضو کر اپنا تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے نفس میں نیکی کرے اور تجھ کو اپنا پسندیدہ بنا لے چنانچہ میں وضو سے بافراغت ہو کر جلدی سے آپ کے نزدیک آیا۔ پھر انہوں نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھ کو کچھ حاجت ہے میں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ آپ مجھ کو سکھاؤ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جان تو جو کوئی سچ بولے گا یقیناً سخاوت پاوے گا اور جو کوئی اپنے دین میں ڈرے گا وہ ہلاکت سے سلامتی میں رہے گا اور جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی اس کا دین کامل ہو گا ایک جو دوسرے کو امر نیک بتائے اور خود اس پر عمل پیرا ہو۔ دوسرے وہ جو کار بد سے منع کرے اور آپ بھی اس کار بد سے باز رہے تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو حدیں شرع میں باندھی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زاہد اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا رہا۔ وہ سخاوت پائے گا۔ کسی نے امام شافعی سے پوچھا کہ ریا کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ریا بذات خود ایک فتنہ ہے کہ خواہش نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور ان کی آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اسی وجہ سے وہ نفس کی بدی اور گناہ کا خیال کرتے ہیں اور اسی واسطے وہ اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے تئیں نگاہ رکھے اس کو علم کوئی نفع نہ دے گا اور جو کوئی علم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اس پر اسرار الٰہی کھلیں گے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب احوال لکھ کر فرمایا کہ خلوص نیت امام شافعی کی اور بے ریائی ان کی اس

Marfat.com

بیان فضیلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

وقت ذکر کیا جائے علماء کا پس امام مالک ان میں سے مانند نجم کے ہیں اور نہیں ہے کسی کا احسان مجھ پر زیادہ امام مالک سے اور زہد بھی ان کا اس درجے پر تھا کہ امیر المومنین مہدی نے ان سے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں لیکن میں نے ربیع بن عبدالرحمٰن سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نسبت آدمی کی اس کا گھر ہے۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں پس اس نے ان کو ایک ہزار دینار دیئے اور فرمایا کہ اس سے گھر خرید و لیکن امام مالک نے وہ دینار خرچ نہ کئے ویسے ہی رکھ دیئے جب ہارون رشید نے ارادہ مدینے سے جانے کا کیا تب امام مالک سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ میں لوگوں سے تمہاری کتاب موطا پر عمل کراؤں گا جس طرح کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے جمع کئے ہوئے قرآن مجید پر لوگوں کو اکٹھا کیا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ موطا پر عمل کروانے کی تو کوئی سبیل نہیں ہے اس واسطے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کئی ملکوں میں متفرق ہوئے اور انہوں نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اور تمام اہل شہر کے پاس علم موجود ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بہتر ہے واسطے لوگوں کے اگر وہ جانیں اس کی قدر و منزلت کو اور مدینہ میں یہ خاصیت ہے کہ آدمی کی خباثت کو ایسا نکالتا ہے جیسے بھٹی میں لوہے کا میل نکل جاتا ہے اور وہ جو آپ کے دینار ہیں سو وہ حاضر خدمت ہیں اگر مزاج چاہے تو اس کر لے جاؤ یا پھر اس کو چھوڑ جاؤ۔ یعنی مدینہ منورہ کی مفارقت مجھ کو تکلیف دیتی ہے بسبب اس مال کے اور میں مدینۃ الرسول پر کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب ان کا علم دنیا میں منتشر ہوا تو ہر طرف سے لوگ مال کثیر بھیجتے تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان سب چیزوں کو خیر کے کاموں میں صرف کیا کرتے تھے اور امام فرماتے تھے کہ نہ ہونا مال کا زہد نہیں ہے بلکہ زہد تو فارغ کرنا قلب کا ہے۔ اور محبت کرنا مال سے اس واسطے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس سلطنت ہفت اقلیم کے زاہد تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ میں نے دروازے پر امام مالک کے خراسان کے بچھڑے اور مصر کے خچر دیکھے کہ ان سے بہتر پھر کہیں نہیں دیکھے تھے میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ کیا خوب ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اپنی سواری کے واسطے رکھ لیجئے کہنے لگے کہ میں شرماتا ہوں خداوند قدوس سے کہ میں پامال کروں دابے سے اس خاک کو کہ جس جگہ قدم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑا۔ نقل ہے کہ ایک روز ہارون رشید نے کہا کہ آپ ہمارے یہاں آیا کرو تا کہ ہمارے لڑکے تم سے آپ کی کتاب مؤطا پڑھیں۔ یہ سنکر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اَعَزَّ اللّٰہُ الْاَبِیْرُ یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ پس اگر تم عزت دو گے تو عزیز ہوگا اور تم ذلت دو گے تو ذلیل ہوگا۔ اور علم بذات خود کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ

Marfat.com

علم کے پاس سب آتے ہیں۔ یہ سن کر ہارون رشید نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ پھر اپنے بیٹوں سے کہا کل سے تم بھی مسجد میں دیگر لوگوں کی طرح جایا کرو۔

بیان..... فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

کتاب تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہے کہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل میں ایسی خصلت ہے جو مجھ میں نہیں ہے کہ وہ حلال کھاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ معتصم نے حاکم کوفہ کو لکھا کہ امام احمد بن حنبل کو پکڑ وا منگایا تاکہ ان سے قرآن مجید کو مخلوق کہلوائیں۔ چنانچہ امام موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر تازیانے مارے تاکہ وہ اس ناقابل برداشت سزا کو دیکھ کر قرآن مجید کو مخلوق کہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ اور ہر وقت یہی کہا کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے میں کس طرح اس کو مخلوق کہوں اگر میں آپ کا ازار بند کھل گیا ہاتھ بندھے ہوئے تھے مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور اس نے آپ کا ازار باندھ دیا جب یہ حال دیکھا تو آپ کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد شدید بیمار ہوئے اور اسی عارضہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کی شہر میں دھوم تھی اور دور دور سے شخص جس کی وجہ سے دھوم تھی اس شخص نے اپنے دل میں کہا کہ امام احمد بن حنبل کی یہاں یہ دھوم ہے آج رات آپ کے گھر میں چوری کروں گا۔ چنانچہ رات کو وہ چور آپ کے گھر میں داخل ہوا اور ایک صندوق میں گھس گیا۔ اس صندوق میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کفن رکھا ہوا تھا۔ وہ چور اس کفن کو لے کر چلا۔ راستہ میں ایک قافلہ والوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اس کو مارا پیٹا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس کنوئیں میں پہلے سے بہت سے چور قید تھے۔ یہ بھی ان کے ساتھ قید ہو گیا۔ اس کنوئیں میں ایک سانپ تھا۔ وہ ایک ایک کر کے سب چوروں کو کھا گیا۔ جب اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں تو امام احمد بن حنبل کا کفن چرا کر لایا ہوں۔ تو سانپ نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن مخلوق نہیں ہے۔ جب سانپ نے یہ سنا تو اس کو بھی چھوڑ دیا۔ صبح کو قافلہ والے آئے تو اس کو بھی قاتل سمجھ کر مار ڈالا۔ اس طرح اس کی بھی موت آ گئی۔

Marfat.com

تب وہ روٹی دھری رہی لیکن اس روٹی کو کسی محتاج نے نہ لیا۔ آخر الامر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ اور امام احمد بن حنبل نے پوچھا کہ وہ روٹی کیا ہوئی تو عرض کیا کہ وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ چنانچہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت سے اس دریا کی مچھلی بھی نہ کھائی۔ منقول ہے کہ آپ سے جو کوئی مسئلہ پوچھتا تھا جواب دیتے تھے اور اگر مسئلہ حقائق کا ہوتا تو بشر حافی کا حوالہ دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ رضا کے کیا معنی ہیں۔ جواب دیا کہ اپنے سب کام خدا کو سونپنا پھر پوچھا کہ محبت کے کیا معنی ہیں تو فرمایا اس مسئلہ کو بشر حافی سے دریافت کرو پھر پوچھا کہ زہد کسے کہتے ہیں۔ فرمایا زہد کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو حرام کا ترک کرنا اور یہ زہد عوام ہے دوسرا زیادتی حلال کی ترک کرنا اور یہ زہد خاص ہے۔ تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا کو بھلا دیوے اور یہ زہد عارفاں ہے۔ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات کے قریب پہنچے تو لوگوں نے انہیں زخموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ذکر کیا تو آپ نے بھی اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ ابھی مکمل آرام نہیں ہوا ہے پھر آپ کے فرزند نے پوچھا کہ آپ اس وقت کیا فرماتے ہیں۔ کہا میرے سامنے شیطان کھڑا ہے اور وہ ہاتھ مل مل کر نہایت افسوس سے کہتا ہے کہ اے احمد تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے بچا لے گیا۔ تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ ابھی نہیں۔ ابھی تو چند تنفس باقی ہیں اے فرزند ابھی فریب شیطان اور سلب ایمان سے بہت نڈر نہیں ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کے جنازے پر ہزارہا پرندے آ کر رونے لگے اور اپنی بیتابیاں دکھانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر چالیس ہزار گبر و ترسا (آتش پرست اور نصرانی) و یہود مسلمان ہوئے اور اپنی زناریں توڑ ڈالیں اور پکار پکار کر بولے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد بن خزیمہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یا امام المومنین اللہ تعالیٰ سے کیسا معاملہ رہا۔ تو حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افضال عمیم و الطاف قدیم سے مجھے بخش دیا اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا اور پھر فرمایا کہ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تو نے میرے کلام کو مخلوق نہ کہا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے لوگ کم ہیں لیکن ان کے ورع اور زہد کے احوال مشہور ہیں۔ اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے آمین

ثم آمین

Marfat.com

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

Marfat.com